قال رسول الله ﷺ: لو كان الدين عند الثريا لذهب به رجل من فارس أو قال: من أبناء فارس حتى يتناوله (صحيح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا کی بلندی پر بھی ہو تو اہل فارس (یا فرمایا: ابناء فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا

امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کی علمی فضیلت

ترجمہ

اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ

مصنف

محدث شہیر مورخ کبیر امام ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری متوفی ۴۳۶ھ

مع

عقائد اہل سنت بزبان امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

شرح وصیۃ الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ

شارح: شارح ہدایہ علامہ اکمل الدین بابرتی متوفی ۷۸۶ھ

مترجم: مفتی حامد حسین القادری الشاذلی

محرک: مولانا عاطف سلیم نقشبندی

پروگریسو بکس

امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کی علمی فضیلت

ترجمہ

اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ

بار اول .... نومبر 2019ء

پرنٹرز .... آر، آر پرنٹرز، لاہور

ناشر .... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

قیمت .... =/ روپے

ملنے کے پتے

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور
فون 042-37112941 0323-8836776

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail; millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلی کیشنز
دوکان نمبر 5- نا سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب کی علمی فضیلت

ترجمہ:

اَخۡبَارُ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ وَاَصۡحَابِہٖ

صفحہ: 4 تا 337

عقائد اہل سنت بزبان امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:

شَرۡحُ وَصِیَّۃِ الۡاِمَامُ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ

صفحہ: 339 تا 472

قال رسول اللہ ﷺ: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ اَوْ قَالَ: مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهُ (صحیح مسلم:2546)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا کی بلندی پر بھی ہوا تو اہلِ فارس (یا فرمایا: ابناءِ فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔

امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب رحمہا اللہ تعالیٰ کی علمی فضیلت

ترجمہ:

اَخْبَارُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ

مصنف: محدث شہیر، مؤرخ کبیر امام ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری

[ولادت: ۳۵۱ھ وفات: ۴۳۶ھ]

مترجم: مفتی حامد حسین القادری الشاذلی

فہرست

❖❖❖❖❖

عرضِ ناشر

الحمد للہ کہ ادارہ پروگریسو بکس کے قیام سے لے کر اب تک ہم کارپردازان ادارہ ہمت وقت اور ہر آن اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ اس ادارے سے مذہبیات اور ادبیات پر بہترین کتب اپنے کرم فرما حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ رحمت اور قارئین کرام کے تعاون سے ہم آج تک اسی نصب العین کی تکمیل میں مشغول و مصروف رہے ہیں اور اب تک ہم نے اپنی جو مطبوعات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں' ان کی پسندیدگی اور قبولیت نے اس راہ میں ہمیں اور زیادہ سرگرم عمل بنادیا ہے اور اب تک دینی کتب کے اصل متون یا ان کے تراجم کو موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے پیش کرنا ہی ہمارا مقصود اور نصب العین بن گیا ہے۔

انشاء اللہ! ہم اس راہ میں اور زیادہ سرگرمی سے اپنے قدم اُٹھائیں گے۔ آفتابِ رسالت سے اقتباس شدہ ہدایت کا ذریعہ آیاتِ قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر فکرِ آخرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان ایسے عقائد و خیالات اور اعمال کو اپنائے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو بلکہ راضی ہو اور یہ ان بارگاہِ رسالت کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی بات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا ادارہ پروگریسو بکس نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی نادر کتابیں شائع کی ہیں' جیسے صحیح ابن حبان' صحیح ابن خزیمہ' مسند حمیدی' سنن ابوداؤد شریف' مؤطا امام مالک' مؤطا امام محمد' شرح مسند امام اعظم' شرح المعجم الصغیر للطبرانی' ریاض الصالحین' احیاء العلوم' تاریخ الخلفاء، شرح ریاض الصالحین، شرح سنن ابوداؤد، شرح بہارِ شریعت، مختصر صحیح بخاری، مختصر صحیح مسلم اور دیگر ادارہ خریدار حضرات کی ڈیمانڈ پوری کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔

ادارہ اس سے پہلے بھی مفتی الحافظ حامد حسین القادری الشاذلی کی کتاب ''الاعتقاد'' اور دیگر کتب بھی شائع کر چکا ہے جنہیں اہلِ علم کے حلقہ میں بہت پذیرائی ملی، اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ ہم اَخْبَارُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابِہٖ (مصنف: محدث شہیر، مؤرخ کبیر امام ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری،

متوفی: ۴۳۶ھ) بنام "امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب رحمہا اللہ کی علمی فضیلت" اور اس کے ساتھ ہی شَرْحُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (مصنف: امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی: ۱۵۰ھ) (شارح: شارح ہدایہ علامہ اکمل الدین بابرتی متوفی: ۷۸۶ھ) بنام "عقائد اہل سنت بزبان امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" ان دونوں کتابوں کا سلیس اردو ترجمہ اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔

ان دو عظیم کتابوں کے ترجمہ کی خدمت کو سرانجام دینے والے مفتی الحافظ حامد حسین القادری الشاذلی ہیں۔ انشاء اللہ! یہ سلسلہ آگے جاری رہے گا۔ ہم نے اپنی مطبوعات کو حسن صوری سے آراستہ پیراستہ کرنے میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے، جس قدر بھی ممکن ہو سکا اور جماعتی حسن سے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپ نے ہماری اس کوشش کو سراہا ہے۔ اسی نصب العین کے تحت پیش نظر کتاب "أَخْبَارُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَصْحَابِهِ" مع "شَرْحُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" کو بھی بھرپور طریقے سے حسن معنوی کی طرح حسن ظاہری سے آراستہ کرنے میں بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔ اُمید ہے کہ یہ گراں مایہ کتاب ہماری دیگر مطبوعات کی طرح آپ سے شرف قبول حاصل کرے گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ جب آپ اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں تو اپنے لیے دعا کرتے ہوئے ہمارے ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے بھی ضرور دعا مانگیں۔

والسلام!

☆ میاں غلام رسول

☆ میاں شہباز رسول

☆ میاں جواد رسول

☆ میاں شہزاد رسول

❖❖❖❖❖

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اکرم الآخرین علی الاولین وفضل امۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی سائر الامم الاولین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین واکرم الاولین والآخرین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین وعلی مجتہدی امتہ وعلماء وفقہاء ملتہ الی یوم الدین۔

امابعد:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت اورفلاح وبہبود کے لیے اپنے نبیوں اوررسولوں کو دنیا میں مبعوث فرمایا یہ سلسلہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا اورآخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ختم ہوگیا۔حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فانی دنیا سے کوچ کرجانے کے بعد شریعت اسلامیہ کے تحفظ وتبلیغ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کے علماء وفقہاء ڈالی ہے۔قرون اولیٰ سے لے کر اس وقت تک علماء وفقہاء وصوفیاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی حتی المقدور سعی جمیلہ کی اوران شاء اللہ تعالیٰ کرتے رہیں گے۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد سے لے کر اب تک امت محمدیہ کو ہر دور میں مختلف مسائل ومصائب سے دوچار ہونا پڑا۔قانون فطرت ہے کہ جب تاریکیاں، فتنے اور مشکلات عالم رنگ وبو میں سر اٹھاتی ہیں توان کا سر دبانے کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو ظاہر فرمادیتا ہے جن کی وجہ سے تاریکیوں کے بادل روشنیوں سے چھٹ جاتے ہیں، پے درپے الٰہی ضربوں کی وجہ سے فتنے مٹ جاتے ہیں یا پھٹ جاتے ہیں اور مشکلات،آسانیوں کا جامہ پہن لیتی ہیں یوں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو چین کا سانس لینے کا موقع میسر آتا ہے اور فضاء امن وسکون کی خوشبو سے معطر ہوجاتی ہے۔کچھ عرصہ یوں ہی گزرتا ہے پھر وہی سلسلہ نئی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر ان کے سدباب کے لیے رب کائنات نئے مردان خدا کو دنیا میں بھیجتا ہے۔

تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں جب مختلف ادیان باطلہ کے لوگوں نے اسلام قبول

کرنا شروع کیا تو ہر علاقے کی تہذیب وتمدن اور وہاں کے رسوم ورواج کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نئے نئے مسائل پیدا ہونے شروع ہو گئے جن کے متعلق قرآن مجید کی آیات بینات اور احادیث طیبات بظاہر خاموش نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے امت محمدیہ کی رشد واصلاح کے لیے ان مختلف امور کا حل شریعت کی روشنی میں ہونا ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ تابعین کے دور میں جہاں مختلف فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا وہاں حضرات تابعین عظام کو نت نئے پیش آمدہ مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کا مسئلہ بھی پیش آیا کہ قرآن وسنت کو سامنے رکھ کے کچھ ایسے اصول وضوابط مقرر کیے جائیں جن کی روشنی میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل بآسانی تلاش کیا جاسکے چنانچہ سب سے پہلے عراق کے شہر کوفہ کی رہنے والی ایک ہستی کو الہام ہوا کہ اس مسئلے کی طرف توجہ کی جائے، چنانچہ اس قدسی صفات ہستی نے جلیل القدر فقہاء وعلماء کیساتھ مل کر قرآن وسنت کو سامنے رکھ کے اصول وضوابط مقرر فرمائے لیکن چونکہ زمانہ نبوی کو گزرے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا اور اس دور میں حدیث کا زور بہت زیادہ تھا اور لوگ حدیث کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے اس لیے شروع شروع میں اس ہستی کے اصول وضوابط کو محدثین اور دیگر افراد پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔

اس کی وجوہات کیا تھیں؟ اس وقت کی تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی متعدد وجوہ تھیں جن میں سے غالب دو وجوہ تھیں:

اول: ان میں سے متعدد علماء ایسے تھے جن کو صحیح صورت حال کا علم نہیں تھا اور وہ غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے۔

دوم: ان میں سے بعض علماء ایسے تھے جنہیں یہ خدشہ تھا کہ کہیں اس ہستی کے اصول وضوابط کو احادیث ہی نہ سمجھا جانے لگے۔

زیر مطالعہ کتاب ''اخبار ابی حنیفة واصحابہ'' کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر وہ ان اصول وضوابط کو رائے کہنے لگے جو بعد میں فقہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جب اس وقت کے علماء ومحدثین کو صحیح صورت حال سے آگاہی حاصل ہوئی تو ان میں سے اکثر نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیا اور وہ اس ہستی کی عظمت، فقاہت، ثقاہت اور زہد وتقویٰ کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا اور ان کے مخالفین وحاسدین کا رد کیا۔

قارئین کرام! اس ہستی کو دنیا کاشف الغمہ، سراج الامہ، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ کا امت محمدیہ پر یہ احسان ہے کہ سب سے پہلے فقہ مدون کی اور پھر آپ

علیہ الرحمہ کے اصحاب کا یہ احسان ہے کہ جنہوں نے دنیا کے کونے کونے میں فقہ حنفی کو پہنچایا اور آج تک دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کا اکثر حصہ آپ علیہ الرحمہ کی فقہ، فقہ حنفی پر کاربند ہے۔

یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے اور ذرا بھر بھی اس کا حقیقت سے تعلق نہیں ہے کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف ہے بلکہ حق اور سچ یہ ہے کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ ہر منصف مزاج آدمی جب قرآن واحادیث کو گہری نظر اور وسعت نظری سے پڑھتا ہے اور پھر فقہ حنفی کو پڑھتا ہے تو اس پر یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے۔

متعدد ائمہ احناف نے مستقل کتب احادیث تصانیف کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے۔

قرآن کا بیان کردہ قاعدہ ہے کہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین میں باقی رکھتا ہے اور اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبان پر جاری رہتا ہے چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے جو چمنستان آباد کیا تھا آج بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان شاء اللہ اٹھاتے رہیں گے تو قرآنی اصول کے مطابق امام اعظم علیہ الرحمہ کا چرچا باقی رہنا ہی تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ توفیق وعنایت سے جلیل القدر علماء وفقہاء ومحدثین کرام نے امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کی سیر وسوانح پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں چنانچہ شیخ احمد بن الصلت متوفی: ۳۰۸ھ نے مستقل کتاب امام اعظم علیہ الرحمہ کے مناقب پر لکھی۔ پھر امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلمہ طحاوی متوفی: ۳۲۱ھ نے بھی آپ کے حالات پر کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ قاضی محمد بن حسن بن کاس ابوالقاسم متوفی: ۳۲۳ھ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام: ''تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان'' رکھا۔ امام طحاوی کے شاگرد حافظ ابوالعوام عبداللہ بن محمد بن احمد السعدی المعروف ابن ابی العوام نے آپ کے فضائل واخبار پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''فضائل ابی حنیفۃ واصحابہ'' رکھا۔ اسی طرح امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن احمد الحارثی البخاری متوفی: ۳۴۵ھ نے آپ کے مناقب پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''کشف الاستار'' رکھا۔ پھر ابویحیی زکریا بن یحیی نیشاپوری نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مناقب پر کتاب لکھی۔ فقیہ ابواحمد محمد بن محمد بن احمد نیشاپوری نے آپ کے مناقب پر ۱۲۰ اجزاء پر مشتمل ایک کتاب لکھی۔

ان دونوں کتابوں کا ذکر امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ نے تاریخ نیشاپور میں کیا ہے۔

پھر اس کے بعد امام ابوعبداللہ احمد بن علی صیمری متوفی: ۴۳۶ھ نے امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کے مناقب واخبار پر ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا ''اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ''۔ یہ کتاب اس

وقت اردو ترجمہ کیساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے([مذکورہ کتب کی فہرست ہم نے اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ کے مقدمہ سے حاصل ہے۔ ۱۲القادری الشاذلی۔])۔

اس کے بعد متعدد کتابیں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی سیر وسوانح پر لکھی گئی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چاروں فقہی مذاہب کیساتھ تعلق رکھنے والے علماء وفقہاء نے آپ کی عظمت وشان پر کتابیں لکھی ہیں۔

کچھ کتاب اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ کے بارے میں:

قاضی ابوعبداللہ احمد بن علی صیمری متوفی ۴۳۶ھ علیہ الرحمہ کی کتاب اپنے موضوع پر منفرد اور جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کو ہر دور میں مقبولیت حاصل رہی ہے۔ بڑے بڑے علماء وفضلاء نے اپنی اپنی کتب میں امام صیمری کی مذکورہ کتاب سے استفادہ کیا اور اس میں ذکر کردہ روایات سے استناد کیا ہے۔

کتاب اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ کی خصوصیات:

امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے تراجم وحالات زندگی پر مروجہ عام کتب پر علامہ صیمری کی کتاب اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ متعدد خوبیوں کی وجہ سے فائق نظر آتی ہیں؛ جن میں سے چند خصوصیات ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو صرف ایک فن اور موضوع کو حاوی ہوتی ہیں ،ان میں دوسرے موضوعات کو زیر بحث نہیں لایا جاتا یا اگر زیر بحث آبھی جائیں تو نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں جیسے علم کلام وعقائد کتب وغیرہ اور کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں چند موضوعات وفنون پر کلام کیا جاتا ہے اور کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں زندگی کے ہر شعبے کے افراد کے لیے رشد وہدایت کا سامان موجود ہوتا ہے بلاشبہ ایسی کتب کو ''جامع'' کہنا چاہیے ۔ایسی ہی کتب میں سے ایک کتاب ''اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ'' ہے کہ زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ افراد کی رشد وفلاح کا سامان اس میں موجود ہے۔

ویسے تو یہ تاریخ وسیر کی کتاب سمجھی جاتی ہے لیکن مشہور مقولہ ہے: ''قصص الاولین عبرۃ للآخرین'' (پہلوں کے قصے بعد والوں کے لیے عبرت کا سامان ہوتے ہیں) کے تحت اگر عمیق نظری سے اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو ہر مسلمان کو دور تابعین وتبع تابعین کی جہاں تاریخ فقہاء کی معلومات حاصل ہوں گی وہاں پر بہترین زندگی گزارنے میں یہ کتاب ممد ومعاون بھی ثابت ہوگی۔

اگر محبت کی نظر سے یہ کتاب ایک استاذ پڑھے تو اس کو اس سے حاصل ہوگا: استاذ کیسا ہونا چاہیے؟

استاذ کا اپنے طلباء کیساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ استاد اگر غریب ہے تو کیا اپنے فرائض سرانجام کیسے دینے ہیں اور اگر معاشی حوالے سے مستحکم ہے پھر پھر شاگردوں سے کیا اور کیسے معاملات کرنے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر طالب علم محبت کی نظر سے یہ کتاب پڑھے تو اسے اس کتاب سے کم ازکم یہ چیزیں اپنے شعبے سے وابستہ حاصل ہوں گی: ایک اچھا طالب کیسا ہوتا ہے؟ دوران تعلیم اس کی ترجیحات کیا ہونی چاہیے؟ اساتذہ کرام کی اہمیت کیا ہے؟ اساتذہ کرام سے محبت وعقیدت کیسی ہونی چاہیے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ایک عالم یا فقیہ اس کتاب کو محبت کی نظر سے پڑھے گا تو اسے معلوم ہوگا: عالم اور فقیہ کو کیسا ہونا چاہیے؟ علم کی پیچیدگیوں اور باریکیوں کو کیسے حل کیا جائے؟ حالات زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حق گوئی کے فرائض کیسے سرانجام دینے ہیں؟ علماء وفقہاء کی ترجیحات کیا ہونی چاہیے؟

اگر ایک تاجر محبت کی نظر سے یہ کتاب پڑھے گا تو اسے درج ذیل فوائد حاصل ہوں گے: نیک تاجر کیسا ہوتا ہے؟ تاجر کو دوران تجارت لوگوں کی ضروریات کا خیال کیسے رکھنا ہے؟ تجارت میں حلال کو ترجیح کیسے دینی ہے اور حرام سے کیسے بچنا ہے؟ مال تجارت میں حرام کی آمیزش ہوجائے تو کیا کرنا چاہیے؟ اگر کوئی ایسا آدمی خرید وفروخت کے لیے آئے جسے تجارت کا کچھ پتہ نہیں اس کے ساتھ اسلامی طریقے سے کیسے برتاؤ کرنا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ایک قاضی یا جج اس کتاب کو عمیق نظری سے پڑھے گا تو اسے کم ازکم یہ چیزیں ضرور ملیں گی: ایک اچھا قاضی اور جج کیسا ہوتا ہے؟ عہدہ قضا پر فائز ہونے کے بعد کیا کرنا چاہیے اور کن چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے؟ دوران کیس کن چیزوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے؟ بغیر کسی ملامت گر کی ملامت وزباؤ کے حق کے لیے کیسے فیصلے کرنے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ایک راہ سلوک پر چلنے والا اور صوفیاء کے مشن سے وابستہ آدمی اس کتاب کو پڑھے تو یہ کتاب اس کے لیے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ راہ سلوک پر کیسے چلنا ہے؟ صوفیاء سے محبت وعقیدت کیسی ہونی چاہیے؟ اپنے استاد وشیخ کے حکم پر کیسے عمل کرنا ہے؟ اپنے نفس کیساتھ جہاد کیسے کرنا ہے؟ نفس کی شرارتوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ نفس پر غلبہ پانے کی صورتیں کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ اس میں موجود ہے جو پڑھتے وقت قاری کو معلوم ہوگا۔

اس کتاب کی سب سے ادنیٰ خصوصیت یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تمام حالات باقاعدہ اسناد کیساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جو اس کتاب کو

مروجہ اس موضوع کی کتاب سے ممتاز کرتی ہے کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ یا آپ کے اصحاب کے حوالے سے آپ کے حاسدین اورمخالفین سے جب بات کی جائے تو وہ سب سے پہلے یہ کہہ کر مروجہ کتابوں کورد کردیتے ہیں کہ یہ ساری کتابیں جوامام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھی گئی ہیں بے سند ہیں، ان میں ساری باتیں من گھڑت ووضع کردہ ہیں اور پھر وہ کہتے ہیں: اگر یہ باتیں جو ان کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں تو ان کی کوئی ایک سند دکھادو! تو ایسے حضرات سے ہم بحمد اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: آپ کا یہ تاثر و پروپیگنڈا اس کتاب کے آنے کے بعد عوام وخواص میں ان شاء اللہ تعالیٰ ختم ہوجائے گا اوران حضرات کواپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی کیونکہ اس کتاب میں صرف امام اعظم علیہ الرحمہ کے ہی نہیں بلکہ آپ کے تلامذہ واصحاب اوران کے تلامذہ اوران کے تلامذہ کے حالات بھی باقاعدہ اسناد کیساتھ بیان کردیئے گئے ہیں۔

❖❖❖❖❖

مختصر حالات مصنف:

نام ونسب:

آپ کا نام ونسب یوں ہے:ابوعبداللہ حسین بن علی بن جعفر( ) آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتب سے لیے گئے ہیں:

تاریخ الاسلام لابی عبداللہ الذہبی ،سیر اعلام النبلاء للذہبی،تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ،الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ للغزی ،تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ لابن قطلوبغا،الاعلام للزرکلی اورمقدمہ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ۔])۔بصرہ کی نہر ''صیمر'' کے پاس ایک گاؤں ہے جس میں آپ رہتے تھے اسی نہر کی نسبت سے آپ کوصیمری کہا جاتا ہے۔

ولادت:۳۵۱ھ میں آپ پیدا ہوئے۔

اساتذہ وشیوخ:

آپ نے اپنے وقت کے مشاہیر ائمہ ومحدثین سے اکتساب فیض کیا جن میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

شیخ ابونصر محمد بن سہل بن ابراہیم

شیخ ابوبکر ہلال بن محمد ابن اخی ہلال الرازی

شیخ ابوحفص عمر بن احمد ابن شاہین بغدادی

شیخ امام ابوالحسن دارقطنی

شیخ ابوبکر مفید جرجرائی

شیخ ابوالفضل زہری

شیخ ابوبکر بن شاذان

شیخ حسین بن محمد بن سلیمان الکاتب

شیخ ابوحفص الکتانی

شیخ ابوعبیداللہ مرزبانی
شیخ عیسیٰ بن علی بن وزیر
شیخ معافی بن زکریا

تلامذہ:

آپ سے خلق کثیر نے اکتساب فیض کیا جن میں چند اعلام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:
چیف جسٹس ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی
شیخ ابوالحسن علی بن حسین صندلی نیشاپوری
شیخ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی

وفات:

آپ نے شب ہفتہ ۲۱ شوال المکرم ۴۳۶ھ میں وصال فرمایا۔

مصنف کے متعلق مشاہیر ائمہ اعلام کی رائے:

شیخ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
آپ اپنے زمانے میں امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے شیخ تھے۔
شیخ ابوالولید الباجی نے آپ کے بارے میں لکھا:
آپ بغداد میں احناف کے امام تھے، آپ قاضی، عالم اور سراپا خیر تھے۔
خطیب بغدادی نے آپ کے بارے میں کہا:
آپ عراق کے فقہاء میں سے ہیں، آپ بہترین عبارت اور عمدہ فکر والے تھے۔ شروع میں مدائن کے قاضی بنے پھر آخری عمر میں کرخ کے قاضی مقرر ہوئے تھے اور وفات تک کرخ کے قاضی رہے۔ میں نے بھی آپ سے حدیث لکھی ہے۔ آپ روایت میں سچے، وافر عقل، خوبصورت معاملات اور اہل علم کے حقوق کے عارف تھے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں امام ابوالحسن دارقطنی کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے سنن دارقطنی کے کچھ اجزاء سماعت کیے ہیں۔
امام زرکلی نے آپ کے بارے میں لکھا:
آپ قاضی وفقیہ تھے اور آپ بغداد میں حنفیہ کے شیخ تھے۔
امام ابوعبداللہ ذہبی نے آپ کے بارے میں لکھا:

آپ مناظرہ کرنے والے کبار فقہاء میں سے تھے، صدوق ووافر العقل تھے۔

تصانیف:

ہمارے علم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دو تصنیفات آئی ہیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

شرح مختصر الطحاوی

اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ

تتمہ:

استاد محترم جبل استقامت علامہ عاطف سلیم نقشبندی (دارین کی خوبیاں آپ کے مقدر ہوں) کی تحریک پر علامہ صیمری کی کتاب "اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ" کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال ہے کہ خالق کائنات ہماری، ہمارے والدین اور تمام امت محمدیہ کی بخشش فرمائے اور اس کتاب کے ترجمہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہماری کوتائیوں کو درگزر فرمائے اور ہماری اس کتاب کو نافع خلائق بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف، مترجم، ناشر اور قاری پر اپنی خصوصی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین بجاہ طہ ویس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

آخر میں انتہائی شکر گزار ہوں ادارہ پروگریسو بکس کی پوری ٹیم اور بالخصوص میاں جواد رسول صاحب کا جو انتہائی محبت بھی فرماتے ہیں اور دفاع اسلاف میں پہاڑ بن کر کھڑے ہیں اور کتب اسلاف کو بے انتہاء مشکلات ومخالفتوں کے باوجود اردو کا جامہ پہنانے میں شب وروز مصروف عمل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید عروج وترقی عطا فرمائے، اس ادارے کی پوری ٹیم اور ان کے خاندان والوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین بجرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مفتی حامد حسین القادری الشاذلی

ساکن: بند پوسٹ آفس نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۳۱ اگست ۲۰۱۹ء ۲۹ ذوالحجہ شریف ۱۴۴۰ھ

❖❖❖❖❖

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحمت والا۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود (وسلام) بھیجتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب:

نسب أبي حنيفة رَضِي الله عَنهُ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسب کا بیان:

أخبرنَا القَاضِي ابو عبد الرَّحْمَن مُحَمَّد بن الْحُسَيْن بن عبد الرَّحْمَن الطَّالقَانِي قَالَ حَدثنَا القَاضِي ابو عبد الله الْحُسَيْن بن عَليّ بن مُحَمَّد الصَّيْمَرِيّ بِبَغْدَاد فِي مَسْجِد درب الزرادين وَذَلِكَ فِي شهر رَمَضَان من سنة أَربع وَأَرْبَعمِائَة قَالَ أخبرنَا أَبُو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ أخبرنَا مُحَمَّد بن أَحْمد الْكَاتِب قَالَ حَدثنَا أَحْمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن يزِيد يَقُول ابو حنيفَة مولى لبني تيم الله بن ثَعْلَبَة۔

(ترجمہ:) "ہمیں قاضی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین بن عبدالرحمن طالقانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی بن محمد صیمری نے بغداد کی مسجد درب الزرادین میں بیان کیا اور یہ سن چارسو چار (404) ہجری کے رمضان کے مہینے میں فرمایا: ہمیں ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ المرزبانی نے خبر دی کہا: ہمیں محمد بن احمد الکاتب نے خبر دی کہا: ہم سے احمد بن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہا میں نے محمد بن یزید کو فرماتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ، بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام تھے"۔

أخبرنَا ابو عبد الله أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ حَدثنَا أَبُو بكر أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ حَدثنَا عَليّ بن مُحَمَّد بن كأس النَّخعِيّ قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن عَليّ بن عَفَّان العامري قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن اسحاق البكائي عَن عمر بن حَمَّاد بن أبي حنيفَة قَالَ أَبُو حنيفَة النُّعْمَان بن ثَابت بن زوطى فَأَما زوطى فَإِنَّهُ من أهل كابل ولد ثَابت على الاسلام وَكَانَ زوطى مَمْلُوكا لبَنِي تيم الله بن ثَعْلَبَة فَأعتق فولاؤه لبَنِي تيم الله بن ثَعْلَبَة ثمَّ لبَنِي قفل وَكَانَ أَبُو حنيفَة خزازا ودكانه مَعْرُوف فِي دَار عَمْرو بن حُرَيْث بِالْكُوفَةِ۔

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوعبداللہ احمد بن محمد صیرفی نے خبر دی کہا ہم سے ابو بکر احمد بن محمد المسکی نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد بن اسحاق البکائی نے بیان کیا وہ عمر بن حماد بن ابی حنیفہ سے راوی ہیں فرمایا: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہیں اور زوطی یہ اہل کابل میں سے ہیں اور ثابت اسلام پر پیدا ہوئے (یعنی جب وہ پیدا ہوئے تو آپ کے گھر والے مسلمان تھے) اور زوطی، بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے تو آپ آزاد کردیئے گئے چنانچہ آپ کی ولاء بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے لیے تھی پھر بنی قفل کے لیے تھی اور امام ابوحنیفہ کپڑے کا کاروبار کرنے والے تھے اور آپ کی دکان کوفہ میں عمرو بن حریث کے گھر میں مشہور تھی''۔

اخبرنا احمد بن محمد قال حدثنا علی بن عمرو قال حدثنا احمد بن اسحاق البهلول عن ابيه عن جده قَالَ ثَابت وَالِد أبي حنيفَة رَحمَه الله من أهل الأنبار وروى ان أصل أبي حنيفَة من ترمذ وروى ان أَصله من نسا

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن اسحاق بہلول نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا وہ اپنے دادا سے راوی فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد ثابت اہل انبار میں سے تھے، روایت کی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ کی اصل ترمذ سے ہے اور روایت کی گئی ہے کہ آپ کی اصل نسا سے ہے''۔

امام ابوحنیفہ کے والد اوران کی اولاد کے لیے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعا:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم الْمقري قَالَ أَنا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن عبيد الله بن شَاذان الْمروزِي قَالَ حَدثنَا أبي عَن جدي قَالَ سَمِعت إِسْمَاعِيل ابْن حَمَّاد بن أبي حنيفَة يَقُول أَنا إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن النُّعْمَان بن ثَابت بن النُّعْمَان ابْن الْمَرْزُبَان من أَبنَاء فَارس الْأَحْرَار وَالله مَا وَقع علينا رق قطّ ولد جدي فِي سنة ثَمَانِينَ وَذهب ثَابت إِلَى عَليّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ وَهُوَ صَغِير ودعا لَهُ بِالْبركَةِ فِيهِ وَفِي ذُريَّته وَنحن نرجو من الله ان يكون قد اسْتَجَابَ الله ذَلِك لعَلي بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ فِينَا قَالَ والنعمان بن الْمَرْزُبَان أَبُو ثَابت هُوَ الَّذِي أهْدى إِلَى عَليّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ الفالوذج فِي يَوْم النيروز فَقَالَ نوروزنا كل يَوْم وَقيل كَانَ ذَلِك فِي المهرجان فَقَالَ مهرجونا كل يَوْم۔

(ترجمہ:) ''ہم سے ابوحفص عمر بن ابراہیم مقری نے بیان کیا کہا ہمیں مکرم بن احمد نے بتایا کہا ہم

سے احمد بن عبید اللہ بن شاذان المروزی نے بیان کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ نے وہ میرے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا: میں نے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان آزاد فارس کی اولاد سے ہوں اللہ کی قسم ہم پر کبھی بھی غلامی نہیں آئی، میرے دادا (امام ابوحنیفہ نعمان) سنہ اسی (80) ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت ثابت چھوٹی عمر میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی دعا ہمارے حق میں قبول کی ہے۔

اور (مزید) فرمایا: نعمان بن مرزبان ثابت کے والد ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے نیروز کے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فالوذج (فالودہ یا مخصوص قسم کا حلوہ) تحفہ پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا ہر دن نیروز (عید) کا دن ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ تحفہ مہرجان کے دن پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ہمارا ہر دن مہرجان ہے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی شکل وصورت اور آپ کا حسن وجمال:

هَيْئَةُ أبي حنيفةَ وَصفته وَحسن زيه

امام اعظم ابوحنیفہ کی شکل وصورت اور آپ کا حسن وجمال

أخبرنَا عمر بن إبْرَاهِيم قَالَ حَدثنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد المرزوي قَالَ حَدثنِي احْمد بن الْقَاسِم قَالَ ثَنَا البرتي القَاضِي قَالَ سَمِعت أَبَا نعيم يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة جميلا حسن الْوَجْه حسن اللِّحْيَة حسن الثَّوْب۔

(ترجمہ:) "ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن محمد المروزی نے بیان کیا کہا مجھ سے احمد بن القاسم نے بیان کیا کہا ہم سے البرتی قاضی نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ جمال والے تھے، حسین چہرے والے ،خوبصورت داڑھی والے اور اچھے کپڑوں والے تھے"۔

اَخبرَنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت أَبَا نعيم يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة رَحمَه الله حسن الْوَجْه وَالثَّوْب والنعل وَالْبر والمؤاساة لكل من أطاف بِهِ وَكَانَ اول من كتب كتبه أَسد بن عَمْرو البَجلِيّ وَكَانَ يكنى أَبَا عَمْرو۔

(ترجمہ:)''ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم کو فرماتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ خوبصورت چہرے، کپڑوں اور جوتوں والے تھے اور جو بھی ان کے پاس آتا اس کیساتھ نیکی اور برابری والا معاملہ فرماتے تھے اور پہلا وہ شخص جس نے لکھا وہ اسد بن عمر بجلی ہے اور اِن کی کنیت ابوعمرو ہے''۔

امام اعظم کے اخلاق، حضرت عبداللہ بن مبارک کی زبانی:

وأخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد بن مُفلس قَالَ ثَنَا الحماني قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول مَا كَانَ أوقر مجْلِس أبي حنيفَة كَانَ يتشبه الْفُقَهَاء بِهِ وَكَانَ حسن السمت حسن الْوَجْه حسن الثَّوْب وَلَقَد كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِد الْجَامِع فَوَقعت حَيَّة فَسَقَطت فِي حجر أبي حنيفَة فهرب النَّاس غَيره مَا رَأَيْته زَاد على أَن نفض الْحَيَّة وَجلسَ مَكَانَهُ۔

(ترجمہ:)''ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد بن مفلس نے بیان کیا کہا ہم سے حمانی نے بیان کیا کہا میں ابن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ کی مجلس سے زیادہ عزت والی مجلس نہیں تھی فقہاء آپ کی مشابہت اختیار کیا کرتے تھے، آپ بہترین صورت والے، حسین چہرے والے، خوبصورت کپڑوں والے تھے، ایک دن ہم جامع مسجد میں تھے اچانک حضرت امام ابوحنیفہ کی گود میں سانپ گر پڑا آپ کے علاوہ لوگ بھاگ گئے، میں نے اس سے زیادہ بات نہیں دیکھی کہ آپ نے سانپ کو پھینکا اور اپنی جگہ بیٹھ گئے''۔

امام ابوحنیفہ کی قد وقامت اور شکل وصورت:

أَخبرَنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي رَحْمَة الله عَلَيْهِ قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عَليّ بن عَفَّان قَالَ سَمِعت نمر بن جِدَار يَقُول سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة رَحمَه الله ربعَة من الرِّجَال لَيْسَ بالقصير وَلَا بالطويل وَكَانَ أحسن النَّاس منطقا وأحلاهم نغمَة وأبينهم عَمَّا يُرِيد۔

(ترجمہ:)''ہمیں احمد بن محمد صیرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو حریری نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن علی بن عفان نے بیان کیا کہا میں نے نمر بن جدار کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابویوسف کو فرماتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ مردوں میں درمیانے قدوالے تھے نہ بہت چھوٹے نہ بہت لمبے قد والے تھے، گفتگو کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے حسین،

لہجے کے اعتبار سے سب سے میٹھے تھے اور جس کا ارادہ فرماتے اسے واضح بیان کرتے تھے''۔

أخبرنا أحمد بن محمد قال ثنا علي بن عمرو قال ثنا علي بن محمد النخعي قال ثنا محمد بن جعفر بن إسحاق بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة كان طويلا تعلوه سمرة وكان لباسا حسن الهيئة كثير التعطر يعرف بريح الطيب إذا أقبل وإذا خرج من منزله قبل أن تراه.

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر بن اسحاق بن عمر بن حماد بن ابوحنیفہ نے بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ لمبے قد والے تھے (یعنی درمیانے مائل بہ لمبائی تھے) آپ پر گندمی رنگ غالب تھا آپ کا لباس بہترین ہیئت والا تھا بہت زیادہ عطر (خوشبو) لگاتے تھے جب آپ آتے یا اپنے گھر سے نکلتے دکھائی دینے سے پہلے ہی آپ اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے''۔

مولد أبي حنيفة رضي الله عنه

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کا بیان

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء وعبد الله بن محمد الشاهد قالا حدثنا مكرم بن احمد قال ثنا عبد الوهاب قال حدثني أحمد بن القاسم قال ثنا البرتي القاضي قال سمعت أبا نعيم يقول ولد ابو حنيفة سنة ثمانين.

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم مقری اور عبداللہ بن محمد الشاہد نے خبر دی دونوں نے کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا کہا مجھ سے احمد بن القاسم نے بیان کیا کہا ہم سے البرتی القاضی نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ سنہ اسی (80) ہجری میں پیدا ہوئے''۔

أخبرنا احمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد النخعي قال ثنا الحارث بن أبي اسامة قال ثنا محمد بن سعد قال سمعت الواقدي يقول حدثني حماد بن أبي حنيفة قال ولد أبو حنيفة سنة ثمانين.

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد الصیرفی نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو الحریری نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے حارث بن ابی اسامہ نے ان کہا کہا ہم سے محمد بن سعد نے بیان کیا کہا میں نے واقدی کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے حماد بن ابوحنیفہ نے بیان کیا، فرمایا: امام ابوحنیفہ اسی

ہجری میں پیدا ہوئے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی صحابہ کرام سے ملاقات اور روایت حدیث:

من لَقِي أَبُو حنيفَة من الصَّحَابَة رَضِيَ الله عَنْهُم وَمَا رَوَاهُ عَنْهُم

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ نے ملاقات کی اور جو ان سے روایت کی اس کا بیان

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور روایت حدیث:

حَدثنَا أَبُو بكر هِلَال بن مُحَمَّد ابْن اخي هِلَال الرَّأْي قَالَ ثَنَا أبي أَبُو عبيد الله مُحَمَّد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حمدَان الطَّيَالِسِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن الصَّلْت قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَمَّاعَة عَن أبي يُوسُف عَن أبي حنيفَة انه قَالَ حججْت مَعَ أبي سنة سِتّ وَتِسْعين ولي سِتّ عشرَة سنة فَإِذا أَنا بشيخ قد اجْتمع النَّاس عَلَيْهِ فَقلت لأبي من هَذَا الرجل فَقَالَ هَذَا رجل قد صحب مُحَمَّدًا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يُقَال لَهُ عبد الله ابْن الْحَارِث بن جُزْء فَقلت لأبي أَي شَيْء عِنْده قَالَ أَحَادِيث سَمعهَا من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقلت قدمني إِلَيْهِ حَتَّى أسمع مِنْهُ فتقدم بَين يَدي فَجعل يفرج عني النَّاس حَتَّى دَنَوْت مِنْهُ فَسَمعته يَقُول سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَقُول من تفقه فِي دين الله كَفاهُ الله همه ورزقه من حَيْثُ لَا يحْتَسب۔

(ترجمہ:)"ہم سے ابوبکر خلال بن محمد بن محمد بن اخی ھلال الرای نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ ابوعبیداللہ محمد بن محمد نے بیان کیا کہا محمد بن حمدان الطیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن الصلت نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سماعہ نے بیان کیا وہ امام ابو یوسف سے وہ امام اعظم ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں نے اپنے باپ کیساتھ چھیانوے ہجری میں حج کیا اور اس وقت میں سولہ سال کا تھا وہاں ہم نے ایک شیخ کو پایا جس کے پاس لوگ جمع تھے میں نے اپنے والد سے کہا یہ کون آدمی ہیں؟ فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے (یعنی صحابی ہیں) انہیں عبداللہ بن حارث بن جزء کہا جاتا ہے، تو میں نے کہا: ان کے پاس کونسی چیز ہے؟ فرمایا: احادیث ہیں جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی ہیں تو میں نے کہا مجھے ان کے آگے کیجئے تاکہ میں ان سے (احادیث) سنوں، تو وہ سامنے کی جانب آگے بڑھے اور مجھ سے لوگوں کو کشادہ کرنے لگے (یعنی میرے لیے لوگوں کو ہٹا کر راستے بنانے لگے) حتی میں ان کے قریب ہوگیا چنانچہ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دین میں تفقہ (سمجھ) حاصل کیا اللہ اس کی پریشانیوں کے لیے کافی ہوگا اور اسے وہاں سے رزق دے گا کہ اسے گمان بھی نہیں ہوگا''۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث:

حَدثنَا هِلَال قَالَ ثَنَا أبي أَبُو عبيد الله قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حمدَان قَالَ ثَنَا أَحْمد بن الصَّلْت عَن بشر بن الْوَلِيد عَن أبي يُوسُف عَن أبي حنيفَة قَالَ سَمِعت أنس بن مَالك رَضِي الله عَنهُ يَقُول سَمِعت النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَقُول الدَّال على الْخَيْر كفاعله وَالله يحب إغاثة اللهفان.

(ترجمہ:) ''ہم سے ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ ابوعبیداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حمدان نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن الصلت نے بیان کیا وہ بشر بن ولید سے وہ امام ابویوسف سے وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''نیکی کی راہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے (یعنی ثواب میں) اور اللہ تعالیٰ پریشان حال کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے''۔

امام اعظم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہما کو پایا:

قَالَ لنا أَبُو بكر هِلَال وَقد أدْرك أَبُو حنيفَة من الصَّحَابَة أَيْضا عبد الله بن أبي أوفى وَأَبا الطُّفَيْل عَامر بن واثلة وهما صحابيان.

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوبکر ہلال نے فرمایا: امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے عبداللہ بن ابی اوفی اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ (رضی اللہ عنہما) کو بھی پایا یہ دونوں صحابی ہیں''۔

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا أَبُو بكر مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ سَمِعت أَبَا نعيم يَقُول ولد أَبُو حنيفَة سنة ثَمَانِين وَتُوفِّي سنة خمسين وَمِائَة وَرَأى انس بن مَالك سنة خمس وَتِسْعين وَسمع مِنْهُ.

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الحلوانی نے خبر دی کہا ہم سے ابوبکر مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم سے سنا فرمارہے تھے کہ امام ابوحنیفہ اسی ہجری میں پیدا ہوئے اور ایک سو پچاس ہجری میں آپ نے وصال فرمایا اور پچانوے ہجری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے (احادیث) سماعت کی''۔

أخبرنا أبو حفص عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا أحمد ابن محمد ثنا ابن سماعة وبشر بن الوليد عن أبي يوسف عن أبي حنيفة قال كان علماؤنا كلهم يقولون في سجدتي السهو انهما بعد السلام ويتشهد فيهما ويسلم قال حماد بن أبي سليمان هكذا يفتي أنس بن مالك قال أبو حنيفة وسألت أنس ابن مالك فقال هكذا هو.

(ترجمہ:) ''ہمیں ابو حفص عمر بن ابراہیم المقری نے خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا (کہا) ہم سے ابن سماعہ اور بشر بن ولید نے امام ابو یوسف کے حوالے سے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ہمارے تمام علماء سہو کے دو سجدوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ سلام کے بعد ہوں گے اور ان میں تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا، حماد بن سلیمان نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایسے ہی فتویٰ دیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (اس کے متعلق) پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ ایسے ہی ہے''۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا العباس بن بكار قال ثنا أسد بن عمرو عن أبي حنيفة عن أنس بن مالك قال كأني انظر الى لحية أبي قحافة كأنها ضرام عرفج.

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عباس بن بکار نے بیان کیا کہا ہم سے اسد بن عمرو نے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہ سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا: گویا کہ میں حضرت ابو قحافہ کی داڑھی کو دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ بہت زیادہ سرخ تھی''۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فقہ کی طرف مائل ہونے کا سبب:

ابتداء نظر أبي حنيفة في الفقه والسبب فيه

امام ابوحنیفہ کی فقہ کی طرف ابتدائی توجہ اور اس کے سبب کا بیان

أخبرنا عبد الله بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا أحمد بن محمد ابن مغلس قال ثنا محمد بن سماعة قال سمعت أبا يوسف يقول سمعت أبا حنيفة يقول لما أردت طلب العلم جعلت أتخير وأشاور فقلت أحفظ القرآن فأكون في موضع يأتيني الخلق لقراءته وأعلم

النَّاس الْقُرْآن فَقلت یکون احداث یَحْفَظُونَهُ کَمَا أحفظه ثمَّ شاورت فَقیل لی النَّحْو فَقلت إِذا بلغت فِیهِ الْغَایَة جَلَست مَعَ صبی أؤدبه لبَعض الْمُلُوك ثمَّ شاورت فَقیل لی الْغَرِیب وَالشعر فَقلت إِذا بلغت فِیهِ الْغَایَة صرت أمدح وأذم وأتصدق بِهِ فَقلت الْكَلَام ثمَّ قلت إِذا بلغت فِیهِ الْغَایَة قَالُوا زندیق ثمَّ قلت الحَدِیث فَقلت إِذا بلغت فِیهِ الْغَایَة أردْت ان أداری فِیهِ الصّبیان وَإِن اجْتمع عَلیّ جمَاعَة أَو قصدونی فأخرجت طرائف مَا جمعت قَالُوا كَذَّاب فَصَارَ شَیْئا عَلیّ إِلَی یَوْم الْقِیَامَة قلت فالفقه فطلبت فِیهِ عَیْبا فَلم أجد فِیهِ قلت أول مَا آخذ فِیهِ أصیر جَلِیسا لِلْعُلَمَاء والأشیاخ وَإِن جرت مَسْأَلَة فِی الْقَرَابَة أَو الْجِیرَان أَو فَرِیضَة سَأَلُونِی عَنْهَا فَان كَانَت عِنْدِی معرفَة وَإِلَّا قَالُوا یجب ان تسْأَل الَّذین تجالسهم فأسأل عَنْهَا ویتوقعون جوابی عَنْهَا فآتیهم بنبل وَعلم ووقار فَمن اراد ان یطْلب بِهِ دینا بلغ امرا حسنا جسیما وَصَارَ إِلَی رفْعَة وَمن أَرَادَ الْعِبَادَة وَالْخَیْر لم یسْتَطع احد ان یَقُول تعبد بِلَا علم وَلَا عقل وَقبل علم وَعمل بِعلْمِه.

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد الشاہد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سماعہ نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں نے طلب علم کا ارادہ کیا تو میں علم کا انتخاب کرنے لگا اور مشورہ کرنے لگا (کہ کونسا علم حاصل کروں؟) تو میں نے (دل میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا: کیا تو قرآن حفظ کرے گا (جب میں حفظ کر لے گا) تو میں ایسے مقام میں ہو جاؤں گا کہ میرے پاس مخلوق اسے پڑھنے کے لیے آئے گی اور میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دوں گا تو میں نے (اپنے آپ سے) کہا: یہ ایسا معاملہ ہو جائے گا وہ ایسے ہی حفظ کریں گے جیسا میں نے اسے حفظ کیا ہے پھر میں نے مشورہ کیا تو مجھے کہا گیا: علم نحو سیکھو تو میں نے کہا: جب اس میں، میں انتہاء (کمال) کو پہنچ جاؤں گا تو میں بچوں کے ساتھ بیٹھوں گا انہیں بعض بادشاہوں کے لیے ادب سکھاؤں گا پھر میں نے مشورہ کیا تو مجھے کہا گیا: غریب (لغت) اور شعر سیکھو تو میں نے کہا: جب اس میں، میں کمال کو پہنچ جاؤں گا تو میں مدح وذم کرنے لگ جاؤں گا اور اس کے ذریعے میں تصدیق کرنے لگ جاؤں گا تو میں نے دل میں سوچا: علم کلام سیکھوں پھر میں نے کہا: جب میں اس میں کمال کو پہنچ جاؤں گا تو لوگ کہیں گے یہ زندیق ہے پھر میں نے کہا: علم حدیث حاصل کرتا ہوں تو میں نے کہا: جب اس میں، میں انتہاء کو پہنچ جاؤں گا میں چاہوں

گا کہ اس کو بچوں کیساتھ دور کروں اور اگر میرے پاس جماعت اکھٹی ہو یا وہ میرے پاس حدیث کا قصد کریں تو میں وہ احادیث کے صحائف نکالوں جو میں نے جمع کیئے ہوں تو وہ کہیں گے یہ کذاب ہے تو یہ قیامت تک کے لیے مجھ پر عیب ہو جائے گا پھر میں نے کہا: علم فقہ سیکھنا چاہیئے تو میں نے اس میں نے عیب تلاش کیا تو اس میں عیب نہیں پایا تو میں نے کہا: سب سے پہلے اس کے متعلق میں علم حاصل کروں گا تو علماء وشیوخ کے پاس بیٹھنے والا ہو جاؤں گا اور اگر کوئی مسئلہ قریبی رشتہ داروں میں یا پڑوسیوں میں یا وراثت کے مسئلہ کے متعلق انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو اگر میرے پاس اس کے جواب کی معرفت ہوئی تو ٹھیک ورنہ وہ کہیں گے تجھ پر ضروری ہے کہ تو ان سے سوال کر جن کے پاس تو بیٹھتا ہے تو میں ان سے سوال کروں گا اس معاملہ کے متعلق تو اس کے متعلق میرے جواب کا انتظار کریں گے تو میں ان کے پاس مہارت، علم اور وقار کیساتھ اس کو جواب لاؤں گا چنانچہ جو شخص اس سوال کے ذریعے طلب دین کا ارادہ کرے گا وہ حسین وعظیم امر کو پہنچے گا اور بلند مرتبے والا ہو جائے گا اور اس سوال کے ذریعے عبادت وخیر کا ارادہ کرے گا تو اسے کوئی ایک بھی یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوگا کہ تم بغیر علم وسمجھ کے عبادت کرتے ہو اور کہا جائے گا اس نے سیکھا اور اپنے علم پر عمل کیا"۔

امام ابوحنیفہ، امام حماد بن سلیمان کی بارگاہ میں:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ حَدثنَا منْجَاب قَالَ حَدثنَا شريك عَن حُصَيْن قَالَ جَاءَت امْرَأَة إِلَى حَلقَة أبي حنيفَة وَكَانَ يطْلب الْكَلَام فَسَأَلته عَن مَسْأَلَة فَلم يحسنوا فِيهَا شَيْئا من الْجَواب فَانْصَرفت إِلَى حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان فَسَأَلته فأجابها فَرَجَعت إِلَيْهِ فَقَالَت غررتموني سَمِعت كلامكم وَلم تحسنوا شَيْئا فَقَامَ أَبُو حنيفَة فَأتى حمادا فَقَالَ لَهُ مَا جَاءَ بك قَالَ أطلب الْفِقْه قَالَ تعلم كل يَوْم ثَلَاث مسَائِل وَلَا تزد عَلَيْهَا شَيْئا حَتَّى ينتفق لَك شَيْء من الْعلم فَفعل وَلزِمَ الْحلقَة حَتَّى فقه فَكَانَ النَّاس يشيرون إِلَيْهِ بالأصابع۔

(ترجمہ:) "ہمیں ابوحفص عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہ ہم سے منجاب نے بیان کیا کہا ہم سے شریک نے بیان کیا وہ حصین سے راوی آپ نے کہا: ایک عورت امام ابوحنیفہ کے حلقہ کی طرف آئی وہ علم کلام کی طلب میں تھے تو اس نے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس کے متعلق اچھی طرح جواب نہیں دیا تو وہ عورت حضرت حماد بن ابوسلیمان

رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گئی چنانچہ ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسے جواب دیا وہ عورت ان کی طرف لوٹ کر آئی پس کہا: تم نے مجھے دھوکہ دیا میں نے تمہارا کلام سنا تم نے اس میں کچھ بھی اچھا نہیں کیا (یعنی اچھا جواب نہیں دیا) چنانچہ امام ابوحنیفہ کھڑے ہوئے پس حضرت حماد کے پاس آئے ان سے کہا: آپ (یہ علم) کہاں سے لائے؟ آپ نے فرمایا: تم فقہ حاصل کرو! فرمایا: تو ہر روز تین مسائل سیکھ اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرنا حتی کہ علم میں سے کچھ تجھے حاصل ہو تو آپ نے ایسا کیا اور (حضرت حماد رضی اللہ عنہ کا) حلقہ لازم کر لیا حتی کہ آپ فقیہ ہو گئے چنانچہ لوگ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارے کرنے لگے (یعنی لوگوں کو آپ کے پاس مسائل کے حل کے لیے بھیجنے لگے)"۔

أخبرنا عمر بن إبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا هناد بن السّري قَالَ سَمِعت يُونُس بن بكير يَقُول سَمِعت إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان يَقُول غَابَ أبي غيبَة فِي سفر لَهُ ثمَّ قدم فَقلت لَهُ يَا أَبه الى اى النَّاس كنت اشوق قَالَ وانا ارى انه يَقُول إِلَى ابْني فَقَالَ إِلَى أبي حنيفَة لَو امكنني ان لَا أرفع طرفِي عَنهُ فعلت۔

(ترجمہ:) "ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ہناد بن السری نے بیان کیا کہا میں نے یونس بن بکیر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن ابوسلیمان کو کہتے ہوئے سنا: میرے باپ ایک سفر میں بغیر بتائے چلے گئے پھر آئے تو میں نے انہیں کہا: اے ابا جان! کن لوگوں کی طرف آپ زیادہ شوق رکھتے ہیں؟ کہتے ہیں: میرا خیال تھا کہ آپ فرمائیں گے اپنے بیٹے کی طرف چنانچہ آپ نے فرمایا: ابوحنیفہ کی طرف! اگر میرے لیے ممکن ہوتا کہ میں ان سے اپنی آنکھ نہ اٹھاؤں تو میں ایسا کرتا"۔

امام اعظم کی اپنے استاذ و شیخ حضرت حماد سے عقیدت و محبت:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ حَدثنَا مكرم قَالَ حَدثنِي عبد الصَّمد بن عبد الله عَن الْقَاسِم بن عبد الله بن عَامر قَالَ ثَنَا عُمَيْر بن عمار الْهَمدَانِي قَالَ أَنا مُحَمَّد بن أبان الْقرشِي قَالَ قَالَ لي أَبُو حنيفَة إِنِّي لأدعو الله لحماد فأبدأ بِهِ قبل أَبَوي۔

(ترجمہ:) "ہمیں عبداللہ بن محمد الحلوانی نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالصمد بن عبداللہ نے بیان کیا وہ قاسم بن عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہا ہم سے عمیر بن عمار الہمدانی نے بیان کیا کہا ہمیں محمد بن ابان القرشی نے بتایا کہ مجھے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں اللہ سے حضرت حماد

رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے دعا کرتا ہوں چنانچہ میں اپنے والدین سے پہلے انہی کیساتھ دعا کا آغاز کرتا ہوں''۔

ابْتِدَاء جُلُوسه للفتيا وَالسَّبَب فِي ذَلِك۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ کے لیے بیٹھنے کے آغاز اور اس کے سبب کے بیان میں

امام اعظم، مسند امام حماد پر:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمَد قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا ابْن عَابس قَالَ سَمِعت حَمَّاد بن سَلمَة يَقُول كَانَ مفتي الْكُوفَة والمنظور إِلَيْهِ فِي الْفِقْه بعد موت إِبْرَاهِيم النَّخعِيّ حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان فَكَانَ النَّاس بِهِ أَغْنِيَاء فَلَمَّا مَاتَ احتاجوا إِلَى من يجلس لَهُم وَخَافَ أَصْحَابه ان يَمُوت ذكره ويندرس الْعلم وَكَانَ لحماد ابْن حسن الْمعرفَة فَأَجْمعُوا عَلَيْهِ فَجَاءَهُ أَصْحَاب أَبِيه ابو بكر النَّهْشَلِي وَأَبُو بردة الْعُتْبِي وَمُحَمّد بن جَابر الْحَنَفِيّ وَغَيرهم فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ فَكَانَ الْغَالِب عَلَيْهِ النَّحْو وَكَلَام الْعَرَب فَلم يصبر لَهُم على الْقعُود فَأجمع رَأْيهمْ على أبي بكر النَّهْشَلِي فَسَأَلُوهُ فَأبى فسألوا ابا بردة فَأبى فَقَالُوا لأبي حنيفَة فَقَالَ مَا أحب أَن يَمُوت الْعلم فساعدهم وَجلسَ لَهُم فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ ثمَّ اخْتلف إِلَيْهِ بعدهمْ ابو يُوسُف وَأسد بن عَمْرو وَالْقَاسِم بن معن وَزفر بن الْهُذيْل والوليد وَرِجَال من أهل الْكُوفَة فَكَانَ أَبُو حنيفَة يفقههم فِي الدّين وَكَانَ شَدِيد الْبر بهم والتعاهد وَكَانَ ابْن ابي ليلى وَابْن شبْرمَة وَشريك وسُفْيَان يخالفونه وَيطْلبُونَ شينه فَلم يزل كَذَلِك حَتَّى استحكم امْرَهُ وَاحْتَاجَ إِلَيْهِ الْأُمَرَاء وَذكره الْخُلَفَاء۔

(ترجمہ:) ''ہم سے ابو حفص عمر بن ابراہیم المقری نے بیان کیا کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کہا ہم سے ابن عابس نے بیان کیا کہا میں نے حضرت حماد بن سلمہ کو کہتے ہوئے سنا: کوفہ کے مفتی اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد فقہ میں جن کی طرف رغبت کی جاتی تھی وہ حضرت حماد بن ابو سلیمان تھے چنانچہ ان کی وجہ سے لوگ بے پرواہ تھے پھر جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فوت ہو گئے تو لوگوں کو ضرورت پیش آئی کہ ان کی جگہ کون بیٹھے اور آپ کے اصحاب خوف زدہ ہو گئے کہ آپ کا ذکر ختم ہو جائے اور علم مٹ جائے اور حضرت حماد کا ایک صاحبزادہ بھی تھا جو اچھی معرفت والا تھا چنانچہ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور ان کے والد کے اصحاب ابو بکر النھشلی، ابو بردہ العتبی اور محمد بن جابر الحنفی وغیرہ آ گئے تو انہوں نے ان سے جانچ پڑتال کی تو ان (صاحبزادہ) پر نحو اور کلام عرب کا غلبہ

تھا (یعنی اس میں مہارت تھی) چنانچہ انہوں نے ان (صاحبزادہ) کو (حضرت حماد کی مجلس پر) نہ بٹھایا چنانچہ ان کی رائے ابوبکر النھشلی پر جمع (متفق) ہوگئی اصحاب حماد نے ابوبکر النھشلی سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے انکار کردیا انہوں نے ابو بردہ سے پوچھا تو آپ نے بھی انکار کردیا تو انہوں نے امام ابوحنیفہ سے (اس مسند پر بیٹھنے کے متعلق) کہا: تو آپ نے فرمایا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ علم ختم ہوجائے چنانچہ آپ نے ان کی مدد کی اور ان کے لیے مسند حماد پر بیٹھ گئے پس لوگ یکے بعد دیگرے ان کے پاس آنے لگے (اور علم حاصل کرنے لگے) پھر ان کے بعد آپ کے پاس ابویوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زفر بن ہذیل، ولید اور اہل کوفہ کے دوسرے لوگ آئے پس امام ابوحنیفہ انہیں دین کا فقیہ بناتے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ان کیساتھ شدت سے نیکی کرتے اور ان کی نگرانی کرتے تھے۔ اور ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، شریک اور ابن سفیان ان کی مخالفت کرتے تھے اور ان کے عیوب تلاش کرتے تھے یہ معاملہ مسلسل ایسا ہی رہا حتی کہ امام ابوحنیفہ کا امر مستحکم ہوگیا اور امراء (حکام) آپ کے محتاج ہوگئے اور خلفاء نے آپ کا ذکر کیا''۔

أخبرنا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا الْحسن بن الرّبيع قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ سَمِعت دَاوُد الطَّائِي يَقُول كَانَ مفتي النَّاس بِالْكُوفَةِ حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان وَكَانَ لحماد ابْن يُقَال لَهُ اسماعيل ابْن حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان فَلَمَّا جَاءَ موت حَمَّاد أَجمعُوا ان يكون إِسْمَاعِيل يجلس لَهُم ويصبر عَلَيْهِم فنظروا فَإِذا الْغَالِب عَلَيْهِ الشّعْر والسمر وَأَيَّام النَّاس فَقَالَ ابو بكر النَّهْشَلِي وَكَانَ من أَصْحَاب حَمَّاد وَأَبُو بردة وَمُحَمّد بن جَابر الْحَنَفِيّ وَجَمَاعَة من أَصْحَاب حَمَّاد فَقَالَ ابو حُصَيْن وحبِيب بن أبي ثَابت إِن هَذَا الخزاز حسن الْمعرفَة وَإِن كَانَ حَدثا فَأَجْلِسُوهُ فَفَعَلُوا وَكَانَ رجلا مُوسِرًا سخيا ذكيا فَجَلَسَ وصبر نَفسه عَلَيْهِم وَأحسن مؤاساتهم وحباهم وأكرمه الْحُكَّام والأمراء وارتفع شَأْنه فَاخْتلف إِلَيْهِ الطَّبَقَة الْعليا ثمَّ جَاءَ بعدهمْ ابو يُوسُف وَأسد بن عَمْرو وَالقَاسِم بن معن وَأَبُو بكر الْهُذلِيّ والوليد بن أبان وَكَانَ الَّذين يناصبونه ويتكلمون فِيهِ ابْن أبي ليلى وَابْن شبْرمَة وَالثَّوْري وَشريك وَجَمَاعَة يخالفونه وَيطْلبُونَ لَهُ الشين وَجعل أمره يزْدَاد علوا وَكثر اصحابه حَتَّى كَانَت حلقته أعظم حَلقَة فِي الْمَسْجِد وأوسعهم فِي الْجَواب فَصَبر عَلَيْهِم واتسع على كل ضَعِيف مِنْهُم وَأهْدى إِلَى كل مُوسر فَانْصَرفت وُجُوه النَّاس إِلَيْهِ حَتَّى أكْرمه الْأُمَرَاء والحكام والأشراف

وَقَامَ بِالنوائب وحمدہ الْکل وَعمل أَشْيَاء أعجزت الْعَرَب وقوی علی ذَلِك بِالْعلمِ الْوَاسِع وأسعدته الْمَقَادِير فَكثر حساده قَالَ وَكَانَ يَقُول الْقَاضِي مثل السابح فِي الْبَحْر كم يسبح وَمن يرضى وَإِن كَانَ عَالما۔

(ترجمہ:)''ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الحلوانی نے خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابن المبارک نے بیان کیا کہا میں نے حضرت داؤد طائی کوفرماتے ہوئے سنا: کوفہ میں لوگوں کے مفتی حضرت حماد بن ابوسلیمان تھے اور حضرت حماد کا ایک بیٹا تھا جسے اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان کہا جاتا تھا پھر جب حضرت حماد کی وفات ہوئی تو لوگ جمع ہوئے کہ صاحبزادے اسماعیل کو لوگوں (کوفتویٰ دینے) کے لیے (حضرت حماد کی مسند افتاء پر) بٹھائیں اور وہ ان (کوفہ والوں) کے لیے صبر کریں۔ پھر جب انہوں نے غور وفکر کی تو ان پر شعروشاعری، رات کی قصہ گوئی اور لوگوں کے ایام (کے علوم) کا غلبہ تھا تو ابوبکر النہشلی - جو حضرت حماد کے اصحاب میں سے تھے - اور ابوبردہ، محمد بن جابر الحنفی اور اصحاب حضرت حماد کی ایک جماعت نے ان پر اعتراضاً کلام کیا۔ ابوحصین اور حبیب بن ثابت نے کہا: یہ کپڑا فروش (فقہ میں) اچھی معرفت والا ہے (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ) اگرچہ نوخیز ہے تم اسے اس (حضرت حماد کی مجلس افتاء) پر بٹھادو تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ خوشحال، سخی اور فہم وذکاء والے آدمی تھے چنانچہ آپ اُس مسند پر بیٹھ گئے اور ان کے لیے آپ نے اپنے آپ کو دیگر کاموں سے روک لیا اور ان سے اچھے طریقے سے برابری والا معاملہ کیا اور ان سے محبت کی اور حکام وامراء نے آپ کی عزت وتکریم کی اور آپ کی شان بلند ہوگئی چنانچہ بڑے طبقے والے آپ کے پاس (طلب علم کے لیے) آنے لگے پھر ان کے بعد امام ابویوسف، امام اسد بن عمرو، امام قاسم بن معن، امام ابوبکر الھذلی اور امام ولید بن ابان آئے اور وہ حضرات جو آپ کو گالیاں دیا کرتے اور آپ کے متعلق کلام کرتے وہ ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ثوری، شریک اور ایک جماعت تھی، یہ آپ کی مخالفت کرتے اور آپ کے عیب تلاش کرتے تھے اور آپ یعنی امام ابوحنیفہ کے کام کی بلندی میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کے اصحاب کثرت سے ہونے لگے حتی کہ آپ کا حلقہ درس مسجد میں سب سے بڑا حلقہ تھا اور جواب میں سب سے وسعت والا تھا، آپ نے ان پر صبر کیا، ان کے ہر ضعیف پر آپ نے وسعت کی اور ہر تنگ دست کو آپ نے تحفے دیئے چنانچہ لوگوں کے چہرے آپ کی طرف پھر گئے حتی کہ امراء، حکام اور اشراف آپ کی عزت کرنے لگے اور ان کے نائب مقرر ہوئے

اور سب نے آپ کی تعریف کی اور ایسی چیزوں پر عمل کیا (یعنی ایسے مسائل نکالے) جن سے اہل عرب عاجز آ گئے تھے اس پر آپ کے وسیع علم اور تقدیری (ازلی) سعادت نے قوت دی چنانچہ آپ کے حاسدین بہت زیادہ ہو گئے ۔ کہتے ہیں: آپ فرمایا کرتے تھے: قاضی سمندر میں غوطہ خوری کرنے والے کی طرح ہوتا ہے کتنے غوطہ لگانے والے اور کون ہے جو ہر بات پر راضی ہو اگر چہ وہ عالم ہو"۔

آدمی فقیہ کیسے بنے؟امام اعظم کا جواب:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاس ابْن اخي جبارة قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع قَالَ سَمِعت أبي يَقُول سَمِعت رجلا يسْأَل أَبَا حنيفَة بِمَ يستعان على الْفِقْه حَتَّى يحفظ قَالَ بِجمع الْهم قَالَ قلت وَبِمَ يستعان على جمع الْهم قَالَ بِحَذْف العلائق قَالَ قلت وَبِمَ يستعان على حذف العلائق قَالَ تَأْخُذ الشَّيْء عِنْد الْحَاجة وَلَا تزد.

(ترجمہ:)''ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالعباس جو جبارہ کے بھتیجے ہیں نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح بن وکیع نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہوئے سنا: فقہ پر کس چیز کیساتھ مدد لی جائے حتی کہ اسے یاد کرلیا جائے، آپ نے فرمایا: اپنا ارادہ پختہ کرے ۔ کہتے ہیں میں نے کہا: اور پختگی ارادہ پر کس چیز سے مدد لی جائے؟ فرمایا: تعلقات چھوڑنے سے؟ کہتے ہیں میں نے کہا: تعلقات چھوڑنے پر کس چیز سے مدد لی جائے؟ فرمایا: تو ضرورت کے وقت کوئی چیز لے اور اس سے زیادہ نہ لے''۔

علم تو نعمان کا ہم جلیس ہے!امام اعظم کے استاذ کا فرمان:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم الْمقري قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمّد بن مغلس قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ قَالَ سَمِعت خَالِد بن الْحَارِث يَقُول سَمِعت شُعْبَة يَقُول سَمِعت حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان يَقُول كَانَ ابو حنيفَة رَحمَه الله يجالسنا بالسمت وَالْوَقار والورع وَكُنَّا نغذوه بِالْعلمِ حَتَّى دقق السُّؤَال فخفت عَلَيْهِ من ذَلِك وَكَانَ وَالله حسن الْفَهم جيد الْحِفْظ حَتَّى شنعوا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ وَالله أعلم بِهِ مِنْهُم فيلقون عدا الله وانا أعلم أَن الْعلم جليس النُّعْمَان كَمَا أعلم ان النَّهَار لَهُ ضوء يجلو ظلمَة اللَّيْل.

(ترجمہ:)''ہمیں عمر بن ابراہیم المقری نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا کہا میں نے خالد بن حارث کو کہتے ہوئے سنا ک

میں نے شعبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان کو فرماتے ہوئے سنا:

جناب ابوحنیفہ ہمارے ساتھ سکون، وقار اور انتہائی احتیاط سے بیٹھتے تھے اور ہم علم سے پروان چڑھتے تھے حتی کہ دقیق سوال ہوتا تو اس وجہ سے مجھے ان پر خوف آتا اور اللہ کی قسم! ابوحنیفہ بہترین فہم والے، عمدہ حافظے والے تھے حتی کہ (بعض) لوگوں نے جن چیزوں کیساتھ عیب لگائے اللہ کی قسم! وہ ان اشیاء کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ پس وہ اللہ کے علاوہ سے ملیں گے اور میں جانتا ہوں کہ علم نعمان (ابوحنیفہ) کا ہم جلیس ہے جیسے میں جانتا ہوں کہ دن کی روشنی ہوتی ہے جو رات کے اندھیرے کو ختم کر دیتی ہے"۔

فقہی احادیث کے حافظ امام اعظم ابوحنیفہ!:

أخبرنَا عمر بن إبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّان قَالَ سَمِعت أسرائيل يَقُول نعم الرجل النُّعْمَان مَا كَانَ أحفظه لكل حَدِيث فِيهِ فقه وَأَشد فحصه عَنهُ وأعلمه بِمَا فِيهِ من الْفِقْه وَكَانَ قد ضبط عَن حَمَّاد فَأحسن الضَّبْط عَنهُ فَأكْرمه الْخُلَفَاء والأمراء والوزراء وَكَانَ إِذا ناظره رجل فِي شَيْء من الْفِقْه همته نَفسه وَلَقَد كَانَ مسعر يَقُول من جعل أَبَا حنيفَة إِمَامًا فِيمَا بَينه وَبَين الله رَجَوْت ان لَا يخَاف وَلَا يكون فرط فِي الِاحْتِيَاط لنَفسِهِ

(ترجمہ:) "ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا: ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا کہا میں نے اسرائیل کو کہتے ہوئے سنا: بہترین آدمی نعمان ہے! ہر وہ حدیث جس کا تعلق فقہ سے ہو آپ سے زیادہ اسے زیادہ یاد رکھنے والا اور اس کے متعلق تحقیق کرنے میں آپ سے زیادہ شدید اور اس میں جو فقہ ہوتی اس کو آپ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ اور آپ نے حضرت حماد سے ضبط حدیث کیا تو ان سے بہترین ضبط کیا چنانچہ خلفاء، امراء اور وزراء آپ کی عزت کرنے لگے اور جب کوئی آدمی فقہ کی کسی چیز (مسئلے) کے متعلق آپ سے مناظرہ کرتا تو آپ اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کر لیتے۔ بلاشبہ مسعر کہا کرتے تھے: جس نے ابوحنیفہ کو امام بنالیا اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں امید کرتا ہوں اسے کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ اپنے لیے احتیاط میں افراط کا شکار ہو گا"۔

امام ابوحنیفہ کا علم اور آثار:

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ حَدثنَا عَليّ ابْن مُحَمَّد

النَّخعِیّ القَاضِی قَالَ ثَنَا سُلَیمَان بن الرّبیع الحداد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حَفص عَن الحسن بن سُلَیمَان انه قَالَ فِي تَفسِیر الحَدِیث الَّذِی جَاءَ لَا تقوم السَّاعَة حَتَّى یظْهر العلم قَالَ هُوَ علم أبی حنیفَة وَتَفسِیره الآثَار۔

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد الصیر فی نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو الحریری نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد نخعی قاضی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن الربیع الحداد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حفص نے بیان کیا وہ حسن بن سلیمان سے راوی ہیں کہ آپ نے اس حدیث ''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم غالب نہ آجائے'' کی تفسیر فرمایا: یہ ابوحنیفہ کا علم ہے اور اس کی تفسیر آثار ہیں''۔

امام ابوحنیفہ کے علم کا وزن:

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَبُو بكر المسکی قَالَ ثَنَا القَاضِی النَّخعِیّ قَالَ ثَنَا یحیی بن ابی طَالب قَالَ سَمِعت عَلیّ بن عَاصِم یَقُول لَو وزن علم أبی حنیفَة بِعلم اهل زَمَانه لرجح عَلَیْهِم۔

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے ابوبکر المسکی نے بیان کیا کہا ہم سے قاضی نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی طالب نے بیان کیا کہا میں نے علی بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر امام ابوحنیفہ کے علم کا آپ کے اہل زمانہ کے علم سے وزن کیا جائے تو وہ ان پر بھاری ہوجائے گا''۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا احْمد بن عَطِیَّة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَمَّاعَة قَالَ ثَنَا أَبُو یُوسُف قَالَ قَالَ أَبُو حنیفَة مَا یعرف الْفِقْه وَقدره وَقدر أَهله من کَانَ ثقیل المجالسة وَکَانَ یَقُول

عدمنا ثقال النَّاس فِی کل بَلْدَة... فیا رب لَا تغْفر لکل ثقیل

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد الشاہد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سماعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام ابویوسف نے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ نے فرمایا: فقہ اور اس کی قدر و قیمت اور اہل فقہ کی قدر و قیمت وہ نہیں پہچانے گا لوگ جس کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے ہوں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے:

ہم نے ہر شہر میں بہترین لوگوں کو معدوم کردیا
پس اے رب! تو بوجھ والے کی بخشش نہ کرنا!''

مذہب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے بنیادی اصول:

مَا رُوِيَ عَنْ أبي حنيفة فِي الْأُصُول الَّتِي بنى عَلَيْهَا مذهبه

مذہب امام ابوحنیفہ کے بنیادی اصولوں کے متعلق مرویات

حضرت سفیان ثوری کے امام اعظم پر اعتراض کرنے کی اصل وجہ:

حدثنا أَبُو الْحسن عَليّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله الزَّعْفَرَانِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ سَمِعت يحيى بن معِين يَقُول حَدثنِي عبيد بن أبي قُرَّة قَالَ سَمِعت يحيى بن الضريس قَالَ شهِدت سُفْيَان الثَّوْرِيّ وَأَتَاهُ رجل لَهُ مِقْدَار فِي الْعلم وَالْعِبَادَة فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عبد الله مَا تنقم على أبي حنيفَة قَالَ وَمَا لَهُ قَالَ سمعته يَقُول قولا فِيهِ إنصاف وَحجَّة أَنِّي آخذ بِكِتَاب الله إِذا وجدته فَلَمَّا لم أَجِدهُ فِيهِ أخذت بِسنة رَسُول الله والآثار الصِّحَاح عَنهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيدي الثِّقَات عَن الثِّقَات فَإِذا لم أجد فِي كتاب الله وَلَا سنة رَسُول الله أخذت بقول أَصْحَابه من شِئْت وأدع قَول من شِئْت ثمَّ لَا أخرج عَن قَوْلهم إِلَى قَول غَيرهم فَإِذا انْتهى الْأَمر إِلَى إِبْرَاهِيم وَالشعْبِيّ وَالْحسن وَابْن سِيرِين وَسَعِيد بن الْمسيب وعدد رجَالًا قد اجتهدوا فلي أَن أجتهد كَمَا اجتهدوا قَالَ فَسكت سُفْيَان طَويلا ثمَّ قَالَ كَلِمَات بِرَأْيهِ مَا بَقِي فِي الْمجْلس أحد إِلَّا كتبهَا نسْمع الشَّديد من الحَدِيث فنخافه ونسمع اللين فنرجوه وَلَا نحاسب الْأَحْيَاء وَلَا نقضي على الْأَمْوَات نسلم مَا سمعنَا ونكل مَا لَا نطلع على علمه إِلَى عالمه ونتهم رَأينَا لرأيهم

(ترجمہ:) "ہم سے ابوالحسن علی بن حسن الرازی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبداللہ الزعفرانی نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہا میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے عبید بن ابی قرہ نے بیان کیا کہا میں نے یحییٰ بن الضریس سے سنا آپ نے کہا: میں حضرت سفیان ثوری کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا جس کا علم وعبادت میں ایک مقام تھا اس نے آپ کو کہا: اے ابوعبداللہ! (یہ حضرت سفیان ثوری کنیت ہے) آپ حضرت ابوحنیفہ پر عیب کیوں لگاتے ہیں؟ آپ نے کہا: ان کی کیا شان ہے؟ اس نے کہا: میں نے ان (حضرت ابوحنیفہ) سے ایسی بات سنی ہے جس میں انصاف اور حجت ہے (وہ کہتے ہیں) میں جب کتاب اللہ میں دلیل پاتا ہوں تو اس سے لیتا ہوں پھر جب قرآن میں اس کے متعلق دلیل نہیں پاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وآثار سے دلیل لیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہیں جو ثقات سے ثقات کے ہاتھوں میں بکھرے ہوئے ہیں پھر جب میں کتاب اللہ اور سنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں، میں دلیل نہیں پاتا تو میں آپ کے اصحاب کے قول سے دلیل لیتا ہوں جسے چاہتا ہوں اور جس کے قول کو چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، پھر میں ان اصحاب کے قول سے دوسروں کے قول کی طرف نہیں نکلتا پھر جب ابراہیم (نخعی)، شعبی، حسن، ابن سیرین، سعید بن مسیب اور کئی آدمی گنوائے تک معاملہ پہنچا تو میرے لیے جائز ہے میں اجتہاد کروں جیسا انہوں نے اجتہاد کیا۔ یحییٰ بن الضریس راوی کہتے ہیں کہ حضرت سفیان بہت دیر خاموش رہے پھر کہا: ان کی رائے کے کلمات ہر ایک ان کی مجلس میں لکھ لیتا ہے، ہم شدت سے حدیث سنتے ہیں چنانچہ ہمیں اس کا خوف ہے (کہ کہیں احادیث چھوڑ کر ابوحنیفہ کی رائے کے کلمات ہی لوگ لکھنے نہ بیٹھ جائیں) ہم نرم بات سنتے ہیں پس ہم ان سے امید رکھتے ہیں اور ہم زندوں کا محاسبہ نہیں کرتے اور فوت شدگان پر فیصلہ نہیں کرتے جو ہم نے سنا اسے تسلیم کرتے ہیں اور جس کے علم پر ہم نے اطلاع نہیں پائی اسکے جاننے والے کی طرف سپرد کر دیتے ہیں اور ہماری رائے ان کی رائے سے متہم ہوتی ہے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ شدت سے حدیث کی اتباع فرماتے:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا ابْن سَمَّاعَة عَن أَبِي يُوسُف قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول إِذا جَاءَ الحَدِيث عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن الثِّقَات أخذنَا بِهِ فَإِذا جَاءَ عَن أَصْحَابه لم نخرج عَن أقاويلهم فَإِذا جَاءَ عَن التَّابِعين زاحمتهم۔

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد البزاز نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا:

جب ثقہ راویوں کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث آجائے تو ہم اسے لیتے ہیں پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے آئے تو ہم ان کے اقوال سے نہیں نکلتے پھر جب تابعین سے کوئی روایت آئے تو ہم ان سے مزاحمت برتتے ہیں''۔

امام اعظم ابوحنیفہ ناسخ ومنسوخ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری فعل کے حافظ تھے:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ حَدثنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد قَالَ ثَنَا احْمد بن عبد الله ابْن يُونُس قَالَ ثَنَا الْحسن بن صَالح قَالَ كَانَ ابو حنيفَة شَدِيد الفحص عَن النَّاسِخ من الحَدِيث

والمنسوخ فيعمل بالحديث إذا ثبت عنده عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن أصحابه وكان عارفا بحديث أهل الكوفة وفقه أهل الكوفة شديد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده وقال كان يقول إن لكتاب الله ناسخا ومنسوخا وإن للحديث ناسخا ومنسوخا وكان حافظا لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الأخير الذي قبض عليه مما وصل إلى أهل بلده.

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عبداللہ بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے حسن بن صالح نے بیان کیا کہا:

امام ابوحنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے شدت کیساتھ تحقیق کرتے تھے جب آپ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی حدیث ثابت ہوجاتی تو اس پر عمل کرتے ہیں اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اہل کوفہ کی حدیث اور فقہ کے عارف تھے، آپ کے شہر میں لوگ جس پر تھے آپ شدت سے اس کی پیروی کرتے تھے۔ حسن بن صالح نے کہا: امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے: کتاب اللہ کا ناسخ ومنسوخ ہے اور حدیث کا ناسخ ومنسوخ ہے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری فعل جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اس کے حافظ تھے جو ان کے اہل شہر تک پہنچا ہے''۔

امام اعظم قرآن وسنت سے استخراج مسائل میں مہارت تامہ رکھتے تھے:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا علي بن المديني قال سمعت عبد الرزاق يقول كنت عند معمر فأتاه ابن المبارك فسمعنا معمرا يقول ما أعرف رجلا يتكلم في الفقه ويسعه ان يقيس ويستخرج في الفقه أحسن معرفة من أبي حنيفة رحمه الله ولا اشفق على نفسه من أن يدخل في دين الله بشيء من الشك من أبي حنيفة رحمه الله

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن المدینی نے بیان کیا کہا میں نے عبدالرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں معمر کے پاس تھا کہ ان کے پاس عبداللہ بن مبارک تشریف لائے چنانچہ ہم نے معمر کو کہتے ہوئے سنا: میں کسی ایسے آدمی کو نہیں پہچانتا جو فقہ میں کلام کرے اور اسے قیاس کرنے کی قوت ہو اور وہ فقہ میں (مسائل کا) استخراج کرے جو ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے اچھا ہو اور نہ اپنی ذات پر بہت زیادہ خوف رکھنے والا ابوحنیفہ سے بڑھ کر کہ وہ دین میں کوئی چیز شک کی بناء پر داخل کرے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو حدیث صحیح کی کامل بصیرت حاصل تھی:

أخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ سَمِعت مُحَمّد بن سَمَّاعَة يَقُول سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول مَا خَالَفت ابا حنيفَة فِي شَيْء قطّ فتدبرته إِلَّا مذْهبه الَّذِي ذهب إِلَيْهِ أنجى فِي الْآخِرَة وَ كنت رُبمَا ملت إِلَى الحَدِيث وَكَانَ هُوَ أبصر بِالْحَدِيثِ الصَّحِيح مني.

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا میں نے محمد بن سماعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے کسی چیز میں کبھی بھی امام ابوحنیفہ سے مخالفت نہیں کی مگر وہ مذہب جس کی طرف آپ رحمہ اللہ تعالیٰ گئے ہیں میں آخرت میں اسی میں نجات پاتا ہوں اور میں بسا اوقات حدیث کی طرف مائل ہوجاتا اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث صحیح کی مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے''۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ حَدثنَا احْمد بن عَطِيَّة قَالَ حَدثنَا مُوسَى بن سُلَيْمَان وَمُحَمّد بن سَمَّاعَة وَبشر بن الْوَلِيد رَحْمَة الله عَلَيْهِم قَالُوا حَدثنَا مُحَمّد بن الْحسن رَحمَه الله قَالَ كَانَ أَبُو حنيفَة رَحْمَة الله عَلَيْهِ يناظر أَصْحَابه فِي المقاييس فينتصفون مِنْهُ فيعارضونه حَتَّى إِذا قَالَ اسْتحْسن لم يلْحقهُ احد مِنْهُم لِكَثْرَة مَا يُورد فِي الِاسْتِحْسَان من الْمسَائِل فَيدعونَ جَمِيعًا ويسلمون لَهُ.

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے موسیٰ بن سلیمان اور محمد بن سماعہ اور بشر بن الولید رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ان تینوں نے کہا ہم سے محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے اصحاب سے قیاس والی چیزوں کے متعلق مناظرہ کیا کرتے تھے چنانچہ اس میں وہ نصف نصف ہوتے تو وہ آپ پر معارضہ قائم کرتے حتی کہ جب آپ فرماتے: اس نے استحسان کیا تو ان میں سے کسی ایک کو نہیں پہنچتا کیونکہ ان مسائل کی کثرت ہے جو استحسان میں آتے ہیں چنانچہ وہ سب چھوڑ دیتے اور آپ کی بات تسلیم کر لیتے''۔

آدمی کس وقت فتویٰ دے؟:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا مُحَمّد بن مقَاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك وَسُئِلَ مَتى يسع الرجل ان يُفْتِي أَو أَن يَلِي الْقَضَاء اَوْ الحكم قَالَ إِذا كَانَ عَالما بِالْحَدِيثِ بَصيرًا بِالرَّأْيِ عَالما بقول ابي حنيفَة حَافِظًا لَهُ.

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ آدمی کے لیے کس وقت گنجائش ہے کہ وہ فتویٰ دے یا قاضی یا حاکم مقرر ہو؟ آپ نے فرمایا: جب وہ حدیث کا عالم ہو، اجتہاد کی بصیرت رکھتا ہو اور امام ابوحنیفہ کے اقوال کا عالم اور حافظ ہو''۔

قیاس واستحسان میں لوگ امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں! امام شافعی کا فرمان:

أَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ سَمِعت الْمُزنِيّ يَقُول سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول النَّاس عِيَال على أبي حنيفَة فِي الْقيَاس وَالِاسْتِحْسَان۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا میں نے مزنی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ قیاس اور استحسان میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں''۔

امام اعظم ابوحنیفہ محدث بھی تھے:

أخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مقاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول قدم مُحَمَّد بن وَاسع إِلَى خُرَاسَان فَقَالَ قبيصَة قد قدم عَلَيْكُم صَاحب الدعْوَة قَالَ فَاجْتمع عَلَيْهِ قوم فَسَأَلُوهُ عَن أَشْيَاء من الْفِقْه فَقَالَ إِن الْفِقْه صناعَة لشاب بِالْكُوفَةِ يكنى أَبَا حنيفَة فَقَالُوا لَهُ إِنَّه لَيْسَ يعرف الحَدِيث فَقَالَ ابْن الْمُبَارك كَيفَ تقولُونَ لَهُ لَا يعرف لقد سُئِلَ عَن الرطب بِالتَّمْرِ قَالَ لَا بَأْس بِهِ فَقَالُوا حَدِيث سعد فَقَالَ ذَاك حَدِيث شَاذ لَا يُؤْخَذ بِرِوَايَة زيد ابي عَيَّاش فَمن تكلم بِهَذَا لم يكن يعرف الحَدِيث۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے مقاتل بن احمد نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: محمد بن واسع خراسان کی طرف آئے تو قبیصہ نے کہا: تمہارے پاس دعوت والے آئے ہیں- راوی کہتے ہیں- آپ کے پاس لوگ جمع ہوگئے انہوں نے فقہ کی بعض اشیاء (مسائل) کے متعلق آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: فقہ تو کوفہ کے ایک جوان کی تیار کردہ ہے جس کی کنیت ابوحنیفہ ہے تو انہوں نے آپ سے کہا: وہ تو حدیث کی معرفت نہیں رکھتے تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: تم کیسے کہتے ہو کہ انہیں حدیث کی معرفت نہیں بلاشبہ آپ سے رطب (تر کھجور) کو تمر (خشک کھجور) کے بدلے میں بیچنے کے متعلق سوال کیا

گیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں لوگوں نے کہا: حدیث سعد کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا: یہ حدیث شاذ ہے زید ابوعیاش کی روایت نہیں لی جاتی! پس جو ایسا کلام کرتا ہو کیا وہ حدیث کی معرفت نہیں رکھتا؟''۔

فقہ حنفی حدیث سے ماخوذ ہے:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا منجاب قال ثنا شريك قال كُنَّا عِنْد الاعمش ومعنا يَعْقُوب فقَالَ الْأَعْمَش يَا يَعْقُوب لم ترك صَاحبك ابو حنيفَة قَول ابْن مَسْعُود عتق الْأمة طَلَاقهَا قَالَ تَركه لحَدِيث حدثتناه عَن إِبْرَاهِيم عَن الْأسود أَن بَرِيرَة حِين اعتقت خيرت قَالَ الْأَعْمَش إِن أَبَا حنيفَة لحسن الْمعرفَة بمواضع الْعلم فطن لَهَا واعجبه مَا أَخذ بِهِ أَبُو حنيفَة من الْعلم وَبَيَان مَا أَتَى بِهِ

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے منجاب نے بیان کیا کہا ہم سے شریک نے بیان کیا کہا ہم اعمش کے پاس تھے اور ہمارے پاس یعقوب (امام ابویوسف) تھے اعمش نے کہا: اے یعقوب! آپ کے صاحب ابوحنیفہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول کیوں چھوڑا کہ لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہے؟ آپ (یعقوب امام ابویوسف) نے فرمایا: آپ نے اس حدیث کی وجہ سے ان کا قول چھوڑا جس کو آپ نے ہم سے بیان کیا ابراہیم کے حوالے سے وہ اسود سے کہ حضرت بریرہ جب آزاد کی گئی تو انہیں اختیار دے دیا گیا۔ حضرت اعمش نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ علم کے مقامات کی بہترین معرفت والے، ان کے سمجھنے والے ہیں اور جو امام ابوحنیفہ نے ان سے روایت لی اور اس سے جو جو مسائل واضح کیے اس پر امام اعمش نے تعجب کیا''۔

محدثین دوا فروش اور فقہاء طبیب ہیں:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا عَليّ بن معبد قَالَ ثَنَا عبيد الله بن عمر قَالَ كُنَّا عِنْد الْأَعْمَش وَهُوَ يسْأَل أَبَا حنيفَة عَن مسَائِل ويجيبه ابو حنيفَة فَيَقُول لَهُ الْأَعْمَش من أَيْن لَك هَذَا فَيَقُول انت حَدَّثتنَا عَن إِبْرَاهِيم بِكَذَا وحدثتنا عَن الشّعبِيّ بِكَذَا قَالَ فَكَانَ الْأَعْمَش عِنْد ذَلِك يَقُول يَا معشر الْفُقَهَاء أَنْتُم الْأَطِبَّاء وَنحن الصيادلة.

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن معبد نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ ہم امام اعمش کے پاس تھے وہ امام ابوحنیفہ سے کچھ مسائل کے متعلق سوال کرر ہے تھے اور امام ابوحنیفہ ان کا جواب دے رہے تھے تو امام اعمش کہنے لگے یہ کہاں سے آپ نے لیا ہے؟ تو آپ فرماتے: آپ نے ہم سے ابراہیم کے حوالے سے ایسے بیان کیا اور آپ نے شعبی کے حوالے سے ایسے بیان کیا راوی کہتے ہیں کہ اس وقت اعمش کہنے لگے: اے گروہ فقہا! تم طبیب ہو اور ہم دوافروش ہیں''۔

برے قیاس کی مذمت:

أخبرنا أبو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحمد الْكَاتِب قَالَ ثنَا ابْن أبي خَيْثَمَة قَالَ ثَنَا عبد الرَّحْمَن بن صَالح قَالَ ثَنَا وَكِيع قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول الْبَوْل فِي الْمَسْجِد احسن من بعض الْقيَاس۔

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوعبیداللہ المرزبانی نے خبردی کہا ہم سے محمد بن احمد کاتب نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمن بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کوفرماتے ہوئے سنا: مسجد میں پیشاب کرنے سے بعض قیاس سے زیادہ اچھا ہے۔یعنی مسجد میں پیشاب کرنے سے بعض قیاس زیادہ بدتر ہیں''۔

اہل قبلہ کے متعلق حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سیرت سے استناد:

اَخبَرَنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنَا عبد الصَّمد بن عبيد الله عَن مُعَاوِيَة بن عبد الله بن ميسرَة قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول من رغب عَن سيرة عَليّ رَضِي الله عَنهُ فِي أهل الْقبْلَة فقد خَابَ وخسر۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد بن عبیداللہ نے بیان کیا وہ معاویہ بن عبداللہ بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہا میں نے امام ابوحنیفہ کوفرماتے ہوئے سنا: جس نے اہل قبلہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت سے اعراض کیا وہ ناکام ونامراد ہوا''۔

محیر العقول مسائل کا حل امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے:

ذكر الْمَسَائِل المستحسنة من اسْتِخْرَاج ابی حنيفَة الَّتِي عجز عَن الْجَواب فِيهَا عُلَمَاء الْكُوفَة

ان عمدہ مسائل کا ذکر جن کے جواب سے علماء کوفہ عاجز آ گئے تو امام ابوحنیفہ نے ان کا استخراج کیا

تمام علمائے کوفہ جواب سے عاجز آ گئے:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا ابْن سَمَّاعَة قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَقُول حج ابو حنيفَة فَوَقعت بِالْكُوفَةِ مَسْأَلَة الدّور فَسئلَ ابْن شبْرمَة وَابْن أبي ليلى وَالثَّوْري وَالنَّاس بِالْكُوفَةِ فَلم يكن عِنْدهم فِيهَا شَيْء فَسئلَ أَصْحَاب ابی حنيفَة فَلم يكن عِنْدهم فِيهَا جَوَاب فَقَالُوا لَيْسَ لَهَا إِلَّا ابو حنيفَة فاشرأبت نفوسنا إِلَى قدومه حَتَّى خفنا عَلَيْهِ وعَلى أَنْفُسنَا وخفنا ان يعجز عَن الْجَواب فَيذْهب قدره وقدرنا مَعَه حَتَّى تمنى بَعْضنَا مَوته فَلَمَّا قرب أَبُو حنيفَة من الْكُوفَة استقبلته وَقلت اخبره بِالْمَسْأَلَة لَعَلَّه ان يعْمل فكره فِيهَا قبل ان يسْأَل عَنْهَا فَلَمَّا لَقيته قَالَ يَعْقُوب فَحَملَنِي مَعَه ثمَّ جَاءَ النَّاس وكثروا يَسْتَقْبِلُونَهُ فَلم أقدر أَن أَقُول لَهُ فِيهَا شَيْئا ثمَّ دَعَا بِدَابَّة فَركب وحملني على دَابَّة مَعَه وَحمل سَائِر النَّاس حولنا حَتَّى ضَاقَتْ الطرقات فَلَمَّا قدم وأتى الْمَسْجِد صلى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَاجْتمعَ النَّاس فَكَانَ اول شَيْء سُئِلَ عَنهُ الْمَسْأَلَة الَّتِي القيت من الدّور قَالَ فَلَمَّا القيت عَلَيْهِ نكس رَأسه قَالَ فَلَمَّا رَأَيْته نكس رَأسه علمت انها ستخرج ثمَّ رفع رَأسه فَقَالَ الْجَواب فِيهَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فسررنا وسر النَّاس قَالَ فَلَمَّا مَاتَ ابو حنيفَة كنت يَوْمًا فِي دَار الخيفة إِذْ مر بِنَا رجل جلّ فَقَالُوا هَذَا الحاسب وَجعل أَصْحَاب الْخَلِيفَة يعظمونه فدعوته وَقلت بَاب من الْفِقْه وَكَانَت الْمَسْأَلَة قد اضْطربَ عَليّ مِنْهَا شَيْء مِمَّا قَالَه أَبُو حنيفَة فَقلت إِنَّا قد احتجنا فِيهِ إِلَى الْحساب قَالَ فَأَخْبَرته قَالَ اعمله من بَاب كَذَا وَكَذَا فعملته فَلم يخرج فَقَالَ بَاب كَذَا فعملته فَلم يخرج فَلم يزل يلقِي عَليّ الْأَبْوَاب فَلم يخرج فَقَالَ لم يبْق إِلَّا بَاب وَاحِد فَإِن خرج وَإِلَّا فَلَيْسَ لَهُ بَاب يخرج مِنْهُ أصلا فَذكر قَول ابی حنيفَة فَعمِلت بِهِ فَخرج فَقلت لَيست يخرج وَخفت أَن يذهب فَيعْمل عَلَيْهِ تِلْكَ الْمَسْأَلَة قَالَ فَانْصَرفت فَعمِلت الْبَاب وَعملت الْمَسَائِل عَلَيْهِ وَجعلت إِذا لَقيته فَسَأَلَنِي اعمى عَلَيْهِ الْجَواب مَخَافَة ان يفْطن لَهُ وَكَانَ مفتنا حاسبا

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوحفص عمر بن ابراہیم مقری نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن سماعہ نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا:

امام ابوحنیفہ حج کرنے کے لیے گئے تو کوفہ میں دور کا مسئلہ پیش آ گیا تو اس کے متعلق ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ثوری اور کوفہ کے دوسرے لوگوں (علماء) سے سوال کیا گیا تو ان کے پاس اسکے متعلق کوئی جواب نہیں تھا پھر امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کے پاس بھی اس کا کوئی جواب نہیں تھا پس لوگوں نے کہا: اس کا جواب صرف امام ابوحنیفہ کے پاس ہے چنانچہ ہمارے دل ان کے آنے کا انتظار کرنے لگے حتی کہ ہمیں آپ (امام ابوحنیفہ) پر اور اپنے آپ پر خوف طاری ہوا اور یہ خوف ہوا کہ کہیں آپ (بھی) اس کے جواب سے عاجز رہیں تو آپ کی قدر و منزلت چلی جائے اور آپ کے ساتھ ہمارے بھی (یہ خوف اتنا شدید تھا) حتی کہ ہم میں سے بعض نے آپ کی وفات تمنا کی پھر جب امام ابوحنیفہ (حج سے واپسی پر) کوفہ کے قریب پہنچے تو میں (امام ابو یوسف) نے ان کا استقبال کیا اور میں نے (دل میں) کہا کہ آپ کو اس مسئلہ کے متعلق خبر دوں تا کہ اس کے متعلق سوال کئے جانے سے پہلے ہی آپ اپنی فکر کو عمل میں لائیں (اور اس کا جواب تلاش کرلیں تا کہ کہیں خفت کا سامنا نہ کرنا پڑے) چنانچہ جب میں آپ سے ملا آپ نے فرمایا: اے یعقوب! پھر آپ نے مجھے اپنے ساتھ سوار کرلیا پھر لوگ کثرت سے آ کر آپ کا استقبال کرنے لگے چنانچہ مجھے قدرت نہ ہوسکی کہ آپ سے اس مسئلہ کے متعلق کچھ کہہ سکوں پھر آپ نے ایک جانور منگوایا اور اس پر سوار ہو گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ اس جانور پر سوار کر دیا اور تمام لوگ ہمارے اردگرد (اپنی اپنی سواریوں پر) سوار ہو گئے حتی کہ (رش (بھیڑ) کے سبب) راستے تنگ ہو گئے پھر جب آپ کوفہ میں پہنچے تو مسجد میں آئے اور وہاں دو رکعات پڑھیں اور لوگ جمع ہو گئے چنانچہ آپ سے سب سے پہلا کیا جانے والے سوال پیش آمدہ دور کا مسئلہ تھا امام ابو یوسف کہتے ہیں: جب آپ کے سامنے وہ سوال پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر جھکا لیا تو میں نے جان لیا کہ آپ اس کا جواب نکال لیں گے پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: اس مسئلے کا جواب ایسے ایسے ہے۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں: ہم اور تمام لوگ خوش ہو گئے۔ کہتے ہیں: جب امام ابوحنیفہ فوت ہو گئے تو ایک دن میں دار الخیفہ میں تھا اچانک ہمارے سامنے سے ایک معزز آدمی گزرا لوگوں نے کہا: یہ حساب کرنے والا ہے اور خلیفہ کے اصحاب اس کی تعظیم کرنے لگے میں نے اسے

بلایا اور کہا: فقہ کا ایک باب سمجھنا ہے۔ایک مسئلہ میں مجھے اضطراب ہوگیا تھا جو امام ابوحنیفہ نے بیان فرمایا تھا میں نے کہا: ہم اس کے متعلق حساب سے دلیل پکڑتے ہیں کہتے ہیں میں نے اسے اس کے متعلق بتایا اس نے کہا: فلاں فلاں باب سے اس کو حل کریں (کہتے ہیں) میں نے ایسا کیا لیکن مسئلہ حل نہ ہوا پھر اس نے کہا: فلاں باب سے حل کریں میں نے ایسا کیا لیکن مسئلہ نہ نکل سکا وہ مسلسل مجھ پر باب پیش کرتا رہا لیکن مسئلہ (کا جواب) نہ نکلا پھر اس نے کہا: صرف ایک باب رہ گیا ہے اگر اس سے مسئلہ حل ہوگیا تو ٹھیک ورنہ کبھی بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوسکے گا پھر اس نے امام ابوحنیفہ کا قول ذکر کیا تو میں نے اس کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی تو وہ مسئلہ حل ہوگیا میں نے کہا (پہلے) یہ حل نہیں ہوا اور مجھے خوف ہوا کہ وہ چلا جائے"۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا بشر ابْن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول سَمِعت دَاوُد الطَّائِي يَقُول لما نزل ابو الْعَبَّاس الْكُوفَة وَجه إِلَى الْعلمَاء فجمعهُمْ فَقَالَ إِن هَذَا الْأَمر قد أُفضي الى أهل بَيت نَبِيكُم وَجَاءَكُم الله بِالْفَضْلِ وَإِقَامَة الْحق وَأَنْتُم يَا معشر الْعلمَاء احق من أعَان عَلَيْهِ وَلكم الحباء والكرامة والضيافة من مَال الله مَا أَحْبَبْتُم فَبَايعُوا بيعَة تكون لكم عِنْد إمامكم حجَّة عَلَيْكُم وأمانا فِي معادكم لَا تلقون الله بِلَا إِمَام فتكونوا مِمَّن لَا حجَّة لَهُ وَلَا تَقولُوا أَمِير الْمُؤمنِينَ نهابه ان نقُول الْحق فَنظر الْقَوْم إِلَى ابي حنيفَة فَقَالَ إِن أَحْبَبْتُم ان اتكلم عني وعنكم فأمسكوا قَالُوا قد أحببنا ذَلِك فَقَالَ الْحَمد لله الَّذِي بلغ الْحق من قرَابَة من نبيه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وأماط عَنَّا جور الظلمَة وَبسط ألسنتنا بِالْحَقِّ وَقد بايعناك على امْر الله وَالْوَفَاء لَك بِعَهْد الله إِلَى قيام السَّاعَة فَلَا أخلى الله هَذَا الْأَمر مِمَّن قربه من نبيه فَأَجَابَهُ أَبُو الْعَبَّاس بِجَوَاب جميل وَقَالَ مثلك من خطب عَن الْعلمَاء لقد احسنوا اختيارك واحسنت فِي الْبَلَاغ فَلَمَّا خَرجُوا قَالُوا لَهُ مَا أردْت بقولك إِلَى قيام السَّاعَة وَقد انْقَضتْ السَّاعَة قَالَ إِن احتلتم عَليّ احتلت لنَفْسي وأسلمتكم للبلاء فَسكت الْقَوْم وَعَلمُوا أَن الْحق مَا صنع

(ترجمہ:) "ہمیں عبداللہ بن محمد بن الشاہد نے خبر دی کہا ہمیں مکرم نے خبر دی کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن الولید نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت داؤد طائی کو فرماتے ہوئے سنا:

جب ابوالعباس کوفہ میں آیا تو علماء نے اس کی طرف توجہ کی چنانچہ وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے کہا: بے شک یہ امر خلافت) تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت کی طرف پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس فضل اور حق کو قائم کرنا لے آیا (یعنی اس کا حکم آ گیا) اور اے گروہ علماء تم زیادہ حق رکھتے ہو (اس کے ساتھ تعاون کرنے کی) جو اس (حق قائم کرنے) پر مدد کرے اور تمہارے لیے محبت، عزت اور اللہ کے مال سے ضیافت ہوگی اور تم ایسی بیعت کرو جو تمہارے لیے تمہارے امام کے پاس تم پر حجت ہو اور تمہاری معادن (کانیں) کی امان ہو! تم اللہ سے بغیر امام کے نہ ملنا ورنہ تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جن کے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور تم نہ کہنا کہ امیر المؤمنین نے ہمیں حق بات کہنے سے روکا ہے (جب یہ بات کر کے فارغ ہوا) تو لوگوں نے امام ابوحنیفہ کے طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: اگر تم پسند کرو کہ میں اپنے اور تمہارے متعلق بات کروں پس تم رک جاؤ انہوں نے کہا: ہمیں یہ بات پسند ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت کے ذریعے حق پہنچایا اور ہم سے اندھیروں کا ظلم دور کیا اور ہماری زبانوں کو حق کے ساتھ پھیلایا اور بلاشبہ ہم نے آپ سے قیام ساعت تک اللہ تعالیٰ کے امر پر بیعت کی اور اللہ کے عہد کو پورا کرنا آپ پر لازم ہے پس اللہ تعالیٰ یہ امر خلافت اس سے دور نہیں کرے گا جو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی ہے چنانچہ ابوالعباس نے خوبصورت جواب دیا اور کہا: آپ کی طرح علماء کے خطبے ہوتے ہیں ان لوگوں نے آپ کو منتخب کر کے اچھا کیا اور آپ نے اچھے طریقے سے پیغام پہنچایا پھر جب لوگ وہاں سے نکلے تو آپ سے کہا کہ آپ کی اپنے قول: قیام ساعت تک سے کیا مراد تھی وہ گھڑی تو ختم ہوگئی؟ فرمایا: اگر تم نے مجھ پر حیلہ کیا تو میں نے اپنے لیے حیلہ کیا اور میں نے تمہیں مصیبت سے بچا لیا پس لوگ خاموش ہو گئے اور وہ جان گئے کہ حق وہی ہے جو آپ نے کیا"۔

امام ابویوسف کی الگ مجلس فقہ قائم کرنا اور پھر اس سے رجوع کرنا:

اخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا الْفضل بن غَانِم قَالَ كَانَ أَبُو يُوسُف مَرِيضا شَدِيد الْمَرَض فعاده أَبُو حنيفَة مرَارًا فَصَارَ إِلَيْهِ آخر مرّة فَرَآهُ ثقيلا فَاسْتَرْجع ثمَّ قَالَ لقد كنت أؤملك بعدِي للْمُسلمين وَلَئِن اصيب النَّاس بك ليموتن مَعَك علم كثير ثمَّ رزق الْعَافِيَة وَخرج من الْعلَّة فَأخْبر ابو يُوسُف بقول أبي حنيفَة فِيهِ فارتفعت نَفسه وانصرفت وُجُوه النَّاس إِلَيْهِ فعقد لنَفسِهِ مَجْلِسا فِي الْفِقْه وَقصر عَن لُزُوم

مجلس ابی حنیفۃ فَسَأَلَ عَنہُ فَأُخبر انہ قد عقد لنَفسِہِ مَجلِسا وانہ بلغہ کلامك فِیہِ فَدَعَا رجلا کَانَ لَہُ عِندہ قدر فَقَالَ سر إِلَی مَجلِس یَعقُوب فَقل لَہُ مَا تقول فِي رجل دفع إِلَی قصار ثوبا لیقصرہ بدرھم فَسَار إِلَیہِ بعد أَیَّام فِي طلب الثَّوب فَقَالَ لَہُ القصار مَا لَك عِندِي شَيْء وَأنکرہُ ثمَّ إِن رب الثَّوب رَجَعَ إِلَیہِ فَدفع إِلَیہِ الثَّوب مَقصُورا أَلہ أُجرَۃ فان قَالَ لَہُ أُجرَۃ فَقل أَخطَأت وان قَالَ لَا أُجرَۃ لَہُ فَقل اخطأت فَسَار إِلَیہِ فَسَأَلَہُ فَقَالَ ابو یُوسُف لَہُ الاجرۃ فَقَالَ لَہُ أَخطَأت فَنظر سَاعَۃ ثمَّ قَالَ لَا أُجرَۃ لَہُ فَقَالَ لَہُ أَخطَأت فَقَامَ أَبُو یُوسُف من سَاعَتہ فَأتی أَبَا حنیفَۃ فَقَالَ لَہُ مَا جَاءَ بك إِلَّا مَسأَلَۃ القصار قَالَ أجل فَقَالَ سُبحَانَ اللہ من قعد یُفتِي النَّاس وَعقد مَجلِسا یتَکَلَّم فِي دین اللہ وَھَذَا قدرہ لَا یحسن ان یُجیب فِي مَسأَلَۃ من الإِجَارَات فَقَالَ یَا ابا حنیفَۃ عَلمنِي فَقَالَ إِن کَانَ قصرہ بَعدَمَا غصبہ فَلَا أُجرَۃ لَہُ لِأَنَّہُ إِنَّمَا قصرہ لنَفسِہِ وَإِن کَانَ قصرہ قبل ان یغصبہ فَلہُ الأُجرَۃ لِأَنَّہُ قصرہ لصَاحبہ ثمَّ قَالَ من ظن أَنہ یَستَغنِي عَن التَّعَلُّم فلیبك علی نَفسہ۔

(ترجمہ:)''ہمیں عمر بن ابراہیم المقری نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن غانم نے بیان کیا کہا امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بیمار ہوگئے تو امام ابوحنیفہ نے کئی مرتبہ ان کی عیادت کی آخری مرتبہ جب آئے تو امام ابویوسف کو دیکھا کہ مرض غالب ہوگیا تھا تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر کہا: میں تو تمہیں اپنے بعد مسلمانوں کے لیے (اپنی مسند کا) مالک بناتا اگر لوگوں کو تجھ سے مصیبت پہنچی (یعنی آپ کی وفات ہوگئی) تو وہ یقیناً بالضرور تیرے ساتھ بہت زیادہ علم کو فوت کردیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے آپ کو عافیت عطا فرمائی آپ بیماری سے نکل آئے تو امام ابویوسف کو امام ابوحنیفہ کی ان کے متعلق فرمائی گئی بات کی خبر دی تو ان کا نفس پھول گیا لوگوں کے چہرے آپ کی طرف پھر گئے آپ نے اپنی علیحدہ مجلس فقہ قائم کرلی اور امام ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضری کا لزوم چھوڑ دیا چنانچہ امام ابوحنیفہ نے امام ابویوسف کے متعلق لوگوں سے پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ انہوں نے اپنی الگ مجلس فقہ قائم کرلی ہے اور ان تک آپ کا کلام پہنچا ہے جو آپ نے ان کے متعلق فرمایا تھا، پس امام ابوحنیفہ نے ایک آدمی کو بلایا جس کا امام ابویوسف کے ہاں مقام تھا اسے فرمایا: یعقوب (امام ابویوسف کا نام ہے) کی مجلس میں جا! اور اسے کہہ! کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں دھوبی کو ایک درہم کے بدلے کپڑے دھونے کے لیے دیئے تو وہ کچھ دنوں کے بعد اس سے کپڑے لینے کے لیے گیا تو اسے

دھوبی نے کہا: آپ کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور کپڑوں کا انکار کر دیا پھر کپڑوں کا مالک لوٹ آیا (اور دھوبی کو بعد میں یاد آیا کہ اس شخص نے مجھے کپڑے دھونے کے لیے دیئے تھے) تو اس نے اسے کپڑے واپس دے دیئے دراں حالیکہ وہ دھلے ہوئے تھے تو کیا وہ اس کی اجرت لے سکتا ہے؟ اگر یعقوب کہے اس کے لیے اجرت ہے تو، تو کہنا: آپ نے خطا کی ہے اور اگر کہے اسے اجرت نہیں ملے گی تو تو کہنا: آپ نے خطا کی ہے وہ آدمی امام ابو یوسف کے پاس آیا اور یہی سوال آپ سے پوچھا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسے اجرت ملے گی تو اس آدمی نے کہا: آپ نے خطا کی پھر امام ابو یوسف نے کچھ دیر غور وفکر کیا پھر کہا: اسے اجرت نہیں ملے گی تو اس نے کہا: آپ نے خطا کی پس امام ابو یوسف فوراً کھڑے ہوئے اور امام ابوحنیفہ کے پاس آئے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تجھے میرے پاس دھوبی کا مسئلہ آیا ہے آپ نے کہا: ہاں امام ابوحنیفہ نے فرمایا: سبحان اللہ! جو شخص لوگوں کو فتویٰ دینے کے لیے بیٹھا اور ایک مجلس قائم کی، اللہ کے دین میں وہ کلام کرتا ہے اس کا مقام یہ ہے کہ اجارہ کے مسئلے کا اچھا جواب نہیں دیتا۔ امام ابو یوسف نے کہا: اے ابوحنیفہ! مجھے سکھایئے! امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اگر اس دھوبی نے غصب کے بعد کپڑے دھوئے تو اسے کوئی اجرت نہیں ملے گی کیونکہ اس نے اپنے لیے دھوئے ہیں اور اگر غصب سے پہلے کپڑے دھوئے تو اسے اجرت ملے گی کیونکہ اس سے کپڑوں کے مالک کے لیے کپڑے دھوئے ہیں۔ پھر فرمایا: جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ علم سیکھنے سے مستغنی ہو گیا ہے تو وہ اپنے آپ پر روئے''۔

ولیمہ میں عجیب پریشانی:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الحلواني قَالَ ثَنَا مكرم ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا احْمد بن يُونُس قَالَ سَمِعت وكيعا يَقُول رَأَيْت أَبَا حنيفَة وسُفْيَان ومسعرا وَمَالك بن مغول وجعفر ابْن زِيَاد الْأَحْمَر وَالْحسن بن صَالح اجْتَمعُوا فِي وَلِيمَة كَانَت بِالْكُوفَةِ جمع فِيهَا الْأَشْرَاف والموالى وَقد زوج رجل ابْنَتَيْهِ من ابْني رجل فَلَمَّا اجْتمع النَّاس فِي ذَلِك خرج عَلَيْهِم الْوَلِيّ فَقَالَ أصبْنَا بمصيبة عَظِيمَة قيل وَمَا هِيَ قَالَ نحب ان نكتمها فَقَالَ أَبُو حنيفَة مَا هِيَ قَالَ غلط علينا فزفت إِلَى كل وَاحِد غير امْرَأَته فَقَالَ أصاباهما قَالَ نعم قَالَ سُفْيَان وَمَا بَأْس من هَذِه قد حكم فِيهَا أَمِير الْمُؤمنِينَ عَليّ بن أبي طَالب بِعَينهَا كَانَ مُعَاوِيَة وَجه إِلَيْهِ فِيهَا فَقَالَ عَليّ رَضِي الله عَنهُ للَّذي سَأَلَهُ أَرَسُول مُعَاوِيَة أَنْت إِن هَذَا لم يكن ببلدنا أرى أَن على كل وَاحِد من الرجلَيْن الْعقر بِمَا أصَاب من الْمَرْأَة وَترجع كل وَاحِدَة من الْمَرْأَتَيْنِ إِلَى زَوجهَا وَلَا شَيْء عَلَيْهِم فِي ذَلِك وَالنَّاس

سکُوت یسمعُونَ من سُفیَان ویستحسنون قَوْله وَأَبُو حنیفَة فِي الْقَوْم وَهُوَ سَا كِت فَالتَفت مسعر إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ قل فِيهَا يَا أَبَا حنيفَة قَالَ سُفيَان وَمَا عَسى ان يَقُول غير هَذَا فَقَالَ أبو حنيفَة عَليّ بالغلامين فأحضرا فَقَالَ لكل وَاحِد مِنْهُمَا أَتُحِبُّ أَن تكون عنْدك امْرَأَتك الَّتِي زفت إِلَيْك قَالَ نعم قَالَ مَا اسْم امْرَأَتك الَّتِي هِيَ عِنْد اخيك قَالَ فُلَانَة بنت فلَان قَالَ قل هِيَ طَالِق مني ثمَّ إِن أَبَا حنيفَة خطب خطْبَة النِّكَاح وَزوج كل وَاحِد مِنْهُمَا الْمَرْأَة الَّتِي كَانَ مَسهَا ثمَّ قَالَ أَبُو حنيفَة جددوا الناعرسا آخر فَعجب النَّاس من فتيا أبي حنيفَة وَفِي ذَلِك الْيَوْم قَامَ مسعر فَقبل فَم أبي حنيفَة وَقَالَ تلوموني على حبه وسُفْيَان سَا كِت لَا يَقُول شَيْئا۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد الحلوانی نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا میں نے حضرت وکیع کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ، سفیان، مسعر، مالک بن مغول، جعفر بن زیاد الاحمر اور حسن بن صالح کو میں نے کوفہ کے ایک ولیمہ میں جمع ہوئے دیکھا، جس میں سردار اور غلام سبھی جمع تھے کہ ایک آدمی نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی ایک شخص کے دو بیٹوں سے کی تھی جب لوگ جمع ہو گئے ان کا ولی باہر آیا اور کہا: ہمیں ایک بڑی مصیبت آ گئی ہے اس سے کہا گیا کہ وہ مصیبت کیا ہے؟ اس نے کہا: ہم اسے پوشیدہ رکھنا پسند کرتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہم سے غلطی ہو گئی کہ ہر ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کی بیوی کیساتھ رات گزاری ہے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: کیا ان دونوں نے جماع کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ امام سفیان ثوری نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بعینہ ایسا فیصلہ کیا ہے کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی مسئلے کے حل کے لیے ایک آدمی کو آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیجا تھا تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے سائل سے فرمایا: کیا تو معاویہ کا پیغام رساں ہے؟ بلاشبہ یہ ہمارے شہر میں تو نہیں ہوا سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جو انہوں نے جماع کیا اسکے بدلے میں دونوں آدمیوں میں سے ہر ایک پر مہر لازم ہوگا اور ہر ایک عورت کو اس کے خاوند کے پاس لوٹا دیا جائے اور ان پر کوئی چیز (حد) نہیں ہوگی، (حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ختم کی) اور لوگ خاموشی سے حضرت سفیان کا کلام سن رہے تھے اور ان کے قول کی تحسین کر رہے تھے اور امام ابوحنیفہ لوگوں میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے، حضرت مسعر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ سے کہا: اے ابوحنیفہ آپ اس بارے میں کہیے! حضرت سفیان نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اس کے علاوہ کچھ

کہیں۔امام ابوحنیفہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو لایا جائے ،چنانچہ وہ دونوں حاضر کیئے گئے آپ نے ان دونوں سے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیوی وہی ہو جس کیساتھ تم نے رات گزاری ہے انہوں نے کہا ہاں ،آپ نے ایک سے فرمایا :اس عورت کا کیا نام جو تیرے بھائی کے پاس تھی؟ کہا فلانہ بنت فلاں آپ نے فرمایا: تو کہہ !اسے میری طرف سے طلاق ہے (اس نے ایسا ہی کہا پھر دوسرے سے بھی آپ نے یہی فرمایا اور اس نے بھی اپنی بیوی کو طلاق دے دی) پھر امام ابوحنیفہ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ہر ایک کا اس عورت سے نکاح کر دیا جس سے اس نے جماع کیا تھا پھر امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ہمارے لیے دوبارہ ولیمہ کرو! پس لوگوں کو امام ابوحنیفہ کے فتویٰ سے تعجب ہوا اس دن مسعر کھڑے ہوئے اور امام ابوحنیفہ کے منہ پر بھوسہ دیا اور کہا: اس شخص (ابوحنیفہ) کی محبت پر تم مجھے ملامت کرتے ہو! اور اس وقت حضرت سفیان ثوری خاموش تھے آپ نے کچھ بھی نہیں کہا"۔

عورتیں تیری مثل تیز ذہین پیدا کرنے سے عاجز ہیں:

أخبرنَا ابو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد ابْن مغلس قَالَ ثَنَا ضرار بن صرد قَالَ ثَنَا شريك قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَة ومعنا سُفْيَان الثَّوْرِيّ وَابْن شبْرمَة وَابْن أبي ليلى وَأَبُو حنيفَة وَأَبُو الْأَحْوَص ومندل وحبان وَكَانَت الْجِنَازَة لكهل سيد من كهول بني هَاشم توفّي ابْن لَهُ فَخرج فِي جنَازَته وُجُوه أهل الْكُوفَة يَمْشُونَ حَتَّى وقفت الْجِنَازَة فَسَأَلَ النَّاس عَنْهَا فَقَالُوا خرجت امه ولهى وَأَلْقَتْ ثوبها عَلَيْهِ وبرزت و كشفت رَأسهَا وَكَانَت هاشمية شريفة فصاح أَبوهُ بهَا فأمرهَا ان ترجع فَأَبت فَحلف بِالطَّلَاق لترجعن وَحلفت بعتاق كل مَمْلُوك لَهَا ان لَا ترجع حَتَّى يصلى عَلَيْهِ فَمشى النَّاس بَعضهم إِلَى بعض ووقفوا وسألوا فَلم يتَكَلَّم فِيهَا أحد وَأجَاب مِنْهُم أحد بِجَوَاب فهتف أَبوهُ بِأبي حنيفَة وَقَالَ يَا نعْمَان اغثنا فجَاء أَبُو حنيفَة فَقَالَ كَيفَ حَلَفت فأعادت عَلَيْهِ وَقَالَ للكهل كَيفَ حَلَفت فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ ضَعُوا السرير فَوضع فَقَالَ للاب تقدم فصل على ابْنك فَتقدم فصلى عَلَيْهِ وَالنَّاس خَلفه وَنَادَوْا فِيمَن تقدم حَتَّى لحقوا بِالنَّاسِ ثمَّ قَالَ احملوه إِلَى قَبره وارجعي إِلَى مَنْزِلك فقد بررت وَقَالَ لِأَبِيهِ ارْجع فقد بررت فَقَالَ ابْن شبْرمَة يَوْمئِذٍ عجزت النِّسَاء ان يلدن مثلك سَرِيعا مَا عَلَيْك فِي الْعلم كلفة۔

(ترجمہ:) "ابوحفص عمر بن ابراہیم المقریٰ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے

احمد بن محمد ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ضرار بن صرد نے بیان کیا کہا ہم سے شریک نے بیان کیا:

ہم ایک جنازے میں تھے اور ہمارے ساتھ حضرت سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوحنیفہ، ابوالاحوص، مندل اور حبان تھے اور وہ بنی ہاشم کے بوڑھوں میں سے ایک بوڑے سردار کے وفات یافتہ بیٹے کا تھا، اس کے جنازے میں اہل کوفہ کے سردار چل رہے تھے حتی کہ جنازہ کھڑا ہوگیا لوگوں نے اس کے متعلق پوچھا (کہ جنازہ کیوں کھڑا ہوگیا ہے؟) لوگوں نے کہا: اس کی ماں دیوانہ وار گھر سے نکلی، اس نے (مدہوشی میں) اپنا کپڑا (دوپٹہ) پھینک دیا اور وہ ظاہر ہوگئی اور اس نے اپنا سر کھول دیا اور وہ ہاشمیہ سیدہ تھی اور اس (وفات یافتہ لڑکے) کے باپ نے اسے غصے سے واپس جانے کا کہا اس کی ماں نے انکار کردیا اس باپ نے واپس لوٹانے کے لیے طلاق کا حلف اٹھالیا اور اس عورت نے اپنے تمام غلاموں کی آزادی کا حلف اٹھالیا کہ جب تک اس پر نماز نہیں پڑھی جائے وہ واپس نہیں جائے گی چنانچہ لوگ ایک دوسرے کے پاس گئے اور کھڑے ہوگئے اور اس کے متعلق سوال کیا لیکن اس کے متعلق کسی نے کلام نہیں کیا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کا جواب نہ دیا تو اس کے باپ نے امام ابوحنیفہ کو پکارا اور کہا: اے نعمان! ہماری مدد فرمایئے! پس امام ابوحنیفہ تشریف لائے اور اس کی ماں سے فرمایا: تو نے کیسے حلف اٹھایا؟ اس نے وہ حلف دھرایا، آپ نے بوڑھے شخص سے فرمایا: تو نے کیسے حلف اٹھایا؟ اس نے بھی اپنا حلف دھرایا، آپ نے فرمایا: چارپائی رکھو چنانچہ چارپائی رکھ دی گئی آپ نے اس لڑکے کے باپ سے فرمایا: آگے آؤ اور اپنے بیٹے پر نماز پڑھاؤ! وہ آگے بڑھا اور اس پر نماز پڑھائی اور لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اور جو لوگ آگے چلے گئے تھے انہیں پکارا (کہ یہاں آجاؤ کہ نماز جنازہ پڑھیں) حتیٰ کہ وہ لوگوں سے مل گئے پھر (بعد از نماز جنازہ) آپ نے فرمایا: اسے اس کی قبر کی طرف لے جاؤ اور (اس کی ماں سے فرمایا) تم اپنے گھر کی طرف لوٹ جاؤ کہ تم بری ہوگئی ہو اور اس کے باپ سے فرمایا: آپ بھی لوٹ جاؤ کہ آپ بھی بری ہوگئے ہیں اس دن (اس وقت) امام ابن شبرمہ نے کہا: عورتیں تیری مثل تیز ذہین پیدا کرنے سے عاجز آگئیں ہیں آپ کو علم میں کوئی مشقت نہیں ہوتی''۔

امام اعظم اور قاضی ابن ابی لیلیٰ:

أخبرنا أَبُو حَفص قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول سَأَلَ رجل أَبَا حنيفَة عَن خوخة اراد ان يفتحها فِي حَائِط لَهُ فِي دَاره فَقَالَ افْتَحْ مَا شِئْت وَلَا تطلع على جَارك فَأتى بِهِ جَاره إِلَى ابْن أبي ليلى فَمَنعه مِنْهُ فَشَكَا إِلَى أبي حنيفَة قَالَ فافتح فِيهِ

بَابا فجاء ليفتح الْبَاب فَأتى بِهِ إِلَى ابْن أبي ليلى فَمَنعه فَقَالَ كم قيمَة حائطك قَالَ ثَلَاثَة دَنَانِير قَالَ هِيَ لَك عَليّ واذهب فاهدم الْحَائِط من أَوله إِلَى آخِره فَجَاءَهُ يهدمه فَمَنعه فَأتى بِهِ إِلَى ابْن ابي ليلى فَقَالَ يهدم حَائِطه وتسألني أَن أمْنَعهُ من ذَلِك اذْهَبْ فاهدمه واصنع مَا شِئْت قَالَ فَلم عنيتني ومنعتني من فتح خوخة وَكَانَ ذَلِك أَهْون عَليّ قَالَ إِذا كَانَ يذهب إِلَى من يدله على خطأي فَكيف أصنع إِذا تبين الْخَطَأ

(ترجمہ:) ''ابوحفص نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے حمانی نے بیان کیا کہا میں نے حضرت ابن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ سے اپنے گھر کی دیوار میں ایک کھڑکی کھولنے کے ارادے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جو چاہے تو کھول لے اور اپنے پڑوسی کو نہ دیکھنا اس کا پڑوسی (قاضی) ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو قاضی ابن ابی لیلیٰ نے اسے روک دیا اس نے امام ابوحنیفہ سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اس میں دروازہ کھول لو چنانچہ وہ دروازہ کھولنے کے لیے آیا تو وہ (پڑوسی) اس (دروازہ کھولنے والے) کو لے کر قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو آپ نے اسے روک دیا (پھر وہ آدمی امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور یہ معاملہ پیش کیا) تو آپ نے فرمایا: تیری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ اس نے کہا: تین دینار، فرمایا: یہ تین دینار تیرے مجھ پر ہیں تو جا اور ساری دیوار گرا دے تو وہ آیا دیوار گرا رہا تھا تو پڑوسی نے اسے روکا اور اسے لے کر قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو قاضی صاحب نے کہا: وہ اپنی دیوار گرا رہا ہے اور تو مجھے کہہ رہا ہے کہ میں اسے روکوں! (اسے کہا) تو جا اپنی دیوار گرا دے اور جو چاہے کر! تو اس نے قاضی سے کہا: آپ نے مجھے کھڑکی کھولنے سے کیوں روکا تھا جبکہ وہ میرے لیے اس سے زیادہ آسان تھی؟ قاضی نے کہا: جب یہ ایسے آدمی کے پاس جاتا ہے تو میرے خطا پر اس کی راہنمائی کر دیتا ہے تو جب خطا واضح ہو جائے تو میں کیسے کروں؟''۔

أخبرَنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا القَاضِي مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا أَبُو عبيد قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ سَأَلت ابا حنيفَة عَن دِرْهَم لرجل ودرهمين لآخر اختلطت ثمَّ ضَاعَ دِرْهَمَانِ من الثَّلَاثَة لَا يعلم من أَيهمَا فَقَالَ أَبُو حنيفَة الدِّرْهَم الْبَاقِي بَينهمَا على ثَلَاثَة قَالَ فَلَقِيت ابْن شبْرمَة فَسَأَلته عَنْهَا فَقَالَ سَأَلت عَنْهَا أحدا فَقلت نعم سَأَلت أَبَا حنيفَة قَالَ قَالَ لَك الدِّرْهَم الْبَاقِي بَينهمَا أَثلَاثًا قلت نعم قَالَ أَخطَأ العَبْد وَلَكِن دِرْهَم من

الدرھمین الضائعین یُحِیطُ الْعلم انه من الدرھمین وَالدِّرْھَم الآخر ھُوَ مِنْھُمَا جَمِیعًا فالدرھم الَّذِی بَقِیَ ھُوَ بَینھمَا نِصْفَینِ قَالَ فاستحسنت ذَلِك جدا فَلَقِیت أَبَا حنیفَة وَلَو وزن عقله بعقل نصف أهل الارض فِي الْفِقْه لرجحهم إِن شَاءَ الله فَقَالَ لي لقِيت ابْن شبْرمَة فَقَالَ لَك قد أحَاط الْعلم ان احد الدرھمین الضائعین من الدرھمین وَبَقِي الدِّرْھَم الْبَاقِي فَھُوَ بَینھمَا نِصْفَانِ قلت نعم قَالَ ان الثَّلَاثَة حَیْثُ اخْتلطت وَجَبت الشّركَة بَینھمَا فَصَارَ لصَاحب الدِّرْھَم ثلث كل دِرْھَم وَلِصَاحِبِ الدرھمین ثلثا من كل دِرْھَم فَأَي دِرْھَم ذهب ذهب بحصتهما

(ترجمہ:)''ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے خبر دی کہا ہم سے قاضی مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبید نے بیان کیا کہا ہم عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا فرمایا: میں نے امام ابوحنیفہ سے ایک آدمی کے ایک درہم اور دوسرے آدمی کے دو درہموں کے متعلق سوال کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہو گئے تھے پھر ان تین میں سے دو درہم درہم ضائع ہو گئے اب یہ معلوم نہیں کہ یہ ان دونوں میں سے کس کا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جو درہم باقی ہے وہ ان دونوں کے درمیان تین حصوں میں تقسیم ہوگا (ابن مبارک کہتے ہیں) پھر میں امام ابن شبرمہ سے ملا تو میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا: کیا تو نے اس کے متعلق کسی سے سوال کیا ہے؟ میں نے کہا: ہم میں نے امام ابوحنیفہ سے سوال کیا ہے ابن شبرمہ نے کہا: کیا ابوحنیفہ نے تجھے کہا ہے کہ باقی درہم ان کے مابین تین حصوں میں تقسیم ہوگا میں نے کہا ہاں آپ نے کہا: بندے (یعنی امام ابوحنیفہ) نے خطا کی لیکن ضائع ہونے والے دو درہموں میں سے ایک درہم تو علم اس بات کا احاطہ کرتا ہے کہ وہ (ایک شخص کے پاس جو) دو درہم (تھے) سے ہے اور دوسرا درہم پورا ان دونوں کا ہے لہذا وہ درہم جو باقی بچا ہے وہ ان کے درمیان نصف نصف ہوگا ابن مبارک نے کہا: مجھے یہ جواب بہت اچھا لگا چنانچہ میں امام ابوحنیفہ سے ملا- اور (امام ابوحنیفہ کی شان یہ ہے کہ) اگر آپ کی عقل کا وزن نصف اہل زمین کی عقل سے کیا جائے فقہ کے معاملے میں یقیناً اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ان سب پر بھاری ہوگی-آپ نے مجھے فرمایا: تو نے ابن شبرمہ سے ملاقات کی اور آپ نے تجھے کہا: ان کے علم نے اس بات کا احاطہ کیا ہے کہ ضائع ہونے والے دو درہموں میں سے ایک درہم دو درہموں سے ہے اور جو باقی درہم بچا ہے وہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہے؟ میں نے کہا: ہاں آپ نے جب تین درہم آپس میں مل گئے تھے تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان شراکت ثابت کردی پس ایک درہم کے مالک کے لیے ہر درہم کا ایک ثلث (تہائی 1/3) ہو اور دو

درہموں کے مالک کے لیے ہر درہم سے ایک ثلث (تہائی 1/3) ہو پس جو بھی درہم ضائع ہوا وہ ان دونوں کے حصے سے ضائع ہوا''۔

اللہ تعالیٰ کا فضل:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال حدثنا مكرم قال حدثنا احمد بن عطية قال ثنا الجماني قال ثنا ابن المبارك قال رأيت أبا حنيفة في طريق مكة وشوى لهم فصيل سمين فاشتهوا ان يأكلوه بخل فلم يجدوا شيئا يصبون فيه الخل فتحيروا فرأيت أبا حنيفة وقد حفر في الرمل حفرة وبسط عليها السفرة وسكب الخل على ذلك الموضع فأكلوا الشواء بالخل فقالوا له تحسن كل شيء قال عليكم بالشكر فان هذا شيء ألهمته لكم فضلا من الله عليكم

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے الجمانی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا آپ نے فرمایا: میں نے امام ابوحنیفہ کو مکہ کے راستے میں دیکھا اور آپ کے لیے موٹے تازے بچھڑے کا بچہ بھونا گیا لوگوں کو سرکہ کیساتھ اسے کھانے کی خواہش ہوئی چنانچہ انہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس میں وہ سرکہ ڈالیں پس وہ حیران ہو گئے تو میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ آپ نے ریت میں ایک چھوٹا سا گھڑا کھودا اور اس پر دسترخوان بچھا دیا اور آپ نے اس جگہ پر سرکہ انڈیل دیا پس سب نے بھونا ہوا گوشت سرکہ کیساتھ کھایا لوگوں نے آپ سے کہا: ہر چیز آپ کے لیے اچھی ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارا شکریہ! اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل ہوا جس کے وجہ سے میرے دل میں یہ بات تمہارے لیے الہام کی گئی''۔

سازش کامیاب نہ ہو سکی:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا احمد قال ثنا موسى وابن سماعة قالا حدثنا محمد قال حدثني ابو حنيفة عن حماد انه كان يقول إذا سئلت عن معضلة فاقبلها سؤالا على سائلك عنها حتى تخلص من مسألته لك فدس إلى رجل فقعد لي على الباب وأنا عند ابن هبيرة وقد امر بي إلى السجن فسعى الرجل إلى السجن فقال يا أبا حنيفة يحل للرجل إذا أمره السلطان الأعظم ان يقتل رجلا ان يقتله قال قلت له وكان الرجل ممن وجب عليه القتل قال نعم قلت فاقتله قال فإن لم يكن ممن وجب عليه القتل قال قلت إن السلطان الأعظم لا يأمر بقتل من لا يستحق القتل۔

(ترجمہ:)"عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا موسیٰ اور ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ مجھ سے امام ابوحنیفہ نے امام حماد کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تجھ سے کسی پیچیدہ معاملے کے بارے میں سوال کیا جائے تو سائل سے کچھ سوالات کرنا جس کی وجہ سے تجھے اپنے مسئلے کا حل مل جائے گا چنانچہ ایک آدمی نے میرے خلاف سازش کی جس کی وجہ سے میرے لیے دروازے کے پاس بیٹھ گیا جبکہ میں ابن ہبیرہ کے پاس تھا اور آپ نے مجھے قید خانہ کی طرف جانے کا حکم دیا چنانچہ قید خانہ کی طرف ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا تو اس نے کہا: اے ابوحنیفہ! جب سلطان اعظم کسی کو قتل کرنے کا حکم دے تو اس آدمی کے لیے اس کا قتل کرنا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اسے کہا: وہ آدمی ان لوگوں میں سے ہے جس کو قتل کرنا واجب ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر اسے قتل کر دے! اس نے کہا: اگر وہ ان لوگوں میں سے ہو جس کا قتل کرنا واجب نہ ہو؟ کہتے ہیں: میں نے کہا: سلطان اعظم کسی ایسے آدمی کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے جو مستحق قتل نہ ہو"۔

مہر زیادہ مانگتے ہیں:

أخبرنا عمر قَالَ ثنا مكرم قَالَ حدثني عَلِيّ بن صَالح الْبَغوِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الْهَرَوِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله احْمَد بن مُؤَمل قَالَ أنبأنَا بشر بن الْوَلِيد قَالَ كَانَ فِي جوَار أبي حنيفَة فَتى يغشى مجْلِس أبي حنيفَة وَيكثر عِنْده فَقَالَ يَوْمًا لأبي حنيفَة إِنِّي أُرِيد التَّزْوِيج إِلَى آل فلَان من أهل الْكُوفَة وَقد خطبت إِلَيْهِم وَقد طلبُوا مني من الْمهْر فَوق وسعي وطاقتي وَقد تعلّقت نَفسِي بِالتَّزْوِيجِ فَقَالَ أَبُو حنيفَة فاستخر الله وأعطهم مَا يطلبونه مِنْك فَلَعَلَّ زَوجتك ان تسمح لَك إِذا دخلت بهَا بِمَا يبْقى من الصَّدَاق عَلَيْك فأجابهم إِلَى مَا طلبوه فَلَمَّا عقدوا النِّكَاح بَينه وَبينه جَاءَ إِلَى أبي حنيفَة فَقَالَ لَهُ إِنِّي قد سَأَلتهم أَن يَأْخُذُوا مني الْبَعْض وَلَيْسَ فِي وسعي الْكل وَقد أَبَوا ان يحملوها إِلَيّ إِلَّا بعد وَفَاء الْمهْر كُله فَمَاذَا ترى قَالَ احتل واقترض حَتَّى تدخل بأهلك فَإِن الْأَمر يكون اسهل عَلَيْك من تشدد هَؤُلَاءِ الْقَوْم فَفعل ذَلِك وأقرضه ابو حنيفَة فِيمَن أقْرضهُ فَلَمَّا دخل بأَهْله وحملت إِلَيْهِ قَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة مَا عَلَيْك ان تظهر انك تُرِيدُ الْخُرُوج من هَذَا الْبَلَد إِلَى مَوضِع بعيد وَأَنَّك تُرِيدُ ان تُسَافِر بأهلك مَعَك فاكترى الرجل جملين وَجَاء بهما وَأظْهر انه يُرِيد الْخُرُوج الى خُرَاسَان فِي طلب المعاش وَأَنه يُرِيد حمل أَهله مَعَه فَاشْتَدَّ ذَلِك على

أهل الْمَرْأَة وجاؤوا إِلَى أَبِي حنيفَة يشكونه ويستفتونه فِي ذَلِك فَقَالَ لَهُم أَبُو حنيفَة فأرضوه بِأَن تردوا عَلَيْهِ مَا أخذتموه مِنْهُ فَأَجَابُوا إِلَى ذَلِك فَقَالَ أَبُو حنيفَة للفتى أَن الْقَوْم قد سمحوا أجابوا ان يردوا عَلَيْك مَا أَخَذُوهُ مِنْك من الْمهْر ويبرؤك مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الْفَتى فَأَنا أُرِيد مِنْهُم شَيْئا آخر فَوق ذَلِك فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة أَيّمَا أحب إِلَيْك ان ترْضى بِهَذَا الَّذِي بذلوه لَك وَإِلَّا أقرَّت الْمَرْأَة لرجل بدين فَلَا يمكنك ان تحملهَا وَلَا تُسَافِر بهَا حَتَّى تقضي مَا عَلَيْهَا من الدّين قَالَ فَقَالَ الرجل الله الله لَا يسمعوا بِهَذَا فَلَا آخذ مِنْهُم شَيْئا فَأجَاب إِلَى الْجُلُوس وَأخذ مَا بذلوه من الْمهْر

(ترجمہ:) ”ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا مجھ سے علی بن صالح بغوی نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد ہروی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبداللہ احمد بن مؤمل نے بیان کیا کہا ہمیں بشر بن ولید نے خبر دی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں ایک آدمی تھا جو ہمیشہ آپ کی مجلس میں آتا تھا اور وہ اکثر اوقات آپ کے پاس رہتا تھا ایک دن اس نے امام ابوحنیفہ سے کہا: میں اہل کوفہ کی آل فلاں سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں نے ان کی طرف پیغام نکاح بھیجا ہے انہوں نے مجھ سے میرے وسعت وطاقت سے زیادہ مہر کا مطالبہ کیا ہے اور میرا نفس اس سے شادی کرنے سے متعلق ہوگیا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں اس میں سے کچھ انہیں دے دے شاید کہ تیری زوجہ بقیہ مہر شادی کے بعد معاف کردے تو اس آدمی نے ان کے مطالبے کو قبول کرلیا پھر جب انہوں نے عقد نکاح کیا اس شرط پر جو اس کے اور ان کے درمیان طے پائی تھی وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اس نے کہا: میں نے ان سے سوال کیا کہ وہ مجھ سے کچھ لے لیں اور تمام مہر میری طاقت میں نہیں ہے تو انہوں نے انکار کردیا کہ مکمل مہر کی ادائیگی کے بعد ہی وہ اس کی رخصتی کریں گے تو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا حیلہ کرلے کہ قرضہ لے لے حتی کہ اپنی زوجہ سے تو جماع کرلے اس قوم کے تشدد سے یہ بات تجھ پر زیادہ آسان ہے اس نے ایسا ہی کیا اور جنہیں قرضہ دینا تھا امام ابوحنیفہ نے انہیں قرضہ دے دیا پھر جب اس نے اپنی زوجہ سے جماع کیا اور وہ حاملہ ہوگئی تو امام ابوحنیفہ نے اسے فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تو اس بات کا اظہار کرے کہ تو اس شہر سے دور جگہ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری بیوی بھی تیرے ساتھ سفر کرے اس نے دو اونٹ ادھار پر لیے اور انہیں لے کر آیا اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ طلب معاش کے لیے خراسان کی طرف

جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنے ساتھ اپنی بیوی کو بھی لے کر جانا چاہتا ہے اس کی سسرال والوں پر یہ بات بہت سخت گزری وہ امام ابوحنیفہ کے پاس اس کی شکایت لے کر آئے اس بارے میں اس کا فتویٰ طلب کرنے لگے تو امام ابوحنیفہ نے انہیں فرمایا: جو تم نے اس سے لیا ہے اسے واپس کر کے تم اسے راضی کر لو! انہوں نے یہ بات مان لی تو امام ابوحنیفہ نے اس جوان سے فرمایا: قوم نے چشم پوشی کا مظاہرہ کیا اور اس بات کو مان لیا کہ انہوں نے جو کچھ تجھ سے مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں گے اور تجھے اس مہر سے بری کر دیں گے۔ اس جوان نے آپ سے کہا: میں ان سے اس سے بڑی چیز کا ارادہ رکھتا ہوں امام ابوحنیفہ نے اسے فرمایا: اس سے زیادہ تجھے اور کیا چیز پیاری ہے کہ تو اسی کیساتھ راضی ہو جائے جو انہوں نے تیرے لیے خرچ کیا ہے ورنہ (تیری) عورت نے (ایک) مرد کے قرضہ کا اقرار کیا ہے اور تجھے یہ طاقت نہیں ہے کہ تو اسے اپنے ساتھ لے جائے اور نہ ہی یہ طاقت ہے کہ تو اس کیساتھ سفر کر سکے جب تک کہ اس عورت پر جو قرضہ ہے وہ ادا نہ کر دیا جائے۔ کہتے ہیں اس آدمی نے کہا: اللہ، اللہ وہ یہ بات نہ سنیں میں ان سے کوئی چیز بھی نہیں لوں گا اس نے بیٹھنا قبول کر لیا اور انہوں نے جو کچھ مہر سے خرچ کیا تھا وہ اس نے لے لیا"۔

وراثت میں صرف ایک دینار آیا:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد البَزَّاز قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا مليح وسُفْيَان ابْنا وَكِيع عَن وَكِيع قَالَ كُنَّا عِنْد أبي حنيفَة وأتته امْرَأَة فَقَالَت مَاتَ أخي وَخلف سِتّمائَة دِينَار فأعطوني مِنْهَا دِينَارا وَاحِدًا قَالَ وَمن قسم فريضتكم قَالَت دَاوُد الطَّائِي قَالَ هُوَ حقك أَلَيْسَ خلف أَخُوك بنتين قَالَت بلَى قَالَ وَأما قَالَت بلَى قَالَ وَزَوْجَة قَالَت بلَى قَالَ واثني عشر أَخا وأختا وَاحِدَة قَالَت بلَى قَالَ فان للبنات الثُّلثَيْنِ أَرْبَعمِائَة وَللأُمّ السُّدس مائَة وللمرأة خَمْسَة وَسَبْعُونَ وَيبقى خمس وَعِشْرُونَ للإخوة أَرْبَعَة وَعِشْرُونَ لكل أَخ دِينَارَانِ فلك دِينَار۔

(ترجمہ:) "ہمیں عبداللہ بن محمد البزاز نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح اور سفیان یہ دونوں وکیع کے بیٹے ہیں نے بیان کیا وہ حضرت وکیع سے راوی کہا ہم امام ابوحنیفہ کی مجلس میں تھے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا: میرا بھائی مر گیا اور پیچھے چھ سو دینار چھوڑے ہیں ورثاء نے ان میں سے مجھے ایک دینار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے حصے کس نے تقسیم کیے؟ کہنے لگی حضرت داؤد طائی نے۔ آپ نے فرمایا: یہی تیرا حق ہے (پھر آپ نے وضاحت کے طور پر فرمایا) کیا تیرے بھائی نے پیچھے دو بیٹیاں نہیں چھوڑیں؟ اس نے کہا ہاں چھوڑی ہیں، آپ نے

فرمایا: اور ماں بھی ؟اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اور بیوی بھی ؟اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اور بارہ بھائی اور ایک بہن بھی ؟اس نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا: بیٹیوں کو دو تہائی چار سو دینار ملیں گے، ماں کو چھٹا حصہ ایک سو دینار ملیں گے، بیوی کو پچھتر دینار اور بقیہ پچیس دینار رہ گئے بھائیوں کو چوبیس ملیں گے کہ ہر بھائی کو دو دینار ملیں گے اور تیرے لیے ایک دینار ہے"۔

امام اعظم قاضی ابن ابی لیلی کی عدالت میں ،عجیب واقعہ:

أخبرنا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا أَبُو بكر مكرم بن أَحْمد الْقَاضِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن صَالح قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله احْمَد بن مُحَمَّد الْهَرَوِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ أنبأ الْحسن بن أبي مَالك قَالَ دخل أَبُو حنيفَة إِلَى ابْن أبي ليلى وَمَعَهُ أَبُو يُوسُف ليقضي حَقه فَلَمَّا جلس أَبُو حنيفَة عِنْده قَالَ ابْن أبي ليلى لحاجبه إئذن لمن حضر من الْخُصُوم فِي التَّقَدُّم كَأَنَّهُ اراد ان يرى أَبَا حنيفَة إمضاءه فِي الْقَضَاء وَالْحكم فَدخل الْخُصُوم وَتقدم إِلَيْهِ جمَاعَة فَحكم بَينهم ثمَّ تقدم إِلَيْهِ رجلَانِ فَقَالَ أَحدهمَا أعزّك الله إِن هَذَا الرجل قذف أُمِّي بِالزِّنَا وَشَتَمَنِي وَقَالَ يَا ابْن الزَّانِيَة وَأَنا أسأَل القَاضِي ان يَأْخُذ لي بحقي فَقَالَ ابْن أبي ليلى لِلْمُدعى عَلَيْهِ مَا تَقول فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ لم تسأله عَن دَعْوَاهُ وَلَيْسَ هُوَ لَهُ بخصم إِنَّه إِنَّمَا يذكر أَنه رمى بِالزِّنَا أمه فَهَل ثبتت وكَالَته عَن امهِ عنْدك قَالَ لَا قَالَ فَأقبل على صَاحبك فَاسْأَلْهُ أحية أمه أم ميتَة فَإِن كَانَت حَيَّة فَلَا وَجه لدعواه إِلَّا بوكالة مِنْهَا فِي الْمُطَالبَة بحقها وَإِن كَانَت ميتَة كَانَ قولا آخر قَالَ فَرجع ابْن أبي ليلى على الْمُدعِي فَقَالَ لَهُ أمك أحية أم ميتَة قَالَ بل ميتَة قَالَ لَهُ أقِم عِنْدِي الْبَيِّنَة بوفاتها حَتَّى أعلم ذَلِك قَالَ فَأَقَامَ عِنْده الْبَيِّنَة بوفاتها فَذهب ابْن أبي ليلى ليسأل الْمُدعى عَلَيْهِ عَمَّا يَقُول الْمُدَّعِي فَقَالَ لَهُ ابو حنيفَة أقبل على صَاحبك فسله هَل لأمه وَارِث غَيره فان كَانَ لَهُ إخْوَة كَانَت الْمُطَالبَة لَهُ وَلَهُم وَأَن كَانَ هُوَ الْوَارِث وَحده كَانَ قولا آخر فَقَالَ ابْن ابي ليلى لِلْمُدَّعِي هَل لأمك وَارِث غَيْرك قَالَ لَا قَالَ فأقم عِنْدِي الْبَيِّنَة بذلك فَأَقَامَ الْبَيِّنَة أَنه وَارِث امهِ لَا وَارِث لَهَا غَيره قَالَ فَذهب ابْن أبي ليلى ليسأل الْمُدعى عَلَيْهِ عَن دَعْوَى الْمُدَّعِي فَقَالَ أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ أقبل على صَاحبك واسأله عَن أمه أحرة هِيَ أم أمة فَقَالَ ابْن أبي ليلى للرجل أمك حرَّة أَو أمة قَالَ بل حرَّة قَالَ فأقم عِنْدِي بذلك بَيِّنَة فَأَقَامَ الْبَيِّنَة بذلك فَذهب ليسأل الْمُدعى عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ ارْجع أَيْضا إِلَى صَاحبك

وأسأله أَمُسْلِمَة هِيَ أم معاهدة قَالَ حرّة مسلمة من بَنَات آل فلَان قوم سراة بِالْكُوفَةِ قَالَ فأقم الْبَيِّنَة عِنْدِي بِأَنَّهَا مسلمة فَأَقَامَ الْبَيِّنَة عِنْده بِأَنَّهَا مسلمة فَقَالَ أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ شَأْنك الْآن فاسأل الرجل عَمَّا ادَّعَاهُ الْمُدَّعِي فَسَأَلَهُ فَأنْكر فَقَالَ لِلْمُدَّعِي أَلَك بَيِّنَة قَالَ نعم جمَاعَة من وُجُوه أهل الْكُوفَة قَالَ فأحضرهم مَعَ خصمك حَتَّى أسمع شَهَادَتهم عَلَيْهِ قَالَ فأحضرهم ونهض أَبُو حنيفَة فَقَالَ لَهُ ابْن أبي ليلى تجْلِس حَتَّى تحضر الْبَيِّنَة قَالَ لَا وَانْصَرف من وقته۔

(ترجمہ:)''ابوحفص عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر مکرم بن احمد القاضی نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبداللہ احمد بن محمد الہروی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن شجاع نے بیان کیا کہا ہمیں حسن بن ابو مالک نے خبر دی آپ نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت ابن ابی لیلی کے پاس گئے تاکہ وہ اپنے حق کا فیصلہ کرائیں اور آپ کے ساتھ امام ابویوسف بھی تھے جب حضرت امام ابوحنیفہ ان کے پاس بیٹھ چکے تو حضرت ابن ابی لیلی نے اپنے حاجب سے فرمایا: جو پہلے مقدمہ لے کر آیا ہے اسے اندر بلاؤ! گویا کہ آپ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ قضاء وحکم جاری کرنا امام ابوحنیفہ کو دکھائیں، چنانچہ باہم جھگڑنے والے آئے اور ایک جماعت آگے آئی تو قاضی ابن ابی لیلی نے ان کے مابین فیصلہ فرمایا پھر دو آدمی آگے بڑھے ان میں سے ایک نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو عزت عطا فرمائے! اس آدمی نے میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی ہے اور مجھے گالی دی ہے اور کہا ہے کہ ''اے زانیہ کے بیٹے'' میں قاضی صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میرا حق لیں! ابن ابی لیلی نے مدعی علیہ سے فرمایا: تو کیا کہتا ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اس سے اس دعوی کے بارے میں کیوں پوچھتے ہیں یہ تو اس کا خصم (مدمقابل) نہیں ہے، بلاشبہ یہ (دوسرا) آدمی یہ ذکر کرتا ہے کہ اِس نے اُس کی ماں پر زنا کی تہمت لگائی ہے تو کیا اس کے پاس اپنی ماں کی طرف سے وکالت ثابت ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اپنے اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیے کہ اس کی ماں زندہ ہے یا مرگئی ہے؟ اگر زندہ ہے تو اس دعویٰ کی کوئی صورت نہیں بنتی مگر اپنی ماں کی وکالت کرتے ہوئے اپنے حق کے مطالبہ کے لیے اور اگر وہ مرگئی ہے تو پھر دوسری بات ہوگی۔ راوی نے کہا کہ حضرت قاضی ابن ابی لیلی مدعی کی طرف متوجہ ہوئے اس سے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے یا مرگئی ہے؟ اس نے کہا: بلکہ مرگئی ہے۔ قاضی نے فرمایا: میرے پاس اس کی وفات کی گواہیاں قائم کر! تاکہ مجھے اس کا علم ہو، راوی نے کہا: اس نے آپ کے پاس اپنی ماں کی

وفات کی گواہیاں قائم کیں تو قاضی ابن ابی لیلی مدعی علیہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ اس سے پوچھیں کہ وہ اس دعوی کے بارے میں کیا کہتا ہے تو امام ابوحنیفہ نے قاضی ابن ابی لیلی سے فرمایا: اسی آدمی کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیے کہ کیا اس کی ماں کا اس کے علاوہ کوئی اور وارث ہے؟ اگر اسکے بھائی ہیں تو اس کا اور اس کے بھائیوں کا مطالبہ ہوگا اور اگر یہ اکیلا وارث ہے تو پھر دوسری بات ہوگی چنانچہ ابن ابی لیلی نے مدعی سے کہا: کیا تیری ماں کا تیرے علاوہ کوئی وارث ہے؟ اس نے کہا: نہیں تو آپ نے فرمایا: اس پر میرے پاس گواہیاں قائم کر! اس نے گواہیاں قائم کردیں کہ صرف وہی اپنی ماں کا وارث ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ راوی نے کہا: پھر ابن ابی لیلی مدعی علیہ سے مدعی کے دعوی کے بارے میں پوچھنے لگے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیے کہ اس کی ماں آزاد تھی یا باندھی؟ چنانچہ حضرت ابن ابی لیلی نے اس آدمی سے کہا: تیری ماں آزاد تھی یا باندھی؟ اس نے کہا: بلکہ آزاد تھی، آپ نے فرمایا: میرے پاس اس پر گواہیاں قائم کر! تو اس نے اس پر گواہیاں قائم کیں پھر ابن ابی لیلی مدعی علیہ سے سوال کرنے لگے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب بھی اسی کی طرف لوٹ کر پوچھیے کہ کیا وہ مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا: کوفہ کے معزز قوم کے آل فلاں کی بیٹیوں میں سے مسلمان آزاد تھی۔ قاضی صاحب نے فرمایا: میرے پاس اس امر پر گواہیاں قائم کر کہ وہ مسلمان تھی تو اس نے آپ کے پاس گواہیاں قائم کیں کہ وہ مسلمان تھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ کا حق بنتا ہے کہ اس آدمی سے مدعی کے دعوی کے متعلق سوال کیجیے! تو قاضی صاحب نے مدعیٰ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کردیا تو آپ نے مدعی سے فرمایا: کیا تیرے پاس گواہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں اہل کوفہ کے سرداروں کی ایک جماعت ہے تو قاضی صاحب نے فرمایا: اپنے خصم سمیت انہیں حاضر کرتا کہ اس کے متعلق میں ان کی گواہیاں سنوں۔ اس نے کہا: میں انہیں حاضر کرتا ہوں اور امام ابوحنیفہ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ سے قاضی ابن ابی لیلی نے کہا: آپ بیٹھیے یہاں تک کہ گواہیاں حاضر ہوجائیں آپ نے فرمایا: نہیں، اسی وقت آپ لوٹ آئے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے حضرت قتادہ سے سوالات:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا الْعَبَّاس بن بكار قَالَ ثَنَا أَسد بن عَمْرو قَالَ دخل قَتَادَةَ الْكُوفَةَ فَنزل دَار أبي بردة فَخرج فَقَالَ لَا يسألني أحد عَن مَسْأَلَة من الْحَلَال وَالْحَرَام إِلَّا أَجَبْته فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة يَا أَبَا الْخطاب مَا تَقول

فِي رجل غَابَ عَن أَهله أعواما ونعي إِلَيْهَا وظنت امْرَأَته أَنه ميت فتزوّجت ثمَّ قدم زَوجهَا الأول وَقد ولدت ولدا فنفاه الأول وادعاه الثَّانِي أكل وَاحِد مِنْهُمَا قذفهَا أم الَّذِي أنكر الْوَلَد مَا الْجَواب فِيهَا فَقَالَ أَبُو حنيفَة إِن قَالَ فِيهَا بِرَأْيهِ ليخطئن وَإِن قَالَ فِيهَا حَدثنَا ليكذبن قَالَ قَتَادَة أوقعت هَذِه الْمَسْأَلَة قَالُوا لَا قَالَ فَلم تسألوني عَمَّا لم يكن فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة إِن الْعلمَاء يستعدون للبلاء ويتحرزون مِنْهُ قبل نُزُوله فَإِذا نزل عرفوه وعرفوا الدُّخُول فِيهِ وَالْخُرُوج مِنْهُ فَقَالَ قَتَادَة دعوا هَذَا وسلوني عَن التَّفْسِير فَقَالَ أَبُو حنيفَة مَا تَقول فِي قَول الله {قَالَ الَّذِي عِنْده علم من الْكتاب أَنا آتِيك بِهِ قبل أَن يرْتَد إِلَيْك طرفك} قَالَ نعم كَانَ هَذَا آصف بن برخيا كَاتب سُلَيْمَان وَكَانَ يعرف اسْم الله الْأَعْظَم قَالَ فَهَل كَانَ سُلَيْمَان عَلَيْهِ السَّلَام يعرف هَذَا الِاسْم قَالَ لَا قَالَ أفيجوز ان يكون فِي زمن نَبِي من هُوَ أعلم من النَّبِي قَالَ لَا وَالله لَا أحدثكُم بِشَيْء من التَّفْسِير سلوني عَمَّا اخْتلف فِيهِ الْعلمَاء فَقَالَ أَبُو حنيفَة أمؤمن أَنْت قَالَ أَرْجُو قَالَ وَلم قَالَ لقَوْله تَعَالَى {وَالَّذِي أطمع أَن يغْفر لي خطيئتي يَوْم الدّين} قَالَ أَبُو حنيفَة فَهَلا قلت كَمَا قَالَ إِبْرَاهِيم عَلَيْهِ السَّلَام لما قَالَ لَهُ {أَو لم تؤمن قَالَ بلَى وَلَكِن ليطمئن قلبِي} قَالَ فَقَامَ قَتَادَة فَدخل الدَّار مغضبا وَحلف ان لَا يُحَدِّثهُمْ قَالَ ابو حنيفَة ثمَّ قدم الْكُوفَة بعد سِنِين وَكَانَ ضَرِيرًا فناديته يَا أَبَا الْخطاب مَا تَقول فِي قَوْله {وليشهد عذابهما طَائِفَة من الْمُؤمنِينَ} قَالَ رجل فَمَا فَوْقه يَا أَبَا حنيفَة وعرفني بالنغمة وَكَانَ يسمع النَّاس يكنوني.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد البزاز نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے عباس بن بکار نے بیان کیا کہا ہم سے اسد بن عمرو نے بیان کیا کہا: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں آئے تو ابو بردہ کے گھر میں ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے تو فرمایا: جو بھی مجھ سے حلال وحرام کا مسئلہ پوچھے گا میں اسے جواب دوں گا! تو امام ابوحنیفہ نے آپ سے کہا: اے ابوالخطاب! اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کئی سال اپنی بیوی سے غائب رہا اور اس کی بیوی تک اس کی موت کی خبر پہنچی اس کی بیوی نے یہ گمان کیا کہ وہ مرگیا ہے چنانچہ اس نے (دوسری) شادی کرلی پھر اس کا پہلا شوہر آگیا جبکہ اس نے ایک بچہ جنا تھا پہلے نے اس کی نفی کی اور دوسرے نے اس کا دعوی کیا تو کیا ان میں سے ہر ایک نے اس عورت پر تہمت لگائی یا جس نے بچے کا انکار کیا؟ اس بارے میں کیا جواب ہے؟ - امام ابوحنیفہ نے کہا: اگر اس بارے میں اپنی رائے سے کہا تو یقیناً خطا کریں گے اور اگر اس بارے میں

کہا:"ہم سے بیان کیا" (یعنی کوئی حدیث بیان کریں گے) تو یقیناً جھوٹ بولیں گے (کیونکہ امام ابوحنیفہ حدیث کے بڑے عالم تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ ۱۲ مترجم) حضرت قتادہ نے کہا: کیا یہ مسئلہ پیش آچکا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: تو آپ مجھ سے وہ کیوں پوچھتے ہیں جو مسئلہ واقع نہیں ہوا؟ تو آپ سے امام ابوحنیفہ ؒ نے کہا: علماء کو آزمائش کے لیے تیار رہنا چاہیے اور واقعہ پیش آنے سے قبل اس کا جواب محفوظ رکھ لینا چاہیے پھر جب واقعہ پیش آئے تو انہیں پہچان لیں اور اس میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کا راستہ بھی جان لیں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: اسے چھوڑو! مجھ سے تفسیر کے متعلق سوال کرو! تو امام ابوحنیفہ نے سوال کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کیا فرماتے ہیں:"اس نے کہا: جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا میں اسے آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے اسے لے آوں گا" حضرت قتادہ نے فرمایا: ہاں، یہ حضرت آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتب تھے جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: تو کیا حضرت سلیمان علیہ السلام یہ اسم جانتے تھے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حضرت ابوحنیفہ نے کہا: کیا یہ جائز (ممکن) ہے کہ نبی کے زمانے میں نبی سے زیادہ علم والا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں تم سے تفسیر میں سے کسی چیز کے متعلق نہیں بتاؤں گا تم مجھ سے اس بارے میں سوال کرو جس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے! تو امام ابوحنیفہ نے کہا: کیا آپ مومن ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے، امام ابوحنیفہ نے فرمایا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"وہ ذات جس سے میں طمع رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطا معاف کردے" امام ابوحنیفہ نے فرمایا: آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا جب آپ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کیا تم مؤمن نہیں ہو؟ تو آپ نے کہا: کیوں نہیں (ہاں میں مومن ہوں) اور لیکن (میں نے یہ سوال اس لیے کیا) تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے؟ راوی نے کہا کہ حضرت قتادہ غصے میں اٹھ کر گھر میں داخل ہو گئے اور حلف اٹھایا کہ وہ ان سے بات نہیں کریں گے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: کئی سالوں بعد پھر آپ کوفہ تشریف لائے اس وقت آپ کی نظر کمزور تھی تو میں نے ندا دی: اے ابوالخطاب! آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:"اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو" کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابوحنیفہ! (طائفہ سے مراد) وہ آدمی ہے جو ان کا سردار ہو۔ آپ نے مجھے میری آواز سے پہچان لیا اور لوگ سنتے تھے کہ آپ میری کنیت سے میرا ذکر کرتے تھے"۔

قرآنی آیت کی تفسیر امام اعظم کی زبانی:

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا الترجماني قال ثنا حسان بن إبراهيم عن إبراهيم الصائغ قال كنت عند عطاء بن ابى رباح وعنده أبو حنيفة فسئل عن قول الله {وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ} فقال عطاء رد الله على أيوب عليه السلام أهله ومثل أهله وولده فقال أبو حنيفة أو يرد الله على نبي ولدا ليسوا له من صلبه يا أبا محمد فقال ما سمعت فيها عافاك الله فقال رد الله على أيوب أهله وولده من صلبه ومثل أجور ولده فقال هذا حسن۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ترجمانی نے بیان کیا کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا وہ ابراہیم الصائغ سے راوی کہا: ہم حضرت عطاء بن ابی رباح کے پاس تھے اور وہاں حضرت ابوحنیفہ بھی موجود تھے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اور ہم نے اسے (یعنی حضرت ایوب علیہ السلام) اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرمائے'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت عطاء نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کی اہلیہ اور اہل کی مثل اور اولاد واپس لوٹا دی تو حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے نبی پر وہ اولاد واپس لوٹائی جو ان کے صلب سے نہیں تھی، اے ابومحمد! حضرت عطاء نے کہا: اللہ تجھے عافیت دے! میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سنا تو حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کی اہل اور ان کی صلبی اولاد اور اولاد کے اجروں کی مثل واپس لوٹا دیا۔ حضرت عطاء نے کہا: یہ اچھا جواب ہے''۔

امام اعظم فقیہ حاذق:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد بن مغلس قال ثنا ابن سماعة قال ثنا أبو يوسف قال قال رجل لأبي حنيفة إني حلفت أن لا اكلم امرأتي او تكلمني وحلفت بصدقة ما تملك ان لا تكلمني او اكلمها قال سألت عنها أحدا قال نعم سفيان الثوري فقال من كلم صاحبه حنث فقال كلمها ولا حنث عليكما فذهب الى سفيان وكان قرابة له فأخبره قال فجاءني سفيان مغضبا وقال تبيح الفروج قال وما ذاك ثم قال أعيدوا على أبي عبد الله السؤال فأعادوه فأعاد ابو حنيفة بمثل ما أفتى فقال له من أين قلت قال لما

شافهته بِالْيَمِينِ بَعْدَمَا حلف كَانَت مكلمة لَهُ وَسَقَطت يَمِينه فَإِن كلمها فَلَا حنث عَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهَا لِأَنَّهَا قد كَلمته بعد الْيَمين فَسَقَطت الْيَمين عَنْهُمَا فَقَالَ سُفْيَان إِنَّه ليكشف لَك من الْعلم عَن شَيْء كلنا عَنهُ غافل.

(ترجمہ:) ''ہمیں عمران بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہمیں احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن سماعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام ابو یوسف نے بیان کیا کہا کہ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ سے کہا: میں نے (طلاق کی) قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک کہ وہ مجھ سے بات نہ کرے اور اس نے بھی قسم کھالی ان سب چیزوں کے صدقہ کی جن کی وہ مالکہ ہے کہ جب تک میں اس سے بات نہ کروں وہ مجھ سے بات نہیں کرے گی۔ امام اعظم نے فرمایا: کیا تو نے اس کے بارے میں کسی پوچھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، امام سفیان ثوری سے، انہوں نے فرمایا: جو اپنے ساتھی سے بات کرے گا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تو اپنی بیوی سے بات کر! تم دونوں کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ پھر وہ آدمی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ اس کے رشتہ دار تھے انہیں یہ بات بتائی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: حضرت سفیان ثوری غصے میں تشریف لائے اور کہا: تم شرمگاہوں کو مباح قرار دیتے ہو! امام ابوحنیفہ نے کہا: کیا ہوا؟ پھر سائل سے کہا: ابوعبداللہ (سفیان ثوری) پر سوال دھراؤ! انہوں نے (سوال وجواب) دہرایا تو امام ابوحنیفہ نے بھی اپنے (سابقہ) فتویٰ کی مثل دہرایا۔ حضرت سفیان ثوری نے کہا: آپ نے یہ بات کہاں سے کہی؟ امام ابوحنیفہ نے کہا: اس (شوہر) کے قسم اٹھانے کے بعد جب اس (بیوی) نے قسم اٹھائی تو یہ اُس نے اِس (شوہر) سے بات کر لی اور اِس (شوہر) کی قسم ساقط ہوگئی لہذا اگر شوہر بیوی سے بات کرے تو نہ اس کی قسم ٹوٹے گی نہ اُس کی کیونکہ اس (بیوی) نے قسم کے بعد بات کر لی تھی جس کی وجہ سے ان دونوں کی قسمیں ساقط ہوگئیں۔ حضرت سفیان ثوری نے کہا: آپ کے لیے علم کی وہ راہیں کھلتی ہیں جن سے ہم سب لوگ غافل ہوتے ہیں''۔

ہنڈیا میں پرندہ گر جائے تو اس کا کھانا حلال یا حرام؟؟:

وجدت فِي كتاب أبي جَعْفَر الطَّحَاوِيّ الَّذِي جمع فِيهِ أَخْبَار أَصْحَابنَا الَّذِي أخبرنَا بِهِ عبد الله بن مُحَمَّد الْأَسدي القَاضِي إجَازَة ان ابا بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه أخبرهُم قَالَ ثَنَا أَبُو جَعْفَر قَالَ سَمِعت ابا خازم القَاضِي يَقُول ثَنَا سُوَيْد بن سعد الحدثاني عَن عَليّ بن مسْهر قَالَ كُنَّا عِنْد أبي

حنيفة رَضِيَ الله عَنهُ فَأَتَاهُ عبد الله بن الْمُبَارك فَقَالَ لَهُ مَا تَقول فِي رجل كَانَ يطْبخ قدرا فَوَقع فِيهَا طَائِر فَمَاتَ فَقَالَ أَبُو حنيفَة لأَصْحَابه مَا ترَوْنَ فِيهَا فروواله عَن ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُمَا أَنه يهراق المرق وَيغسل اللَّحْم ويؤكل فَقَالَ أَبُو حنيفَة هَكَذَا نقُول إِلَّا ان فِي ذَلِك شريطة إِن كَانَ وَقع فِي حَال غليانها أَلْقِي اللَّحْم وَأُهْرِيقَ المرق وَإِن كَانَ وَقع فِيهَا فِي حَال سكونها غسل اللَّحْم وَأُهْرِيقَ المرق قَالَ لَهُ ابْن الْمُبَارك من أَيْن قلت هَذَا فَقَالَ لِأَنَّهُ إِذا وَقع فِيهَا فِي حَال غليانها فقد وصل من اللَّحْم إِلَى حَيْثُ يصل مِنْهُ الْخلّ والتوابل وَإِذا وَقع فِيهَا فِي حَال سكونها فَإِنَّمَا لطخ اللَّحْم وَلم يداخله فَقَالَ ابْن الْمُبَارك هَذَا رزين يَعْنِي الْمَذْهَب بِالْفَارِسِيَّةِ وَعقد بِيَدِهِ ثَلَاثِينَ

(ترجمہ:)''امام صیمری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوجعفر الطحاوی کی کتاب میں پایا جس میں ہمارے اصحاب کی اخبار جمع کی گئی ہیں کہ جس کی عبداللہ بن محمد الاسدی القاضی نے اجازت دیتے ہوئے ہمیں خبر دی کہ فقیہ ابوبکر الدامغانی نے انہیں خبر دی کہا ہم سے ابوجعفر نے بیان کیا کہا میں نے قاضی ابوخازم کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم سے سوید بن سعد الحدثانی نے بیان کیا وہ علی بن مسہر سے راوی کہا کہ ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اچانک حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ سے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو اپنی ہنڈیا پکاتا ہے تو اس میں پرندہ گر کر مرجاتا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے آپ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پیش کی کہ شوربا گرادیا جائے اور گوشت دھوکر کھالیا جائے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں مگر اس میں ایک شرط ہے اگر ہنڈیا کے جوش دیتے پرندہ گرا تو گوشت پھینک دیا جائے اور شوربا بہا دیا جائے اور اگر پرندہ اس وقت گرا جب ہنڈیا جوش سے ٹھہر چکی تھی تو گوشت دھویا جائے اور شوربا بہا دیا جائے۔ حضرت ابن مبارک نے آپ سے کہا: آپ نے یہ بات کہاں سے کہی؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہنڈیا کے جوش کے وقت پرندہ گرا تو وہ گوشت کی رگوں اور جوڑوں تک پہنچ گیا اور جب ہنڈیا کے جوش سے ٹھہر جانے کے وقت پرندہ گرا تو اس نے گوشت کو باہر سے آلودہ کیا اور گوشت کے اندر داخل نہیں ہوا۔ حضرت ابن مبارک نے کہا: یہ سونا ہے اور اپنے ہاتھ سے تیس کا عقد بنایا''۔

انتہائی حیران کن مسئلہ:

أخبرنا أبو حفص عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا أحمد قال ثنا أحمد بن يونس قال ثنا زائدة قال قال رجل لأبي حنيفة ما تقول في رجل قال لا أرجو الجنة ولا أخاف النار وآكل الميتة وأشهد بما لم أر ولا أخاف الله وأصلي بلا ركوع ولا سجود وأبغض الحق وأحب الفتنة فقال له أبو حنيفة وكان يعرفه شديد البغض له يا أبا فلان سألتني عن هذه ولك بها علم فقال له الرجل لا ولكن لم أجد شيئا هو أشنع من هذا فسألتك عنه فقال ابو حنيفة لأصحابه ما تقولون في هذا الرجل قالوا شر رجل متهم هذه صفة كافر۔

(ترجمہ:) ”ہمیں ابوحفص عمر بن ابراہیم المقرئ نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا کہا کہ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ سے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے کہا: میں نہ جنت کی امید رکھتا ہوں نہ دوزخ سے ڈرتا ہوں، بغیر رکوع وسجود کے صلاۃ پڑھتا ہوں، حق کو ناپسند اور فتنے کو پسند کرتا ہوں؟ امام ابوحنیفہ نے اس سے فرمایا- جبکہ آپ اس کے چہرے پر شدید ناپسندیدگی دیکھ رہے تھے جس کے بارے میں اس نے سوال کیا تھا- اے ابوفلاں! تو نے مجھ سے جن چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے تجھے ان کا علم ہے؟ اس آدمی نے کہا: نہیں، لیکن میں نے کسی چیز کو نہیں پایا جو ان سے زیادہ بری ہو اس وجہ سے میں نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ (جس کے بارے میں اس آدمی نے سوال کیا) اصحاب نے کہا: یہ برا آدمی متہم ہے۔ یہ کافر کی صفت ہے“۔

فتبسم أبو حنيفة وقال لأصحابه هو والله من أولياء الله حقا ثم قال للرجل إن أنا أخبرتك انه من أولياء الله تكف عني شر لسانك ولا تملي على الحفظة ما يضرك قال نعم فقال أبو حنيفة أما قولك لا يرجو الجنة ولا يخاف النار فإن يرجو رب الجنة ويخاف رب النار وقولك لا يخاف الله فإنه لا يخاف ظلمه ولا جوره فقال الله تعالى {وما ربك بظلام للعبيد} وقولك يأكل الميتة فهو أكل السمك وقوله يصلي بلا ركوع ولا سجود فقد جعل أكثر عمله الصلاة على النبي عليه السلام وقد لزم موضع الجنائز فهو يصلي عليها وقولك يشهد بما لم ير فهذه شهادة الحق يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله وقولك يبغض الحق فهو يحب البقاء

حَتّٰی يُطِيع الله أبدا وَيبغض الْمَوْت وَهُوَ الْحق قَالَ تَعَالَى {وَجَاءَت سكرة الْمَوْت بِالْحَقِّ} واما الْفِتْنَة فالقلوب مجبولة على حب المَال وَالْولد وَذَلِكَ من الْفِتْنَة الْعَظِيمَة على قُلُوب الْمُؤمنِينَ.

(ترجمہ:) ''پس امام ابوحنیفہ نے تبسم فرمایا اور اپنے اصحاب سے فرمایا: اللہ کی قسم وہ آدمی یقیناً اولیاء اللہ سے ہے پھر آپ نے اس (سوال کرنے والے) آدمی سے فرمایا: اگر میں تجھے خبر دوں کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو، تو اپنی بری زبان مجھ سے روک لے گا اور کراماً کاتبین کو وہ نہیں لکھوائے جو تجھے نقصان دے؟ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تیرا یہ کہنا کہ وہ جنت کی امید نہیں رکھتا اور نہ ہی دوزخ سے خوف رکھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنت کے رب کی امید رکھتا ہے اور دوزخ کے رب سے ڈرتا ہے۔ اور تیرا یہ کہنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں رکھتا تو اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ظلم کا خوف نہیں رکھتا نہ ہی زیادتی کا خوف رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔ اور تیرا قول: وہ مردہ کھاتا ہے تو وہ مچھلی کھاتا ہے (کیونکہ وہ مردہ حلال ہے اسے ذبح نہیں کیا جاتا)۔ اور تیرا قول کہ وہ بغیر رکوع وسجود کے صلاۃ پڑھتا ہے تو اس کا اکثر عمل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلاۃ (درودوسلام) پڑھنا ہے اور اس نے جنازوں کی جگہ کو لازم کرلیا تو وہ مردوں پر نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ اور تیرا قول کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہے جسے اس نے نہیں دیکھا تو یہ گواہی حق ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ جناب محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تیرا کہنا کہ وہ حق کو ناپسند کرتا ہے تو وہ زندہ رہنے کو پسند کرتا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے اور وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور آگئی موت کی سختی حق کیساتھ''۔ رہا معاملہ فتنہ کا تو مال اور اولاد کی محبت دل میں فطرتاً موجود ہے اور یہ مومنین کے دلوں میں بہت بڑا فتنہ ہے''۔

امام اعظم کے حیلے سے دفن شدہ مال مل گیا:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد قَالَ ثَنَا ابو يُوسُف قَالَ قَالَ رجل لأبي حنيفَة إِنِّي قد دفنت شَيْئا وَلَا أَدْرِي ايْنَ دَفَنته من الْبَيْت قَالَ وَأَنا أَحْرَى أَن لَا أَدْرِي بِهِ قَالَ فَبكى الرجل فَقَالَ أَبُو حنيفَة قومُوا بِنَا فَقَامَ وَمَعَهُ نفر من أَصْحَابه فَأتى بهم الرجل إِلَى منزله فَقَالَ أَيْن يكون من الدَّار وَأَيْنَ مَوضِع قماشك فأدخلهم إِلَى بَيت فِي الدَّار فَقَالَ لأَصْحَابه لَو كَانَ هَذَا الْبَيْت لكم وَمَعَكُمْ شَيْء تُرِيدُونَ

ان تدفنوہ کَیفَ کُنتُم تَصنَعُونَ فَقَالَ هَذَا کنت أدفنہ هَا هُنَا وَقَالَ الآخر موضعا آخر حَتّى قَالُوا خَمسَةَ أقاويل لحفر مِنهَا موضِعين ووجدہ فِي الثَّالِث وَقَالَ لَهُ اشکر اللہ الَّذِي ردہ عَلَيك۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا بشر بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے امام ابو یوسف نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ نے سے کہا: میں نے کوئی چیز دفن کی تھی اور اب میں نہیں جانتا کہ گھر کے کس حصہ میں دفن کی تھی۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: (جب تو خود نہیں جانتا تو) میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اسے نہ جانوں! (یعنی مجھے بھی اس کا علم نہیں) امام ابو یوسف نے فرمایا: تو وہ آدمی رونے لگا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اٹھو ہمارے ساتھ (تمہارے گھر چلتے ہیں) اور آپ کیساتھ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت تھی تو وہ آدمی انہیں اپنے گھر لے آیا تو آپ نے فرمایا: گھر کا کون سا حصہ ہے اور تیرا بیکار سامان رکھنے کی جگہ کونسی ہے؟ تو اس نے انہیں حویلی کے ایک گھر میں داخل کیا تو امام ابوحنیفہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اگر یہ گھر تمہارا ہو اور تمہارے پاس کوئی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہتے ہو تو تم کہاں دفن کرو گے؟ ایک نے کہا: اس جگہ میں دفن کرتا اور دوسرے نے کہا: اس جگہ یہاں تک کہ انہوں نے پانچ جگہوں کا کہا تو (ایک ایک کرکے ان مقامات کو کھودا جانے لگا تو) ان میں سے دو مقامات کھودے گئے اور تیسرے میں دفن شدہ چیز موجود تھی۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے تجھے تیرے چیز واپس لوٹا دی''۔

دفینہ مل گیا:

أخبرنا أبُو عبد اللہ احمد بن مُحَمَّد الصَّيرَفِي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن عَمرو الحريري قَالَ ثَنَا أَبُو القَاسِم بن كَاس النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أسبَاط بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا نمر بن جِدَار عَن الحسن بن زِيَاد قَالَ دفن رجل مَاله فِي مَوضِع ثمَّ نسي أَي مَوضِع دَفنه فَطَلَبه فَلم يَقع عَلَيهِ فجَاء إِلَى أبي حنيفَة فَشَكا إِلَيهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة لَيسَ هَذَا بفقه فأحتال لَك وَلَكِن اذهَب فصل اللَّيلَة إِلَى الغَد فَإنَّك ستذكر أَي مَوضِع دَفَنته فِيهِ فَفعل الرجل فَلم يقم إِلَّا أقل من ربع اللَّيل حَتَّى ذكر أَي مَوضِع فجَاء إِلَى أبي حنيفَة فَأخبرهُ فَقَالَ قد علمت ان الشَّيطَان لَا يدعك تصلي ليلتك حَتَّى يذكرك وَيحك فَهَلا أتممت ليلتك شكر اللہ تَعَالَى۔

(ترجمہ:) ''ابوعبداللہ احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو الحریری نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالقاسم بن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا اسباط بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا نمر بن جدار نے ہم سے

تو آپ نے فرمایا: اس کے انکار کا کسی کو نہ بتانا۔ جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی وہ امام ابوحنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا (امام اعظم کی مجلس میں کچھ لوگ حاکم کی طرف سے مشورے کے لیے آئے تھے کہ کسے قاضی مقرر کیا جائے؟) تو امام صاحب نے اسے علیحدگی میں فرمایا: ان لوگوں کو بھیجا گیا ہے کہ وہ ایسے آدمی کے بارے میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو کیا اس کا کام کو تو سرانجام دے گا تو اس آدمی نے آہستہ سے انکار کر دیا اور امام ابوحنیفہ اسے ترغیب دینے لگے پھر امانت والا شخص آیا تو اسے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس کے پاس جا! اور اسے کہنا: میرا گمان ہے کہ تو بھول گیا ہے، میں نے فلاں وقت تیرے پاس امانت رکھی تھی اور اس کی علامت ایسی ہے۔ راوی نے کہا: وہ آدمی گیا تو اس نے یہی بات کہی تو اس نے وہ امانت واپس کر دی۔ پھر جب وہ آدمی واپس آیا جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی تو اس سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں نے تیرے معاملے میں غور و فکر کی تو میری رائے ہے کہ تیرے مرتبے کی وجہ سے اس مسئلے کو اٹھا دوں اور تیرا نام پیش نہ کروں جب تک کہ وہ آدمی حاضر نہیں ہو جاتا جو اس سے بڑے مرتبے والا ہو"۔

چالاک چور امام ابوحنیفہ کی گرفت میں:

أخبرنا أحمد بن مُحَمَّد الصراف قَالَ ثَنَا عَلىّ بن عَمْرو قَالَ ثَنَا عَلىّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ القَاضِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن عِيسَى قَالَ ثَنَا أَبُو سُلَيْمَان عَن مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ دخل اللُّصُوص على رجل فَأخذُوا مَتَاعه واستحلفوه بِالطَّلَاق ثَلَاثًا أَن لَا يعلم أحدا وَأصْبح الرجل وَهُوَ يرى اللُّصُوص يبيعون مَتَاعه وَلَيْسَ يقدر يتَكَلَّم من أجل يَمِينه فجَاء الرجل يشاور أَبَا حنيفَة فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة احضر نِى أَمَام حيك والمؤذن والمستورين مِنْهُم فأحضر هم إِيَّاه فَقَالَ لَهُم ابو حنيفَة هَل تحبون ان يرد الله على هَذَا مَتَاعه قَالُوا نعم قَالَ فَأَجْمعُوا كل داعر وكل مُتَّهم فأدخلوهم فِي دَار أَو فِي مَسْجِد ثمَّ أخرجوهم وَاحِدًا وَاحِدًا فقولُوا لَهُ هَذَا لصك فَإِن كَانَ لَيْسَ بلصه قَالَ لَا وَإِن كَانَ لصه فليسكت فَإِذا سكت فَاقْبِضُوا عَلَيْهِ فَفَعَلُوا مَا أَمرهم بِهِ أَبُو حنيفَة فَرد الله عَلَيْهِ جَمِيع مَا سرق مِنْهُ۔

(ترجمہ:) "احمد بن محمد الصراف نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی قاضی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہا ابوسلیمان نے ہم سے بیان کیا وہ محمد بن حسن سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: چور ایک آدمی کے پاس آئے اور اس کا سامان لوٹ لیا

اوراس سے تین طلاقوں کا حلف لیا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گا۔اس آدمی نے صبح کی تو وہ چوروں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ اس کا مال بیچ رہے ہیں لیکن اپنی قسم کی وجہ سے بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا (کہ کسی کو بتاتا ہے تو بیوی کو تین طلاقیں ہوجائیں گی) چنانچہ وہ آدمی امام ابوحنیفہ سے مشاورت کے لیے آیا تو امام ابوحنیفہ نے اس سے فرمایا: تم اپنے محلے کے امام، مؤذن اور مستور الحال لوگوں کو لے آؤ! وہ ان حضرات کو لے آیا۔امام ابوحنیفہ نے ان سے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا سامان واپس لوٹا دے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔آپ نے فرمایا: تم ہر بدکار اور ہر تہمت یافتہ شخص کو جمع کر کے انہیں ایک گھر یا مسجد میں داخل کرو پھر ایک ایک کر کے انہیں وہاں سے نکالو تو تم اس آدمی سے پوچھو کہ کیا یہ تیرا چور ہے؟ اگر اس کا چور نہ ہو تو یہ کہے: نہیں اور اگر اس کا چور ہو تو وہ خاموش رہے۔پھر جب وہ خاموش ہو تو تم اس سے بدلہ لے لو! پس انہوں نے وہی کیا جس کا امام ابوحنیفہ نے حکم دیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ تمام سامان اسے واپس لوٹا دیا جو اس سے چرایا گیا تھا''۔

امام ابو یوسف نے جناب ربیعہ الرائ کو لاجواب کردیا:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد السَّلَام عَن إِبْرَاهِيم بن مُحَمَّد الذَّرَاع قَالَ ثَنَا يُوسُف بن خَالِد قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة قَالَ قدم علينا ربيعَة الرَّأْي وَيحيى بن سعيد قَاضِي الْكُوفَة فَقَالَ يحيى لِرَبِيعَة أَلا تعجب من أهل هَذَا الْمصر أَجمعُوا على رَأْي رجل وَاحِد قَالَ أَبُو حنيفَة فبلغني ذَلِك فَأرْسلت إِلَيْهِ يَعْقُوب وَزفر وعدة من أَصْحَابنَا فَقلت قايسوه وناظروه فَقَالَ لَهُ يَعْقُوب مَا تَقول فِي عبد بَين اثْنَيْنِ اعتقه احدهما قَالَ لَا يجوز عتقه قَالَ لم قَالَ لِأَن هَذَا ضَرَر وَقد جَاءَ عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا ضَرَر وَلَا ضرار قَالَ فَإِن أعْتقهُ الآخر قَالَ جَازَ عتقه قَالَ تركت قَوْلك إِن كَانَ الْكَلَام الأول لم يعْمل شَيْئا وَلم يَقع بِهِ عتق فقد أعْتقهُ الثَّانِي وَهُوَ عبد فَسكت.

(ترجمہ:) ''ابوحفص عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبدالسلام نے ہم سے بیان کیا وہ ابراہیم بن محمد الذراع سے راوی کہا یوسف بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا آپ نے فرمایا: ہمارے پاس ربیعہ الرائ اور کوفہ کے قاضی یحیی بن سعید آئے تو یحیی نے ربیعہ سے کہا: تجھے اس شہر والوں سے تعجب نہیں ہوتا کہ یہ سارے ایک آدمی کی رائے پر جمع ہو گئے ہیں۔امام ابوحنیفہ نے فرمایا: یہ بات مجھ تک پہنچی تو میں نے یعقوب (ابو یوسف)، زفر اور اپنے چند

اصحاب کو ان کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے کہا: تم ان سے قیاس اور مناظرہ کرنا!۔ وہاں جا کر یعقوب نے کہا: آپ اس غلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو دو آدمیوں کے درمیان تقسیم ہے (یعنی اس کے دو مالک ہیں) ان میں سے ایک نے آزاد کردیا؟ یحیی بن سعید نے کہا: یہ آزادی جائز نہیں ہے۔ امام ابو یوسف یعقوب نے کہا: کیوں؟ آپ نے کہا: اس لیے کہ یہ ضرر ہے اور نبی کریم ﷺ سے روایت آئی ہے کہ ''نہ ضرر دو نہ ضرر لو''۔ حضرت ابو یوسف نے کہا: اگر دوسرا آدمی بھی آزاد کردے تو پھر کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آزدی درست ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: یہ بات کہہ کر آپ نے پہلی بات رد کردی اگر پہلے کلام نے کچھ عمل نہیں کیا تھا (یعنی پہلا کلام لغو تھا) تو پھر یہ آزادی واقع نہ ہوئی پھر جب دوسرے نے اسے آزاد کیا تو وہ غلام ہی رہا۔ پس جناب ربیعہ الرائ یحیی خاموش ہو گئے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ کا وقار اور عقل:

مَا رُوِيَ فِي وقار أبي حنيفة وعقله

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وقار اور عقل کی روایات کا بیان

عقل میں کامل تر امام ابوحنیفہ:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنا أحمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد عَن أبي يُوسُف قَالَ مَا صَحِبت أحدا من النَّاس فَيقدر ان يَقُول إِنَّه رأى أكمل عقلا وَلَا أتم مُرُوءَة من أبي حنيفَة.

(ترجمہ:) ''ابوحفص عمر بن ابراہیم مقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن ولید نے بیان کیا وہ امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے لوگوں میں سے کسی کی صحبت اختیار نہیں کی وہ اندازہ لگاتے ہوئے کہے کہ اس نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ عقل میں کامل اور مروت میں تام دیکھا ہے۔ (یعنی جس کی بھی صحبت اختیار کی ہر ایک نے کہا کہ امام ابوحنیفہ تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند اور مروت میں تام و پختہ ہیں)''۔

امام اعظم کے بارے میں امام یحیی بن معین اور امام ابن مبارک کا فیصلہ:

أخبرنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة الْكُوفِي قَالَ سَمِعت يحيى بن معِين يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة أَعقل من أَن يكذب مَا سَمِعت احدا يصفه ويذكره بِمثل مَا كَانَ ابْن الْمُبَارك يصفه ويذكره بِهِ من الْخَيْر.

(ترجمہ:)''عمر نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ الکوفی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام یحیی بن معین کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ اس بات سے زیادہ عقل رکھتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولیں ۔ میں نے کسی کو نہیں سنا جو ان کے اوصاف بیان کرتا ہو اور ان کا تذکرہ کرتا ہوں جتنا حضرت عبداللہ بن مبارک ان کے اوصاف بیان کرتے اور ان کا ذکر خیر کیا کرتے تھے''۔

امام ابوحنیفہ کی احتیاط:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد البَزّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا مُحَمّد ابْن تَوْبَة قَالَ حَدثنِي حموية بن حَاتِم قَالَ سَمِعت تَوْبَة يَقُول قَالَ لي أَبُو حنيفَة لَا تَسْأَلنِي عَن أمر الدّين وَأَنا ماش وَلَا تَسْأَلنِي وَأَنا أحدث النَّاس وَلَا تَسْأَلنِي وَأَنا قَائِم وَلَا تَسْأَلنِي وَأَنا متكىء فَإِن هَذِه أَمَاكِن لَا يجْتَمع فِيهَا عقل الرجل قَالَ فَخرج يَوْمًا فِي حَاجَة وتبعته فَجعلت من حرصي أسائله وَمَعِي دفتر وَهُوَ يمشي فِي الطَّرِيق فَكلما خلوت علقت مَا يَقُول فَلَمَّا كَانَ من الْغَد وَاجْتمعَ إِلَيْهِ أَصْحَابه سَاءلته عَن تِلْكَ الْمسَائِل فَغير الْجَواب فأعلمته ذَلِك فَقَالَ ألم أنهك عَن السُّؤَال وَعَن الشَّهَادَات فِي دين الله إِلَّا فِي وَقت اجْتِمَاع الْعُقُول۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد ابن توبہ نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے حمویہ بن حاتم نے بیان کیا کہا میں نے حضرت توبہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب میں چل رہا ہوں تو مجھ سے امر دین کے متعلق سوال نہ کرنا !، جب میں لوگوں کیساتھ گفتگو میں مشغول ہوں تو مجھ سے سوال نہ کرنا !، جب میں کھڑا ہوں تو مجھ سے سوال نہ کرنا !اور جب میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوں تو مجھ سے سوال نہ کرنا کیونکہ ان مقامات میں آدمی کی عقل اکھٹی نہیں ہوتی ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن امام ابوحنیفہ کسی حاجت سے باہر تشریف لائے تو میں ان کے پیچھے چلنے لگا چنانچہ مجھے یہ حرص تھی کہ آپ سے سوال کروں اور میرے پاس ایک دفتر (رجسٹر) تھا جبکہ آپ راستے میں چل رہے تھے۔ پس جب کبھی میں تنہا ہوتا تو جو وہ کہتے اس سے چمٹ جاتا۔ جب دوسرا دن آیا تو آپ کے اصحاب آپ کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں مسائل کے متعلق انہوں نے سوال کیا (جن کے متعلق میں نے گذشتہ روز سوال کیا تھا) تو آپ نے (پہلے جواب سے) جواب بدل دیا تو میں نے انہیں یہ بات بتائی (کہ کل آپ نے یہ جواب دیا اور آج آپ یہ جواب دے رہے ہیں) تو آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ سوال اور اللہ کے دین کی گواہی کے متعلق سوال صرف

اسی وقت کرنا جس میں آدمی کی عقل اکٹھی ہوتی ہے؟"۔

امام یزید بن ہارون کی امام اعظم کے بارے میں رائے:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد القاضي قال ثنا محمد بن علي بن عفان قال ثنا محمد بن عبد الملك الدقيقي قال سمعت يزيد بن هارون يقول أدركت الناس فما رأيت أحدا أعقل ولا أفضل ولا أورع من أبي حنيفة۔

(ترجمہ:) "احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی بن عفان نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبدالملک دقیقی نے ہم سے بیان کیا کہا یزید بن ہارون کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ میں لوگوں کو پایا تو حضرت ابوحنیفہ سے زیادہ عقلمند، افضل اور صاحب تقوی میں نے کسی کو نہیں دیکھا"۔

نصف اہل زمین کی عقل سے زیادہ امام اعظم عقلمند ہیں:

أخبرنا أحمد بن محمد قال ثنا علي بن عمرو قال ثنا علي بن محمد القاضي قال ثنا محمد بن محمود الصيدلاني قال ثنا محمد بن شجاع قال سمعت علي بن عاصم يقول لو وزن عقل أبي حنيفة بنصف عقل أهل الأرض لرجح بهم وما كان عنده أكبر من أبي حنيفة۔

(ترجمہ:) "احمد بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن محمود صیدلانی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عاصم کو کہتے ہوئے میں نے سنا: اگر امام ابوحنیفہ کی عقل کا اہل زمین کے آدھے لوگوں کی عقل سے وزن کیا جائے تو حضرت ابوحنیفہ کی عقل یقیناً راجح ہوگی اور علی بن عاصم کے نزدیک مقام و مرتبہ میں حضرت ابوحنیفہ سے زیادہ بڑا کوئی نہیں تھا"۔

امام اعظم کے بارے میں جناب حجر بن عبدالجبار کا فیصلہ:

حدثنا علي بن الحسن الرازي قال ثنا الزعفراني الواسطي قال ثنا ابن أبي خيثمة قال ثنا سليمان بن منصور قال حدثني حجر بن عبد الجبار قال ما رأى الناس أكرم مجالسة من أبي حنيفة ولا أشد إكراما لأصحابه قال حجر كان يقال إن ذوي الشرف أتم عقولا من غيرهم۔

(ترجمہ:) "علی بن حسین رازی نے ہم سے بیان کیا کہا زعفرانی واسطی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہؒ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہا حجر بن عبدالجبار نے مجھ سے

بیان کیا کہا: حضرت ابوحنیفہ سے زیادہ معزز ہم مجلس لوگوں کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اپنی اصحاب کی زیادہ عزت کرنے والا (حضرت ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو دیکھا)۔ حجر بن عبدالجبار نے کہا: کہا جاتا تھا کہ شرف والا (ابوحنیفہ) اپنے علاوہ سے مکمل ترین عقل رکھتا ہے''۔

امام اعظم کی بہترین نصیحت:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد ابْن مغلس قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع قَالَ ثَنَا أبي عَن زفر عَن أبي حنيفَة قَالَ من طلب الرِّئَاسَة قبل وَقتهَا عَاشَ فِي ذل۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد شاہد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے بیان کیا وہ زفر سے وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنے وقت سے پہلے سرداری طلب کی وہ ذلت کی زندگی گزارتا ہے''۔

امام اعظم نے دشمن کی بھی کبھی غیبت نہیں کی:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول قلت لِسُفْيَان الثَّوْريّ يَا أَبَا عبد الله مَا أبعد أَبَا حنيفَة من الْغِيبَة مَا سمعته يغتاب عدوا لَهُ قطّ فَقَالَ هُوَ وَالله أعقل من ان يُسَلط على حَسَنَاته مَا يذهب بهَا۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا حمانی نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے کہا: اے ابوعبداللہ! حضرت ابوحنیفہ غیبت سے کتنے دور ہیں کہ میں نے آپ کو اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے کبھی نہیں سنا تو حضرت سفیان ثوری نے کہا: اللہ کی قسم وہ اس بات سے زیادہ عقلمند ہیں کہ اپنی نیکیوں پر اسے مسلط کریں تو ان کی نیکیاں لے جائے''۔

گھر سے نکلنے سے پہلے امام ابوحنیفہ کا عمل:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت مُحَمَّد ابْن سَمَّاعَة يَقُول سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة إِذا أَرَادَ الْخُرُوج نظر إِلَى شسع نَعله فان كَانَ يحْتَاج ان يصلحه أصلحه وَكَانَ كثيرا مَا يلبس الْخُف فَمَا رَأَيْته مُنْقَطع الشسع وَكَانَ أَبُو عبد الله يفعل ذَلِك۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد ابن سماعہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ جب باہر جانے کا ارادے کرتے تو اپنے نعلین کے تسمے دیکھتے اگر انہیں درست کرنے کی ضرورت ہوتی تو اسے درست کرتے۔آپ کثرت سے موزہ پہنتے تھے میں نے اس کے تسمے کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا اور ابوعبداللہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تقوی کا بیان:

ذكر الرِّوَايَاتِ فِي ورع أبي حنيفةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کے متعلق مرویات کا بیان

خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں امام ابوحنیفہ کے اخلاق پر امام ابو یوسف کی تقریر:

أخبرنا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن سعيد الْجَوْهَرِي قَالَ كنت عِنْد أَمِير الْمُؤمنِينَ الرشيد إِذْ دخل ابو يُوسُف فَقَالَ لَهُ الرشيد يَا أَبَا يُوسُف صف لي أَخْلَاق أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ فَقَالَ إِن الله تَعَالَى يَقُول: " مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" وَهُوَ عِنْد لِسَان كل قَائِل كَانَ علمي بِأبي حنيفَة انه كَانَ شَدِيد الذب عَن محارم الله ان تُؤْتى شَدِيد الْوَرع ان ينْطق فِي دين الله بِمَا لَا يعلم يحب أَن يطاع الله وَلَا يعْصى مجانبا لأهل الدُّنْيَا فِي زمانهم لَا ينافس فِي عزها طَوِيل الصمت دَائِم الْفِكر على عمل وَاسع لم يكن مهذارا وَلَا ثرثارا إِن سُئِلَ عَن مَسْأَلَة كَانَ عِنْده فِيهَا علم نطق بِهِ وَأجَاب فِيهَا بِمَا سمع وَإِن كَانَ غير ذَلِك قَاس على الْحق وَاتبعهُ صائنا نَفسه وَدينه بذولا للْعلم وَالْمَال مستغنيا بِنَفسِهِ عَن جَمِيع النَّاس لَا يمِيل إِلَى طمع بَعيدا عَن الْغَيْبَة لَا يذكر أحدا إِلَّا بِخَير فَقَالَ لَهُ الرشيد هَذِه أَخْلَاق الصَّالِحين ثمَّ قَالَ لِلْكَاتِبِ اكْتُبْ هَذِه الصّفة وادفعها إِلَى ابْني ينظر فِيهَا ثمَّ قَالَ لَهُ احفظها يَا بني حَتَّى أَسأَلك عَنْهَا إِن شَاءَ الله۔

(ترجمہ:)''ابوحفص عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن سعید جوہری نے ہم سے بیان کیا کہا میں امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس تھا کہ اچانک امام ابو یوسف داخل ہوئے تو خلیفہ ہارون رشید نے ان سے کہا: اے ابو یوسف میرے لیے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق بیان کیجیے! تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو"۔ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس وہ محافظ ہوتا ہے۔ مجھے امام ابوحنیفہ کے متعلق علم یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں میں پڑنے سے سختی سے اجتناب کرتے، بغیر علم کے اللہ کے دین میں گفتگو کرنے سے بہت زیادہ احتیاط فرماتے، آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا پسند کرتے اور نافرمانی نہیں کرتے، اپنے زمانے میں اہل دنیا سے اجتناب کرنے والے تھے، ان کی عزت کی طرف رغبت نہیں رکھتے، اکثر خاموش رہتے، ہمیشہ فکر کرتے، وسیع عمل پر قائم رہتے، بیہودہ گفتگو نہیں کرتے تھے اور نہ ہی فضول گفتگو کرتے، اگر کسی مسئلے کے متعلق ان سے سوال کیا جاتا تو آپ کے پاس جو علم ہوتا اس کے مطابق جواب میں گفتگو کرتے اور جو (احادیث سے) سنا ہوتا اس کی روشنی میں جواب دیتے اور اگر اس کے علاوہ (یعنی جدید مسئلہ) ہوتا تو حق کے طریقے پر قیاس کرتے اور اپنے نفس و دین کو بچاتے ہوئے حق کی پیروی کرتے، علم اور مال خرچ کرنے والے تھے، اپنے آپ کو تمام لوگوں سے بے نیاز کرنے والے تھے، لالچ کی طرف میلان نہیں کرتے، غیبت سے دور رہتے، کسی کا بھی خیر کے سوا ذکر نہیں کرتے۔ ہارون رشید نے امام ابویوسف سے کہا: یہ صالحین کے اخلاق ہیں۔ پھر کاتب سے کہا: یہ اوصاف لکھو اور میرے بیٹے کو دو کہ وہ ان میں غور و فکر کرے۔ پھر اسے یعنی اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے انہیں یاد کر لو حتی کہ ان کے متعلق اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تجھ سے سوال کروں گا"۔

جبل العلم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

أخبرنا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحُلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت أَبَا عبيد الْقَاسِم بن سَلام يَقُول سَمِعت مُحَمَّد بن الْحسن يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة وَاحِد زَمَانه وَلَو انشقت عَنهُ الأَرْض لانشقت عَن جبل من الْجبَال فِي الْعلم وَالْكَرم والمؤاساة والورع والإيثار لله مَعَ الْفِقْه وَالْعلم.

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبید القاسم بن سلام کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ محمد بن حسن کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ امام ابوحنیفہ یکتائے زمانہ تھے اگر ان پر زمین پھٹے تو یقیناً علم، سخاوت، مواسات، تقویٰ، اللہ تعالیٰ کے لیے ایثار کرنے والے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر پھٹے گی فقہ اور علم کیساتھ ساتھ"۔

اعلیٰ اخلاق کے حامل امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

أخبرنا عبد الله بن محمد قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا أحمد بن عطية قَالَ ثنا مليح قَالَ سَمِعت أبي يَقُول كُنَّا عِنْد زفر فَذكر عِنْده سُفْيَان وَأَبُو حنيفَة فَقَالَ زفر كَانَ أَبُو حنيفَة إِذا تكلم فِي الْحَلَال وَالْحَرَام همت سُفْيَان نَفسه وَمن كَانَ أنبل من أبي حنيفَة وَكَانَ من الْوَرع وَترك الْغَيْبَة على شَيْء عجز عَنهُ الْخلق وَكَانَ حمولا صبورا رَحمَه الله۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ (وکیع) کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم امام زفر کے پاس تھے کہ ان کے ہاں حضرت سفیان اور حضرت ابوحنیفہ کا ذکر چھڑ گیا تو امام زفر نے کہا: امام ابوحنیفہ جب حلال وحرام کے مسئلے میں گفتگو فرماتے تو حضرت سفیان کو نفس بے چین ہوجاتا، امام ابوحنیفہ سے زیادہ بلند حوصلے والا کون ہے؟ آپ متقی تھے اور ایسی چیز کی بھی غیبت ترک کرتے تھے جس سے مخلوق عاجز آگئی ہے، آپ لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے صبر کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے''۔

امام ابوحنیفہ کے بے ادب کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا فیصلہ:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا ابْن مغلس قَالَ ثنا ابْن مقَاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول إِذا سَمِعت الرجل ينَال من أبي حنيفَة لم أحب ان اراه وَلَا ان أجالسه مَخَافَة ان ينزل بِهِ آيَة من آيَات الله فيجعل بِي مَعَه الله يعلم أَنِّي مَا أرضى مَا يذكر بِهِ وَمَا يذكرهُ أحد إِلَّا وَهُوَ خير مِنْهُ كَانَ وَالله ورعا حَافِظًا لِلسَانِهِ طيب الْمطعم مَعَ علم وَالله كثير وَاسع۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا جب آپ نے ایک آدمی کو امام ابوحنیفہ کی تنقیص کرتے ہوئے سنا تو عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے پاس بیٹھنا پسند کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں اس پر اللہ تعالیٰ (کے عذاب) کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نازل ہو تو اس کیساتھ مجھے بھی پکڑ لے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جو یہ باتیں ذکر کرتا ہے میں اس سے راضی نہیں ہوں، یہ جو بھی بات ذکر کرتا ہے حضرت ابوحنیفہ اس سے بہتر تھے۔اللہ کی قسم آپ متقی، اپنی زبان کی حفاظت فرمانے والے، پاک کھانا کھلانے والے تھے کثیر وسیع علم رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی قسم!''۔

جناب ابن جریج کی امام اعظم کے بارے میں پیشگوئی:

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا ابن كاسب قال سمعت ابن عيينة يقول قال ابن جريج بلغني عن النعمان فقيه أهل الكوفة شديد الورع صائن لدينه ولعلمه لا يؤثر أهل الدنيا على أهل الآخرة وأحسبه سيكون له في العلم شأن عجيب.

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد شاہد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ابن کاسب نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابن عیینہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن جریج نے کہا: فقیہ اہل کوفہ نعمان کے متعلق مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ وہ بہت زیادہ احتیاط برتنے والے، اپنے دین اور علم (عیب سے) بچانے والے تھے۔ اہل آخرت پر اہل دنیا کو ترجیح نہیں دیتے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ عنقریب علم میں ان کی عجیب شان ہوگی''۔

مشائخ عدن کا متفقہ فیصلہ:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا الحلواني قال سمعت عبد الوهاب بن همام اخا عبد الرزاق بن همام يقول ما رأيت مشايخ عدن الذين دخلوا الكوفة في طلب العلم إلا ويقولون كلهم ما رأينا بالكوفة في زمن أبي حنيفة أفقه منه ولا أشد ورعا.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا حلوانی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عبدالوہاب بن ہمام جو امام عبدالرزاق بن ہمام کے بھائی ہیں کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ان مشائخ عدن کو نہیں دیکھا جو طلب علم کے لیے کوفہ گئے تھے مگر وہ تمام کے تمام یہی کہتے تھے کہ ہم نے کوفہ میں امام ابوحنیفہ کے زمانے میں ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے بڑا متقی دیکھا ہے''۔

امام ابوحنیفہ کی احتیاطیں:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا أحمد بن يونس قال سمعت الحسن بن صالح يقول كان أبو حنيفة شديد الورع هائبا للحرام تاركا لكثير من الحلال مخافة الشبهة ما رأيت فقيها قط أشد صيانة منه لنفسه ولعلمه وكان جهازه كله إلى قبره.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن صالح'' کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ سخت احتیاط والے، حرام سے ڈرنے والے، بہت سی حلال چیزوں کو شبہے کے خوف سے ترک کرنے والے تھے، میں نے ان سے زیادہ اپنی جان اور علم کی حفاظت کرنے والا کبھی کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ یہ سارا ان کا قبر کے لیے توشہ تھا''۔

امام ابوحنیفہ صرف تبسم فرماتے:

أخبرنا عمر بن إبرَاهِيم قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاس ابْن أخي جبارَة قَالَ ثَنَا ابْن أبي رزمة قَالَ سَمِعت النَّضر بن مُحَمَّد يَقُول مَا رَأَيْت أشد ورعا من أبي حنيفَة مَا كَانَ يحسن الْهزْل وَلَا يتَكَلَّم بِهِ وَلَا رَأَيْته مستجمعا ضَاحِكا قطّ وَلكنه كَانَ يتبسم۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ابوالعباس جبارہ کے بھتیجے نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی رزمہ نے ہم سے بیان کیا کہا نضر بن محمد کو کہتے ہوئے میں نے سنا میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ احتیاط کرنے والا نہیں دیکھا، آپ نہ تو مذاق کرتے اور نہ ہی غیر سنجیدہ کلام کرتے، میں نے کبھی بھی آپ کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا لیکن آپ تبسم فرمایا کرتے تھے''۔

امام ابوحنیفہ کے احتیاط برتنے کی ایک مثال:

أخبرنا عمر بن إبرَاهِيم قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثنا الجماني قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ أَرَادَ أَبُو حنيفَة ان يَشْتَرِي جَارِيَة فَمَكثَ عشر سِنِين يخْتَار ويشاور من أَي سبي يَشْتَرِي۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے جمانی نے بیان کیا کہا ابن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو دس سال تک آپ ٹھہرے رہے، منتخب کرتے رہے اور مشاورت کرتے رہے کہ کون سے باندی خریدیں؟''۔

ہزار شیوخ سے زیادہ احتیاط فرمانے والے:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنا أَحْمد قَالَ ثنا عَمْرو بن عون قَالَ قَالَ لي يزِيد بن هَارُون كتبت عَن ألف شيخ حملت عَنْهُم الْعلم مَا رَأَيْت وَالله فيهم أَشد ورعا

من ابی حنیفة ولا أحفظ لِلِسَانِهِ۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا مجھ سے یزید بن ہارون نے کہا میں نے ایک ہزار شیوخ سے احادیث لکھی میں نے ان سے علم حاصل کیا۔ اللہ کی قسم میں نے ان میں حضرت ابوحنیفہ سے بڑھ کر متقی اور اپنی زبان کا محافظ نہیں دیکھا''۔

میں کسی کوفتوی نہ دیتا اگر۔۔۔؟؟

أخبرنا أبو القاسم عبداللہ بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا ابن سماعة عن أبي يوسف قال سمعت أبا حنيفة يقول لولا الفرق من الله ان يضيع العلم ما أفتيت احدا يكون لهم المهنأ وعلى الوزر۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا وہ امام ابو یوسف سے راوی کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ضائع ہونے پر عذاب کا خوف نہ ہوتا تو میں کسی ایک کو بھی فتوی نہ دیتا کہ لوگوں کے لیے بغیر مشقت کے حکم واضح ہوتا ہے اور مجھ پر اس کا بوجھ ہوتا ہے''۔

امام اعظم وظیفہ قبول نہیں کرتے تھے:

أخبرنا احمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد القاضي قال ثنا إبراهيم بن إسماعيل الطلحي عن أبيه عن الحسن بن زياد قال والله ما قبل أبو حنيفة لأحد منهم جائزة ولا هدية۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبردی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن اسماعیل الطلحی نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے باپ سے وہ حسن بن زیادہ سے راویت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ نے لوگوں میں سے کسی سے نہ تو کوئی وظیفہ قبول کیا اور نہ ہی ہدیہ قبول کیا''۔

حضرت علقمہ افضل ہیں یا حضرت اسود؟ امام اعظم سے سوال اور آپ کا بہترین جواب:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا ابن سماعة قال سمعت أبا يوسف يقول قيل لأبي حنيفة وذكر علقمة والأسود أيهما أفضل فقال والله ما

قدری أن أذکرھما إِلَّا بِالدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَار إجلالا لھما فکیف أفضل بَینھمَا۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود کا ذکر کرنے کے بعد امام ابوحنیفہ سے کہا گیا کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے طاقت نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ ان کی عظمت وجلال کے پیش نظر دعا اور استغفار کے علاوہ کروں تو میں ان دونوں میں سے کسی کو افضل کیسے قرار دے سکتا ہوں؟''۔

علمائے کوفہ میں سے سب سے بڑے متقی امام اعظم ابوحنیفہ:

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا ابو بکر المسکی قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن الرّبيع قَالَ ثَنَا حبَان بن مُوسَى قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول قدمت الْكُوفَة فَسَأَلت عَن أورع الْعلمَاء فَقَالُوا أَبُو حنيفَة۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد الصیر فی نے ہمیں خبر دی کہا ابو بکر المسکی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ میں کوفہ آیا تو علماء میں سے ورع ترین آدمی کے متعلق سوال کیا تو اہل کوفہ نے کہا: ایسے آدمی تو ابوحنیفہ ہیں''۔

امام اعظم نے ساری کمائی صدقہ کردی! لیکن کیوں۔۔۔؟:

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحریری قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد القَاضِي قَالَ ثَنَا الْحُسَيْن بن الحکم الجبری قَالَ ثَنَا عَليّ بن حَفْص الْبَزَّاز قَالَ كَانَ حَفْص بن عبد الرَّحْمَن شريك أبي حنيفَة وَكَانَ أَبُو حنيفَة يُجهز عَلَيْهِ فَبعث إِلَيْهِ دفْعَة مَتَاعا وأعلمه ان فِي ثوب كَذَا عَيْبا فَإِذا بِعته فَبين فَبَاعَ حَفْص الْمَتَاع وَنسي ان يبين الْعَيْب وَلم يعلم مِمَّن بَاعه فَلَمَّا علم أَبُو حنيفَة بذلك تصدق بِثمن الْمَتَاع كُله۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن حکم جبری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حفص بزاز نے ہم سے بیان کیا کہا حفص بن عبد الرحمن، امام ابوحنیفہ کے کاروبار میں شریک تھے اور امام ابوحنیفہ ان کے لیے سامان مہیا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ نے انہیں سامان دے کر بھیجا اور بتایا کہ فلاں کپڑے میں یہ یہ

عیب ہے لہذا جب تو اسے بیچے تو عیب واضح کر دینا!۔ جناب حفص نے وہ سامان بیچا اور عیب بیان کرنا بھول گئے اور انہیں یہ بھی معلوم نہ رہا کہ کسے بیچا ہے؟ جب یہ بات امام ابوحنیفہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے اس سارے سامان کی قیمت صدقہ کر دی"۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد کا بیان:

ذکر مَارُوِیَ فِی زهده

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زہد کے متعلق مرویات کا بیان:

دنیا لے لو! ورنہ کوڑے کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ!:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت الْحسن بن حَمَّاد قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول وَذكر ابا حنيفَة فَقَالَ مَا تقدرون تَقولُونَ فِي رجل عرضت عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَالْأَمْوَال الْعَظِيمَة فنبذها وَرَاء ظَهره فَضرب السِّيَاط وَقيل لَهُ خُذ الدُّنْيَا فَصَبر على السَّرَّاء وَالضَّرَّاء وَلم يدْخل فِيمَا كَانَ غَيره يَطْلُبهُ ويتمناه وَالله لقد كَانَ على خلاف من ادركناه يطلبُونَ الدُّنْيَا وَالدُّنْيَا تهرب مِنْهُم وتأتيه الدُّنْيَا فيهرب مِنْهَا۔

(ترجمہ:) "ابوحفص عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حسن بن حماد سے سنا آپ نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا تو فرمایا: تم لوگ کتنے جری ہوتے ہو کہ ایسی ہستی کے بارے میں باتیں کرتے ہو جس پر دنیا اور اموال عظیمہ پیش کیے گئے تو اس نے ان کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا جس کے نتیجے میں اسے کوڑے مارے گئے اور اس سے کہا گیا: دنیا لے لو! تو اس نے خوشی و تنگی میں صبر کیا اور ان معاملات میں داخل نہیں ہوئے جنہیں آپ کے علاوہ طلب کیا کرتے اور اس کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! آپ کا معاملہ ان لوگوں کے خلاف تھا جنہیں ہم نے پایا ہے کہ وہ دنیا طلب کرتے اور دنیا ان سے بھاگتی ہے اور امام ابوحنیفہ کے پاس دنیا آتی تھی تو وہ اس سے بھاگتے تھے"۔

توشہ دان جب توشہ سے خالی ہوتا ہے تو۔۔۔؟؟

أخبرنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا ابو نعيم قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَقُول سُئِلَ ابو حنيفَة بعد صَلَاة الصُّبْح عَن مسَائِل فَأجَاب فِيهَا فَقيل لَهُ أَلَيْسَ كَانُوا يكْرهُونَ الْكَلَام فِي مثل هَذَا الْوَقْت إِلَّا بِخَير فَقَالَ أَبُو حنيفَة وَأي خير أكبر من أَن تَقول هَذَا حَلَال وَهَذَا

حرام تنزہ اللہ وتحذر الخلق من معاصیہ إن الجراب إذا فرغ من الزاد جاع صاحبہ۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا میں نے امام ابویوسف صاحب کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ سے نماز فجر کے بعد چند مسائل پوچھے گئے تو آپ نے ان کے متعلق جواب ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ سے کہا گیا: کیا اس طرح کے وقت میں خیر کے سوا کلام کرنے کو اسلاف نے مکروہ قرار نہیں دیا؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس سے بڑی خیر کیا ہے کہ تو کہے یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ بیان کرے اور مخلوق کو گناہوں سے بچائے؟ توشہ دان جب توشہ سے خالی ہوتا ہے تو صاحب توشہ دان کو بھوکا کر دیتا ہے''۔

امام اعظم کی آنکھوں اور رخساروں پر رونے کے آثار:

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا سلمة بن شبيب قال كان عبد الرزاق يقول كنت إذا رأيت أبا حنيفة رأيت آثار البكاء في عينيه وخديه۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا سلمہ بن شبیب نے ہم سے بیان کیا کہا امام عبدالرزاق کہا کرتے تھے کہ جب میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا تو ان کی آنکھوں اور رخساروں میں رونے کے آثار دیکھے''۔

امام اعظم کے گھر میں چٹائی کے سوا کچھ نہیں تھا:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا محمد بن مقاتل قال ثنا سهل بن مزاحم قال كنا ندخل على أبي حنيفة ولا نرى في بيته شيئا إلا البواري۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا سہل بن مزاحم نے ہم سے بیان کیا کہا: ہم امام ابوحنیفہ کے گھر جایا کرتے تھے اور ہم آپ کے گھر میں چٹائی کے سوا کچھ بھی نہ دیکھتے''۔

امام اعظم کا ماہانہ خرچ صرف دو درہم تھا:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال سمعت داود ابن رشيد يقول سمعت الفيض بن محمد الرقي يقول لقيت أبا حنيفة ببغداد فقلت له إني أريد الكوفة فلك حاجة قال إيت أبني حمادا فقل له يا بني إن قوتي في الشهر درهمان فمرة للسويق ومرة للخبز

وَقد حبستہ عنی فعجلہ عَلیّ۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے داؤد ابن رشید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے فیض بن محمد الرقی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوحنیفہ سے بغداد میں ملاقات کی تو میں نے انہیں کہا: میں کوفہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں تو کیا آپ کو کوفہ میں کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے بیٹے حماد کے پاس جا کر کہنا: اے میرے بیٹے! ایک مہینے کی میری روزی دو درہم ہیں: ایک درہم ستو کے لیے اور ایک درہم روٹی کے لیے اور وہ ختم ہو گئے ہیں لہذا انہیں جلدی میرے لیے بھیجو!''۔

نیک کاموں میں اتنی مصروفیت:

اَخْبَرَنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا الْحسن بن بشر قَالَ سَمِعت أَبَا الْأَحْوَص يحلف انه لَو قيل لأبي حنيفَة إِنَّك تَمُوت إِلَى ثَلَاثَة أَيَّام مَا كَانَ فِيهِ فضل شَيْء يقدر ان يزِيدهُ على عمله الَّذِي كَانَ يعْمل۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالاحوص کو حلف اٹھاتے ہوئے میں نے سنا کہ اگر حضرت ابوحنیفہ کو کہا جائے کہ یقیناً تین دن میں آپ مرنے والے ہیں تو آپ کے اوقات میں کچھ وقت بھی بچا ہوا نہیں کہ آپ اپنے روزمرہ کے معمولات پر کسی عمل کے اضافہ کی قدرت رکھیں''۔

امام ابوحنیفہ کونسا شعر اکثر پڑھتے؟:

اَخْبَرَنَا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا هِلَال بن يحيى قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة كثيرا مَا يتَمَثَّل بِهَذَا الْبَيْت

كفى حزنا أَلا حَيَاة هنيئة ... وَلَا عمل يرضى بِهِ الله الصَّالح۔

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ہلال بن یحیی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ اکثر اس شعر سے مثال دیتے تھے:

یہی غم کافی ہے کہ زندگی مبارک نہ ہوسکی ۔۔اور نہ ہی کوئی عمل صالح ہوسکا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا''۔

زمین پر امام اعظم کی مثل ان کے بعد کوئی نہیں:

أخبرنا عبد اللہ بن محمد قال ثنا مکرم قال ثنا احمد قال ثنا محمد بن سماعة قال سمعت ابا یوسف یقول سمعت ابا حنیفة یقول من تکلم فی شیٔ من العلم و تقلده وهو یظن ان اللہ لا یسأله عنه کیف افتیت فی دین اللہ فقد سهلت علیه نفسه ودینه قال وقال ابو یوسف کان أبو حنیفة خلف ما مضی وما خلف واللہ علی وجه الأرض مثله۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابو یوسف کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: جو شخص علم کی کسی بات میں کلام کرے اور یہ منصب سنبھالے جبکہ وہ یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق نہیں پوچھے گا کہ اللہ کے دین میں تو نے کیسے فتویٰ دیا تو اس کے لیے اس کے نفس اور دین نے آسانی بنادی۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: امام ابوحنیفہ گذشتہ لوگوں کے نائب تھے اور اللہ کی قسم! زمین پر ان کی مثل پیچھے کوئی نہیں''۔

سب سے بڑے فقیہ امام اعظم ابوحنیفہ:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مکرم قال ثنا احمد بن عطیة قال ثنا تمیم بن المنتصر قال کنت عند یزید بن هارون فذکر أبو حنیفة فنال إنسان منه فأطرق طویلا قالوا رحمك اللہ حدثنا فقال کان أبو حنیفة تقیا نقیا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه سمعت کل من أدرکته من أهل زمانه یقول إنه ما رأی أفقه منه۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا تمیم بن منتصر نے ہم سے بیان کیا کہا میں یزید بن ہارون کے پاس تھا تو حضرت ابوحنیفہ کا ذکر کیا گیا تو وہاں کے لوگوں میں سے ایک نے آپ کی بے ادبی کی تو یزید بن ہارون نے بہت دیر تک اپنا سر جھکائے رکھا۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! ہم سے بیان فرمایئے! تو آپ نے فرمایا: حضرت ابوحنیفہ متقی، پاکباز، زاہد، عالم، زبان کے سچے، اہل زمانہ میں سے سب سے بڑے حافظ تھے۔ آپ کے ہم زمانہ محدثین میں سے جسے بھی میں نے پایا ہر ایک کو یہی کہتے سنا: ان سے بڑا فقیہ اس نے (یعنی میں نے) نہیں دیکھا''۔

دنیا قبول کیوں نہیں کرتے؟؟:

اَخْبَرَنَا عمر قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا احْمَد قَالَ ثَنَا دَاوُد بن رشید قَالَ سَمِعت زید ابْن أبي الزَّرْقَاء يَقُول قَالَ رجل لأبي حنيفَة تعرض عَلَيْك الدُّنْيَا وَلَك عِيَال فَقَالَ الله للعيال وَإِنَّمَا قوتي انا فِي الشَّهْر دِرْهَمَانِ فَمَا جمعي لمن يسألني الله عَن الْجمع لَهُ إِن اطاعوا الله اَوْ عصوه فَإِن رزق الله غاد ورائح على العاصين والمطيعين ثمَّ يَقُول: "وَفِي السَّمَاء رزقكم وَمَا توعدون".

(ترجمہ:) ''عمر نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا داود بن رشید نے ہم سے بیان کیا کہا زید ابن ابی الزرقاء کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ سے کہا: آپ پر دنیا پیش کی جاتی ہے (تو اسے قبول کیوں نہیں کرتے) حالانکہ آپ کے اہل وعیال ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اہل وعیال کا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے اور میری مہینے کی روزی دو درہم ہیں لہذا میں اس کے لیے کیوں جمع کروں جس کے لیے جمع کرنے کا سوال اللہ تعالیٰ مجھ سے کرے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں یا اس کی نافرمانی کریں تو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق صبح وشام گناہگاروں اور فرمانبرداروں تک پہنچتا پھر امام ابوحنیفہ یہ آیت پڑھتے: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے''۔

ایک شخص نے امام اعظم کو بدعتی وزندیق کہا تو۔۔۔؟:

اَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا ضرار بن صرد قَالَ سَمِعت يزِيد بن الْكُمَيْت يَقُول سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول وَقد ناظره رجل فِي مَسْأَلَة وَقَالَ لَهُ يَا مُبْتَدع يَا زنديق فَقَالَ غفر الله لَك الله يعلم مني خلاف مَا قلت وَهُوَ يعلم أَنِّي مَا عدلت بِهِ أحدا مُنْذُ عَرفته وَلَا رَجَوْت إِلَّا عَفوه وَلَا خفت إِلَّا عِقَابه ثمَّ بَكَى عِنْد ذكر الْعقَاب فَسقط صَرِيعًا ثمَّ أَفَاق فَقَالَ لَهُ الرجل اجْعَلنِي فِي حل فَقَالَ كل من قَالَ مَا لَيْسَ فِي من أهل الْجَهْل فَهُوَ فِي حل وكل من قَالَ شَيْئا مِمَّا لَيْسَ فِي من أهل الْعلم فَهُوَ فِي حرج فَإِن غيبَة الْعلمَاء تبقى شَيْئا بعدهم.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ضراد بن صرد نے ہم سے بیان کیا کہا یزید بن الکمیت کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہا حضرت ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ایک آدمی نے کسی مسئلے میں امام ابوحنیفہ سے مناظرہ کیا اور اس نے آپ کو کہا: اے بدعتی! اے زندیق! تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ

میرا معاملہ تیری کہی ہوئی بات کے خلاف ہے۔جب سے میں نے اسے پہچانا ہے میں نے اس کیساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا،اور میں نے اس سے صرف معافی کی امید رکھی ہے اور میں اس کے عذاب سے ہی ڈرتا ہوں ۔پھر عذاب کے ذکر کے وقت آپ رونے لگے تو بیہوش ہوکر گر پڑے پھر آپ کو افاقہ ہوا تو اس آدمی نے آپ سے کہا: مجھے بری فرمادیجئے !آپ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ جاہلوں میں سے ہے تو وہ بری ہے اور ہر وہ شخص جس نے کوئی ایسی بات کہی جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ اہل علم میں سے ہے تو وہ تنگی میں ہے کیونکہ علماء کی غیبت ان کے بعد بھی کچھ باقی رہتی ہے''۔

طلب علم میں عوام وخواص نہیں ہوتے ،سب برابر ہوتے ہیں:

اَخبرَنَا عبد اللهِ قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد قَالَ ثَنَا مليح قَالَ ثَنَا أبي عَن أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ ان رجلا أَتَاهُ بِكِتَاب شَفَاعَة ليحدثه فَقَالَ مَا هَكَذَا يطْلب الْعلم قد أَخذ الله الْمِيثَاق على الْعلمَاء ليبيننه للنَّاس وَلَا يكتمونه وَلَا يكون الْعلم لَهُ خَواص وعوام وَلَكِن نعلم النَّاس ونريد الله بتعليمه۔

(ترجمہ:)''عبداللہ نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح نے ہم سے بیان کیا کہا میرے باپ نے ہم سے بیان کیا وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس سفارش کا خط لے کر آیا تاکہ آپ اس سے حدیث بیان کریں تو آپ نے فرمایا: علم ایسے طلب نہیں کیا جاتا ،اللہ تعالیٰ نے علماء سے پختہ وعدہ لیا ہے کہ وہ علم لوگوں تک پہنچائیں اور کچھ بھی نہ چھپائیں اور علم کے لیے خواص اور عوام نہیں ہوتے ہم لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اور اس کی تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں''۔

امام اعظم کے اجتہاد کی سختی کی وجہ:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن هَاشم قَالَ سَمِعت بشر بن الْحَارِث يَقُول كنت عِنْد عِيسَى بن يُونُس فَذكر ابا حنيفَة فَدَعَا لَهُ وَقَالَ مَا كَانَ أَشد اجْتِهَاده فِي ان لَا يعْصى الله وان تعظم حرماته۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت بشر بن حارث حافی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے میں

نے سنا کہ میں عیسیٰ بن یونس کے پاس تھا تو آپ نے حضرت ابوحنیفہ کا ذکر کیا تو ان کے لیے دعا کی اور کہا: آپ کے اجتہاد میں سختی اس بارے میں تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کی حرمات کی تعظیم کی جائے''۔

أَخْبَرَنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا مليح قَالَ حدثني ابى عَن أبي حنيفة قَالَ لَوْلَا الْحَرَج مَا أَفْتيت النَّاس واخوف مَا أَخَاف ان يدخلني النَّار مَا أَنا عَلَيْهِ مُقيم من الْفتيا.

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر تنگی نہ ہوتی تو میں لوگوں کو فتویٰ نہ دیتا اور میں ڈرتا ہوں اس بات سے جو مجھے جہنم مین داخل کرنے سے ڈراتی ہے تو میں فتوی دینے کے لیے کھڑا نہ ہوتا''۔

اللہ میرے دشمن کو مفتی بنا دے! امام اعظم کی اپنے دشمن کے خلاف دعا:

أخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا أَبُو نعيم قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفة يَقُول من أبغضني جعله الله مفتيا.

(ترجمہ:) ''عمر نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مفتی بنا دے!'' (کیونکہ مفتی سے جب مشکل مسائل پوچھے جائیں گے تو پھر اسے اس منصب کی شدت کا احساس ہوگا یا یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ جو فتوی دیتا ہے تو حاسدین حسد کی وجہ سے اور جہلاء جہالت کی وجہ سے اس کے مخالف ہوجاتے ہیں پھر ان کی مخالفت پر صبر کرنا حوصلے والوں کا کام ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ مترجم)

امام اعظم سخت مشکلات میں بھی صابر رہتے:

أَخْبَرَنَا احْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ الْقَاضِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن إِبْرَاهِيم الطَّيَالِسِيّ قَالَ سُئِلَ مُحَمَّد بن مقاتل عَن أبي حنيفة وسُفْيَان فَقَالَ لَيْسَ من ابتلى فهرب مثل من ابتلى فَصَبر.

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو حریری نے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن ابراہیم الطیالسی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل سے حضرت ابوحنیفہ اور حضرت سفیان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: جس پر آزمائش آئی تو بھاگ گیا وہ اس کی

مثل نہیں ہو سکتا جس پر آزمائش آئی تو اس نے صبر کیا''۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امانت داری کا بیان:

ذكر مَا رُوِيَ فِي أَمَانَة أبي حنيفة

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امانت داری کے متعلق مرویات کا بیان

اللہ اللہ! احتیاط کی انتہاء:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيل ابْن بهْرَام قَالَ سَمِعت خَارِجَة بن مُصعب يَقُول خرجت إِلَى الْحَج وخلفت جَارِيَة لي عِنْد أبي حنيفَة وَكنت قد أَقمت بِمَكَّة نَحوا من أَرْبَعَة أشهر فَلَمَّا قدمت قلت لأبي حنيفَة كَيفَ وجدت خدمَة هَذِه الْجَارِيَة وخلقها فَقَالَ لي من قَرَأَ الْقُرْآن وَحفظ على النَّاس علم الْحَلَال وَالْحرَام احْتَاجَ ان يصون نَفسه عَن الْفِتْنَة وَالله مَا رَأَيْت جاريتك مُنْذُ خرجت إِلَى أَن رجعت

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل ابن بہرام نے بیان کیا کہا میں نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حج کرنے گیا اور اپنی باندی امام ابوحنیفہ کے پاس چھوڑ کر گیا اور مکہ میں تقریباً چار ماہ میں نے قیام کیا پھر جب میں واپس آیا تو امام ابوحنیفہ سے میں نے کہا: آپ نے اس باندی کی خدمت اور اس کے اخلاق کو کیسے پایا؟ تو امام ابوحنیفہ نے مجھ سے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور لوگوں پر حلال وحرام کے علم کی حفاظت کی اسے ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو فتنے سے بچائے۔ اللہ کی قسم! جب سے تو گیا ہے تیرے لوٹ آنے تک میں نے تیری باندی کو نہیں دیکھا''۔

امام اعظم کے صبح وشام، دن ورات کے معمولات:

قَالَ فَسَأَلت الْجَارِيَة عَنهُ وَعَن أخلاقه فِي منزله فَقَالَت مَا رَأَيْت وَمَا سَمِعت مثله مَا رَأَيْته نَام على فرش مُنْذُ دخلت إِلَيْهِ وَلَا رَأَيْته اغْتسل فِي ليل وَلَا نَهَار من جَنَابَة وَلَقَد كَانَ يَوْم الْجُمُعَة يخرج فَيصَلي صَلَاة الصُّبْح ثمَّ يدْخل إِلَى منزله فَيصَلي صَلَاة الضُّحَى صَلَاة خَفِيفَة وَذَلِكَ أَنه كَانَ يبكر إِلَى الْجَامِع فيغتسل غسل الْجُمُعَة ويمس شَيْئا من دهن ثمَّ يمْضِي إِلَى الصَّلَاة وَمَا رَأَيْته يفْطر بالنهار قطّ وَكَانَ يَأْكُل آخر اللَّيْل ثمَّ يرقد رقدة خَفِيفَة ثمَّ يخرج إِلَى الصَّلَاة۔

(ترجمہ:) ''خارجہ بن مصعب کہتے ہیں: میں نے باندی سے امام ابوحنیفہ کے متعلق اور آپ کے گھر

مین اخلاق کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا: میں نے ان کی مثل نہ دیکھا اور نہ سنا، جب سے میں ان کے پاس سے آئی ہوں میں نے انہیں فرش پر سوتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ میں نے رات میں اور نہ ہی دن میں آپ کو غسل جنابت کرتے دیکھا جب جمعہ کا دن ہوتا تو آپ باہر نکلتے تو صبح کی نماز پڑھتے پھر اپنے گھر آجاتے اور مختصرا نماز چاشت ادا کرتے، یہ اس وجہ سے کرتے کیونکہ آپ صبح سویرے جامع مسجد میں جانے کا ارادہ کرتے تو جمعہ کا غسل کرتے تھوڑا سا تیل لگاتے پھر نماز پڑھنے چلے جاتے اور میں نے آپ کو دن میں کھانا کھاتے کبھی نہیں دیکھا اور آپ رات کے آخری حصہ میں کھانا تناول فرماتے پھر تھوڑی دیر کے لیے سوجاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھنے چلے جاتے''۔

تاجروں کے لیے امام اعظم کا عمل مشعل راہ ہے: تاجر حضرات متوجہ ہوں!:

أخبرنا عمر قَالَ ثنَا مكرم قَالَ ثنَا أَحْمد قَالَ ثنَا مليح بن وَكِيع قَالَ قَالَ لِي أبي كنت عِنْد أبي حنيفَة فَأَتَت امْرَأَة بِثَوْب خز فَقَالَت لَهُ بِعْهُ لي فَقَالَ بكم قيل لَك تبيعينه قَالَت بِمِائَة قَالَ هُوَ خير من مائَة حَتَّى قَالَ كم تَقُولِينَ فزادت مائَة حَتَّى قَالَت أَرْبَعمِائَة قَالَ هُوَ خير قَالَت تهزأ بِي قَالَ هَاتِي رجلا فَجَاءَت بِرَجُل فَاشْتَرَاهُ بِخَمْسِمِائَة دِرْهَم۔

(ترجمہ:) ''عمر نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح بن وکیع نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا: میں امام ابوحنیفہ کے پاس تھا کہ ایک عورت ریشمی کپڑا لے کر آپ کے پاس آئی تو اس نے آپ سے کہا: اس کو فروخت کروادو! تو آپ نے کہا: اس کی کتنی قیمت خرید لگی؟ اس نے کہا: ایک سو کے بدلے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: یہ سو سے بہتر ہے یعنی اس کی قیمت سو سے زیادہ ہے حتی کہ آپ نے اسے کہا: کتنی قیمت تو کہتی ہے تو اس نے ایک سو کا اضافہ کیا (آپ نے اس سے کہا: اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے اس نے تین سو کہا آپ نے کہا اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے) حتی کہ اس نے کہا: چار سو تو آپ نے کہا: یہ اس سے بھی بہتر ہے اس نے کہا: آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ آپ نے کہا: اس آدمی کو لے آؤ (جس نے اس کی قیمت ایک سو لگائی ہے) تو وہ عورت آدمی لے آئی تو آپ نے پانچ سو درہموں کے بدلے فروخت کروادیا''۔

امام اعظم راہ للہ تلواریں بھی برداشت کر لیتے:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثنَا مكرم قَالَ ثنَا أَحْمد قَالَ ثنَا مليح قَالَ سَمِعت أبي يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ عَظِيم الْأَمَانَة جَلِيلًا فِي نَفسه يُؤثر ربه على كل شَيْء وَلَو أَخَذته

السیوف فِی اللہ لا احتمل۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ملیح نے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم امانت دار تھے، اپنی ذات کے اعتبار سے جلیل تھے، ہر چیز پر اپنے رب کو ترجیح دیتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ کو تلواریں گھیر لیں تو آپ انہیں برداشت کر لیتے تھے''۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد المرزوی قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن شُجَاع يَقُول سَمِعت الْحسن بن أبي مَالك يَقُول سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول بَلغنِي ان أَبَا حنيفَة كَانَ يقبل ودائع الخراسانية فَلَمَّا مَاتَ كَانُوا يجيئون بهَا إِلَى حَمَّاد فَيَقُول لَا أقبلها فَقيل لَهُ قد ترك أَبوك يأخذها فَقَالَ لان أبي كَانَ لَهُ مثلي وَلَيْسَ لي مثله۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن محمد مروزی نے بیان کیا کہا میں نے محمد بن شجاع کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حسن بن ابو مالک کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابویوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ امام ابوحنیفہ خراسانی تحائف قبول کر لیا کرتے تھے پھر جب آپ فوت ہو گئے تو وہ تحائف لے کر آپ کے صاحبزادے حضرت حماد کے پاس آئے تو جناب حماد نے کہا: میں انہیں قبول نہیں کرتا تو آپ سے کہا گیا: آپ نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا، وہ تو ان کو لے لیا کرتے تھے؟ آپ نے کہا: اس لیے کہ میرے والد کے لیے میرے جیسا تھا اور میرے لیے ان جیسا نہیں ہے''۔

مجھ سے مذاق نہ کیجئے!:

أخبرنا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد المسکی قَالَ ثَنَا ابْن كأس القَاضِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن إِسْحَاق البكائی قَالَ سَمِعت جَعْفَر بن عون الْعمريّ يَقُول أَتَت امْرَأَة أَبَا حنيفَة تطلب مِنْهُ ثوب خز فَأخْرج لَهَا ثوبا قَالَت إِنِّي امْرَأَة ضَعِيفَة وَأَنَّهَا أَمَانَة فبعني هَذَا الثَّوْب بِمَا تقوم عَلَيْك فَقَالَ خذيه بأربعة دَرَاهِم قَالَت لَا تسخر بِي وَأَنا عَجُوز كَبِيرَة قَالَ إِنِّي اشْتريت ثَوْبَيْنِ فبعت أَحدهمَا بِرَأْس المَال إِلَّا أَرْبَعَة دَرَاهِم وَبَقِي هَذَا يقوم عليّ بأربعة دَرَاهِم۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد مسکی نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابن کأس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن اسحاق البکائی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے جعفر بن عون العمری کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ کے پاس ایک عورت آپ سے ریشمی کپڑا طلب کرنے کے لیے آئی تو آپ

نے اس کے لیے ایک کپڑا نکالا۔ اس نے کہا: میں کمزور عورت ہوں اور یہ امانت ہے لہذا آپ اس کپڑے کو بیچ دیں، جتنی اس کی قیمت مقرر کرتے ہیں! تو آپ نے کہا: اسے چار درہموں کے بدلے لے لو! وہ عورت کہنے لگی: میں بوڑھی عورت ہوں مجھ سے مذاق نہ کیجئے! آپ نے کہا: میں نے دو کپڑے خریدے ہیں تو ان میں سے ایک کو میں نے راس المال کے عوض فروخت کر دیا سوائے چار دراہم کے اور یہ باقی رہ گیا ہے جو مجھے چار دراہم کے بدلے پڑے گا"۔

رب کے عذاب سے دنیا کا عذاب بہتر ہے:

أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران بن موسى المرزباني قال ثنا أبو عبد الله الحكيمي قال ثنا أحمد بن زهير قال ثنا سليمان بن أبي شيخ قال ثنا عبد الله بن صالح بن مسلم العجلي قال قال رجل بالشام للحكم بن هشام الثقفي أخبرني عن أبي حنيفة قال كان من أعظم الناس أمانة وأراده سلطاننا على أن يتولى مفاتيح خزائنه أو يضرب ظهره فاختار عذابه على عذاب الله قال فما رأيت احدا يصف أبا حنيفة بمثل ما وصفته قال هو والله كما قلت لك.

(ترجمہ:) "ابوعبید اللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا ابوعبد اللہ الحکیمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن زہیر نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابوشیخ نے ہم سے بیان کیا کہا عبد اللہ بن صالح بن مسلم العجلی نے ہم سے بیان کیا کہا شام میں ایک آدمی نے حکم بن ہشام ثقفی سے کہا مجھے امام ابوحنیفہ کے حوالے سے خبر دی گئی، کہا: امام ابوحنیفہ امانت داری کے لحاظ سے لوگوں میں عظیم تر تھے۔ ہمارے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ آپ کو اپنے خزانوں کی چابیوں کا نگران مقرر کرے ورنہ آپ کی پیٹھ پر کوڑے مارے گا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے عذاب پر اس عذاب کو اختیار کر لیا۔ حکم بن ہشام ثقفی نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ کے اوصاف بیان کرتے کسی ایسے کو نہیں دیکھا جو ایسے اوصاف بیان کرتا ہو جیسے تو نے بیان کیا ہے۔ پھر حکم بن ہشام ثقفی نے کہا: اللہ کی قسم وہ ایسے ہی ہیں جیسے تجھ سے بیان کیا گیا"۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک:

ذكر ما روي في حسن جوار أبي حنيفة رضي الله عنه

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پڑوسیوں سے حسن سلوک کے متعلق مرویات کا بیان

پڑوسی کو قید سے چھڑوایا:

أخبرنا احمد بن محمد الصيرفي قال ثنا أبو بكر احمد بن محمد المسكي قال ثنا علي ابن محمد

النَّخعِیّ قَالَ ثَنَا حَمَّاد بن عَلیّ السراج قَالَ ثَنَا أَبُو بِلَال الْأَشْعَرِیّ عَن أبی یُوسُف قَالَ کَانَ لأبی حنیفَة جَار وَکَانَ یشرب فِی الحانة ثمَّ یرجع بِاللَّیْلِ یتغَنّی وَیَقُول

أضاعونی وَأی فَتی أضاعوا ... لیَوْم کریهة وسداد ثغر

قَالَ فرجع ذَات لَیْلَة فَأَخذه الطَّائِف فحبسه ففقد أَبُو حنیفَة صَوته فَسَأَلَ عَنهُ فَقیل لَهُ حَبسه الطَّائِف فَتکلم فِیهِ ابو حنیفَة حَتَّی أطلق ثمَّ قَالَ لَهُ یَافَتی رَأَیْتنَا أضعناك.

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد الصیرفی نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی ابن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا حماد بن علی السراج نے ہم سے بیان کیا کہا ابو بلال الاشعری نے ہم سے بیان کیا وہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ کا ایک پڑوسی تھا وہ شراب خانہ میں شراب پیا کرتا تھا پھر رات کو لوٹ کر آتا اور گاتے ہوئے کہنے لگتا:

لوگوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کیسے جوان کو ضائع کر دیا جو لڑائی اور صف بندی کے دن کام آتا ہے۔

کہتے ہیں: ایک دن رات کو وہ لوٹا تو گشت کرنے والے محافظ نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پس امام ابوحنیفہ نے اس کی آواز نہ سنی تو اس کے متعلق پوچھا تو آپ سے کہا گیا: گشت کرنے والے محافظ نے اسے پکڑ لیا تو اس کے متعلق محافظ سے امام ابوحنیفہ نے بات کی حتی کہ اسے چھوڑ دیا گیا پھر آپ نے اس سے فرمایا: اے جوان! تیری ہمارے متعلق رائے یہ تھی کہ ہم نے تجھے ضائع کر دیا ہے''۔

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِیم المقرىء قَالَ ثَنَا مکرم بن أَحْمد قَالَ حَدثنِی عَلیّ بن صَالح الْبَغَوِیّ قَالَ حَدثنِی جدی عبد الله بن الْعَبَّاس قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُؤَمل قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِید عَن بعض أَصْحَاب أبی حنیفَة من أهل الْکُوفَة قَالَ کَانَ لأبی حنیفَة جَار إسکاف وَکَانَ کثیرا مَا یعْمل بِاللَّیْلِ وینشد هَذِه الأبیات ویرددها

أضاعونی وَأی فَتی أضاعوا ... لیَوْم کریهة وسداد ثغر

کَأَنِّی لم أکن فیهم وَسِیطًا ... وَلم تَكُ نسبتی فِی آل عَمْرو

أجرر فِی المجامع کل یَوْم ... فِی الله من ظلمی وصبری

وَکَانَ أَبُو حنیفَة یقوم یُصَلِّی بِاللَّیْلِ فیسمع صَوته یردد هَذِه الأبیات فَفَقدهُ لَیْلَة أَو لَیْلَتَیْنِ فَسَأَلَ عَنهُ فَقیل أَخذه السُّلْطَان وحبسه فَصَارَ أَبُو حنیفَة إِلَی الْوَالِی یشفع فِیهِ وَقَالَ لَهُ جاری وَله حق الْجوَار قد أَخذه العسس قَالَ فَمَا اسْمه قَالَ لَا أعلم غیر أَنه إسکاف فَقَالَ الْوَالِی

اطلقوا الأبی حنیفَة کل من أخذ اللَّیلَة فلَمّا أطلقوہ جاءَ الإسکاف إلی أبی حنیفَة یشکرہ فقَالَ لَہٗ أَبُو حنیفَة یَافتی مَا أضعناك۔

(ترجمہ:) ''ابو حفص عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے علی بن صالح بغوی نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے دادا عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہا احمد بن مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہا بشر بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہا وہ اہل کوفہ کے بعض اصحاب امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: امام ابوحنیفہ کا ایک موچی پڑوسی تھا وہ کثرت سے رات کو کام کرتا اور یہ شعر پڑھتا اور دہراتا رہتا:

لوگوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کیسے جوان کو انہوں نے ضائع کیا جو جنگ کے دن اور صف بندی کے کام آنے والا ہے۔

گویا کہ ان کے درمیان میں ہوں ہی نہیں اور گویا میری نسبت آل عمرو کی طرف ہے ہی نہیں۔

میں ہر دن میدان میں پہلوانی کرتا ہوں پس اے اللہ تجھی سے فریاد ہے میرے ظلم وصبر کی۔

اور حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رات میں کھڑے نماز پڑھا کرتے تھے تو اس کی بار بار یہ اشعار پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ چنانچہ ایک یا دو راتیں آپ نے اسے نہ پایا تو اسے متعلق پوچھا تو آپ سے کہا گیا کہ اسے بادشاہ نے پکڑ کر قید کر دیا ہے تو امام ابوحنیفہ گورنر کے پاس اس کی سفارش کرنے گئے اور اس سے کہا: وہ میرا پڑوسی ہے اور پڑوس کا حق ہوتا ہے اسے رات کے پہرے دار محافظ نے پکڑ لیا ہے۔ گورنر نے کہا: اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے کہا: اس کے علاوہ میں نہیں جانتا کہ وہ موچی ہے۔ گورنر نے کہا: اس رات جن لوگوں کو تم نے پکڑا ہے حضرت ابوحنیفہ کے لیے سب کو چھوڑ دو!۔ جب انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ موچی حضرت ابوحنیفہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ کے پاس آیا تو حضرت ابوحنیفہ نے اس سے فرمایا: اے جوان! ہم نے تمہیں ضائع نہیں کیا''۔

سائل کو خالی واپس نہ لوٹاتے:

أخبرنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصَّیْرَفِی قَالَ ثَنَا عَلیّ بن عَمْرو الحریری قَالَ ثَنَا ابْن کَأس القَاضِی قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عَلیّ بن عَفَّان قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِیل بن یُوسُف الشنبری قَالَ سَمِعت أَبَا یُوسُف یَقُول کَانَ أَبُو حنیفَة لَا یکَاد یسْأَل حَاجَة إِلَّا قضاهَا فجَاءَہٗ رجل فَقَالَ لَہٗ إِن لفُلَان عَلیّ خَمسمِائَة دِرْهَم وَأَنا مضیق فسله یصبر عَلیّ ویؤخرنی بهَا فکلم أَبُو حنیفَة صَاحب المَال فَقَالَ صَاحب المَال هِیَ

لَهُ قد أبرأته مِنْهَا فَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحق لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا فَقَالَ أَبُو حنيفَة لَيست الْحَاجة لَك إِنَّمَا الْحَاجة لي ولي قضيت۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصیر فی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمر و حریری نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس قاضی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی بن عفان نے ہم سے بیان کیا کہا اسماعیل بن یوسف شنبری نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جس بھی حاجت کا سوال کیا جاتا آپ اسے پورا کردیتے تھے۔چنانچہ ایک آدمی نے آکر آپ سے کہا:فلاں آدمی کے میں نے پانچ سو درہم دینے ہیں اور میں تنگ دست ہوں آپ اسے کہیے کہ وہ صبر کرے اور مجھے تاخیر کی مہلت دے!توحضرت ابوحنیفہ نے صاحبِ مال سے بات کی تو صاحب مال نے کہا:یہ اس کے لیے ہے میں نے اسے معاف کردیا ہے۔پھر صاحب مال نے اس سے کہا جس پر اس کا حق تھا:اس مال میں مجھے کوئی حاجت نہیں ۔حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا:تجھے کوئی حاجت نہیں لیکن مجھے تو حاجت ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی نمازتہجد،قیام لیل،قراءت اورعاجزی وزاری کا بیان

ذكر مَا رُوِيَ فِي تَهَجُّدهِ بِاللَّيْلِ وقيامه وقراءته وتضرعه

حضرت امام ابوحنیفہ کی رات کے وقت تہجد،قیام،قراءت اورعاجزی وزاری کے متعلق مرویات کا بیان

امام اعظم کی شب بیداری کا آغاز:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنَا مُحَمَّد بن عَليّ ابْن الْعَبَّاس الْبَزَّاز قَالَ قَالَ بشر بن الْوَلِيد عَن أبي يُوسُف بَينا أَنا أَمْشِي مَعَ أبي حنيفَة إِذْ سمع الصّبيان يصيحون هَذَا أَبُو حنيفَة الَّذِي لَا ينَام اللَّيْل فَقَالَ لي يَا أَبَا يُوسُف أما ترى مَا يَقُوله هَؤُلَاءِ الصّبيان فَللَّه عَليّ أَن لَا أَضَع جَنْبي بفراش حَتَّى أَلْقَى الله تَعَالَى۔

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا محمد بن علی ابن عباس البزاز نے ہم سے بیان کیا کہا بشر بن الولید نے کہا وہ امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ ہماری موجودگی کی بات ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ چل رہا تھا کہ اچانک بچے چیخنے لگے:یہ ابوحنیفہ ہے جو رات کو نہیں سوتا(یعنی عبادت کرتا ہے)تو آپ نے مجھ سے فرمایا:اے ابو یوسف!تو نے نہیں دیکھا یہ بچے کیا کہہ رہے ہیں؟پس اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنا پہلو بچھونے پر نہ

رکھوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلوں"۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کے شب وروز کے معمولات:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد بن الْبَزّار قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيّة قَالَ ثَنَا ثَابت الزَّاهِد قَالَ ثَنَا مسعر قَالَ كنت أنظر إِلَى أبي حنيفَة رَضِيَ اللهُ عَنهُ يُصَلِّي الْغَدَاة ثمَّ يجلس فِي مذاكرة الْعلم إِلَى الْعَصْر وَلَا يحدث وضُوءًا وَلَا طَعَاما وَلَا شرابًا ثمَّ يجلس بعد صَلَاة الْعَصْر إِلَى الْمغرب ثمَّ يجلس فِي مذاكرة الْعلم إِلَى عشَاء الآخِرَة فَقلت فِي نَفسِي مَتى يتفرغ هَذَا لِلْعِبَادَةِ لأتعاهدنه بِاللَّيْلِ قَالَ فتعاهدته فَلَمَّا صلى الْعشَاء الآخِرَة دخل منزله فَلَمَّا هدأ النَّاس وَأخذُوا مضاجعهم خرج إِلَى الْمَسْجِد فانتصب فَكَانَ يُصَلِّي اللَّيْل كُله فَلَمَّا كَانَ فِي الْوَقْت الَّذِي يَتَحَرَّك النَّاس فِيهِ دخل منزله وَخرج فِي ذَلِك الْوَقْت الَّذِي خرج فِيهِ وَقد تهَيَّأ وسرح لحيته ثمَّ صلى الْفجْر ثمَّ قعد يذاكر الْعلم يَوْمه أجمع قَالَ فَقلت لَعَلَّ هَذَا شَيْء جعله على نَفسه أَيَّامًا فَلَزِمته حَتَّى مَاتَ فَمَا رَأَيْته بِالنَّهَارِ مُفطرا وَلَا بِاللَّيْلِ نَائِما وَكَانَ يخْفق قبل الظّهْر خفقة خَفِيفَة قَالَ ثَابت وَأخذ مسعر قبل مَوته فِي الْعِبَادَة وَالِاجْتِهَاد حَتَّى مَاتَ ساجدًا

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد بن بزاز نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت زاہد نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا کہا میں حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کرتا تھا کہ کہ آپ صبح کی نماز پڑھتے پھر مذاکرہ علم میں عصر تک بیٹھے رہتے، نہ نیا وضو کرتے، نہ کھانا کھاتے اور نہ ہی پانی پیتے پھر عصر کی نماز کے بعد مغرب تک بیٹھے رہتے پھر مغرب کے بعد عشاء تک مذاکرہ علم میں بیٹھے رہتے۔ پس میں نے اپنے دل میں کہا: یہ عبادت (نوافل وغیرہ) کے لیے کب فارغ ہوتے ہیں؟ ضرور بالضرور میں رات کو آپ کی نگہبانی کروں گا۔ جناب مسعر کہتے ہیں: میں نے آپ کی نگہبانی کی جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھی تو اپنے گھر آگئے، پھر جب لوگ پرسکون ہوگئے اور اپنے اپنے بستروں پر چلے گئے تو حضرت ابوحنیفہ مسجد کی طرف نکلے تو آپ کھڑے ہوگئے چنانچہ آپ ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب وہ وقت آیا جس میں لوگ حرکت کرتے ہیں یعنی بیدار ہوتے ہیں تو آپ اپنے گھر میں داخل ہوگئے پھر اس وقت آپ باہر تشریف لائے جس میں آپ باہر تشریف لاتے تھے یعنی نماز فجر کے وقت، اس وقت آپ تیار تھے اور اپنی داڑھی کو آپ نے سنوارا ہوا تھا۔ پھر آپ نے نماز فجر پڑھی پھر مذاکرہ علم میں سارا دن بیٹھے رہے۔ جناب مسعر کہتے ہیں: میں نے اپنے

دل میں کہا: شاید آپ نے اپنے لیے کچھ دن مقرر کیے ہوں تو میں آپ کی وفات تک آپ کیساتھ رہا تو میں نے آپ کو دن میں بغیر روزے کے نہیں دیکھا اور نہ ہی رات میں سوتے ہوئے دیکھا۔ آپ ظہر سے پہلے ہلکا سا قیلولہ فرمایا کرتے۔ ثابت نے کہا: حضرت مسعر رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی وفات سے پہلے عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے تھے حتیٰ کہ آپ نے سجدے کی حالت میں وفات پائی"۔

حضرت مسعر علیہ الرحمہ کا سابقہ مؤقف سے رجوع:

أخبرنا عمر بن أبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أحمد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَمَّاعَة وَبشر بن الْوَلِيد ومُوسَى بن سُلَيْمَان الجوزجاني قَالُوا ثَنَا أَبُو يُوسُف قَالَ كَانَ أكثر فُقَهَاء الْكُوفَة يصلونَ اكثر الصَّلَوَات فِي مَسْجِد الْجَامِع وَكَانُوا يصلونَ صَلَاة السحر فِي مَسْجِد الْجَامِع وَكَانَ مسعر يظْهر عَدَاوَة ابي حنيفَة ويحث على الوقيعة فِيهِ قَالَ فَانْصَرف لَيْلَة فَمر بِأبي حنيفَة وَهُوَ ساجد فَوضع على ثَوْبه حَصَيَات من حَيْثُ لَا يعلم وَخرج وَكَانَ أَبُو حنيفَة يَقُول يجب على الْفَقِيه ان يَأْخُذ نَفسه من عمله بِشَيْء لَا يرَاهُ النَّاس وَاجِبا وَكَانَ يَقُول إِذا خالط الْقُلُوب النّوم وَجب الْوضُوء فَخرج مسعر ثمَّ رَجَعَ وَقد أذن لصَلَاة الصُّبْح فَوجدَ أَبَا حنيفَة على حَاله يبكي وَيَدْعُو ثمَّ قَامَ فَركع رَكْعَتي الْفجْر وابتهل حَتَّى أُقِيمَت الصَّلَاة فصلى الْغَدَاة على وضوء أول اللَّيْل فَلَمَّا أصبح أَخذ مسعر بيد جمَاعَة من أَصْحَابه وَصَارَ إِلَيْهِ وَقَالَ إِنِّي تائب إِلَى الله من ذكري لَك فَاجْعَلْنِي فِي حل فَقَالَ أَبُو حنيفَة كل من اغتابني من أهل الْجَهْل فَهُوَ فِي حل وَمن كَانَ من أهل الْعلم فَهُوَ فِي حرج حَتَّى يَتُوب فَإِن غيبَة الْعلمَاء تبقي شَيْئا فِي الْخلق وَأما أَنا فقد جعلتك فِي حل فَكيف بِطَلَب الله إياك بِمَا نهاك عَنهُ فِي كِتَابه وَسنة نبيه قَالَ فكانا بعد ذَلِك متواخيين حَتَّى مَاتَا۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سماعہ، بشر بن ولید اور موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے بیان کیا سب نے کہا: ہم سے امام ابویوسف نے بیان کیا، آپ نے فرمایا: کوفہ کے اکثر فقہاء اکثر نمازیں جامع مسجد میں پڑھتے تھے اور وہ فجر کی نماز جامع مسجد میں پڑھتے تھے اور جناب مسعر امام ابوحنیفہ کی عداوت کا اظہار کرتے تھے اور آپ کے خلاف لوگوں کو ابھارتے تھے۔ کہتے ہیں: ایک رات جناب مسعر واپس آئے تو امام ابوحنیفہ کے پاس سے گزرے جبکہ امام صاحب سجدے میں تھے تو انہوں نے آپ کے کپڑے پر کچھ کنکریاں رکھ

دیں کہ آپ کو اس کا علم نہ ہوا اور وہ آگئے اور امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ فقیہ پر واجب ہے کہ اپنے نفس کو ایسی چیزوں کے ساتھ عمل میں مشغول رکھے کہ لوگ اسے ضروری طور پر نہ دیکھ سکیں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگوں کے دل نیند میں چلے جائیں تو اس وقت وضو ضروری ہو جاتا ہے۔ پس جناب مسعر گھر آگئے پھر لوٹ کے آئے جبکہ صبح کی نماز کے لیے اذان ہو چکی تھی تو جناب مسعر نے امام ابوحنیفہ کو اسی حالت پر روتے اور دعا کرتے پایا پھر آپ کھڑے ہوئے تو دو رکعتیں فجر کی سنتوں کی پڑھیں اور عجز و انکساری کیساتھ دعا کرنے لگے حتی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو آپ نے شروع رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو جناب مسعر نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کا ہاتھ پکڑا اور امام ابوحنیفہ کے پاس گیا اور کہا: میں نے آپ کے متعلق جو باتیں کہی تھی ان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں! آپ مجھے معاف فرما دیجئے! امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جاہلوں میں سے جس نے بھی میری غیبت کی اس کے لیے معافی ہے اور اہل علم میں سے جس نے غیبت کی وہ تنگی میں ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے کیونکہ علماء کی غیبت مخلوق میں کچھ نہ کچھ باقی رہتی ہے اور میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے تیرا وہ چیز طلب کرنا کیسا ہے جس سے اس نے تجھے اپنی کتاب اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں منع فرمایا ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: اس کے بعد دونوں یعنی جناب مسعر اور جناب ابوحنیفہ بھائی بھائی ہو گئے یہاں تک کہ دونوں نے وفات پائی"۔

مکہ میں دس دن امام اعظم کا قیام اور وہاں کے معمولات:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا احمد قَالَ ثنا أحمد ابن كاسب قَالَ قَالَ لي عبد الْمجِيد بن أبي راود مَا رَأَيت أَصْبِر على الطّواف وَالصَّلَاة والفتيا بِمَكَّة من أبي حنيفَة إِنَّمَا كَانَ كل اللَّيْل وَالنَّهَار فِي طلب الْآخِرَة لنَفسِهِ والنجاة للمعاد صبورا على تَعْلِيم من يَجِيئهُ وَيطْلب الْعلم لقد شاهدته عشر لَيَال فَمَا رَأَيْته نَام بِاللَّيْلِ وَلَا هدأ سَاعَة من نَهَار من طواف أَو صَلَاة أَو تَعْلِيم علم۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد ابن کاسب نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد المجید بن ابی راود نے بیان کیا کہ میں نے مکہ شریف میں طواف، نماز اور فتوی پر امام ابوحنیفہ سے زیادہ قائم رہنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنی ساری رات اور سارا دن طلب آخرت اور قیامت کے دن کی نجات پانے کے لیے گزارتے تھے، جو آپ کے

پاس آتا اور علم طلب کرتا اسے تعلیم دیتے تھے۔ میں نے دس راتیں آپ کا مشاہدہ کیا تو میں نے آپ کو رات کے وقت سوتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی دن کو طواف سے یا نماز سے یا تعلیم علم سے ایک گھڑی آرام کرتے دیکھا''۔

عشاء سے فجر تک نفل:

أخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنا احْمد بن يُونُس قَالَ سَمِعت زَائِدَة يَقُول صليت مَعَ أبي حنيفَة فِي مَسْجده عشَاء الْآخِرَة وَخرج النَّاس وَلم يعلم أَنِّي فِي الْمَسْجِد وَأَرَدْت أَن أسأله عَن مَسْأَلَة من حَيْثُ لَا يراني أحد قَالَ فَقَامَ فَقَرَأَ وَقد افْتتح حَتَّى بلغ إِلَى هَذِه الْآيَة "فَمَنَّ الله عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ" فأقمت فِي الْمَسْجِد انْتظر فَرَاغه فَلم يزل يُرَدِّدهَا حَتَّى أذن الْمُؤَذّن لصَلَاة الْفجْر۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا میں زائدہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوحنیفہ کیساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی اور لوگ چلے گئے اور انہیں معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں اور میں نے چاہا کہ ایک مسئلے کے متعلق آپ سے دریافت کروں جہاں سے کوئی مجھے نہ دیکھے۔ کہتے ہیں: حضرت ابوحنیفہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو آپ نے قراءت شروع کی تو قرآن کے آغاز سے پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچ گئے: ''تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا''۔ پس میں مسجد میں آپ کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا، آپ مسلسل اسی آیت کو دہراتے رہے حتی کہ مؤذن نے نماز فجر کی اذان دی''۔

قرآن کیساتھ گہری وابستگی:

أخبرنا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمَد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا مليح قَالَ حَدثنِي أبي عَن أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ مَا فِي الْقُرْآن سُورَة إِلَّا قد أوترت بهَا۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: قرآن میں جو بھی سورۃ ہے میں نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا ہے''۔

ایک سال تک پہلو بستر پر نہیں لگایا:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا أَحمد قَالَ ثنا منجاب قَالَ ثنا شريك قَالَ رَأَيْت حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان وعلقمة بن مرثد ومحارب بن دثار وَعون ابْن عبد الله بن عتبَة وَعبد الْملك بن عُمَيْر وَأَبا همام السَّلُولي ومُوسَى بن طَلْحَة وَأَبا حنيفَة رَضِي الله عَنْهُم فَمَا رَأَيْت فِي الْقَوْم أحسن لَيْلًا من أبي حنيفَة وَلَقَد كنت مَعَه سنة فَمَا رَأَيْته وضع جنبه على فرَاش۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے منجاب نے بیان کیا کہا ہم سے شریک نے بیان کیا کہا میں نے حضرت حماد بن ابی سلیمان، علقمہ بن مرثد، محارب بن دثار، عون ابن عبداللہ بن عتبہ، عبدالملک بن عمیر، ابو ہمام سلولی، موسیٰ بن طلحہ اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو میں نے حضرت ابوحنیفہ سے زیادہ اچھا رات کے اعتبار سے لوگوں میں نہیں دیکھا۔ میں آپ کیساتھ ایک سال رہا تو مین نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنا پہلو بستر پر رکھا ہو''۔

امام ابوحنیفہ ایک دن اور رات میں ایک قرآن اور رمضان بمع عید میں ۶۲ قرآن مجید ختم کرتے تھے:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا أَحْمد قَالَ ثنا ابْن سَمَّاعَة قَالَ سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة يخْتم الْقُرْآن كل يَوْم وَلَيْلَة ختمة فَإِذا كَانَ شهر رَمَضَان ختم فِيهِ مَعَ لَيْلَة الْفطر وَيَوْم الْفطر اثْنَتَيْنِ وَسِتِّينَ ختمة وَكَانَ سخيا بِالْمَالِ صبورا على تَعْلِيم الْعلم شَدِيد الِاحْتِمَال لما يَنَالهُ فِيهِ بعيد الْغَضَب وَكَانَ أَصْحَابنَا يَقُولُونَ إِنَّه كَانَ يُصَلِّي الْغَدَاة على طهر أول اللَّيْل شهدته أَنا عشْرين سنة وَكَانَ من صَحبه قبلنَا يَقُولُونَ انه صلى الْغَدَاة على طهُور اول اللَّيْل أَرْبَعِينَ سنة وَكَانَ دَاوُد الطَّائِي يفعل ذَلِك ويفعله بِالصبرِ على الْفقر۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن سماعہ نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات میں ایک قرآن ختم فرمایا کرتے تھے پھر جب رمضان کا مہینہ ہوتا تو اس میں آپ عید الفطر کی رات اور دن سمیت باسٹھ (۶۲) قرآن پاک ختم فرماتے۔آپ مال پر سخی تھے، تعلیم علم پر صابر رہنے والے تھے، جو آپ کی تنقیص کرتا سختی سے اسے برداشت کرنے والے تھے، غصے سے دور رہنے والے تھے۔اور ہمارے اصحاب کہتے تھے: آپ فجر کی نماز رات کے اول حصے میں کیے ہوئے وضو سے پڑھتے تھے، میں بیس سال آپ کی صحبت میں رہا اور ہم سے پہلے آپ کی صحبت میں رہنے

والے کہا کرتے تھے: آپ نے چالیس سال اول لیل کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ اور حضرت امام داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آپ فقر پر صبر کرتے تھے"۔

شب بیداری کا اہتمام:

أخبرنا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ حَدثنِي أبي قَالَ صَحِبت أَبَا حنيفَة قَرِيبا من سنة فَمَا رَأَيْته نَهَارا مُفطرا وَلَا لَيْلًا إِلَّا قَائِما وَلَا يدْخل إِلَى جَوْفه لقْمَة من مَال آخر. وَكَانَ يُصَلِّي الْغَدَاة على طهُور أول اللَّيْل وَكَانَ يخْتم كل لَيْلَة عِنْد طُلُوع الْفجْر الأول وَيُصلي رَكْعَتَيْنِ عِنْد طُلُوع الْفجْر الثَّانِي وَكَانَ يقطع اللَّيْل كُله بِالْعبَادَة۔

(ترجمہ:) "ہمیں عمر نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے الحمانی نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا میں امام ابوحنیفہ کی صحبت میں تقریباً ایک سال رہا تو میں نے آپ کو آپ کو دن میں بغیر روزہ کے نہیں دیکھا اور رات میں بغیر قیام کے نہیں دیکھا اور آپ اپنے پیٹ میں کسی کے مال کا لقمہ داخل نہیں کرتے اور آپ رات کے شروع کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ ہر رات طلوعِ فجر اول (صبح کاذب) تک قرآن مجید مکمل پڑھ لیا کرتے تھے اور طلوع فجر ثانی (صبح صادق) تک دو رکعتیں پڑھتے تھے اور آپ ساری رات عبادے میں لوگوں سے قطع تعلق رہتے"۔

سب سے بہترین نماز پڑھنے والے:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد بن إِبْرَاهِيم الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ سَمِعت أَبَا نعيم يَقُول لقِيت الْأَعْمَش ومسعرا وَحَمْزَة الزيات وَمَالك بن مغول وَإِسْرَائِيل وَعَمْرو بن ثَابت وشريكا وَجَمَاعَة من الْعلمَاء لَا أحصيهم فَصليت مَعَهم فَمَا رَأَيْت رجلا احسن صَلَاة من أبي حنيفَة وَلَقَد كَانَ قبل الدُّخُول فِي الصَّلَاة يَدْعُو وَيسْأل ويبكي فَيَقُول الْقَائِل هَذَا وَالله يخْشَى الله۔

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الحلوانی نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم کو کہتے ہوئے سنا کہ اعمش، مسعر، حمزہ الزیات، مالک بن مغول، اسرائیل، عمرو بن ثابت، شریک اور علماء کی ایک جماعت سے میں نے ملاقات کی جنہیں میں شمار نہیں کرسکتا تو میں نے ان کیساتھ نماز پڑھی تو میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ اچھی نماز پڑھتا

ہو، آپ نماز شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا وسوال کرتے اور روتے تھے تو کہنے والا کہتا: اللہ کی قسم! یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے"۔

بیٹے کی وفات اور قاضی ابو یوسف کا عمل:

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا ابن سماعة قال سمعت ابا يوسف يقول اختلفت إلى أبي حنيفة تسع عشرة سنة فرأيته يصلي الغداة على وضوء أول الليل وما رأيت أحرص منه على علم يعمل به ويعلمه الناس ولقد مات لي ابن في حياة ابي حنيفة فأمرت من يتولاه ويدفنه ولم أدع مجلس ابي حنيفة قلت يفوتني يوم من أبي حنيفة۔

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد البزاز نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن سماعہ نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حضرت ابوحنیفہ کے پاس انیس (۱۹) سال جاتا رہا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ شروع رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، میں نے آپ سے زیادہ ایسے علم پر کسی کو حریص نہیں دیکھا جس پر آپ عمل کرتے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے۔ امام ابوحنیفہ کی زندگی میں میرا ایک بیٹا فوت ہو گیا تو میں نے ایک آدمی کو کہا کہ وہ اس کا والی بنے اور اسے دفن کرے اور میں نے حضرت ابوحنیفہ کی مجلس نہیں چھوڑی۔ میں نے کہا: (اگر میں اس کے جنازہ اور دفن میں مشغول ہوتا ہوں تو) امام ابوحنیفہ سے وہ میرا ایک دن فوت کر دے گا"۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا احمد قال ثنا احمد بن يونس قال ثنا المعافى بن عمران قال سمعت أبا الجويرية يقول صحبت حماد بن أبي سليمان ومحارب بن دثار وعلقمة بن مرثد وعون بن عبد الله وسلمة بن كهيل وعطاء وطاوسا وسعيد بن جبير رضي الله عنهم ورأيتهم ورأيت أبا حنيفة وهو حدث فما رأيت في القوم أحدا أحسن ليلا من أبي حنيفة رضي الله عنه۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے معافی بن عمران نے بیان کیا کہا میں نے ابوالجویریہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت حماد بن ابوسلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن

عبداللہ، سلمہ بن کہیل، عطاء، طاوس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور میں نے انہیں دیکھا اور میں نے جناب ابوحنیفہ کو دیکھا جبکہ وہ نوجوان تھے تو میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھی رات گزارنے والا لوگوں میں نہیں دیکھا''۔

چار ہستیوں نے ایک رکعت میں قرآن مجید مکمل پڑھا:

أخبرنا احمد بن مُحَمّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن عَمْرو الحريرى قَالَ ثَنَا النَّخعِيّ القَاضِي قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن مُحَمّد الْبَلْخِي قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن رستم الْمروزِي قَالَ سَمِعت خَارِجَة بن مُصعب يَقُول ختم الْقُرْآن فِي رَكْعَة أَرْبَعَة من الْأَئِمَّة عُثْمَان بن عَفَّان وَتَمِيم الدَّارِيّ وَسَعِيد بن جُبَير وَأَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنْهُم.

(ترجمہ:)''ہمیں احمد بن محمد الصیر فی نے خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو حریری نے بیان کیا کہا ہم سے قاضی نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن محمد البلخی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن رستم المروزی نے بیان کیا کہا میں نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا ائمہ کرام میں سے چار ہستیوں نے ایک رکعت میں قرآن ختم کیا: حضرت عثمان بن عفان، حضرت تمیم داری، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم''۔

ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رات گزار دی:

أخبرنا أَحْمد بن مُحَمّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا أَبُو بكر المسكي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمّد بن كأس قَالَ ثَنَا البخْتَرِي بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا ابْن سَمَّاعَة عَن مُحَمّد بن الْحسن قَالَ حَدثنِي الْقَاسِم بن معن ان ابا حنيفَة قَامَ لَيْلَة بِهَذِهِ الْآيَة " بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ " يُرَدِّدهَا ويبكى ويتضرع.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصیر فی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر المسکی نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن محمد بن کاس نے بیان کیا کہا ہم سے البختری بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن سماعہ نے بیان کیا وہ محمد بن حسن سے روایت کرتے ہیں کہا مجھ سے قاسم بن معن نے بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات اس آیت کیساتھ قیام فرمایا: ''بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ہے'' بار بار اسے دہراتے رہے اور روتے رہے اور آہ وزاری کرتے رہے۔

امام اعظم کی دعا:

أخبرنا احمد بن مُحَمَّد الصراف قَالَ ثَنَا أَبُو بكر احمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا ابن كاس قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد الله الْفَقِيه المراوحي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن رَاشد الحبال عَن بكر العابد قَالَ رَأَيْت أَبَا حنيفَة لَيْلَة يُصَلِّي ويبكي ويتضرع وَيَدْعُو وَيَقُول رب ارْحَمْنِي يَوْم تبْعَث عِبَادك وقني عذابك واغفر لي ذُنُوبِي يَوْم يقوم الأشهاد.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصراف نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر احمد بن محمد المسکی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن کاس نے بیان کیا کہا ہم سے فقیہ محمد بن عبداللہ المراوحی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن راشد الحبال نے بیان کیا وہ بکر العابد سے راوی، آپ نے کہا: میں نے امام ابوحنیفہ کو رات میں نماز پڑھتے، روتے اور آہ وزاری کرتے اور دعا کرتے دیکھا اور آپ کہتے تھے: اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے گا اس دن مجھ پر رحم فرمانا! اور اپنے عذاب سے مجھے بچانا! اور جس دن گواہیاں قائم ہوں گی اس دن میرے گناہوں کو بخش دینا!''۔

أخبرنا عبد الله بن الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد السدُوسِي قَالَ حَدثنِي أَبُو يُوسُف مُحَمَّد بن بكر قَالَ سَمِعت أَبَا عَاصِم النَّبِيل يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة يُسمى الوتد لِكَثْرَة صلَاته.

(ترجمہ:)''عبداللہ بن الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن احمد سدوسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابو یوسف محمد بن بکر نے بیان کیا کہا میں نے ابو عاصم نبیل کو کہتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ کو کثرت نماز کی وجہ سے وتد (میخ) کہا جاتا تھا''۔

رمضان المبارک میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے معمولات:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ اخبرني عبد الصَّمد بن عبيد الله الدَّلال عَن مُحَمَّد بن عَامر الْأَشْعَرِيّ عَن عبد الله بن لبيد الأخنسي قَالَ كَانَ أَبُو حنيفَة إِذا دخل شهر رَمَضَان تفرغ لقِرَاءَة الْقُرْآن فَإِذا كَانَ الْعشْر الْأَوَاخِر فقليل مَا يُوصل إِلَى كَلَامه.

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا مجھ سے عبدالصمد بن عبیداللہ الدلال نے خبر دی وہ محمد بن عامر الاشعری سے روایت کرتے ہیں وہ عبداللہ بن لبید الاخنسی سے راوی، کہا: امام ابوحنیفہ جب ماہ رمضان میں داخل ہوتے تو اپنے آپ کو قراءتِ قرآن کے لیے فارغ کر لیتے،

پھر جب آخری عشرہ ہوتا تو بہت تھوڑا اپنے کلام کی طرف پہنچتے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت:

ذكر مَا رُوِيَ فِي سماحة أبي حنيفة وسخائه وبذله

امام ابوحنیفہ کی فراخدلی، سخاوت مال خرچ کرنے کی مرویات کا بیان

محدثین کرام کی خدمت:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا احْمد ابْن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا الْحسن بن الرّبيع قَالَ كَانَ قيس بن الرّبيع يحدثني عَن أبي حنيفَة انه كَانَ يبْعَث بالبضائع إِلَى بَغْدَاد فيشتري بهَا الْأَمْتِعَة ويحملها إِلَى الْكُوفَة وَيجمع الأرباح عِنْده من سنة إِلَى سنة فيشتري بهَا حوائج اشياخ الْمُحدثين وأقواتهم و كسوتهم وَجَمِيع حوائجهم ثمَّ يدْفع بَاقِي الدَّنَانِير والأرباح إِلَيْهِم ثمَّ يَقُول أنفقُوا فِي حَوَائِجكُمْ وَلَا تحمدوا إِلَّا الله فَإِنِّي مَا أُعْطِيكُم من مَالِي وَلَكِن من فضل الله عَليّ فِيكُم وَهَذِه أَربَاح بضائعكم فانه هُوَ وَالله مَا يجْرِيه الله لكم على يَدي فَمَا فِي رزق الله حق لغيره۔

(ترجمہ:) "ابوحفص عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد ابن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا قیس بن ربیع نے مجھ سے بیان کرتے تھے وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اپنا سامان بغداد بھیجا کرتے تھے پھر اس سے سامان خریدتے اور اسے کوفہ لاتے اور اپنے پاس ایک سال سے دوسرے سال تک کے منافع جمع کرتے جس سے محدثین کے شیوخ کی ضروریات، ان کی روزی، ان کے کپڑے اور ان کی تمام ضروریات خریدتے پھر باقی دینار اور منافع انہیں دے دیتے پھر کہتے: اپنی ضروریات میں خرچ کرو اور صرف اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے مال سے نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کا مجھ پر تمہارے متعلق فضل ہوا ہے اور یہ تمہارے سامان کے منافع ہیں کیونکہ اللہ کی قسم! یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے میرے ہاتھ پر جاری کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے رزق میں اس کے علاوہ کا حق نہیں ہے"۔

امام اعظم نے اپنے بیٹے کے استاذ کو سورہ فاتحہ پڑھانے کے انعام میں پانچسو درہم دیئے:

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا ابْن كأس النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا عبد الله بن أَحْمد بن بهْلُول الْكُوفِي قَالَ ثَنَا الْقَاسِم بن مُحَمَّد البَجلِيّ عَن إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن

أبي حنيفة ان اباحنيفة حين حذق حماد ابنه سورة الحمد وهب للمعلم خمسمائة درهم۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد الصیرفی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے علی بن عمرو حریری نے بیان کیا کہا ہم سے ابن کاس نخعی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن احمد بن بہلول الکوفی نے بیان کیا کہا ہم سے قاسم بن محمد بجلی نے بیان کیا وہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوحنیفہ کے صاحبزادے نے اچھے طریقے سے سورۃ الحمد پڑھ لی تو امام ابوحنیفہ نے معلم کو پانچ سو درہم دیئے''۔

اللہ تعالیٰ بندے پر آثار نعمت دیکھنا پسند کرتا ہے:

أخبرنا احمد بن محمد الصيرفي قال ثنا أحمد بن محمد المسكي قال ثنا علي بن محمد القاضي قال ثنا أحمد بن عمار بن أبي مالك الجنبي عن أبيه عن الحسن بن زياد قال رأى أبو حنيفة على بعض جلسائه ثيابا رثة فأمره فجلس حتى تفرق الناس وبقي وحده فقال له ارفع المصلى وخذ ما تحته فرفع الرجل المصلى فكان تحته ألف درهم فقال له خذ هذه الدراهم فغير بها حالك قال الرجل إني موسر وأنا في نعمة ولست أحتاج إليها فقال له ما بلغك الحديث إن الله يحب ان يرى أثر النعمة على عبده فينبغي لك ان تغير حالك حتى لا يغتم بك صديقك۔

(ترجمہ:) ''ہمیں احمد بن محمد الصیرفی نے خبر دی کہا ہم سے احمد بن محمد مسکی نے بیان کیا کہا ہم سے قاضی علی بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عمار بن ابو مالک الجنبی نے بیان کیا وہ اپنے باپ سے وہ امام حسن بن زیاد سے راوی ہیں، آپ نے کہا: امام ابوحنیفہ نے اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ بیٹھا رہا حتی کہ لوگ چلے گئے اور وہ اکیلا رہ تو آپ نے اس سے فرمایا: جائے نماز اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ ہے اسے لے لو! تو اس نے جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم تھے تو آپ نے اس سے فرمایا: یہ دراہم لے لو! تم ان سے اپنی حالت بدلو! اس نے کہا: میں مالدار آدمی ہوں، میں نعمت میں ہوں اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: تجھ تک یہ حدیث نہیں پہنچی: ''اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے؟'' لہٰذا تجھے اپنی حالت بدلنی چاہیے تاکہ تیرا دوست تیری وجہ سے رنجیدہ نہ ہو''۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا مليح قال ثنا أبي قال جاء رجل إلى أبي حنيفة فقال احتجت إلى ثوبين أريد ان تحسن إلي فيهما فإني أريد ان اتجمل بهما عند رجل قد صاهرني فقال اصبر لي جمعتين فصبر له ثم عاد فقال له عد

إِلَىّ غدا فأُخرج إِلَيْهِ من الْغَد ثَوْبَيْنِ قيمتهمَا أَكثر من عشْرين دِينَارا ومعهما دِينَار فَقَالَ مَا هَذَا قَالَ بعثت ببضاعة بِاسمك إِلَى بَغْدَاد وضمنت خطر الطَّرِيق فبيعت وَرفعت لَك هذَيْن الثَّوْبَيْنِ فجَاء رَأس المَال ودينار فَإِن قبلت ذَلِك وَإِلَّا بعتهما وتصدقت عَنْك بثمنهما وَالدِّينَار فَقيل لَهُ فِي ذَلِك فَقَالَ إِنَّه قَالَ لي أحسن إِلَىّ وَإِن عَطاء حَدثنِي عَن ابْن عَبَّاس قَالَ إِذا قَالَ الرجل لِأَخِيهِ الْمُسلم أحسن إِلَىّ فقد أئتمنه على سره وَأحب رفقه بِكُل شَيْء قدرت عَلَيْهِ من الاحسان إِلَيْهِ وأحببت أَن يسلم مَالِي بِمَا سَأَلَنِي من الْإِحْسَان إِلَيْهِ۔

(ترجمہ:) ’’عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا: ایک آدمی امام ابوحنیفہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں آپ میرے لیے ان میں احسان کریں کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ ان کے ذریعے میں اس آدمی کے ہاں خوبصورتی اختیار کروں جس نے مجھے اپنا داماد بنایا آپ نے فرمایا: مجھے ان دونوں کا ضامن بنادو! تو اس نے آپ کو ضامن بنا دیا پھر لوٹ کے آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: کل واپس آنا! اگلے دن آپ نے اس کے لیے کپڑے نکالے جن کی قیمت بیس دینار سے زیادہ تھی اور ان دونوں کیساتھ ایک دینار بھی تھا۔ اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے تیرے نام کیساتھ سامان بغداد بھیجا، راستے کا خطرہ لاحق ہوا تو اسے بیچ دیا گیا اور تیرے لیے یہ دو کپڑے لائے گئے پس راس المال اور ایک دینار آیا، اگر تو اسے قبول کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں ان دونوں کو بیچ دیتا ہوں اور تیری طرف سے ان کی قیمت اور ایک دینار صدقہ کر دیتا ہوں۔ آپ سے اس بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: اس نے مجھے کہا تھا: مجھ سے احسان کرو! اور حضرت عطاء نے مجھ سے بیان کیا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب آدمی اپنے مسلمان بھائی سے کہے: مجھ سے احسان کرو! تو اس نے اپنے راز پر مجھے امین بنایا میں ہر اس چیز میں کیساتھ اس کی رفاقت پسند کرتا ہوں جس کے ذریعے میں اس پر احسان پر قدرت پاؤں۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ وہ میرا مال قبول کرلے جب اس نے مجھ سے احسان کا سوال کیا‘‘۔

لوگوں کے خیر خواہ امام اعظم ابوحنیفہ:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة شَدِيد الْبر بِكُل من عرفه وَكَانَ يهب للرجل الْخمسين

دِینَارا أَو أکثر فَإِذا شکرہ بِحَضْرَۃ قوم غمہ ذَلِكَ وَقَالَ تشکر لی وَإِنَّمَا ھو رزق سَاقه الله إِلَیْكَ قَالَ
رَسُول الله صلی الله عَلَیْهِ وَسلم مَا أوتیکم شَیْئا وَلَا امنعکموہ وَإِنَّمَا أَنا خَازِن أَضَع حَیث
أمرت۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد البزاز نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن الولید نے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ ہر اس شخص کیساتھ جسے آپ پہچانتے کثرت سے نیکی کرتے آپ ایک آدمی کو پچاس یا اس سے زیادہ دینار ہبہ کردیتے، پھر جب لوگوں کی موجودگی میں وہ آپ کا شکریہ ادا کرتا تو آپ اس وجہ سے غمگین ہوجاتے اور کہتے: تم میرا شکریہ ادا کرتے ہو؟ جبکہ وہ ایسا رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیری طرف پہنچایا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''نہ میں تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے کوئی چیز روکتا ہوں، میں تو خازن ہو جہاں مجھے حکم ہوتا ہے وہاں رکھتا ہوں''۔

عمدہ اخلاق کے مالک امام اعظم ابوحنیفہ:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مکرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا عَليّ بن حَکِیم قَالَ سَمِعت شَرِیکا یَقُول کَانَ أَبُو حنیفَة طَوِیل الصمت کثیر الْفِکر دَقِیق النّظر فِي الْفِقْه لطیف الاستخراج فِي الْعلم وَالْعَمَل والبحث وَکَانَ یصبر علی من یُعلمهُ وَإِن کَانَ فَقِیرا أغناہ وأجری عَلَیْهِ وعَلی عِیَاله حَتَّی یتَعَلَّم فَإِذا تعلم قَالَ لَهُ قد وصلت إِلَی الْغنی الْأَکْبَر بِمَعْرِفَة الْحَلَال وَالْحرَام وَکَانَ کثیر الْعقل قَلِیل المجادلة للنَّاس قَلِیل المحادثة لَهُم۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن حکیم نے بیان کیا کہا میں نے جناب شریک کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ لمبی خاموشی اختیار فرمانے والے، کثیر غور وفکر کرنے والے، فقہ میں گہری نظر رکھنے والے اور علم، عمل اور بحث میں باریک مسائل نکالنے والے تھے۔ جسے آپ تعلیم دیتے اس پر صبر فرمایا کرتے، اگر وہ فقیر ہوتا اسے غنی کردیتے، اس پر مال خرچ کرتے اور اس کے اہل وعیال پر بھی جب تک وہ تعلیم حاصل کرتا۔ جب تعلیم حاصل کرلیتا تو اس سے فرماتے: حلال وحرام کی معرفت کی وجہ سے بڑی غنیٰ تک پہنچ گیا ہے۔ آپ کثیر عقل والے، لوگوں سے کم مناظرہ کرنے والے اور ان سے کم بحث کرنے والے تھے''۔

قرآن کے اخلاق امام اعظم میں:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الحلواني قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد عَن أبي يُوسُف قَالَ كَانُوا يَقُولُونَ أَبُو حنيفَة زينه الله بالفقه وَالْعلم وَالْعَمَل والسخاء والبذل وأخلاق الْقُرْآن الَّتِي كَانَت فِيهِ۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد الحلوانی نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن الولید نے بیان کیا وہ امام ابو یوسف سے راوی، آپ نے فرمایا: لوگ کہتے تھے: حضرت ابوحنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ، علم، عمل، سخاوت، راہ خدا میں خرچ اور قرآن میں موجود اخلاق سے مزین کیا ہے''۔

امام اعظم، علماء کی گریلو ضروریات کا بھی خیال رکھتے تھے:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّان قَالَ سَمِعت إِسْرَائِيل يَقُول كَانَ مسعر يَقُول كَانَ ابو حنيفَة إِذا اشْترى لِعِيَالِهِ شَيْئا انفق على شُيُوخ الْعلمَاء مثل مَا أنْفق على عِيَاله وَإِذا اكتسى ثوبا فعل مثل ذَلِك وَإِذا جَاءَت الْفَاكِهَة وَالرّطب وكل شَيْء يُرِيد أَن يَشْتَرِيهِ لنَفسِهِ ولعياله لَا يفعل ذَلِك حَتَّى يَشْتَرِي لشيوخ الْعلمَاء مثله ثمَّ يَشْتَرِي بعد ذَلِك لِعِيَالِهِ وَكَانَ إِذا اشْترى للصدقة أَو لبر إخوانه شَيْئا اجود مَا يقدر عَلَيْهِ وَكَانَ يتساهل فِيمَا يَشْتَرِيهِ لنَفسِهِ ولعياله۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا کہا اسرائیل کو کہتے ہوئے سنا کہ جناب مسعر بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت ابوحنیفہ جب اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ خریدتے تو علماء کے شیوخ پر اسی کی مثل خرچ کرتے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے اور جب کپڑا پہنتے تو اسی کی مثل کرتے۔ جب پھل، کھجور اور ہر وہ چیز جس کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے خریدنے کا ارادہ فرماتے تو علماء کے شیوخ کے لیے اسی مثل خریدتے پھر اس کے بعد اپنے اہل وعیال کے لیے خریدتے۔ آپ جب صدقہ یا اپنے بھائیوں کیساتھ نیکی کرنے کے لیے کوئی چیز خریدتے تو جتنی آپ کو میسر آتی ان میں سے عمدہ ترین چیز خریدتے اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے خریدتے وقت تساہل برتتے''۔

اگر قسم اٹھائی تو صدقہ کروں گا! اصلاح نفس کا بہترین طریقہ:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا مليح بن وكيع قال ثنا أبي قال كان أبو حنيفة قد جعل على نفسه ان لا يحلف بالله في عرض حديثه إلا تصدق بدرهم فحلف فتصدق بدرهم ثم جعل على نفسه ان لا يحلف بالله إلا تصدق بربع دينار فحلف فتصدق بربع دينار فجعل على نفسه إن حلف ان يتصدق بدينار فكان إذا حلف صادقا في عرض الكلام تصدق بدينار وكان إذا انفق على عياله بنفقة تصدق بمثلها وكان إذا اكتسى ثوبا جديدا كسا بقدر ثمنه شيوخ العلماء وكان إذا وضع بين يديه الطعام أخذ منه فوضعه على الخبز حتى يأخذ منه بقدر ما يأكل فيضعه على الخبز ثم يعطيه لانسان فقير فإن كان في الدار في عياله إنسان يحتاج إليه دفعه إليه وإلا اعطاه مسكينا۔

(ترجمہ:) ”عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح بن وکیع نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ نے اپنے اوپر یہ بات لازم کی ہوئی تھی دوران گفتگو اللہ کے نام کی قسم نہیں اٹھائیں گے مگر ایک درہم صدقہ کریں گے۔ پس آپ نے قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ کیا۔ پھر اپنے اوپر یہ بات لازم کر لی کہ جب بھی اللہ کی قسم اٹھاؤں تو دینار کا چوتھا حصہ صدقہ کروں گا۔ پھر آپ نے حلف اٹھایا تو چوتھائی دینار صدقہ کر دیا۔ پھر آپ نے اپنے اوپر یہ بات لازم کی کہ اگر قسم اٹھائی تو ایک دینار صدقہ کریں گے چنانچہ دوران گفتگو آپ سچی قسم اٹھاتے تو ایک دینار صدقہ کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جتنا اہل وعیال پر خرچ فرماتے اُتنا ہی صدقہ کرتے، جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر علماء کے شیوخ کو کپڑا پہناتے۔ جب آپ کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو آپ اس سے کچھ سالن وغیرہ لے کر روٹی پر رکھتے حتی کہ اتنی مقدار لیتے جتنا آپ کھاتے تھے تو اسے روٹی پر رکھتے پھر کسی فقیر انسان کو دے دیتے۔ اگر گھر میں، خاندان میں کوئی آدمی محتاج ہوتا تو اسے دیتے ورنہ کسی مسکین کو دے دیتے“۔

جو ملا صدقہ کر دیا:

اخبرنا عبد الله بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا محمد بن محمد بن أبي عبد الله الخراساني قال ثنا علي بن موسى الرازي عن علي بن الجعد قال أهدى الحاج إلى أبي حنيفة ألف نعل فلما كان بعد ذلك أراد ان يشتري نعلا فقيل له ما فعلت بتلك النعال فقال ما دخل بيتي

مِنْهَا شَعْرَةٌ وهبتها كلهَا لِأَصْحَابِنَا۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن محمد بن ابی عبداللہ الخراسانی نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن موسی الرازی نے بیان کیا وہ علی بن الجعد سے راوی کہا: حاجی نے امام ابوحنیفہ کی طرف ایک ہزار جوتے ہدیہ کیے پھر اس کے بعد جب آپ نے جوتے خریدنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا: ان جوتوں کا آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کہا: ان جوتوں کا ایک بال بھی میرے گھر نہیں آیا میں نے تو وہ سارے اپنے اصحاب کو ہبہ کر دیئے تھے''۔

امام اعظم محدثین کرام پر وسعت قلبی سے خرچ کرتے:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا ابْن كاسب قَالَ سَمِعت ابْن عُيَيْنَة يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة كثير الصَّلَاة وَالصِّيَام كثير الصَّدَقَة فَكَانَ كل مَال يستفيده لَا يدع مِنْهُ شَيْئا إِلَّا أخرجه وَلَقَد وَجه إِلَيّ بِهَدَايَا استوحشت من كثرتها فشكوت ذَلِك إِلَى بعض أَصْحَابه فَقَالَ لي كَيفَ لَو رَأَيْت هَدَايَا بعث بهَا إِلَى سعيد بن أبي عرُوبَة وَمَا كَانَ يدع أحدا من الْمُحدثين إِلَّا بره برا وَاسِعًا۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن کاسب نے بیان کیا کہا میں نے ابن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا: حضرت ابوحنیفہ کثرت سے نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے تھے، کثر سے صدقہ دینے والے تھے، آپ کو جتنا مال حاصل ہوتا وہ سارے کا سارا راہ خدا میں خرچ کر دیتے، آپ نے میری طرف اتنے تحائف بھیجے جن کی کثرت سے مجھے وحشت ہوئی تو میں نے آپ کے بعض اصحاب سے اس کی شکایت کی تو اس نے مجھ سے کہا: (یہ صرف آپ کیساتھ معاملہ نہیں ہے) اگر آپ جناب سعید بن ابی عروبہ کی طرف بھیجے گئے تحائف دیکھیں تو آپ کا کیسا حال ہوگا؟ حضرت ابوحنیفہ تو محدثین میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑتے مگر ہر ایک کیساتھ وسعت کیساتھ نیکی (خرچ) کرتے''۔

شان امام اعظم بزبان حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا سعيد بن مَنْصُور قَالَ سَمِعت فُضَيْل بن عِيَاض يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة مَعْرُوفا بِكَثْرَة الأفضال وَقلة الْكَلَام وإكرام الْعلم وَأَهله۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن منصور نے بیان کیا کہا میں نے حضرت فضیل بن عیاض کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ کثرت فضائل، قلت کلام، علم اور اہل علم کی عزت کرنے کیساتھ مشہور تھے''۔

چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا:

أخبرنا عمر بن إبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أحمد قَالَ ثَنَا مليح قَالَ ثَنَا ابی عَن أبی حنيفَة قَالَ ماملكت أكثر من أَرْبَعَة آلَاف دِرْهَم مُنْذُ أكثر من أَرْبَعِينَ سنة إِلَّا أخرجته وَإِنَّمَا امسكها لقَوْل عَلىّ رَضِي الله عَنهُ أَرْبَعَة آلَاف دِرْهَم فَمَا دونهَا نَفَقَة وَلَوْلَا انی أَخَاف ان ألجأ إِلَى هَؤُلَاءِ مَاتركت مِنْهَا درهما وَاحِدًا۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ملیح نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا: چالیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا میں چار ہزار دراہم سے زیادہ کا مالک نہیں ہوا مگر میں اس کو (یعنی چار ہزار سے زائد دراہم کو) خرچ کردیتا ہوں۔ان دراہم کو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی وجہ سے روکتا ہوں: ''چار ہزار یا اس سے کم خرچہ ہے''۔اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھے ان کی ضرورت پڑے گی تو ان میں سے ایک درہم بھی اپنے پاس نہ چھوڑتا''۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وقار اور پختگی قلب:

ذكر مَا جَاءَ فِي وقاره وَشدَّة قلبه رَضِي الله عَنهُ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقار اور پختگی قلب کے متعلق وارد ہونے والی روایات کا بیان

أخبرنَا ابو حَفْص عمر بن إبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الله ابْن مُحَمَّد بن جَعْفَر الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا أَبُو مُحَمَّد الْحسن بن سعيد الْبَصْرِيّ الْيَرْبُوعِي قَالَ حَدثنِي أبي قَالَ قَالَ لي أَبُو قطن عَمْرو بن الْهَيْثَم قلت لشعبة اكْتُبْ لي إِلَى أبي حنيفَة إِلَى الْكُوفَة فَكتب لي إِلَيْهِ فَدخلت الْكُوفَة عِنْد الْعَصْر فَدخلت إِلَى أبي حنيفَة فأوصلت الْكتاب إِلَيْهِ فَقَالَ لي كَيفَ أَبُو بسطام قلت بِخَير۔

(ترجمہ:)''ہمیں ابوحفص عمر بن ابراہیم المقریٔ نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ ابن محمد بن جعفر البزاز نے بیان کیا کہا ہم سے ابومحمد حسن بن سعید بصری یربوعی نے بیان کیا کہا مجھ

سے میرے والد نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوقطن عمرو بن ہیثم نے بیان کیا کہ میں نے جناب شعبہ سے کہا: آپ کوفہ میں حضرت ابوحنیفہ کی طرف میرے لیے سفارش نامہ لکھ دیجئے! چنانچہ آپ نے ان کے نام مجھے سفارش نامہ لکھ دیا۔ میں عصر کے وقت کوفہ میں داخل ہوا تو حضرت ابوحنیفہ کے پاس آیا تو میں نے خط ان کی طرف پہنچایا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ابوبسطام (جناب شعبہ) کیسے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ٹھیک ہیں''۔

قَالَ لی هُوَ نعم حَشو الْمصر لمصر ه فَقَعَدت عِنْده حَتَّى صلى الْعَصْر وَالْمغْرب وَالْعشَاء ثمَّ أَخذ بيَدي فَأَدْخلنِي إِلَى منزله ثمَّ دَعَا بفطره فَأكلت مَعَه ثمَّ قَامَ فمهد لي موضعا ثمَّ أَرَانِي مَوضِع الْخَلَاء فَقَالَ إِن عرضت لَك حَاجَة فَهَذَا الْموضع ثمَّ جَاءَنِي بقعب من سويق و كوز مَاء فَقَالَ لَعَلَّك لم تكتف من الطَّعَام فشأنك بِهَذَا ثمَّ قَامَ فَأخْرج سفطا وَهُوَ يظنّ أَنِّي لَا اراه فَنزع ثِيَابه وَأخرج مدرعة شعر فلبسها ثمَّ لم يزل يُصَلِّي حَتَّى طلع الْفجْر فَلَمَّا طلع الْفجْر نزع ذَلِك وَلبس ثِيَابه ثمَّ جَاءَ إِلَيّ فَقَامَ عِنْد رَأْسِي ثمَّ قَالَ الصَّلَاة خير من النّوم مرَّتَيْنِ۔

(ترجمہ:) ''آپ نے مجھ سے فرمایا: اپنے شہر کے لیے شہر کے لوگوں میں وہ بہتر ہیں۔ عمرو بن ہیثم کہتے ہیں: میں آپ کے پاس بیٹھ گیا حتی کہ عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے پھر آپ نے کھانا منگایا تو میں نے آپ کیساتھ کھایا پھر کھڑے ہوئے میرے لیے ایک جگہ بچھونا بچھایا پھر مجھے قضاء حاجت کی جگہ دکھائی تو فرمایا: اگر تجھے حاجت پیش آئے تو یہ جگہ ہے پھر میرے پاس بڑے پیالے میں کچھ ستو اور پانی کا برتن لے آئے اور کہا: شاید تیرے لیے وہ کھانا کافی نہیں تھا لہذا اسے کھالے پھر کھڑے ہوئے تو ایک ٹوکری نکالی جبکہ آپ کا یہ گمان تھا کہ میں آپ کو دیکھ نہیں رہا ہوں چنانچہ آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور بالوں کا جبہ نکال کر پہن لیا پھر طلوع فجر تک مسلسل نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے اسے اتار دیا اور اپنے کپڑے پہن لیے پھر میرے پاس آئے تو میرے سر کے پاس کھڑے ہوکر دو مرتبہ فرمایا: نماز نیند سے بہتر ہے''۔

فَقُمْت فَتَوَضَّأت ثمَّ خرجت مَعَه الى الْمَسْجِد فَفتح لي بَاب الْمَسْجِد ثمَّ أَدخل رجله الْيُمْنَى ثمَّ قَالَ اللَّهُمَّ افْتَحْ لنا بَاب رحمتك وأعذنا من الشَّيْطَان الرَّجِيم ثمَّ صلى رَكْعَتَيْنِ ثمَّ صعد المنارة فَأذن ثمَّ صلى رَكْعَتَيْنِ ثمَّ جلس حَتَّى اجْتمع النَّاس ثمَّ أَقَامَ فصلى بهم ثمَّ جلس لَا يتَكَلَّم مَا نَدْرِي مَا هُوَ فِيهِ فَسقط عَلَيْهِ ثعبان من السّقف فَتكلم بِشَيْء لَا أَدْرِي مَا هُوَ. ثمَّ شال قدمه فوضعها على رَأس الثعبان فَلَمَّا طلعت الشَّمْس قَالَ الْحَمد لله الَّذِي أطلعها من

مطلعها اللّٰهُمَّ ارزقنا خيرها وَخير مَا طلعت عَلَيْهِ ثمَّ شال رجله وَأمر بقتل الثعبان ثمَّ جلس يقرىء حَتَّى تَعَالَى النَّهَار ثمَّ جَاءَ أهل الْفِقْه فَمَا زَالَ يلقِي عَلَيْهِم إِلَى قريب من نصف النَّهَار ثمَّ قَامَ فَقلت لَهُ دخلت الْمَسْجِد فَصليت رَكْعَتَيْنِ ثمَّ أذنت ثمَّ صليت رَكْعَتَيْنِ قَالَ نعم حَدِيث أبي ذَر رَضِي الله عَنهُ قَالَ دخلت الْمَسْجِد فَقَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم صل رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّة الْمَسْجِد قلت أذنت ثمَّ صليت رَكْعَتَيْنِ قَالَ رَكْعَتي الْفجْر قلت فَلم تتَكَلَّم حَتَّى طلعت الشَّمْس قَالَ خبر عبد الله بن عَمْرو من صلى وَلم يتَكَلَّم إِلَّا بِذكر الله حَتَّى تطلع الشَّمْس كَانَ كالمجاهد فِي سَبِيل الله قلت والثعبان قَالَ قَالَ أَبُو سعيد الْخُدْرِيّ رَضِي الله عَنهُ قَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم آذنه ثَلَاثًا فَإِن ذهب وَإِلَّا فاقتله فأذنته فَلم يذهب فتعوذت مِنْهُ ثمَّ أمرت بقتْله۔

(ترجمہ:) ''پس میں کھڑا ہوا، وضو کیا پھر آپ کیساتھ مسجد کی طرف گیا تو آپ نے میرے لیے مسجد کا دروازہ کھولا پھر اپنا دایاں پاؤں مسجد میں داخل کیا پھر کہا: اے اللہ! ہمارے لیے اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے اور ہمیں شیطان مردود سے پناہ عطا فرما! پھر آپ نے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد) پڑھی پھر منارہ پر چڑھ گئے پھر اذان دی پھر دو رکعتیں پڑھی۔ پھر بیٹھ گئے حتی کہ لوگ جمع ہو گئے پھر کھڑے ہو کر آپ نے انہیں نماز پڑھائی پھر آپ خاموش بیٹھ گئے ہم نہیں جانتے کہ اس حالت میں وہ کیسے تھے چنانچہ چھت سے ایک اژدہا آپ پر گرا تو آپ نے کچھ کلام فرمایا مجھے نہیں معلوم وہ کیا تھا؟ پھر آپ نے اپنا قدم اٹھا کر اژدہا کے سر پر رکھا پھر جب سورج طلوع ہوا تو آپ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مقام طلوع سے اسے (سورج) طلوع فرمایا، اے اللہ! اس کی بھلائی ہمیں عطا فرما اور جس پر طلوع ہوا اس کی بھلائی عطا فرما! پھر آپ نے اپنا پاؤں اٹھایا اور اژدہا کو مارنے کا حکم دیا۔ پھر بیٹھ کر پڑھنے لگے حتی کہ دن چڑھ آیا پھر اہل فقہ آگئے تو مسلسل نصف النہار تک انہیں پڑھاتے رہے پھر کھڑے ہوئے تو میں نے آپ سے کہا: آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اذان دی پھر دو رکعت نوافل پڑھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کے متعلق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسجد میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھو!''۔ عمرو بن ہیثم کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ نے اذان دی پھر دو رکعتیں پڑھی؟ آپ نے فرمایا وہ فجر (کی سنتوں) کی دو رکعت تھیں۔ میں نے کہا: طلوع شمس تک آپ نے بات نہیں کی؟ آپ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: ''جس نے نماز فجر پڑھی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا بات نہیں کی یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے تو وہ ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے''۔ میں نے کہا: اور اژدہا کا معاملہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین مرتبہ سانپ کو جانے کا کہو اگر چلا جائے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردو!'' پس میں نے اسے جانے کا کہا تو وہ نہ گیا پھر میں نے اس سے پناہ مانگی پھر اسے قتل کرنے کا حکم دیا''۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنے والدین کیساتھ حسن سلوک:

ذکر ما جاء في بره بوالديه

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنے والدین کیساتھ حسن سلوک کے متعلق وارد ہونی والی روایات کا بیان

أَخبَرَنَا ابو عبيد الله مُحَمَّد بن عمران المرزباني قَالَ أنبأ مُحَمَّد بن احمد الكَاتِب قَالَ ثَنَا احمد بن زُهَيْر بن حَرْب قَالَ أنبأ سُلَيْمَان بن أبي شيخ قَالَ حدثني حَمْزَة بن المُغيرَة وَتوفي سنة ثَمَانِين وَمِائَة يَعْنِي حَمْزَة وَله تسعون أَو نَحْوهَا قَالَ كُنَّا نصلي مَعَ عمر بن ذَر فِي شهر رَمَضَان الْقيام فَكَانَ أَبُو حنيفَة وَيَجِيء بِأُمِّهِ مَعَه وَكَانَ مَوْضِعه بَعيدا جدا وَكَانَ ابْن ذَر يُصَلِّي الى قرب السحر۔

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ محمد بن عمران مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد الکاتب نے خبر دی کہا ہم سے احمد بن زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا سلیمان بن ابوشیخ نے خبر دی کہا مجھ سے حمزہ بن مغیرہ نے بیان کیا اور حمزہ نے ایک سو اسی ہجری میں وفات پائی جبکہ ان کی عمر نوے سال یا اس کے قریب تھی۔ حمزہ بن مغیرہ نے کہا: ہم عمر بن ذر کیساتھ ماہ رمضان میں رات کی نماز پڑھا کرتے تھے کہ حضرت ابوحنیفہ اپنے ساتھ اپنی ماں کو لے کر آئے اور وہ ان کے گھر سے بہت دور جگہ تھی اور ابن جناب ابن ذر سحری کے قریب تک نماز پڑھا کرتے تھے''۔

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ قَالَ الْحسن ابْن الرّبيع يَوْمًا لرجل وَنحن عِنْده من يقدر يَقُول ان احدا أَصْبِر على مَا صبر عَلَيْهِ أَبُو حنيفَة من إِنْسَان يُقَال لَهُ خُذ الدُّنْيَا فَيَقُول لَا آخذها وَلَقَد سمعته يَقُول مَا شَيْء محنت بِهِ أَشد عَليّ من غم أُمِّي حِين ضربت فَقَالَت لي يَا نعْمَان إِن علما أكسبك مثل هَذَا لقد يحق لَك أَن تفر مِنْهُ فَقلت لَهَا يَا أُمَّاهُ لَو أردْت بِهِ الدُّنْيَا لوصلت إِلَيْهَا وَلَكِن أردْت ان يعلم الله أَنِّي قد صنت الْعلم وَلم أعرض

نَفسِي فِيهِ للهلكة۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا حسن ابن الربیع نے ایک دن ایک آدمی سے کہا جبکہ ہم آپ کے پاس تھے: کون یہ کہنے کی طاقت رکھتا ہے کہ کوئی انسان اس پر زیادہ صبر کرنے والا ہے جس پر امام ابوحنیفہ نے صبر کیا؟ آپ سے کہا جاتا تھا: دنیا لے لو! تو آپ فرماتے: میں اسے نہیں لوں گا!۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: جس بھی آزمائش میں مبتلا ہوا ہوں وہ میری ماں کے غم سے زیادہ نہیں ہے۔ جب مجھے مارا گیا تو انہوں نے (یعنی والدہ امام اعظم نے) کہا: اے نعمان! تو نے علم اس لیے حاصل کیا تھا یقیناً تیرا حق بنتا ہے کہ اس سے بھاگے! تو میں نے کہا: اے امی جان! اگر میں نے علم سے دنیا کا ارادہ کیا ہوتا تو میں اس تک پہنچ گیا ہوتا لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے ارادے سے اسے حاصل کیا ہے بلاشبہ میں نے علم کو بچالیا اور میں نے اپنے آپ کو ہلاکت کے لیے اس میں نہیں ڈالا''۔

امام اعظم کی والدہ ماجدہ کا مسئلہ:

أخبرنا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا أَبُو عبيد قَالَ سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول حَلَفت أم أبي حنيفَة بِيَمِين فَقَالَت لَهُ سل الْقَاص وَكَانَ خَالِي أَبُو طَالب يقص وَكَانَت أم أبي حنيفَة تحضر مَجْلِسه فَدَعَاهُ أَبُو حنيفَة وَسَأَلَهُ وَقَالَ إِن أُمِّي حلفت على يَمِين وأمرتني ان أَسأَلك فكرِهت خلَافهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو طَالب فأفتني بِالْجَوَاب فَقَالَ الْجَواب كَذَا قَالَ قل لَهَا عني ان الْجَواب كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَخْبرهَا فرضيت بقول الْقَاص۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبید نے بیان کیا میں نے امام ابو یوسف کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ کی ماں نے ایک قسم اٹھائی تو حضرت ابوحنیفہ سے کہا: قصہ گو سے اس کے متعلق مسئلہ پوچھ! اور میرا ماموں ابوطالب قصہ گوئی کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کی والدہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتی تھی چنانچہ امام ابوحنیفہ نے ان کو بلایا اور ان سے سوال کیا اور کہا: میری ماں نے ایک قسم اٹھائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے سوال کروں تو اس کی خلاف ورزی مجھے پسند نہیں۔ ابوطالب نے کہا: اس کا جواب مجھے بتائیے! آپ نے فرمایا: اس کا جواب ایسے ہے۔ جناب ابوطالب نے کہا: اپنی ماں سے میرے طرف سے کہیے گا کہ اس کا جواب ایسے ایسے ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: پس آپ نے اپنی ماں کو اس کی خبر دی تو وہ قصہ گو کے

قول سے راضی ہوگئی"۔

اعمال کے تین حصے:

أخبرنَا عبدالله بن مُحَمّد الحلوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ أَخْبرنِي عبد الصَّمد ابْن عبيد الله الدّلال عَن عِيسَى بن عبد الله بن الْهياج قَالَ حَدثنِي النمر بن جدَار قَالَ حَدثنِي مُحَمّد بن زيد بن عُمَيْر قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول قد جعلت عَمَلي أَثلَاثًا ثلثا لنَفْسِي وَثلثا لوالدي وَثلثا لحماد۔

(ترجمہ:)"عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا عبد الصمد ابن عبید اللہ الدلال نے مجھے خبر دی وہ عیسیٰ بن عبداللہ بن الہیاج سے راوی کہا مجھ سے نمر بن جدار نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن زید بن عمیر نے بیان کیا کہا میں نے حضرت ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے اعمال کے تین حصے کیے ہوئے ہیں؛ ایک حصہ اپنے لیے، ایک اپنے والدین کے لیے اور ایک حصہ (اپنے بیٹے) حماد کے لیے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر لوگوں کے حسد کی وجہ سے آزمائشیں:

ذكر مَا رُوِيَ فِي محنة أبي حنيفَة بِحسد النَّاس لَهُ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر لوگوں کے حسد کی وجہ سے

آزمائش کے متعلق وارد ہونے والی روایات کا بیان

امام اعظم کے بے ادب کو جناب عبداللہ بن داؤد خُریبی کا جواب:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم الْمُقْرِئ قَالَ ثَنَا القَاضِي ابو بكر مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ الْجَهْضَمِي قَالَ كنت يَوْمًا عِنْد عبد الله بن دَاوُد الْخُرَيْبِي فَذكر رجل أَبَا حنيفَة فنال مِنْهُ فَقَالَ عبد الله ابْن دَاوُد حَدثنَا الْأَعْمَش عَن مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يأتيكم اهل الْيمن هم أرق قلوبا وألين أَفْئِدَة يُرِيد أَقوام ان يضعوهم ويأبى الله إِلَّا أَن يرفعهم۔

(ترجمہ:)"ابوحفص عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن علی جہضمی نے ہم سے بیان کیا کہا میں ایک دن جناب عبداللہ بن داؤد خُریبی کے پاس تھا تو ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ کے ذکر کیا تو اس نے آپ کی

قول سے راضی ہوگئی''۔

اعمال کے تین حصے:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الحُلواني قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ أَخبرني عبد الصَّمد ابْن عبيد الله الدَّلال عَن عِيسَى بن عبد الله بن الْهياج قَالَ حَدثنِي النمر بن جِدَار قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن زيد بن عُمَيْر قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول قد جعلت عَملي أَثلَاثًا ثلثا لنَفسِي وَثلثا لوالدي وَثلثا لحماد۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا عبدالصمد ابن عبیداللہ الدلال نے مجھے خبر دی وہ عیسیٰ بن عبداللہ بن الہیاج سے راوی کہا مجھ سے نمر بن جدار نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن زید بن عمیر نے بیان کیا کہا میں نے حضرت ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے اعمال کے تین حصے کیے ہوئے ہیں؛ ایک حصہ اپنے لیے، ایک اپنے والدین کے لیے اور ایک حصہ (اپنے بیٹے) حماد کے لیے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر لوگوں کے حسد کی وجہ سے آزمائشیں:

ذكر مَا رُوِيَ فِي محنة أبي حنيفَة بحسد النَّاس لَهُ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر لوگوں کے حسد کی وجہ سے آزمائش کے متعلق وارد ہونے والی روایات کا بیان

امام اعظم کے بے ادب کو جناب عبداللہ بن داؤد خُریبی کا جواب:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا القَاضِي ابو بكر مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ الْجَهْضَمِي قَالَ كنت يَوْمًا عِنْد عبد الله بن دَاوُد الْخُرَيْبِي فَذكر رجل أَبَا حنيفَة فنال مِنْهُ فَقَالَ عبد الله ابْن دَاوُد حَدثنَا الْأَعْمَش عَن مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يأتيكم اهل الْيمن هم أرق قلوبا وألين أَفْئِدَة يُرِيد أَقْوَام ان يضعوهم ويأبى الله إِلَّا أَن يرفعهم۔

(ترجمہ:) ''ابوحفص عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن علی جہضمی نے ہم سے بیان کیا کہا میں ایک دن جناب عبداللہ بن داؤد خُریبی کے پاس تھا تو ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ کے ذکر کیا تو اس نے آپ کی

تنقیص کی ۔عبداللہ بن داؤد نے کہا: ہم سے اعمش نے بیان کیا وہ مجاہد سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے پاس یمن والے آئیں گے جو قلوب کے اعتبار سے رقیق تر اور دلوں کے اعتبار سے نرم تر ہوں گے کچھ لوگ انہیں گرانا چاہیں گے اور اللہ تعالیٰ انکار فرمائے گا مگر یہ کہ انہیں بلندی عطا فرمائے گا''۔

امام اعظم کا بے ادب دو میں سے ایک ہوگا:

أخبرنا أبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ سَمِعت أَبَا نصر بشر بن الْحَارِث يَقُول سَمِعت عبد الله بن دَاوُد يَقُول لايتكلم فِي أبي حنيفَة إِلَّا أحد رجلَيْنِ إِمَّا حَاسِد لعلمه وَإِمَّا جَاهِل بِالْعلمِ لَا يعرف قدر حَملته۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت ابونصر بشر بن حارث (حافی) کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب عبداللہ بن داؤد کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ کے متعلق صرف دو آدمی ہی بری باتیں کریں گے: یا آپ کے علم میں حسد کرنے والا ہوگا یا علم سے جاہل ہوگا جو آپ کے علم کی قدر ومنزلت نہیں جانتا ہوگا''۔

علم میں محسود:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوَانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد ابْن مغلس قَالَ ثَنَا أَبُو نعيم قَالَ سَمِعت سُفْيَان يَقُول أَبُو حنيفَة فِي الْعلم مَحْسُود۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد بن محمد ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت سفیان کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ کا علم میں حسد کیا گیا''۔

مشکل مسائل میں حضرت سفیان ثوری، امام اعظم کے قول پر فتوی دیتے تھے:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا ثَابت الزَّاهِد قَالَ كَانَ الثَّوْرِيّ إِذا سُئِلَ عَن مَسْأَلَة دقيقة يَقُول مَا كَانَ أحد يحسن ان يتَكَلَّم فِي هَذَا الْأَمر إِلَّا رجل قد حسدناه ثمَّ يسْأَل أَصْحَاب أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ مَا يَقُول صَاحبكُم فيحفظ الْجَواب ثمَّ يُفْتِي بِهِ۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے

بیان کیا کہا ہم سے ثابت الزاہد نے بیان کیا کہا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی دقیق مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے: اس معاملے میں صرف ایک ہی شخص بہترین کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا جس سے ہم نے حسد کیا (یعنی ہمارے لوگوں نے حسد کیا) پھر آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے سوال کرتے کہ تمہارے صاحب اس مسئلے کے متعلق کہتے فرماتے ہیں؟ چنانچہ آپ اصحاب ابی حنیفہ کا جواب یاد کر لیتے پھر اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے''۔

نالیوں کا سمندر سے کیا مقابلہ؟:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم الكتاني قَالَ ثنا أَبُو بكر قَالَ ثَنَا أَحْمد يَعْنِي ابْن مغلس قَالَ ثَنَا عَليّ بن الْمَدِينِيّ قَالَ سَمِعت يُوسُف بن خَالِد السَّمْتِي يَقُول كُنَّا نجالس البتي بِالْبَصْرَةِ فَلَمَّا قدمنا الْكُوفَة جالسنا أَبَا حنيفَة فَأَيْنَ الْبَحْر من السواقي فَلَا يَقُول أحد يذكرهُ إِنَّه رأى مثله مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي الْعلم كلفة وَكَانَ محسودا۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم الکتانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر نے بیان کیا کہا ہم سے احمد یعنی ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن المدینی نے بیان کیا کہا میں نے یوسف بن خالد السمتی کو کہتے ہوئے سنا کہا: ہم بصرہ میں جناب البتی کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے پھر جب کوفہ آئے تو ہم نے جناب ابوحنیفہ کی مجلس اختیار کی، پس نالیوں کا سمندر سے کہاں مقابلہ؟ آپ کا ذکر کرتے ہوئے کوئی نہیں کہتا کہ اس نے آپ کی مثل کسی کو دیکھا ہے۔ آپ کو علم میں مشقت نہیں تھی اور آپ سے حسد کیا گیا''۔

کوفہ میں دو ہستیوں سے حسد کیا گیا:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْحُلْوَانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا ثَابت بن مُحَمَّد الزَّاهِد يَقُول سَمِعت مسعرا يَقُول مَا أحسد بِالْكُوفَةِ إِلَّا رجلَيْنِ أَبَا حنيفَة لفقهه وَالْحسن بن صَالح لزهده۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد الحلوانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بن محمد زاہد نے بیان کیا کہا میں نے جناب مسعر کو کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں صرف دو آدمیوں سے حسد کیا گیا: حضرت ابوحنیفہ سے ان کی فقہ کی وجہ سے اور حضرت حسن بن صالح سے ان کے زہد کی وجہ سے''۔

امام اعظم کی رکاب جناب حسن بن عمارہ کے ہاتھوں میں:

أَخبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عبد الله بن مُحَمّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا يحيى بن عبد الحميد الْحمانِي قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول رَأَيْت الْحسن بن عمَارَة آخِذا بركاب أبي حنيفَة وَهُوَ يَقُول وَالله مَا أدركنا أحدا تكلم فِي الْفِقْه أبلغ وَلَا أَصْبِر وَلَا أحضر جَوَابا مِنْك وَإنَّك لَسَيِّد من تكلم فِيهِ فِي وقتك غير مدافع وَمَا يَتَكَلَّمُونَ فِيك إِلَّا حسدا۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابوحنیفہ کی رکاب پکڑے دیکھا وہ کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! ہم نے کسی کو نہیں پایا جو فقہ میں آپ سے زیادہ بلیغ تر کلام کرنے والا ہو اور نہ ہی آپ سے زیادہ صبر کرنے اور نہ ہی آپ سے زیادہ حاضر جواب پایا ہے۔ بلاشبہ آپ اس کے سردار ہیں جس کے بارے میں اپنے وقت کلام کیا گیا تو اس کا دفاع نہیں کیا گیا اور لوگ تو آپ کے بارے میں کلام صرف حسد کی وجہ سے کرتے ہیں''۔

ایسا آدمی جس سے حسد نہ کیا گیا ہو۔۔؟؟:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم الْمقري قَالَ ثَنَا أَبُو بكر مكرم بن أَحْمد الْبزَّاز قَالَ ثَنَا أَحْمد يَعْنِي ابْن مغلس قَالَ سَمِعت أَبَا عبيد يَقُول سَمِعت مُحَمَّد بن الْحسن يَقُول للشَّافِعِي وَقد ذكر فقه أهل الْكُوفَة فَأَنْشد مُحَمَّد بن الْحسن

مَحْسُودُونَ وَشر النَّاس منزلَة... من عَاشَ فِي النَّاس يَوْمًا غير مَحْسُود

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر مکرم بن احمد البزاز نے بیان کیا کہا ہم سے احمد یعنی ابن مغلس نے بیان کیا کہا میں نے ابوعبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے سنا آپ امام شافعی سے فرمارہے تھے اور آپ نے اہل کوفہ کی فقہ کا ذکر کیا تو امام محمد بن حسن شیبانی یہ شعر پڑھنے لگے:

ان سے حسد کیا گیا اور لوگوں میں مقام و مرتبے کے لحاظ سے وہ آدمی برا ہے جو لوگوں میں ایک دن بھی زندہ رہے جبکہ اس سے حسد نہ کیا گیا ہو''۔

حسد کا نقصان:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ

قَالَ سَمِعت أَبَا عَاصِم النَّبِيل يَوْمًا وَقد حدث عَن أبي حنيفَة بِحَدِيث فضجوا فَقَالَ مَا لَهُم قَالُوا كَرِهُوا ذكر أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ فَقَالَ الْفَقِيه الدّين الْمَحْسُود مَا أَرَاهُم إِلَّا كَمَا قَالَ عبد الله بن قيس الرقيات:

حسدا إِن رأوك فضلك الله بِمَا فضلت بِهِ النجباء۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عطیہ نے بیان کیا کہا ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا کہا میں نے ایک دن ابوعاصم نبیل سے سنا آپ نے امام ابوحنیفہ سے مروی حدیث بیان کی تو لوگ چیخنے لگے: آپ نے فرمایا: انہیں کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر انہوں نے ناپسند کیا تو عاصم بن نبیل نے کہا: حضرت ابوحنیفہ دین کے فقیہ ہیں آپ سے حسد کیا گیا میری ان لوگوں کے بارے میں وہی رائے ہے جو عبداللہ بن قیس الرقیات نے کہا:

حسد سے اگر تو نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز سے گمراہ کردے گا جس سے اس نے نجباء کو فضیلت عطا کی ہے''۔

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ سَمِعت عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد وَذكر رجل عِنْده أَبَا حنيفَة رَضِي الله عَنهُ وَمَا لَقِي من حسد النَّاس لَهُ فَأَنْشد

رَأَيْت رجَالًا يحسدون مُجَاهدًا ... وَذُو الْيُسْر لَا تلقاهُ إِلَّا مُحسدا۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم نے عبدالوہاب بن محمد سے سنا جبکہ آپ کے پاس ایک آدمی نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ سے لوگوں کے حسد کرنے سے جو ملا ذکر کیا تو عبدالوہاب بن محمد شعر پڑھنے لگے:

میں نے لوگوں کو دیکھا مجاہد سے حسد کرتے تھے ۔۔۔آسانی والے سے لوگ حسد کیساتھ ہی ملاقات کرتے ہیں''۔

امام اعظم کے خلاف بات کرنے کیلئے امام یحیی بن معین کا جواب:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَبُو بكر مكرم بن أَحْمد الْبَزَّاز قَالَ حَدثنِي عَليّ ابْن الْحُسَيْن بن حبَان عَن أَبِيه قَالَ كَانَ يحيى بن معِين إِذا ذكر لَهُ من يتَكَلَّم فِي أبي حنيفَة يَقُول

حسدوا الْفَتى إِذْ لم ينالوا سَعْيه ... فالقوم أضداد لَهُ وخصوم

كضرائر الْحَسْنَاء قُلْنَ لوجهها ... حسدا وبغيا إِنَّه لدميم۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے ابوبکر مکرم بن احمد البزاز نے بیان کیا کہا مجھ سے علی ابن حسین بن حبان نے بیان کیا وہ اپنے باپ سے راوی کہا: امام یحیی بن معین سے جب ایسے آدمی کا ذکر کیا جاتا جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں کلام کرتا تھا تو آپ (یحیی بن معین) کہتے تھے:

لوگوں نے اس جوان (امام ابوحنیفہ) سے حسد کیا جب اس کی کوشش کو نہ پہنچ سکے۔ پس لوگ ان کے مخالف اور مدمقابل ہو گئے۔

جیسے حسین عورت کی سوتنیں اس کے چہرے کو حسد وسرکشی کی بنا پر کہتی ہیں کہ وہ بدصورت ہے''۔

وجدت فِي كتاب أبي جَعْفَر الطَّحَاوِيّ الَّذِي جمع فِيهِ أَخْبَار أَصْحَابنَا الَّذِي أنبأ الْقَاضِي أَبُو مُحَمَّد عبد الله بن مُحَمَّد الأكفاني إِجَازَة أَن أَبَا بكر الدَّامغَانِي حَدثهمْ عَن أبي جعفر الطحاوي قَالَ أَبُو جَعْفَر حَدثنِي عبد الله بن مُحَمَّد الْهَمدَانِي قَالَ خَاصم رجل إِلَى ابْن شبْرمَة فِي شَيْء فَقضى عَلَيْهِ فِيهِ فَأتى المقضي عَلَيْهِ أَبَا حنيفَة فَأخْبرهُ بذلك فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة هَذَا خطأ وَكتب لَهُ فِي ذَلِك كتابا يخبر فِيهِ بِالَّذِي كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ شبْرمَة ان يحكم لَهُ بذلك فَأتى الرجل بذلك إِلَى ابْن شبْرمَة فقرأه عَلَيْهِ بِحَضْرَة ابْن أبي ليلى وَلم يعلم كل وَاحِد مِنْهُمَا من هُوَ فاستحسناه جَمِيعًا فَقَالَا لَهُ من كتب هَذَا فَقَالَ لَهما الرجل أَبُو حنيفَة فوصلا ذَلِك بالوقيعة فِيهِ فَبلغ ابا حنيفَة فَقَالَ

إِن يحسدوني فَإِنِّي غير لائمهم ... قبلي من النَّاس أهل الْفضل قد حسدوا
فدام بِي وبهم مَا بِي وَمَا بهم ... وَمَات أَكْثَرنَا غيظا بِمَا يجد

(ترجمہ:)''امام قاضی حسین بن علی صیمری مصنف کتاب کہتے ہیں: میں نے امام ابوجعفر الطحاوی کی کتاب میں پایا جس میں آپ نے ہمارے اصحاب کی اخبار جمع فرمائیں جس کی خبر قاضی ابومحمد عبداللہ بن محمد الاکفانی نے اجازت دیتے ہوئے دی کہ ابوبکر دامغانی نے ان سے بیان کیا وہ امام ابوجعفر الطحاوی سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوجعفر نے فرمایا: مجھ سے عبداللہ بن محمد الہمدانی نے بیان کیا کہ ایک آدمی جناب ابن شبرمہ کے پاس کسی چیز کے متعلق مقدمہ لے کر گیا تو ابن شبرمہ نے اس مسئلے میں اس کے خلاف فیصلہ کیا تو جس کے خلاف فیصلہ کیا گیا تھا وہ امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور اس کے متعلق خبر دی۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: یہ خطا ہے اور جناب ابن شبرمہ کے لیے اس مسئلے کے متعلق ایک خط لکھا جس میں آپ نے بتایا کہ جناب ابن شبرمہ کو چاہیے کہ اس کا فیصلہ ایسے کرے چنانچہ وہ آدمی خط لے کر جناب ابن شبرمہ کے پاس آیا

تو اس نے ابن ابی لیلی کی موجودگی میں جناب ابن شبرمہ پر خط پڑھا اور ان دونوں میں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ کس نے خط لکھا ہے تو دونوں نے اس جواب کو مستحسن قرار دیا پھر دونوں نے اسے کہا: کس نے یہ خط لکھا ہے؟ اس آدمی نے انہیں کہا: جناب ابوحنیفہ نے تو وہ دونوں آپ کے بارے میں کلام کرنے لگے۔ جب امام ابوحنیفہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے کہا:

اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کی ملامت کرنے والا نہیں ہوں کیونکہ مجھ سے پہلے اہل فضل لوگوں سے بھی حسد کیا گیا۔

پس ہمیشہ وہ میرے اور ان کیساتھ مسئلہ ہے، جو میرے ساتھ اور ان کیساتھ ہے، ہمارے اکثر حاسدین دل میں غصہ پاتے ہوئے فوت ہو گئے"۔

حَدثنَا الْمُخْتَار ابو نصر مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن سهل النَّيْسَابُورِي بِبَغْدَاد قدم علينا حَاجا قَالَ ثَنَا ابو الْعَبَّاس أَحْمد بن هَارُون الْفَقِيه قَالَ سَمِعت عبد الله بن مُحَمَّد الْهَرَوِيّ وَقبيصَة بن الْفضل الطَّبَرِيّ قَالَا سمعنَا مُحَمَّد بن شُجَاع يَقُول سَمِعت المعلى ابْن مَنْصُور قَالَ كَانَ مُحَمَّد بن الْحسن إِذا أخبر ان قوما يذكرُونَ اباحنيفة وَأَصْحَابه تمثل بِهَذَا الْبَيْت

محسدون وَشر النَّاس منزلَة... من عَاشَ فِي النَّاس يَوْمًا غير مَحْسُود.

(ترجمہ:) "المختار ابونصر محمد بن محمد بن سہل نیشاپوری نے بغداد میں ہم سے بیان کیا آپ ہمارے پاس حج کرنے کے لیے آئے (یعنی حج کے راستے میں بغداد تشریف لائے) کہا ہم سے فقیہ ابوالعباس احمد بن ہارون نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن محمد ہروی اور قبیصہ بن فضل سے سنا دونوں نے کہا: ہم نے محمد بن شجاع کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے معلیٰ ابن منصور سے سنا کہا: امام محمد بن حسن شیبانی کو جب خبر دی جاتی کہ لوگ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کا ذکر (تنقیص کیساتھ) کرتے ہیں تو آپ اس شعر کیساتھ ان کی مثال بیان کرتے:

ان سے حسد کیا گیا اور لوگوں میں مقام و مرتبے کے لحاظ سے وہ آدمی برا ہے جو لوگوں میں ایک دن بھی زندہ رہے جبکہ اس سے حسد نہ کیا گیا ہو"۔

امام اعظم اور ابن ہبیرہ:

ذکر مَا رُوِيَ من أَخْبَار أبي حنيفَة مَعَ ابْن هُبَيْرَة

امام ابوحنیفہ کی ابن ہبیرہ کیساتھ مروی اخبار کا بیان

حَدثنَا أَبُو الْحسن عَليّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله الوَاسِطِيّ قَالَ ثَنَا احْمد بن أبي

خَيْثَمَةَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن أبي شيخ قَالَ حَدثنِي الرّبيع بن عَاصِم قَالَ أَرسلنِي يزِيد بن عمر بن هُبَيْرَة فَقدمت بِأبي حنيفَة عَلَيْهِ فأراده على بَيت المَال فَأبى فَضَربهُ عشْرين سَوْطًا.

(ترجمہ:)"ابوالحسن علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ابوعبداللہ الواسطی نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن ابوخیثمہ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن ابوشیخ نے بیان کیا کہا مجھ سے ربیع بن عاصم نے بیان کیا کہا مجھے یزید بن عمر بن ہبیرہ نے بھیجا تو میں حضرت ابوحنیفہ کیساتھ ان کے پاس آیا تو ابن ہبیرہ نے آپ کو بیت المال کا انچارج مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوحنیفہ نے انکار کر دیا تو اس نے آپ کو بیس کوڑے مارے"۔

امام اعظم کے ذکر کے وقت امام احمد بن حنبل کی حالت:

أخبرنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ أنبأ أَبُو بكر احْمَد بن مُحَمَّد المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد بن كَأس النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن مُحَمَّد الْبَلْخِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سهل ابْن أبي مَنْصُور المرزوي قَالَ حَدثنِي ابْن النَّضر قَالَ سَمِعت إِسْمَاعِيل بن سَالم يَقُول ضرب ابو حنيفَة على الدُّخُول فِي الْقَضَاء فَلم يقبل الْقَضَاء قَالَ وَكَانَ أَحْمد بن حَنْبَل إِذا ذكر ذَلِك لَهُ بَكَى وترحم على أبي حنيفَة وَذَلِكَ بعد ان ضرب احْمد.

(ترجمہ:)"ہمیں احمد بن محمد صیرفی نے خبر دی کہا ابوبکر احمد بن محمد منصوری نے خبر دی کہا علی بن محمد بن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن محمد بلخی نے بیان کیا کہا محمد بن سہل ابن ابی منصور مروزی نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے ابن نضر نے بیان کیا کہا میں نے اسماعیل بن سالم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ کو عہدہ قضاء میں داخلے پر کوڑے مارے تو آپ نے پھر بھی عہدہ قضاء قبول نہ کیا۔ اسماعیل بن سالم نے کہا: امام احمد بن حنبلؒ جب امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے تو روتے اور امام ابوحنیفہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے یہ امام احمد کو کوڑے مارے جانے کے بعد کی بات ہے"۔

ظالم حکمران نے قید خانہ میں امام اعظم کے سر پر کوڑے مروائے! معاذ اللہ:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا القَاضِي أَبُو بكر مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا منْجَاب بن الْحَارِث قَالَ حَدثنِي أَبُو الْأَحْوَص قَالَ ضرب ابو حنيفَة فِي السجْن على رَأسه ضربا شَدِيدًا وَكَانُوا قد أمروا بذلك وَكَانَ ابْن ابي ليلى وَابْن شبْرمَة فِي الْمَسْجِد فأخبرا بذلك فأظهر ابْن ابي ليلى الشماتة فَقَالَ لَهُ ابْن شبْرمَة مَا أَدْرِي مَا تَقول هَذَا الرجل على نَفسه أشفق

منی ومنك علی أنفسنا فنحن نطلب الدُّنیا وَهُوَ یضرب علی ان یأخذها فیأبی.

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا قاضی ابوبکر مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا منجاب بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے ابوالاحوص نے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ کو قید خانہ میں سر پر بہت سخت کوڑے مارے گے۔کوڑے مارنے والوں کو اس کا حکم دیا گیا تھا۔ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ مسجد میں تھے تو انہیں اس کی خبر دی گئی تو ابن ابی لیلی ،امام ابوحنیفہ کو برا کہنے لگے (کہ ابوحنیفہ کو یہ عہدہ قبول کر لینا چاہیے) تو ان سے ابن شبرمہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس شخص (ابوحنیفہ) کے بارے میں جو اپنے جان پر زیادہ شفیق ہے اس سے جتنا میں اور آپ اپنی اپنی جانوں پر شفیق ہیں چنانچہ ہم دنیا طلب کرتے ہیں جبکہ اسے اس بات پر مارا جاتا ہے کہ وہ دنیا قبول کرلے لیکن وہ انکار کر دیتا ہے''۔

أخبرنا عمر بن إبراهیم المقریء قَالَ ثَنا مکرم قَالَ ثَنا أحمد قَالَ ثَنا الحسن بن الرّبیع قَالَ سَمِعت ابْن المُبَارك یَقُول الرِّجَال فِي الِاسْم سَوَاء حَتَّی یَقع المحن فِي الْأَنَام والبلوی وَلَقَد ابتلی ابو حنیفَة بِالضَّرْبِ علی رَأسه بالسیاط فِي السجْن حَتَّی یدْفع إِلَیْهِ من الحکم مَا یری مَا یتنافس عَلَیْهِ ویتصنع لَهُ فَحَمدَ اللہ فَصَبر علی الذل وَالضَّرْب والسجن لطلب السَّلامَة فِي دینه.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم مقریٰ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد نے بیان کیا کہا حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد نام میں برابر ہوتے ہیں حتی کہ لوگوں میں امتحان اور آزمائش ڈالی جاتی ہے (تو اصلی مرد کی پہچان ہوتی ہے) اور قید خانہ کے اندر امام ابوحنیفہ کو سر پر کوڑے مارنے کی آزمائش میں ڈالا گیا جب تک کہ مجبور ہو کر (قاضی بننے کے فیصلے کو) قبول نہ کریں جب تک کہ آپ اسکی طرف رغبت نہ رکھیں اور اس کے لیے تیار نہ ہو جائیں چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور اپنے دین کی سلامتی کی تلاش میں ذلت ،سزا اور قید خانہ پر آپ نے صبر کیا''۔

امام اعظم کو سزا دینے پر خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاکم سے ناراضگی:

أخبرنا عبد اللہ بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنا مکرم قَالَ ثَنا ابْن مغلس قَالَ ثَنا یحیی بن أَکْثَم قَالَ سَمِعت ابْن دَاوُد یَقُول أَرَادَ ابْن هُبَیْرَة ابا حنیفَة علی قَضَاء الْکُوفَة فَأبی وَامْتنع فَحلف ابْن هُبَیْرَة إِن هُوَ لم یفعل لیضربنه بالسیاط علی رَأسه فَقیل لأبي حنیفَة فَقَالَ ضَرْبَة لی فِي الدُّنْیَا

أسهل عليّ من مَقَامِعِ الْحَدِيدِ فِي الْآخِرَةِ وَاللهِ لَا فعلت وَلَو قتلني فَحكى قَوْله لِابْنِ هُبَيْرَة فَقَالَ بلغ من قدره ان يُعَارض يَمِيني بِيَمِينِهِ فَدَعَا فَقَالَ شفاها وَحلف لَهُ إِن لم يل ليضربن على رَأسه حَتَّى يَمُوت فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة هِيَ موتَة وَاحِدَة فَأمر بِهِ فَضرب عشْرين سَوْطًا على رَأسه فَقَالَ أَبُو حنيفَة اذكر مقامك بَين يَدي الله فانه أذلّ من مقَامي بَين يَديك وَلَا تهددني فَأنِّي أَقُول لَا إِلَه إِلَّا الله وَالله سَائِلك عني حَيْثُ لَا يقبل مِنْك جَوَابا إِلَّا بِالْحَقِّ فَأَوْمأ إِلَى الْجلاد ان أمسك وَبَات أَبُو حنيفَة رَضِي الله عَنهُ فِي السجْن فَأصْبح وَقد انتفخ وَجهه وَرَأسه من الضَّرْب فَقَالَ ابْن هُبَيْرَة إِنِّي قد رَأَيْت النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي النّوم وَهُوَ يَقُول لي اما تخَاف الله تضرب رجلا من أمتِي بِلَا جرم وتهدده فَأرْسل إِلَيْهِ فَأخْرجهُ واستحله۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد بزاز نے خبردی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مغلس نے بیان کیا کہا ہم سے یحیی بن اکثم نے بیان کیا کہا میں نے ابن داؤد کو کہتے ہوئے سنا کہ ابن ہبیرہ نے ارادہ کیا کہ امام ابوحنیفہ کو کوفہ کا قاضی مقرر کریں تو آپ نے انکار کردیا اور یہ عہدہ قبول کرنے سے رک گئے۔ ابن ہبیرہ نے حلف اٹھایا کہ اگر وہ عہدہ قبول نہ کریں تو وہ ضرور بالضرور آپ کے سر پر کوڑے مارے گا۔ یہ بات امام ابوحنیفہ سے کہی گئی تو آپ نے فرمایا: مجھے دنیا میں مارا جانا مجھ پر زیادہ آسان ہے قیامت میں لوہے کے ہتھوڑوں سے، اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا اگر چہ وہ مجھے قتل کردے۔ جب آپ کی یہ بات ابن ہبیرہ سے بیان کی گئی تو اس نے کہا: وہ اپنے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ میری قسم کا اپنی قسم سے مقابلہ کرتا ہے چنانچہ اس نے آپ کو بلایا تو اس نے آپ کے سامنے بات کی اور قسم اٹھائی اگر وہ عہدہ پر فائز نہ ہوئے تو وہ آپ کے سر پر ضرور بضرور کوڑے مارتا رہے گا یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے تو امام ابوحنیفہ نے اس سے کہا: یہ ایک ہی موت ہے۔ اس نے امام اعظم کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس نے آپ کے سر پر بیس کوڑے مارے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کر! کیونکہ وہ میرا تمہارے سامنے کھڑے ہونے سے زیادہ ذلیل ہے اور مجھے مت ڈرا دھمکا کیونکہ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا وہ تجھ سے صرف سچا جواب ہی قبول کرے گا۔ جب اس نے یہ بات سنی تو جلاد کو اشارہ کیا کہ کوڑے مارنے سے رک جا!۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قید خانہ میں رات گزاری جب آپ نے صبح کی تو آپ کا چہرہ اور سر مار کی وجہ سے پھولا ہوا تھا تو ابن ہبیرہ نے کہا: میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ مجھ سے فرمار ہے تھے کہ کیا تو اللہ تعالیٰ

سے نہیں ڈرتا کہ میری امت کے ایک آدمی کو بغیر جرم کے مارتا ہے اور اسے ڈراتا دھمکاتا ہے، چھوڑ دے اسے!۔ پس میں انہیں چھوڑتا ہوں اور معافی کا طلبگار ہوں"۔

امام ابوحنیفہ اور خلیفہ منصور:

ذكر مَارُوِيَ من أَخْبَار أبي حنيفة مَعَ الْمَنْصُور

امام ابوحنیفہ کی خلیفہ منصور کیساتھ مروی روایات کا بیان

حَدثنَا الْقَاضِي أَبُو نصر مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن سهل الْفَقِيه قَالَ ثَنَا أَبُو أَحْمد مُحَمَّد بن أَحْمد الشعيبي قَالَ ثَنَا بكر بن أَحْمد بن سعد قَالَ ثَنَا دَاوُد بن صَالح مستملي مُحَمَّد ابْن سَلمَة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن فضل قَالَ ثَنَا أَبُو مُطِيع عَن أبي حنيفَة قَالَ دخلت على أبي جَعْفَر أَمِير الْمُؤمنِينَ فَقَالَ يَا ابا حنيفَة عَمَّن أخذت الْعلم قلت عَن حَمَّاد عَن ابراهيم عَن أَصْحَاب عمر بن الْخطاب وَعلي بن أبي طَالب وَعبد الله بن مَسْعُود وَعبد الله بن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُم قَالَ بخ بخ استوثقت مَا شِئْت يَا أَبَا حنيفَة رَضِي الله عَنهُ الطيبين المباركين صلوَات الله عَلَيْهِم أَجْمَعِينَ۔

(ترجمہ:) "قاضی فقیہ ابونصر محمد بن محمد بن سہل نے ہم سے بیان کیا کہا ابواحمد محمد بن احمد شعیبی نے ہم سے بیان کیا کہا بکر بن احمد بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہا داؤد بن صالح مستملی محمد ابن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ابومطیع نے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں امیر المومنین ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے کہا: اے ابوحنیفہ! تو نے علم کس سے حاصل کیا؟ میں نے کہا: حضرت حماد سے اور آپ نے حضرت ابراہیم نخعی سے اور آپ نے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اصحاب سے علم حاصل کیا ہے۔ ابوجعفر نے کہا: واہ واہ اے ابوحنیفہ تو نے تو پاکیزہ برکت والوں سے جو چاہا سند لی ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں"۔

خلیفہ منصور کے دربار میں امام اعظم اور امام ابن ابی ذئب کی حق گوئی اور امام مالک کی احتیاط:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم الْمقري قَالَ ثَنَا الْقَاضِي ابو بكر مكرم بن احْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا ابْن أبي اويس قَالَ سَمِعت الرّبيع بن يُونُس يَقُول جمع الْمَنْصُور مَالِكًا وَابْن أبي ذِئْب وَأَبا حنيفَة فَقَالَ لَهُم كَيفَ ترَوْنَ هَذَا الْأَمر الَّذِي أَعْطَانِي الله من امْر الْأمة هَل انا لذَلِك أهل فَسكت الْقَوْم فَقَالَ لِابْنِ أبي ذِئْب مَا تَقول فِي الَّذِي قلدني الله من امْر هَذِه الْأمة أمة

مُحَمَّد صلی اللہ عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ إِن ملك الدُّنيَا يؤ تيه الله من يَشَاء وَملك الآخِرَة يؤتيه الله من طلبه من الله ووفقه لَهُ وَإِن التَّوْفِيق إِذا أَطَعْت الله قرب مِنْك وَإِن عصيت بعدوان الْخلَافَة تكون بِإِجْمَاع أهل التَّقْوَى عَلَيْهَا والعون لمن وَليهَا وانت وأعوانك كُنْتُم خَارِجين من التَّوْفِيق عالين على الْخلق فَإِن سَأَلت الله السَّلامَة وَتَقَرَّبت إِلَيْهِ بِالْأَعْمَالِ الزاكية كَانَ ذَلِك فِي نجاتك وَإِلَّا فَأَنت الْمَطْلُوب قَالَ فَكنت أَنا وَمَالك بن أنس نجمع ثيابنا نَخَاف ان يترشش علينا من دَمه ثمَّ قَالَ لأبي حنيفَة مَا تَقول قَالَ المسترشد لدينِهِ يكون بعيد الْغَضَب إِذا انت نصحت لنَفسك علمت أَنَّك لم ترد الله باجتماعنا وَإِنَّمَا أردْت ان تعلم الْعَامَّة انا نقُول فِيك مَا تهواه مَخَافَة سَيْفك وحبسك وَلَقَد وليت الْخلَافَة وَمَا اجْتمع عَلَيْك نفسان من اهل التَّقْوَى والخلافة تكون عَن إِجْمَاع الْمُؤمنِينَ ومشورتهم فَهَذَا أَبُو بكر يمسك عَن الحكم سِتَّة أشهر حَتَّى أَتَتْهُ بيعَة اهل الْيمن فَقَالَ لمَالِك مَا تَقول قَالَ لَو لم يرك الله أَهلا لذَلِك مَا قدر لَك ملك أَمر الْأمة وأزال عَنْهُم من بعد نَبِيّهم وَقرب هَذَا الْأَمر إِلَى أهل بَيته أعانك الله على مَا ولاك وألهمك الشُّكْر على مَا خولك وأعانك على مَا استرعاك فَأَمرهمْ فانصرفوا ثمَّ قَالَ لي الْمَنْصُور خُذ مَعَك ثَلَاث بدر وَاتبع الْقَوْم فَإِن اخذها مَالك كلهَا فادفعها إِلَيْهِ وَإِن أَخذ ابْن أبي ذِئْب أَو ابو حنيفَة شَيْئا فجئني بِرَأْسِهِمَا فَأتيت ابْن أبي ذِئْب فَقلت لَهُ فَقَالَ مَا أرْضى هَذَا المَال لَهُ فَكيف آخذه لنَفْسي وَقَالَ أَبُو حنيفَة مَا أَنْفَع لَهُ إِن كَانَ يُعْطي من يرحم ان يرحم نَفسه مِمَّن يظلم وَالله لَو ضرب عنقِي عَن ان امس مِنْهَا درهما مَا مسسته وأتيت مَالِكًا فَأَخذهَا كلهَا فَأتيت الْمَنْصُور فأعلمته فَقَالَ بِهَذِهِ الصيانة حقنوا دِمَاءَهُمْ۔

(ترجمہ:) ''ابوحفص عمر بن ابراہیم مقریؒ نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا کہا ربیع بن یونس کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ خلیفہ منصور نے حضرت امام مالک، امام ابن ابی ذئب اور امام ابوحنیفہ کو جمع کر کے ان سے کہا: اس امر (خلافت) کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو اللہ تعالیٰ نے امرِ امت سے مجھے عطا فرمایا کیا میں اس کا اہل ہوں؟ مذکورہ حضرات خاموش رہے تو اس نے جناب ابن ابی ذئب سے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس امت امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امر (خلافت) کا ہار میرے گلے میں ڈالا آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جناب ابن ابی ذئب نے کہا: دنیا کی بادشاہی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا

ہے اور آخرت کی بادشاہی اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے طلب کرے اور اس کی موافقت کرے۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے تو موافقت آپ کے قریب ہوگی اور اگر نافرمانی کریں گے تو دور ہو جائے گی اور خلافت اہل تقویٰ کے اجماع اور اس کے والی کی مدد سے ہوتی ہے جبکہ آپ اور آپ کے مددگار توفیق سے خارج ہیں مخلوق سے بلند ہیں پھر اگر آپ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کریں اور پاکیزہ اعمال کیساتھ اس کا قرب حاصل کرنا چاہیں تو اس میں آپ کی نجات ہوگی ورنہ آپ کو طلب کیا جائے گا۔ ابن ابی ذئب نے کہا: میں اور امام مالک بن انس اپنے کپڑے اکھٹے کر رہے تھے اس خوف سے کہ ہم پر خون چھڑکا جائے گا۔ پھر اس نے امام ابوحنیفہ سے کہا: آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: دین کی راہنمائی کا طالب غصے سے دور ہوتا ہے، جب آپ نے اپنے لیے خیر خواہی چاہی تو آپ نے جانا کہ ہمارے اکھٹے ہونے سے اللہ آپ کو رد نہیں کرے گا اور آپ نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ عام لوگوں کو بتائیں کہ ہم آپ کے بارے میں آپ کی تلوار اور قید خانہ کے ڈر سے وہی کہتے ہیں جس کی آپ خواہش رکھتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ آپ خلافت کے والی بنے جبکہ اہل تقویٰ میں سے دو آدمیوں کے دل بھی آپ پر راضی نہیں ہے ،خلافت تو مومنوں کے اجماع اور مشاورت سے ہوتی ہے پس یہ ابوبکر چھ مہینوں سے فیصلہ ماننے سے رکے ہوئے ہیں حتی کہ اہل یمن کی بیعت بھی ان کے پاس آئی۔ خلیفہ منصور نے امام مالک سے کہا: آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اہل نہ جانتا تو امت کی خلافت کی بادشاہی آپ کے مقدر نہ کرتا، اس نے لوگوں سے ان کے نبی کے بعد اس کو دور کر دیا تھا اور یہ امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کے قریب کر دیا ہے، جس پر آپ حکمران بنے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور جس کا معاملہ آپ کے سپرد کیا گیا اس پر شکر الہام کرے اور جس کی طرف آپ توجہ فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے!۔ پس خلیفہ نے انہیں واپس جانے کا کہا تو وہ واپس چلے گئے۔ ربیع بن یونس کہتے ہیں: پھر منصور نے مجھ سے کہا: اپنے ساتھ تین تھیلیاں مال کی لے کر ان لوگوں کے پیچھے جا! اگر مالک یہ ساری لے لیں تو انہیں دے دینا! اگر ابن ابی ذئب یا ابوحنیفہ ان میں سے کچھ بھی لیں تو ان دونوں کا سر میرے پاس لے کر آنا! چنانچہ میں ابن ابی ذئب کے پاس آیا اور ان سے یہ مال لینے کو کہا تو آپ نے فرمایا: میں اس مال پر راضی نہیں ہوں تو اپنے لیے اسے کیسے لے سکتا ہوں؟ اور امام ابوحنیفہ نے کہا: اس سے کتنا نفع ہوتا اگر یہ مظلوم کو دیا جاتا کہ وہ اس سے اپنے اوپر رحم کر سکے، اللہ کی قسم! اگر میری گردن ماردی جائے کہ میں ان میں سے ایک درہم کو ہاتھ لگاؤں تو بھی میں ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ ربیع بن یونس کہتے ہیں: میں امام مالک کے

پاس آیا تو آپ نے وہ سارا مال لے لیا۔ پھر میں نے منصور کے پاس آکر یہ بات بتائی تو اس نے کہا: اس بچاؤ کی وجہ سے انہوں نے اپنے خون بچالیے"۔

حاکم وقت کے سامنے کلمہ حق:

أخبرنا ابو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا أحمد ابن محمد بن مغلس قال ثنا ابن أبي اويس قال سمعت الربيع بن يونس يقول سمعت المنصور يقول للفقهاء وفيهم أبو حنيفة أليس الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم صحيح المؤمنون عند شروطهم فقالوا بلى فقال إن أهل الموصل شرطوا ان لا يخرجوا علي وقد خرجوا فقد أحل الله لي دماءهم وأموالهم فسكت أبو حنيفة رضي الله عنه وجعل الجواب يكون من غيره فقال رجل منهم يدك المبسوطة عليهم وقولك المقبول فيهم فإن عفوت فأهل العفو أنت وإن عاقبتهم فيما يستحقون فقال المنصور لأبي حنيفة ما تقول أنت يا شيخ فقال ألسنا في خلافة نبوة وأمان قال بلى قال إنهم شرطوا لك ما لا يملكون وشرطت عليهم ما ليس لك فإن اخذت ما لا يحل فشرط الله احق ان يوفى به فقال قوموا فقاموا فتفرقوا ثم أحضرهم فقال لأبي حنيفة يا شيخ إني فكرت فيما قلت فإذا القول كما قلت انصرف إلى بلادك ولا تفتي الناس بما يكون فيه شين على إمامك فتبسط على أيدي الخوارج۔

(ترجمہ:) "ابو القاسم عبد اللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا احمد ابن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی اویس نے بیان کیا کہا میں نے ربیع بن یونس کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے خلیفہ منصور سے سنا وہ فقہاء سے کہہ رہا تھا اور ان میں امام ابو حنیفہ بھی تھے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے: "مومن اپنے شرطوں کے پاس ہوتے ہیں؟" فقہاء نے کہا: ہاں کیوں نہیں تو خلیفہ منصور نے کہا: اہل موصل نے شرط لگائی تھی کہ وہ مجھ پر خروج نہیں کریں گے لیکن انہوں نے خروج کیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ان کے خون اور مال حلال کر دیئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور آپ کے علاوہ سے جواب آیا کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا: آپ کا ہاتھ ان پر کھلا ہوا ہے اور ان کے متعلق آپ کا قول مقبول ہے پس اگر آپ معاف کر دیں تو آپ معاف کرنے والے ہیں اور اگر جس کے وہ مستحق ہیں آپ سزا دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ منصور نے امام ابو حنیفہ سے کہا: اے شیخ آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا ہم خلافت نبوت اور امان میں نہیں ہیں؟

اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں ۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: انہوں نے آپ پر وہ شرط لگائی جس کے وہ مالک نہیں اور آپ نے ان پر وہ شرط لگائی جو آپ کے لیے جائز نہیں پس اگر آپ انہیں پکڑیں گے تو اسے پکڑیں گے جو حلال نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ حق رکھتی ہے کہ اسے پورا کیا جائے ۔ خلیفہ منصور نے لوگوں سے کہا: تم لوگ اٹھو! (یعنی یہاں سے چلے جاؤ!) چنانچہ وہ کھڑے ہوکر ادھر ادھر چلے گئے پھر لوگوں کو حاضر کیا تو امام ابوحنیفہ سے کہا: اے شیخ! میں نے تمہاری بات میں غور وفکر کیا تو بات ٹھیک وہی ہے جو تم نے کہی ہے تم اپنے شہر لوٹ جاؤ! اور لوگوں کو ایسا فتویٰ نہ دینا جس میں تیرے امام (خلیفہ) پر کوئی عیب ہو ورنہ تو خوارج کے ہاتھ تم کھول دو گے“۔

استاد کی کوئی بات فائدے سے خالی نہیں ہوتی:

أخبرنا أبو عبد الله مُحَمَّد بن عمران بن مُوسَى المرزباني قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن يحيى الصولى قَالَ سَمِعت أَبَا خازم القَاضِي يَقُول قَالَ أَبُو حنيفَة كُنَّا نأتي حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان فَلَا ننصرف من عِنده إِلَّا بفائدة فجئناه يَوْمًا فَلم نفد مِنْهُ شَيْئا إِلَّا أَنه قَالَ إِذا وَردت عَلَيْك مَسْأَلَة معضلة فَاجْعَل جوابها مِنْهَا فحفظت ذَلِك وانا لَا أرى أَنه شَيْء فَلَمَّا كَانَ بعده بدهر صرت إِلَى دَار الْمَنْصُور فَخرج إِلَى الرّبيع الْحَاجِب ممتحنا فَقَالَ أَفْتِنِي فِي أَمِير الْمُؤمنِينَ يَأْمُرنِي بقتل النَّفس وَأخذ الْأَمْوَال أعلي فِي طَاعَته شَيْء فَذكرت قَول حَمَّاد فَقلت أَلَيْسَ يَأْمُرك أَمِير الْمُؤمنِينَ بِحَق قَالَ بلَى قلت فافعل إِذا امرك بذلك وَأَنت مأجور.

(ترجمہ:) ”ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا مجھ سے محمد بن یحیی الصولی نے بیان کیا کہا میں نے قاضی ابوخازم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا: ہم حضرت حماد بن ابوسلیمان کے پاس آیا کرتے تھے تو ان سے فائدہ حاصل کر کے ہی واپس لوٹتے تھے چنانچہ ایک دن ہم واپس آئے تو ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا مگر آپ نے فرمایا: جب تجھ پر کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش ہو تو اس کا جواب اسی سوال سے دو! پس میں نے یہ یاد کرلیا جبکہ میرا نہیں خیال تھا کہ یہ بھی کوئی فائدہ والی بات ہے۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد میں خلیفہ منصور کے گھر میں تھا کہ اس کا حاجب ربیع میرے پاس آزمائش ڈالنے کے لیے آیا تو اس نے کہا: مجھے امیر المومنین منصور نے متعلق فتوی دیجئے کہ وہ مجھے جان کو قتل کرنے اور اموال لینے کا حکم دیتے ہیں کیا ان کی اطاعت میں سے کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت حماد کا فرمان یاد آیا تو میں نے کہا: کیا امیر المومنین تجھے حق کا حکم نہیں دیتے؟ اس نے کہا: ہاں

کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: میں نے کہا: تو جس کا انہوں نے تجھے حکم دیا ہے وہ کر! اس پر تجھے اجر ملے گا"۔

قَالَ مُحَمّد فَفعل شريك مثل ذَلِك فِيمَا ثَنَا مُحَمّد بن عَليّ الآخرى قَالَ ثَنَا أَبُو العيناء حَدثنَا الجاحظ قَالَ قَالَ الْمهْدي لِشَرِيك وَعِيسَى بن مُوسَى عِنْده لَو شهد عَنْك عِيسَى كنت تقبله وَأَرَادَ ان يغري بَينهمَا فَقَالَ شريك من شهد عِنْدِي سَأَلت عَنهُ وَلَا نسْأَل عَن عِيسَى إِلَّا أَمِير الْمُؤمنِينَ فَإِن زكيته يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ قبلته فقلبها عَلَيْهِ۔

(ترجمہ:) "محمد نے کہا: شریک نے بھی اسی کی مثل کیا اس روایت میں جسے محمد بن علی آخری نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء نے ہم سے بیان کیا کہا جاحظ نے ہم سے بیان کیا کہا خلیفہ مہدی نے شریک سے کہا جبکہ عیسیٰ بن موسیٰ اس کے پاس تھے: اگر عیسیٰ بن موسیٰ تیرے پاس گواہی دے تو اسے قبول کرلے گا۔ مہدی نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کے درمیان نزاع پیدا کیا جائے تو شریک نے کہا: جو میرے پاس گواہی دیتا ہے اس سے میں سوال کرتا ہوں اور عیسیٰ کے متعلق ہم سوال نہیں کریں گے سوائے امیرالمومنین کے، پس اے امیرالمومنین! اگر آپ اس کا تزکیہ کریں تو میں اسے قبول کرلوں گا۔ پس شریک نے ان کا معاملہ انہی پر پلٹ دیا"۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کی ناکام کوشش:

أخبرنَا أَبُو عبد الله المرزباني قَالَ حَدثنِي عبد الْوَاحِد بن مُحَمّد الخسيني قَالَ ثَنَا أَبُو خازم القَاضِي قَالَ تقلد الْكُوفَة رجل من قبل أبي جَعْفَر الْمَنْصُور فَأَرَادَ أَذَى أبي حنيفَة فَقَالَ وَالله لأسألنه عَن مَسْأَلَة يكون سَبَب لقَتله ثمَّ أحضرهُ على رُؤُوس النَّاس فَقَالَ إِن أَمِير الْمُؤمنِينَ يَأْمُرنِي بِضَرْب الْأَعْنَاق وَسفك الدِّمَاء وَأخذ الْأَمْوَال وانتهاك الْمَحَارِم أفأطيعه فِي ذَلِك أم أعصيه فَقَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة مَا يَأْمُرك بِهِ أَمِير الْمُؤمنِينَ طَاعَة لله ام مَعْصِيَته قَالَ لَا بل طَاعَة لله فَقَالَ لَهُ ابو حنيفَة أطع أَمِير الْمُؤمنِينَ أكرمه الله فِي كل مَا كَانَ طَاعَة لله وَلَا تعصه وَخرج وَأَصْحَابه على الْبَاب فَقَالَ لَهُم أَرَادَ الرجل ان يرهقنا فأرهقناه فَإِذا أتتكم معضلة فاجعلوا جوابها مِنْهَا۔

(ترجمہ:) "ابوعبداللہ المرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا مجھ سے عبدالواحد بن محمد حسینی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوخازم قاضی نے بیان کیا کہا: خلیفہ ابوجعفر منصور کی طرف سے ایک آدمی کوفہ کا گورنر بنا تو اس نے امام ابوحنیفہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور ان سے ایسے مسئلہ کے

متعلق سوال کروں گا جو ان کے قتل کا سبب بنے گا۔ پھر اس نے لوگوں کی موجودگی میں اس نے آپ کو حاضر کیا تو اس نے کہا: امیر المومنین مجھے گردنے مارنے ،خون بہانے ،مال لوٹنے اور محارم کی ہتک کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اس مسئلہ میں کیا میں ان کی اطاعت کروں یا نافرمانی؟ امام ابوحنیفہ نے اس سے فرمایا: امیر المومنین جو تجھے اس کا حکم دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ہوتا ہے یا نافرمانی کا؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا۔ امام ابوحنیفہ نے اس سے فرمایا: تو امیر المومنین کی اطاعت کر! اللہ تعالیٰ ان کے ہر اس مسئلے میں عزت دے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور تو ان کی نافرمانی نہ کرنا! یہ کہہ کر آپ باہر تشریف لے آئے۔ آپ کے اصحاب دروازے پر کھڑے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اس آدمی نے ہمیں پریشانی میں مبتلا کرنا چاہا تو ہم نے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ جب تمہارے پاس کوئی پیچیدہ مسئلہ آئے تو اس کا جواب اسی سے دو!"۔

عہدہ قضا قبول کرو!:

أخبرنا عمر بن ابراهيم وَعبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد قَالَ خبرت عَن عبيد بن إِسْمَاعِيل قَالَ بعث الْمَنْصُور إِلَى أبي حنيفَة وسُفْيَان الثَّوْريّ وَشريك فأدخلوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُم لم أدعكم إِلَّا لخير وَكتب قبل ذَلِك ثَلَاث عهود فَقَالَ لِسُفْيَان هَذَا عَهدك على قَضَاء الْبَصْرَة فَخذه وَالحق بهَا وَقَالَ لِشَرِيك هَذَا عَهدك على قَضَاء الْكُوفَة فَخذه وامض وَقَالَ لأبي حنيفَة هَذَا عَهدك على قَضَاء مدينتي وَمَا يَليهَا فَخذه ثمَّ قَالَ لحاجبه وَجه مَعَهم أَو كَمَا قَالَ فَمن أبي فَاضْرِبْهُ مائَة سَوط.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم اور عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن محمد نے بیان کیا کہا مجھے عبید بن اسماعیل سے خبر دی گئی کہا: خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ ،امام سفیان ثوری اور امام شریک کو حاضر ہونے کا پیغام تو وہ اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سے کہا: میں نے تمہیں صرف خیر کے لیے بلایا ہے اور اس نے اس سے پہلے تین شاہی فرمان لکھے تھے۔ اس نے حضرت سفیان ثوری سے کہا: یہ تمہارا شاہی فرمان ہے بصرہ کی قضاء پر آپ اسے لے لیں اور وہاں چلے جائیں اور جناب شریک سے کہا: یہ آپ کا شاہی فرمان ہے کوفہ کی قضاء کا اسے لے لو اور وہاں چلے جاؤ! اور امام ابوحنیفہ سے کہا: یہ تمہارا شاہی فرمان ہے میرے شہر (بغداد) اور اس کے اردگرد شہروں کی قضاء کا پس تم اسے لے لو! پھر اس نے اپنے حاجب سے کہا: تو ان کیساتھ جا! یا ایسا ہی کہا، جو انکار کرے اسے سو کوڑے مارنا"۔

فَأَما شريك فَأَخذ عَهده وَمضى وَأما سُفْيَان فَقَالَ لعون كَانَ وكل بِهِ هُوَ ذَا أخرج وَدخل منزله فَوضع الْكتاب فِي طاق بَيته وهرب إِلَى الْيمن فَيُقَال أَن هِشَام بن يُوسُف وَعبد الرَّزَّاق سمعا مِنْهُ هُنَاكَ وَيُقَال إِنَّه كَانَ يُحَدِّثهُمْ قَائِما على رجله خشيَة فَحَدثهُمْ أَرْبَعَة آلَاف حَدِيث فَأَما أَبُو حنيفَة فَلم يقبل الْعَهْد فَضرب مائَة سَوط وَحبس وَمَات فِي الْحَبْس هَكَذَا حَدَّثَنِيهِ عبيد بن إِسْمَاعِيل۔

(ترجمہ:)''جناب شریک نے اپنا شاہی فرمان لیا اور چلے گئے اور جناب سفیان ثوری نے اس مددگار سے کہا جو آپ کا وکیل بنایا گیا تھا: ذرا ٹھہرو! میں آتا ہوں اور اپنے گھر گئے، خط اپنے گھر کی طاق میں رکھا اور یمن کی طرف بھاگ گئے۔ کہا جاتا ہے: ہشام بن یوسف اور عبدالرزاق نے آپ سے وہیں پر احادیث سماعت کیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ خوف کی پیش نظر پاؤں پر کھڑے ہوکر حدیث بیان کیا کرتے تھے پس آپ نے چار ہزار احادیث ان سے بیان کیں۔ اور امام ابوحنیفہ نے وہ شاہی فرمان قبول نہ کیا جس کی وجہ سے آپ کو سو کوڑے مارے گئے اور آپ کو قید کر دیا گیا اور آپ نے قید میں ہی وفات پائی۔ ایسے ہی عبید بن اسماعیل نے ہم سے اسے بیان کیا''۔

قَالَ عبد الْوَهَّاب سَمِعت مُحَمَّد بن شُجَاع يَقُول سَمِعت شَيخا يكنى أَبَا معشر يحدث بِهَذَا الحَدِيث فَسَأَلت الْحسن بن أبي مَالك عَن ذَلِك فَقَالَ لي هَذَا مَشْهُور من أمره مَا زلنا نتذاكر هَذَا ونتحدث بِهِ قَالَ جِيءَ بِأبي حنيفَة إِلَى الْمَنْصُور فأنزله قَالَ فجَاء الْحسن بن عمَارَة فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حنيفَة قد احتجت إِلَيْك وَإِلَى رَأْيك الْيَوْم قد أَمر لي بجائزة وَذكر أُلُوف دَرَاهِم فَإِن لم أقبلها خشيت ان أقتل فاحتل لي فِي صرفهَا عني قَالَ وَأمر لأبي حنيفَة بِعشْرَة آلَاف دِرْهَم وَكَانَ الْمُتَوَلِي لإعطاء ذَلِك الْحسن بن قَحْطَبَة فَلَمَّا أحس أَبُو حنيفَة بِأَنَّهُ يُرْسل بهَا إِلَيْهِ أصبح لَا يكلم احدا كَأَنَّهُ مغمى عَلَيْهِ فَأتى فِي ذَلِك الْيَوْم بِالدَّرَاهِمِ فجَاء بهَا رَسُول الْحسن بن قَحْطَبَة فَدخل بهَا عَلَيْهِ فَقَالُوا لَهُ مَا تكلم الْيَوْم بِكَلِمَة فَقَالَ كَيفَ أصنع قَالُوا أنظر مَا ترى فوضعها فِي مَسْجِدي فِي نَاحيَة الْبَيْت فَانْصَرف فَمَكثت تِلْكَ البدرة فِي ذَلِك الْموضع۔

(ترجمہ:)''عبدالوہاب نے کہا: میں نے محمد بن شجاع کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک شیخ سے سنا جن کی کنیت ابومعشر ہے وہ یہ روایت بیان کرتے تھے پس میں نے حسن بن ابو مالک سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے مجھ سے کہا: یہ ہمارے امر میں مشہور روایت ہے، ہم ہمیشہ اس کا ذکر کرتے اور بیان

کرتے ہیں کہا: امام ابوحنیفہ کو خلیفہ منصور کے پاس لایا گیا تو آپ کو اس نے اتارا۔ کہا: حسن بن عمارہ نے آکر آپ سے کہا: اے ابوحنیفہ! آج مجھے تیری اور تیری رائے کی ضرورت ہے۔ مجھے انعام قبول کرنے کا حکم دیا گیا اور اس نے ہزاروں دراہم کا ذکر کیا پس اگر میں انہیں قبول نہ کروں تو قتل کر دیئے جانے کا مجھے ڈر ہے اس سے خلاصی کو کوئی حیلہ کیجئے!۔ راوی کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہ کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ دینے کا نگران حسن بن قحطبہ تھا۔ جب امام ابوحنیفہ نے محسوس کیا کہ وہ درہم آپ کی طرف بھیجے گا تو آپ ایسے ہوگئے کہ کسی سے بات نہیں کرتے گویا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہے۔ پس اس دن درہم لائے گئے جنہیں حسن بن قحطبہ کا قاصد لے کر آپ کے پاس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا: آپ نے آج کے دن ایک بات بھی نہیں کی تو اس نے کہا: میں کیسے کروں؟ لوگوں نے کہا: جیسے تیری مرضی! تو اس نے گھر کے کونے میں جائے نماز میں انہیں رکھا اور لوٹ گیا۔ پس وہ تھیلی اسی جگہ پڑی رہی''۔

فَلَمَّا مَاتَ أَبُو حنيفَة كَانَ ابنه حَمَّاد غَائِبا فَقدم بعد مَوته فَحمل البدرة فَأتى بهَا بَاب الْحسن ابْن قَحْطَبَة فَاسْتَأْذن فَأذن لَهُ فَدخل فَقَالَ إِنِّي وجدت فِي وَصِيَّة أبي إِذا دفنت فَخذ هَذِه البدرة الَّتِي فِي زَاوِيَة الْبَيْت فأت بهَا الْحسن بن قَحْطَبَة فَقل هَذِه وديعتك الَّتِي كَانَت عندنَا فأدخلت البدرة فَنظر إِلَيْهَا الْحسن وَقَالَ لَهُ رحم الله أَبَاك لقد شح على دينه إِذْ سخت بِهِ أنفس اقوام كَثِيرَة۔

(ترجمہ:) ''جب امام ابوحنیفہ فوت ہوئے تو آپ کے بیٹے حماد غائب تھے جب آپ کی وفات کے بعد آئے تو وہ تھیلی اٹھا کر حسن بن قحطبہ کے دروازے پر آئے، اجازت طلب کی تو آپ کو اجازت دی گئی چنانچہ آپ نے اندر آکر کہا: میں نے اپنے والد کی وصیت پائی ہے کہ جب مجھے دفن کر دیا جائے تو یہ تھیلی جو میرے گھر کے کونے میں پڑی ہے اسے لے کر حسن بن قحطبہ کے پاس جانا اور کہنا: یہ تمہاری امانت تھی جو ہمارے پاس تھی۔ پس تھیلی دی گئی تو حسن نے اس کی طرف دیکھا اور آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے والد پر رحم فرمائے! ان کو اپنے دین کی لالچ تھی کیونکہ بہت سے لوگوں کی جانوں کو اس کی وجہ سے سختی ہوئی''۔

أخبرنَا ابو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد الْكَاتِب قَالَ ثَنَا عَبَّاس الدوري قَالَ حدثونا عَن الْمَنْصُور انه لما بنى مدينته ونزلها وَنزل الْمهْدي فِي الْجَانِب الشَّرْقِي وَبنى مَسْجِد الرصافة أرسل إِلَى أبي حنيفَة فجيء بِهِ فَعرض عَلَيْهِ قَضَاء الرصافة فَأبى فَقَالَ لَهُ إِن لم تفعل ضربتك بالسياط قَالَ أَو تفعل قَالَ نعم فَقعدَ فِي الْقَضَاء يَوْمَيْنِ فَلم يَأْته احد فَلَمَّا كَانَ فِي

الْيَوْم الثَّالِث أَتَاهُ رجل صفار وَمَعَهُ آخر فَقَالَ الصفار لي على هَذَا دِرْهَمَانِ وَأَرْبَعَة دوانيق بَقِيَة ثمن تور صفر فَقَالَ أَبُو حنيفَة اتَّقِ الله وَانْظُر فِيمَا يَقُول الصفار قَالَ لَيْسَ لَهُ عَليّ شَيْء فَقَالَ أَبُو حنيفَة للصفار مَا تَقول قَالَ استحلفه لي فَقَالَ ابو حنيفَة للرجل قل وَالله الَّذِي لَا إِلَه إِلَّا هُوَ فَجعل يَقُول فَلَمَّا رَآهُ ابو حنيفَة معزما على ان يحلف قطع عَلَيْهِ وَضرب بِيَدِهِ إِلَى كمه فَحل صرة وَأخرج دِرْهَمَيْنِ ثقيلين فَقَالَ للصفار هَذَانِ الدرهمان عوض من بَاقِي تورك فَنظر الصفار إِلَيْهِمَا وَقَالَ نعم فَأخذ الدرهمين فَلَمَّا كَانَ بعد يَوْمَيْنِ اشْتَكَى ابو حنيفَة فَمَرض سِتَّة أَيَّام ثمَّ مَاتَ۔

(ترجمہ:)''ابوعبید مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد کاتب نے ہم سے بیان کیا کہا عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہا خلیفہ منصور کے حوالے سے ہم سے بیان کیا گیا کہ جب خلیفہ نے اپنا شہر بنایا اور اوراس میں رہائش اختیار کی اور مہدی نے مشرقی جانب رہائش اختیار کی اور خلیفہ نے مسجد رصافہ بنوائی تو امام ابوحنیفہ کو بلوانے کے لیے آدمی بھیجا تو وہ آپ کو لے کر آ گیا۔اس نے رصافہ کی قضاء کا عہدہ آپ پر پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا۔اس نے آپ سے کہا:اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں آپ کو کوڑوں سے ماروں گا!آپ نے فرمایا:کیا تو ایسا کرے گا؟اس نے کہا:ہاں۔پس آپ دو دن عہدہ قضاء پر بیٹھے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا جب تیسرا دن ہوا تو آپ کے پاس صفار(پیتل کا کاروبار کرنے والا آدمی) آیا اور اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی تھا۔صفار نے کہا:دو درہم چار دوانیق پیتل خریدنے کی قیمت اس آدمی پر میرے لازم ہیں(اور یہ واپس نہیں دے رہا)۔امام ابوحنیفہ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صفار کی کہی ہوئی بات میں غور کر!اس نے کہا:اس کی کوئی چیز واپس کرنا مجھ پر لازم نہیں ہے۔امام ابوحنیفہ نے صفار سے کہا:تو کیا کہتا ہے؟اس نے کہا:اس سے قسم لیجئے!امام ابوحنیفہ نے اس آدمی سے کہا:کہہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ آدمی ایسے ہی قسم کہنے لگا۔جب امام ابوحنیفہ نے دیکھا کہ وہ قسم اٹھانے پر عزم کیے ہوئے ہے اس کی بات کاٹ دی اور اپنا ہاتھ اس کی کلائی پر مارا تو ایک تھیلی نکلی آپ نے دو بھاری درہم نکال کر صفار سے کہا:یہ دو درہم تمہارے باقی سامان کے عوض ہیں؟اس نے کہا:جی ہاں پھر اس نے دو درہم لے لیے۔اس واقعہ کے دو دن بعد امام ابوحنیفہ بیمار ہو گئے اور چھ دن بیمار رہے پھر آپ نے وفات پائی''۔

قَالَ ابو الْفضل وَهَذَا قَبره فِي مَقَابِر الخيزران إِذا دخلت من بَاب القطانين يسرة بعد قبرين أَو ثَلَاثَة۔

(ترجمہ:) ''ابوالفضل نے کہا: آپ کی قبر خیزران کے قبرستان میں ہے ۔اس قبرستان کے باب القطانین سے جب تو داخل ہوگا تو دو یا تین قبریں چھوڑ کر دائیں جانب آپ کی قبر ملے گی''۔

امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری:

أَخْبَار أبي حنيفة مَعَ سُفْيَان الثَّوْرِیّ۔

امام ابوحنیفہ کی اخبار حضرت سفیان ثوری کیساتھ

أخبرنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصراف قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد المنصوری قَالَ ثَنَا عَلیّ بن مُحَمَّد النَّخعِیّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن الرّبيع قَالَ ثَنَا حَامِد بن آدم قَالَ ثَنَا بشار بن قِيرَاط وَكَانَ شريك أبي حنيفَة قَالَ حججت مَعَ أبي حنيفَة وسُفْيَان فَكَانَا إِذا نزلا منزلا أَو بَلْدَة اجْتمع عَلَيْهِمَا النَّاس وَقَالُوا فَقِيها الْعرَاق فَكَانَ سُفْيَان يقدم أَبَا حنيفَة وَيَمْشي خَلفه وَإِذا سُئِلَ عَن مَسْأَلَة وأبو حنيفة حَاضر لم يجب حَتَّى يكون أَبُو حنيفَة هُوَ الَّذِي يُجيب فَسئلَ ابو حنيفَة عَن النَّبِيذ فَأَرَادَ ان يرخص فِيهِ فَوضع سُفْيَان يَده على فَم أبي حنيفَة ثمَّ قَالَ لَهُ إِن رخصتنا بِالْكُوفَةِ لَا تقبل بِالْمَدِينَةِ۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد الصراف نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا حامد بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہا بشار بن قیراط نے ہم سے بیان کیا اور وہ امام ابوحنیفہ کے کاروبار میں شریک تھے کہا: میں نے امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری کیساتھ حج کیا۔ یہ دونوں جب کسی جگہ یا کسی شہر میں اترتے تو ان پر لوگ اکٹھے ہو جاتے اور کہتے: یہ دونوں عراق کے فقیہ ہیں ۔حضرت سفیان ثوری، حضرت ابوحنیفہ سے آگے چلتے تھے اور حضرت ابوحنیفہ ان کے پیچھے چلتے تھے۔ جب کسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاتا جبکہ حضرت ابوحنیفہ موجود ہوتے تو وہ جواب نہ دیتے جب تک حضرت ابوحنیفہ اس کا جواب نہ دیتے چنانچہ حضرت ابوحنیفہ سے نبیذ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اس میں رخصت دینی چاہی تو حضرت سفیان نے اپنا ہاتھ حضرت ابوحنیفہ کے منہ پر رکھا پھر ان سے کہا: ہماری کوفہ میں رخصت مدینہ میں قبول نہیں کی جائے گی''۔

أخبرنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا النَّخعِيّ القَاضِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عَليّ بن عَفَّان قَالَ ثَنَا يحيى بن عبد الحميد عَن أَبِيه قَالَ بلغ أَبَا حنيفَة أَن سُفْيَان يتدثر بِثَوْبِهِ وينام خلف أسطوانته فيتسمع مسَائِله فَقَالَ أَبُو حنيفَة إِذا جَاءَ فآذنوني فَقيل لَهُ

قد جاء سُفیان فقال حدثنی سعید بن مسروق أبو هذا المسجی عن عبایة بن رفاعة عن رافع بن خدیج ان بعیرًا من أہل الصدقة ند فرماہ رجل بسہم فسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك فقال کلوہ فإن لهذه الإبل أوابد کأوابد الوحش فما ند علیکم فاصنعوا بہ ھکذا قال فلم یرجع سُفیان بعد ذلك۔

(ترجمہ:) ”احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی بن عفان نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: امام ابوحنیفہ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت سفیان ثوری اپنے اوپر کپڑا ڈال کر آپ (ابوحنیفہ) کے ستون کے پیچھے سوتے ہیں، اس ترکیب سے وہ آپ کے مسائل سنتے ہیں (وہ سوئے ہوئے نہیں ہوتے) تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب وہ آئیں تو مجھے بتانا۔ آپ سے کہا گیا: جناب سفیان آگئے ہیں تو آپ نے فرمایا: مجھ سے جناب سعید بن مسروق اس چادر ڈال کر سونے والے کے باپ نے بیان کیا وہ عبایہ بن رفاعہ سے راوی وہ حضرت رافع بن حدیج سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو ایک آدمی نے اسے تیر مارا، نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اسے کھاؤ! کیونکہ اس اونٹ میں ایسا آوارہ پن ہے جیسے جنگلی میں آوارہ پن ہوتا ہے لہذا جو تم پر ایسے ہی بھاگ جائے تم اس کیساتھ ایسے ہی کرو۔ راوی کا بیان ہے اس کے بعد جناب سفیان لوٹ کر نہیں آئے“۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا ابن سماعة قال سمعت أبا يوسف قال كان أبو حنيفة يجلس فكان سُفيان يأتي متنكرا يسمع مايقول من حيث لا يعلم به فانصرف فإذا رجل نائم ملتف بكسائه فقال أبو حنيفة حدثني أبو هذا النائم سعيد بن مسروق والذي يعلم ما أقول لوددت ان كل شيء أحسنه في صدره أو صدر صبيان الكتاب۔

(ترجمہ:) ”عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابو یوسف سے سنا آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ مجلس لگاتے تو جناب سفیان حالت بدل کر آتے وہ سنتے آپ کیا کہتے ہیں جہاں سے جناب سفیان ثوری کو معلوم نہیں ہوتا پھر لوٹ جاتے۔ ایک بار دیکھا کہ آپ اپنی چادر میں لپٹے آدمی سو

رہے ہیں تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: مجھ سے اس سونے والے کے والد سعید بن مسروق نے بیان کیا وہ جانتا ہے جو میں کہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ہر چیز اس کے سینے میں ڈال دوں یا کتاب کی طرف مائل ہونے والے کے سینے میں ڈال دوں"۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی کتاب الرہن امام سفیان ثوری کے پاس:

اس اعتراض کا ازالہ کہ امام اعظم کی کوئی کتاب نہیں:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الحُلوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمَد قَالَ ثنا احْمَد يَعْنِي ابْن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا الْحسن بن بشر قَالَ حَدثنِي زَائِدَة قَالَ رَأَيْت تَحت رَأس سُفْيَان كتابا ينظر فِيهِ فاستأذنته فِي النّظر فِيهِ فَدفعهُ إِلَيّ فَإِذا هُوَ كتاب الرَّهْن لأبي حنيفَة فَقلت لَهُ تنظر فِي كتبه فَقَالَ وددت انها كلهَا عِنْدِي مجتمعة أنظر فِيهَا مَا بَقِي فِي شرح الْعلم غَايَة وَلَكنَا مَا ننصفه.

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد یعنی ابن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے زائدہ نے بیان کیا کہا میں نے حضرت سفیان ثوری کے سر کے نیچے کتاب دیکھی جس میں آپ دیکھتے تھے چنانچہ میں نے اس میں دیکھنے کی آپ سے اجازت مانگی تو آپ نے مجھے وہ دی تو دیکھا وہ امام اعظم ابوحنیفہ کی کتاب الرہن تھی تو میں نے آپ سے کہا: آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کا سارا علم میرے پاس اکٹھا ہو میں اس میں دیکھوں، علم کی تشریح میں کوئی انتہاء باقی نہیں رہی لیکن ہم نے ان کیساتھ انصاف نہیں کیا"۔

کیا امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو پڑھنا چاہیے؟ ابومسلم کا سوال اور امام یزید بن ہارون کا جواب:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ سَمِعت سجادة قَالَ دخلت أَنا وَأَبُو مُسلم الْمُسْتَمْلِي على يزِيد بن هَارُون وَهُوَ نَازل بِبَغْدَاد على مَنْصُور بن مهْدي فصعدنا إِلَى غرفَة هُوَ فِيهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُسلم مَا تَقول يَا أَبَا خَالِد فِي أبي حنيفَة وَالنَّظَر فِي كتبه فَقَالَ أنظروا فِيهَا إِن كُنْتُم تُرِيدُونَ أَن تفقهوا فَإِنِّي مَا رَأَيْت أحدا من الْفُقَهَاء يكره النّظر فِي قَوْله وَلَقَد احتال الثَّوْريّ فِي كتاب الرَّهْن حَتَّى نسخه.

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے سجادہ سے سنا کہا میں اور ابومسلم مستملی، حضرت یزید بن ہارون کے پاس آئے جبکہ آپ

بغداد میں منصور بن مہدی کے ہاں رہائش اختیار کیے ہوئے تھے چنانچہ ہم ایک کمرے میں آئے جس میں آپ تھے تو آپ سے ابومسلم نے کہا: اے ابوخالد! حضرت ابوحنیفہ اور آپ کی کتابیں پڑھنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر تم فقیہ بننا چاہتے ہو تو انہیں پڑھو! کیونکہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ کے قول کو پڑھنا مکروہ سمجھتا ہو اور حضرت سفیان ثوری نے ایک حیلے سے آپ کی کتاب الرہن لی یہاں تک کہ اسے لکھ لیا"۔

فقہ کے چار حافظ:

وَحدثنَا عبدالله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد قَالَ ثَنَا الْحُسَيْن بن حَمَّاد قَالَ كَانَ أَصْحَاب أبي حنيفَة الَّذين كَانُوا يلزمون الْحلقَة عشرَة وَكَانَ الْحفاظ للفقه كَمَا يحفظ الْقُرْآن أَرْبَعَة وهم زفر بن الْهُذيْل وَيَعْقُوب بن إِبْرَاهِيم وَأسد بن عَمْرو وعَلى بن مسْهر ويزعمون أَن سُفْيَان كَانَ يَأْخُذ الْفِقْه من عَليّ بن مسْهر من قَول أبي حنيفَة وَأَنه اسْتَعَانَ بِهِ وبمذاكرته على كِتَابه هَذَا الَّذِي سَمَّاهُ الْجَامِع۔

(ترجمہ:) "اور ہم سے عبداللہ بن محمد بزاز نے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ کے دس اصحاب تھے جو آپ کے حلقہ میں ہمیشہ رہتے، ان میں سے چار فقہ کے ایسے ہی حافظ تھے جیسے قرآن پاک حفظ کیا جاتا ہے اور وہ امام زفر بن ہذیل، امام (ابویوسف) یعقوب بن ابراہیم، امام اسد بن عمرو اور امام علی بن مسہر تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری جناب علی بن مسہر سے امام ابوحنیفہ کے قول سے فقہ حاصل کرتے تھے اور وہ اس سے فقہ پر مدد مانگتے اور آپ کی اس کتاب سے مذاکرہ کرتے جس کا نام حضرت ابوحنیفہ نے الجامع رکھا ہے"۔

فقیہ تام:

أخبرنَا عمر بن ابراهيم الْمُقْرِئ قَالَ ثَنَا ابو بكر مكرم بن احْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ قَالَ سَمِعت أَبَا عَاصِم النَّبِيل سُئِلَ أَيّمَا أفقه سُفْيَان أَو أَبُو حنيفَة فَقَالَ إِنَّمَا يُقَاس الشَّيْء على شكله أَبُو حنيفَة فَقِيه تَامّ الْفِقْه وسُفْيَان رجل متفقه۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوعاصم نبیل سے سنا، آپ سے سوال کیا گیا کہ سفیان ثوری بڑے فقیہ ہیں یا ابوحنیفہ؟ آپ نے فرمایا: چیز کو اپنے مثل پر قیاس کیا جاتا

ہے، ابوحنیفہ فقیہ تام ہیں اور سفیان فقہ حاصل کرنے والے آدمی ہیں''۔

أخبرنا عمر بن إبْرٰهِيمُ قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنا يحيى الحماني قَالَ سَمِعت عَلى ابْن مسْهر قَالَ كنت آتِي سُفْيَان فأزفه علم أبي حنيفَة فَبلغ ذَلِك أَبَا حنيفَة فَقَالَ وَيحك لم تحمل علمك إِلَى من لَا يحمدك عَلَيْهِ

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے علی بن مسہر سے سنا کہا میں جناب سفیان ثوری کے پاس آتا تھا تو ان پر امام ابوحنیفہ کا علم پیش کرتا تھا، جب یہ بات امام ابوحنیفہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! اپنا علم ایسے کی طرف نہ لے جاؤ جو تیری تعریف نہ کرے اس علم کی وجہ سے''۔

حدثنا عمر بن إبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مقَاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك قَالَ قلت لأبي عبد الله سُفْيَان الثَّوْرِيّ مَا تَقول فِي الدعْوَة قبل الْحَرْب قَالَ إِن الْقَوْم الْيَوْم قد علمُوا مَا يُقَاتلُون عَلَيْهِ فَقلت إِن أَبَا حنيفَة يَقُول فِيهَا مَا قد بلغك فَنَكس رَأسه ثمَّ رَفعه فَأبْصر يَمِينا وَشمَالًا فَلم ير أحدا قَالَ إِن كَانَ أَبُو حنيفَة يركب فِي الْعلم أحد من سِنَان الرمْح كَانَ وَالله شَدِيد الْأَخْذ للْعلم ذابا عَن الْمَحَارِم مُتبعا لأهل بَلَده لَا يسْتَحل أَن يَأْخُذ إِلَّا بِمَا يَصح عِنْده من الْآثَار عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم شَدِيد الْمعرفَة بناسخ الحَدِيث ومنسوخه وَكَانَ يطْلب أَحَادِيث الثِّقَات وَالْآخر من فعل النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَمَا أدْرك عَلَيْهِ عَامَّة الْعلمَاء من أهل الْكُوفَة فِي اتِّبَاع الْحق أَخذ بِهِ وَجعله دينه قد شنع عَلَيْهِ قوم فسكتنا عَنْهُم بِمَا نَسْتَغْفِر الله تَعَالَى مِنْهُ بل قد كَانَت منا اللَّفْظَة بعد اللَّفْظَة قَالَ قلت أَرْجُو ان يغْفر الله تَعَالَى لَك ذَلِك۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا میں ے ابن المبارک سے سنا آپ نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سفیان ثوری سے کہا: جنگ سے پہلے دعوت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کہا: آج لوگ جانتے ہیں جن کے خلاف جنگ کرتے ہیں ۔میں نے کہا: حضرت ابوحنیفہ اس بارے میں وہ کہتے ہیں جو آپ تک پہنچا ہے چنانچہ آپ نے اپنا سر جھکا لیا پھر اٹھایا تو دائیں اور بائیں دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا، آپ نے کہا: اگر ابوحنیفہ نیزے کے پھالے پر علم میں کسی کو سوار کریں گے ،اللہ کی قسم! آپ سخت علم

حاصل کرنے والے، محرمات سے بچنے والے، اپنے شہر والوں کی اتباع کرنے والے، آپ حلال نہیں سمجھتے کہ کوئی ان سے لے مگر وہی جو آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحیح احادیث ہوں، حدیث میں ناسخ ومنسوخ کی سخت معرفت رکھنے والے، آپ ثقہ راویوں کی احادیث اور نبی کریم ﷺ کے آخری فعل تلاش کیا کرتے تھے اور اہل کوفہ کے علماء کو جس مذہب پر پایا حق کی اتباع میں اسے لیتے اور اسے اپنا دین بناتے۔ لوگوں کے آپ پر طرح طرح کے اعتراض کیے تو ہم نے ان سے خاموشی اختیار کی اس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں بلکہ یکے بعد دیگرے ہماری طرف سے بھی ان پر اعتراض ہوتے رہے۔ راوی نے کہا: میں نے کہا: مجھے امید ہے کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بخشش دے گا"۔

أخبرنا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد الْمروزِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَعْدَان قَالَ سَمِعت أَبَا سُلَيْمَان الْجوزجَاني يَقُول سَمِعت سلم بن سَالم يَقُول كنت قَاعِدا عِنْد مسعر وسُفْيَان مَعنا إِذْ أقبل أَبُو حنيفَة فأوسع لَهُ مسعر عَن صدر الْمجْلس فَسلم عَلَيْهِم فَقَالَ لَهُ مسعر أَلا تسلم على أبي عبد الله قَالَ وَمن أَبُو عبد الله قَالَ سُفْيَان قَالَ الْمِسْكِين قد شيخ بعدِي قَالَ سُفْيَان من لَا يشق ثِيَابه من هَذَا النبطي قَالَ أَبُو سُلَيْمَان وَكَانَ الَّذِي كَانَ بَين أبي حنيفَة وسُفْيَان من الشَّرّ بِهَذَا السَّبَب۔

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد مروزی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعدان نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوسلیمان جوزجانی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سلم بن سالم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت مسعر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سفیان ثوری ہمارے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت ابوحنیفہ تشریف لائے تو آپ کے لیے جناب مسعر نے آپ کے لیے صدر مجلس (اسٹیج) کشادہ کی تو آپ نے انہیں سلام کہا تو آپ سے جناب مسعر نے کہا: ابوعبداللہ کو سلام نہیں کرو گے؟ آپ نے کہا: کون ابوعبداللہ؟ کہا سفیان (ثوری)۔ کہا: مسکین میرے بعد شیخ ہوگا سفیان نے کہا: کون ہے جو اس نبطی کے کپڑے نہ پھاڑے۔ ابوسلیمان نے کہا: حضرت ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری میں مخالفت کی یہی وجہ تھی"۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَمَاعَة الْقَاضِي قَالَ سَمِعت أَبَا يُوسُف يَقُول كُنَّا عِنْد مسعر وسُفْيَان جَالس إِلَيْهِ يذاكره إِذْ أقبل أَبُو

حنيفة فأوسع لهُ مسعر وَقمت أنا من مجلسي لَهُ فَقَالَ لَهُ مسعر ألا تسلم على أبي عبد الله فأقبل على سُفْيَان فَقَالَ يرحم الله أبَاك فَلَقَد كَانَ بَعيدا من حب الرِّئَاسَة منصفا لكل من رَآهُ مُتبعا للْعلم وَلَقَد أسْرع إِلَيْك الشيب فَقَالَ سُفْيَان من لَا يشق ثِيَابه من هَذَا النبطي وَقَامَ وَخرج

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ قاضی نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت ابو یوسف کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ ہم حضرت مسعر کے پاس تھے کہ حضرت سفیان ثوری آپ کے پاس بیٹھے مذاکرہ میں مشغول تھے، اچانک حضرت ابوحنیفہ آگئے تو جناب مسعر نے آپ نے جگہ کشادہ کی اور میں آپ کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہوگیا تو آپ سے مسعر نے کہا: ابوعبداللہ کو سلام نہیں کروگے؟ تو آپ جناب سفیان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تیرے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ سرداری کی محبت سے بہت دور تھے، جسے دیکھتے اس سے انصاف کرتے، علم کی پیروی کرتے اور بڑھاپے نے تیری طرف جلدی کی تو سفیان ثوری نے کہا: کون ہے جو اس نبطی کے کپڑے نہ پھاڑے یہ کہہ کر کھڑے ہوئے اور مجلس سے باہر آگئے''۔

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا ابْن سَمَاعَة عَن أبي يُوسُف قَالَ كَانَ أَبُو حنيفَة إِذا بلغه عَن سُفْيَان مَا يَقُول فِيهِ مبلغ مِنْهُ يَقُول هُوَ حَدِيث السن والأحداث لَهُم حدة فَكَانَ إِذا أقبل قَالَ هُوَ حَدِيث السن قَالَ سُفْيَان بكم هُوَ النبطي أكبر سنا مني حَتَّى يصغرني وَلَا يستحل أَبُو حنيفَة أَن يَقُول فِيهِ شَيْئا غير إِنَّه حدث السن.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا وہ امام ابو یوسف سے راوی کہا امام ابوحنیفہ تک جب وہ باتیں پہنچتی جو حضرت سفیان ثوری آپ کے بارے میں کہتے تو آپ کہتے: وہ نوعمر ہیں اور نوعمر لوگوں کو جوش وخروش ہوتا ہے، آپ جب آتے تو امام ابوحنیفہ کہتے: وہ نوعمر ہے۔ سفیان ثوری نے کہا: وہ نبطی مجھ سے کتنا بڑا ہے کہ مجھے چھوٹا قرار دیتا ہے اور امام ابوحنیفہ ان کے بارے میں نوعمر کے علاوہ ذرا بھر بھی کہنا جائز نہیں سمجھتے تھے''۔

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن أبي حَيَّة قَالَ حَدثنِي عبد الْملك بن أَحْمد قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن شُجَاع يَقُول سَمِعت مُحَمَّد بن عبيد الطنافسي يَقُول سَمِعت أَبَا مُعَاوِيَة يَقُول مَا زَالَ سُفْيَان عندنَا كَبِيرا حَتَّى تنَاول أَبَا حنيفَة فهجرناه ورفضناه

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن ابی حیہ نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالملک بن احمد نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ میں نے محمد بن عبید الطنافسی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابومعاویہ کو کہتے ہوئے سنا حضرت سفیان ثوری ہمارے نزدیک بڑے مرتبے والے مانے جاتے تھے یہاں تک وہ جب امام ابوحنیفہ کی تنقیص کرنے لگے تو ہم نے ان کا انکار کردیا اور ہم نے انہیں چھوڑ دیا''۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عبد السَّلَام قَالَ سَمِعت الْحُسَيْن بن الْقَاسِم الكوكبي يَقُول سَمِعت السّري بن طَلْحَة يَقُول رَأَيْت أَبَا حنيفَة فِي النّوم جَالِسا فِي مَوضِع من الْمَوَاضِع فَقلت لَهُ مَا يجلسك هَهُنَا قَالَ جِئْت من عِنْد رب الْعِزَّة تبَارك اسْمه أنصفني من سُفْيَان الثَّوْريّ۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عبدالسلام سے ہم نے بیان کیا کہا میں نے حسین بن قاسم الکوکبی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے السری بن طلحہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو خواب میں مقامات میں سے ایک مقام میں دیکھا تو میں نے کہا: آپ کو اس جگہ کس نے بٹھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ رب العزت تبارک اسمہ کی طرف سے آیا ہوں اس نے مجھے سفیان ثوری سے انصاف دیا''۔

امام ابوحنیفہ، امام شعبی، امام محارب بن دثار اور امام اعمش:

أَخْبَار أبي حنيفَة مَعَ الشّعبِيّ ومحارب بن دثار وَالْأَعْمَش

امام ابوحنیفہ کی امام شعبی، محارب بن دثار اور اعمش کیساتھ خبریں

أخبرنَا أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد الْكَاتِب قَالَ ثَنَا الْحسن بن مُحَمَّد بن فهم قَالَ ثَنَا عَليّ بن الْجَعْد قَالَ ثَنَا أَبُو يعلى خَال يزِيد بن هَارُون قَالَ حَدثنِي أَبُو حنيفَة قَالَ كنت عِنْد الشّعبِيّ فَأَتَاهُ رجل فَسَبهُ فَقَالَ الشّعبِيّ

هَنِيئًا مريئا غير دَاء مخامر ... لعزة من أعراضنا مَا استحلت

(ترجمہ:)''ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا محمد بن احمد الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن محمد بن فہم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہا یزید بن ہارون کے ماموں ابویعلی نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں امام شعبی کے پاس تھا

کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا تو اس نے امام شعبی کو گالی دی تو امام شعبی نے فرمایا:
ملی ہوئی بیماری کے بغیر ہماری ہتک عزت کو حلال جاننے پر تمہیں عذاب مبارک ہو!''۔

أخبرنَا ابو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان المرزباني قَالَ ثَنَا أَحْمد بن خلف قَالَ ثَنَا أَحْمد بن الْفضل الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا عبد الله بن سعيد الْكِنْدِيّ عَن يحيى بن يمَان عَن أبي حنيفَة قَالَ سَمِعت الشّعبِيّ يَقُول اشرب النَّبِيذ وَلَو كَانَ فِي سفينة مقيرة۔

(ترجمہ:)''ابوعبیداللہ محمد بن عمران مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن خلف نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن فضل بزاز نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن سعید الکندی نے ہم سے بیان کیا وہ یحیی بن یمان سے وہ امام ابوحنیفہ سے راوی آپ نے فرمایا: میں نے امام شعبی کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبیذ پیو اگرچہ مقیرہ کی کشتی میں ہو!''۔

أخبرنَا احْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد بن كأس النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن إِبْرَاهِيم الطَّيَالِسِيّ قَالَ ثَنَا مُوسَى بن نصر الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا جرير عَن أبي إِسْمَاعِيل الخواري عَن أبي حنيفَة قَالَ سَأَلت الشّعبِيّ عَن نَصْرَانِيّ تزوج نَصْرَانِيَّة فَأسْلمت فَقَالَ مَا قَالَ فِيهَا بَنو استها يَعْنِي الحكم وحمادا قلت لَا أَدْرِي فَقَالَ الشّعبِيّ إِن أسلمت هِيَ عرض عَلَيْهِ الاسلام فَإِن قبل تركت مَعَه وَإِلَّا فلهَا نصف الصَدَاق إِن أسلم هُوَ عرض عَلَيْهَا الْإِسْلَام فَإِن أسلمت وَإِلَّا فرق بَينهمَا وَلَا صدَاق لَهَا۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد بن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن ابراہیم الطیالسی نے ہم سے بیان کیا کہا موسی بن نصر رازی نے ہم سے بیان کیا کہا جریر نے ہم سے بیان کیا وہ ابواسماعیل خواری سے راوی وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے امام شعبی سے اس نصرانی کے متعلق سوال کیا جس نے نصرانیہ عورت سے شادی کی پھر وہ عورت اسلام لے آئی تو آپ نے کہا: اس بارے میں حکم اور حماد نے کچھ کہا ہے کیا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا تو امام شعبی نے فرمایا: اگر وہ اسلام قبول کرے تو اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کیساتھ اسے چھوڑا جائے گا ورنہ اسے نصف مہر دینا لازم ہوگا اور اگر شوہر ایمان لاتا ہے تو بیوی پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کرے تو ٹھیک ورنہ ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی اور اس کے لیے مہر نہیں ہوگا''۔

قَالَ أخبرنَا احْمَد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن عَمْرو قَالَ ثَنَا ابْن كَاس قَالَ حَدثنِي الْقَاسِم بن إِسْمَاعِيل الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا أَبُو يحيى الحماني عَن أبي حنيفَة عَن الشّعبِيّ عَن مَسْرُوق قَالَ من نذر نذرا فِي مَعْصِيّة فَلَا كَفَّارَة فِيهِ قَالَ أَبُو حنيفَة فَقلت لِلشَّعْبِيّ قد جعل الله تَعَالَى الظِّهَار الْكَفَّارَة وَقد جعله مَعْصِيّة لِأَنَّهُ قَالَ {وَإِنَّهُم ليقولون مُنْكرا من القَوْل وزورا} فَقَالَ أقياس أَنْت.

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا قاسم بن اسماعیل صیرفی نے مجھ سے بیان کیا کہا ابو یحیی الحمانی نے ہم سے بیان کیا وہ حضرت ابوحنیفہ سے وہ حضرت شعبی سے وہ حضرت مسروق سے راوی آپ نے فرمایا: جس نے معصیت میں نذر مانی اس کا کفارہ نہیں ہے۔ حضرت ابوحنیفہ نے کہا: میں نے حضرت شعبی سے کہا: اللہ تعالیٰ نے ظہار میں کفارہ مقرر کیا اور اسے معصیب بھی قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور بے شک وہ بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں''تو جناب شعبی نے کہا: کیا یہ تیرا قیاس ہے''۔

أخبرنَا أَبُو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمَد القَاضِي قَالَ ثَنَا ابو خازم القَاضِي قَالَ ثَنَا شُعَيْب بن أَيُّوب الصريفيني قَالَ ثَنَا الْحسن بن زِيَاد قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول كنت عِنْد محَارب بن دثار فتقدم إِلَيْهِ خصمان فَادّعى أَحدهمَا على الآخر ثمَّ حضر شَاهِدَانِ فشهدا فَالْتَفت الْخصم إِلَى محَارب فَقَالَ فِي أحد الشَّاهِدين وَالله إِنَّه لرجل صَالح وَإِنَّهُ وَإِنَّهُ فَقَالَ لَهُ محَارب اتثني عَلَيْهِ وَقد شهد عَلَيْك قَالَ إِنَّه وَالله مَا كَانَت مِنْهُ هنة قبل هَذِه فَقَالَ محَارب بن دثار حَدثنِي ابْن عمرَان رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ إِن الطير لترخي مناقيرها وتخفق بأجنحتها يَوْم الْقِيَامَة من هول مَا يرى وَإِن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ شَاهد الزُّور لَا تَزُول قدماه حَتَّى يتبوأ مَقْعَده من النَّار قَالَ فَرجع الشَّاهِدَانِ عَن شَهَادَتهمَا

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسی مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا قاضی مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابوخازم نے ہم سے بیان کیا کہا شعیب بن ایوب صریفینی نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو کہتے سنا کہ میں نے جناب محارب بن دثار کے پاس تھا کہ ان کے پاس دو آدمی جھگڑنے والے آئے ان میں سے ہر ایک نے دوسرے پر دعوی کیا پھر دونوں نے گواہ حاضر کیے تو انہوں نے گواہی دی چنانچہ ایک خصم جناب محارب کی طرف متوجہ ہوا

تو دو گواہوں میں سے ایک کے بارے میں کہا: اللہ کی قسم! وہ نیک آدمی ہے اور بے شک وہ بے شک وہ
تو اس سے محارب نے کہا: کیا تو اس کی تعریف کرتا ہے حالانکہ اس نے تیرے خلاف گواہی دی ہے؟ اس
نے کہا: اللہ کی قسم اس سے پہلے اس سے کوئی برائی سرزد نہیں ہوئی تو جناب محارب بن دثار نے کہا: مجھ سے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ
پرندہ قیامت کے دن جب ہولناکی دیکھے گا تو اپنے چونچ مارے گا اور اپنے پروں سے اڑے گا ہیبت کی
وجہ سے اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم پھسلیں گے نہیں جب
تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں نہ بنا لے۔ راوی نے کہا: دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا"۔

أخبرنا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب ابْن مُحَمَّد الْمروزِي قَالَ سَمِعت احْمَد بن حميد يَقُول حَدثنِي مُحَمَّد بن السقر قَالَ سَمِعت عبد الله ابْن دَاوُد قَالَ أَرَادَ الْأَعْمَش الْحَج فَقَالَ من هَهُنَا يذهب إِلَى أبي حنيفَة يكْتب لنا مَنَاسِك الْحَج.

(ترجمہ:) "ابو حفص عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب ابن محمد مروزی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے احمد بن حمید کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے محمد بن السقر نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا آپ نے کہا: حضرت اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: یہاں پر کون ہے جو حضرت ابوحنیفہ کے پاس جا کر ہمارے لیے مناسک حج لکھوا لائے"۔

حَدثنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا ابْن نمير قَالَ حَدثنِي أبي قَالَ كَانَ الْأَعْمَش إِذا سُئِلَ عَن مَسْأَلَة قَالَ عَلَيْكُم بِتِلْكَ الْحلقَة يَعْنِي حَلقَة أبي حنيفَة.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا کہا ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہا امام اعمش سے جب کسی مسئلے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے پر یہ حلقہ لازم ہے یعنی امام ابوحنیفہ کا حلقہ"۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا بشر ابْن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت أَبَا مُعَاوِيَة قَالَ قيل للأعمش فِي علته لَوْلَا أَن أَبَا حنيفَة يَأْتِيك لأتيناك مرَّتَيْنِ فِي الْيَوْم الَّذِي يعودك فِيهِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو حنيفَة قَالَ لَهُ إِن النَّاس يستثقلوني بِمَا أصنع

بهم فِي الحَدِيث وَقد زدتني انت عِندهم ثقلا قَالُوا الى كَيْت وَكَيْت فَقَالَ لَهُ لَوْلَا الْعلم الَّذِي يجريه الله تَعَالَى على لسَانك مَا رَأَيْتنِي وَلَا أحدا من أَصْحَابِي ببابك وَذَلِكَ ان فِيك خِصَالًا انا لَهَا كَارِه تتسحر عِند طُلُوع الْفجْر وَتقول هُوَ الْفجْر الأول وَقد صَحَّ عِنْدِي انه الثَّانِي وَترى المَاء من المَاء وتفتي بِهِ وتجامع أهلك فَإِذا لم تنزل لم تغْتَسِل أَنْت وَلَا هِيَ وَلَوْلَا انك تتأول من الحَدِيث مَا غَابَ عَنْك مَعَانِيه مَا استحللت ان اكلمك وَلَكِنَّك تتأول شَيْئا غَيره وَالله أولى بك فَمَا تسحر الْأَعْمَش بعد ذَلِك إِلَّا بِاللَّيْلِ وَلَا قرب أَهله إِلَّا اغْتسل وأمرها بِالْغسْلِ وَقَالَ صَلَاة وَصِيَام تكون بإختلاف وَالله لَا أُفْتيت بذلك أبدا۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد البزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا بشر ابن الولید نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابومعاویہ سے سنا آپ نے کہا: حضرت اعمش کو ان کی بیماری میں کہا گیا: اگر حضرت ابوحنیفہ آپ کے پاس نہ آتے تو ہم دن میں دوبار عیادت کرنے آئیں ۔جب حضرت ابوحنیفہ آئے تو آپ نے حضرت ابوحنیفہ سے فرمایا: وہ مجھے بوجھل بنا رہے ہیں ان کیساتھ حدیث میں کیا کروں اور تونے ان کے بوجھ میں اضافہ کردیا انہوں نے مجھ سے ایسے ایسے کہا ہے تو حضرت ابوحنیفہ نے آپ سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آپ کی زبان پر علم جاری نہ فرماتا تو آپ مجھ اور میرے کسی ساتھی کو اپنے دروازے پر نہ دیکھتے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ میں کچھ خصلتیں ہیں میں جنہیں ناپسند کرتا ہوں اور سحری طلوع فجر کے وقت کرتے ہیں اور کہتے ہیں وہ فجر اول (کاذب) ہے حالانکہ میرے نزدیک درست یہ ہے کہ وہ فجر اول نہیں بلکہ فجر ثانی ہے (یعنی صبح کاذب نہیں بلکہ صبح صادق ہے) اور آپ پانی کو پانی سے دیکھتے ہیں اور اس کے مطابق فتوی دیتے ہیں اور اپنی اہلیہ سے جماع کرتے ہیں پھر جب انزال نہیں ہوتا تو نہ آپ غسل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ غسل کرتی ہے اگر آپ حدیث کی تاویل نہ کریں تو اس کے معانی آپ سے پوشیدہ نہ ہوتے اور میں آپ سے بات کرنا حلال نہیں جانتا لیکن آپ اس کے علاوہ تاویلیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ سے حساب لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔اس کے بعد امام اعمش نے رات کو ہی سحری کی اور جب بھی اپنی زوجہ کے قریب گئے تو اس کے بعد غسل کیا اور اپنی بیوی کو غسل کا حکم دیا اور کہا نماز اور روزہ میں اختلاف ہوتا ہے اللہ کی قسم میں اس کے متعلق فتوی نہیں دوں گا''۔

أخبرنَا أَبُو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد الْكَاتِب قَالَ ثَنَا الْحَارِث بن أبي أُسَامَة قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حَاتِم قَالَ حَدثنِي ضرار بن صرد قَالَ حَدثنِي أَحْمد بن

عِیسَی قَالَ مر أَبُو حنیفَة علی بغلته یتبع جَنَازَة فَقَالَ الْأَعْمَش اسْمَع صَوت حافر دَابَّة فَقیل لَهُ أَبُو حنیفَة فعض علی شفته وَقَالَ یَا نعْمَان نمر فِي سکتنا بِغَیْر خفیر فَتَبَسَّمَ ابو حنیفَة وَقَالَ یَا أَبَا مُحَمَّد أَرَأَیْت أَن الْمَرْء لَا یمر فِي سکته بِغَیْر خفیر فَقَالَ لَا تعد إِلَی مثلهَا۔

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا محمد بن احمد الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہا حارث بن ابی اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے ضراد بن صرد نے بیان کیا کہا احمد بن عیسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ جنازے کے پیچھے اپنے خچر پر سوار گزرے توامام اعمش نے کہا: چوپائے کے کھروں کی آواز سنوتو آپ سے کہا گیا یہ حضرت ابوحنیفہ ہیں تو آپ اپنے ہونٹ کاٹنے لگے اور کہا: اے نعمان! ہم اپنی گلی سے بغیر آواز کے گزرتے ہیں۔پس امام ابوحنیفہ نے تبسم فرمایا اور کہا: اے ابومحمد! آپ کا کیا خیال ہے آدمی اپنی گلی سے بغیر آواز کے نہیں گزرتا تو حضرت اعمش نے کہا: اس کی مثل کی طرف نہ لوٹنا''۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وشان ائمہ کرام علیہم الرضوان کی زبانی:

ذکر مَا رُوِيَ عَن اعلام الْمُسلمین وأئمتهم فِي فضل أبي حنیفَة رَضِيَ اللہ عَنهُ وعنهم

امام ابوحنیفہ کی فضیلت میں علماء وائمہ مسلمین سے مرویات کا بیان

اگر حضرت ابراہیم نخعی زندہ ہوتے:

أخبرنَا أَبُو حَفْص عمر بن ابراهیم الْمصْرِيّ قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد ابْن مغلس قَالَ ثَنَا یحیی بن أَکْثَم قَالَ سَمِعت جَرِیرًا قَالَ قَالَ لی الْمُغیرَة بن مقسم الضَّبِّيّ جَالس أَبَا حنیفَة فَلَو کَانَ إِبْرَاهِیم حَیا لَکَانَ مُحْتَاجا إِلَی مُجَالَسَته إِیَّاهُ هُوَ وَالله یحسن ان یتَکَلَّم فِي الْحَلَال وَالْحَرَام۔

(ترجمہ:) ''ابوحفص عمر بن ابراہیم مصری نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی بن اکثم نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے جریر سے سنا کہا مغیرہ بن مقسم الضبی نے مجھ سے کہا: حضرت ابوحنیفہ کی مجلس اختیار کر کیونکہ اگر حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ زندہ ہوتے تو انہیں بھی حضرت ابوحنیفہ کی مجلس کی ضرورت پڑتی ،اللہ کی قسم! حضرت ابوحنیفہ حلال وحرام میں بہترین کلام فرماتے ہیں''۔

میں حضرت ابو حنیفہ سے محبت کرتا ہوں:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمّد الحُلواني قَالَ ثَنَا القَاضِي أَبُو بكر مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الوَهَّاب بن مُحَمّد قَالَ حَدثنِي مُحَمّد بن سَعْدَان قَالَ سَمِعت أَبَا سُلَيْمَان الجوزجاني قَالَ سَمِعت حَمَّاد بن زيد قَالَ أردْت الحَج فَأتيت أَيُّوب أودعهُ فَقَالَ بَلغنِي ان الرجل الصَّالح فَقِيه أهل الكُوفَة أَبُو حنيفَة يحجّ فَإِن لَقيته فأقرئه مني السَّلَام قَالَ أَبُو سُلَيْمَان وَسمعت حَمَّاد بن زيد يَقُول إِنِّي لأحب أَبَا حنيفَة من أجل حبه لأيوب۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعدان نے مجھ سے بیان کیا کہا ابوسلیمان جوزجانی سے میں نے سنا، آپ نے کہا کہ حماد بن زید سے میں نے سنا کہا: میں نے حج کا ارادہ کیا تو جناب ایوب کے پاس انہیں الوداع کہنے کے لیے آیا تو آپ نے مجھ سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ صالح آدمی، فقیہ اہل کوفہ ابوحنیفہ حج کرنے گئے ہیں، اگر تیری ان سے ملاقات ہو تو انہیں میری طرف سے سلام کہنا۔ ابوسلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حضرت ابوحنیفہ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ جناب ایوب ان سے محبت کرتے تھے''۔

اپنے قول سے رجوع کون کرتا ہے؟:

أخبرنا أَحْمد بن مُحَمّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا مُحَمّد بن أَحْمد المسكي قَالَ ثَنَا مُحَمّد بن عَليّ النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمّد بن سَعْدَان قَالَ ثَنَا أَبُو سُلَيْمَان الجوزجاني قَالَ ثَنَا خَارِجَة بن مُصعب قَالَ سَمِعت عبد الله بن عون وَذكر أَبَا حنيفَة فَقَالَ ذَاك صَاحب ليل وَعبادَة قَالَ فَقَالَ بعض جُلَسَائِهِ إِنَّه يَقُول اليَوْم قولا ثمَّ يرجع غَدا فَقَالَ ابْن عون فَهَذَا دَلِيل على الوَرع لَا يرجع من قَول إِلَى قَول إِلَّا صَاحب دين وَلَوْلَا ذَلِك لنصر خطأه ودافع عَنهُ۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد مسکی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعدان نے ہم سے بیان کیا کہا ابوسلیمان جوزجانی نے ہم سے بیان کیا کہا خارجہ بن مصعب نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن عون سے میں نے سنا کہ آپ نے حضرت ابوحنیفہ کا ذکر کیا تو کہا: آپ رات کو جاگنے والے اور عبادت کرنے والے تھے۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ آپ کے بعض ہم مجلس نے کہا: وہ (ابوحنیفہ) ایک دن ایک بات کہتے ہیں پھر دوسرے دن اس سے رجوع

کر لیتے ہیں ۔ابن عون نے کہا: یہ ان کے تقویٰ کی دلیل ہے، ایک قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع صرف دیندار آدمی ہی کرتا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ اپنی خطا کی مدد کرتے اور اس کا دفاع کرتے''۔

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا ابن كأس النخعي قال ثنا محمد بن سعدان قال ثنا أبو سليمان قال ثنا حماد بن زيد قال كنا نأتي عمرو بن دينار فيحدثنا فإذا جاء أبو حنيفة اقبل عليه وتركنا حتى نسأل ابا حنيفة ان يكلمه وكان يقول يا أبا محمد حدثهم فيحدثنا.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبردی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعدان نے ہم سے بیان کیا کہا ابوسلیمان نے ہم سے بیان کیا کہا حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہا ہم جناب عمرو بن دینار کے پاس آیا کرتے تھے تو وہ ہم سے حدیث بیان کرتے پھر جب حضرت ابوحنیفہ آتے تو جناب عمرو بن دینار ان کی طرف متوجہ ہوتے اور ہمیں چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم حضرت ابوحنیفہ سے کلام کرنے کا سوال کرتے اور آپ کہتے :اے ابومحمد! ان سے حدیث بیان کیجئے! تو وہ حدیث بیان کرتے''۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا أبو الوليد قال كان شعبة حسن الذكر لأبي حنيفة كثير الدعاء له ما سمعته قط يذكر بين يديه إلا دعا له.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم مقریٔ نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہا: حضرت شعبہ امام ابوحنیفہ کا بہترین ذکر کرتے اور اور کثرت سے ان کے لیے دعا کرتے میں نے کبھی بھی آپ کے سامنے حضرت ابوحنیفہ کا ذکر کرتے نہیں سنا مگر آپ ان کے لیے دعا کرتے''۔

نور علم کی روشنی بجھ گئی:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا نصر بن علي قال كنا عند شعبة فقيل له مات أبو حنيفة فقال بعد ما استرجع لقد طفىء عن أهل الكوفة ضوء نور العلم أما إنهم لا يرون مثله أبدا.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا

کہا نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم امام شعبہ کے پاس تھے کہ آپ سے کہا گیا کہ حضرت ابوحنیفہ فوت ہو گئے تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد کہا: اہل کوفہ سے نور علم کی روشنی بجھ گئی، اہل کوفہ حضرت ابوحنیفہ کی مثل کبھی بھی نہیں دیکھیں گے"۔

حَدثَنَا عَلِیّ بن الْحسن الرَّازِیّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله الزَّعْفَرَانِي نزيل وَاسِط قَالَ ثَنَا أَحْمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ ثَنَا يحيى بن معِين قَالَ سَمِعت أَبَا قطن يَقُول كتب لي شُعْبَة بن الْحجَّاج إِلَى أبي حنيفَة فَلَمَّا قَرَأَ الْكتاب قَالَ كَيفَ أَبُو بسطام قلت بِخَير قَالَ نعم حَشْو الْمصر هُوَ۔

(ترجمہ:) "علی بن حسین رازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ زعفرانی ساکن واسط نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی بن معین نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوقطن کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت شعبہ بن حجاج نے میرے لیے حضرت ابوحنیفہ کی طرف خط لکھا، جب آپ نے خط پڑھا تو فرمایا: ابوبسطام کیسے ہیں؟ میں نے کہا: خیریت سے ہیں، آپ نے کہا: وہ مصر کے محتاط لوگوں میں سے بہترین آدمی ہیں"۔

امام اعظم حضرت سفیان ثوری کے گھر:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الصَّمد بن عبيد الله الدَّلال عَن عبد الله بن إِبْرَاهِيم بن قُتَيْبَة قَالَ أنبأ ابْن نمير قَالَ حَدثنِي إِبْرَاهِيم بن النَّضر عَن إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد عَن أبي بكر بن عَيَّاش قَالَ مَاتَ عمر بن سعيد أَخُو سُفْيَان فأتيناه نعزيه فَإِذا الْمجْلس غاص بأَهْله وَفِيهِمْ عبد الله ابْن إِدْرِيس إِذْ أقبل أَبُو حنيفَة فِي جمَاعَة مَعَه فَلَمَّا رَآهُ سُفْيَان تحرّك عَن مَجْلِسه ثمَّ قَامَ فاعتنقه وَأَجْلسهُ فِي مَوْضِعه وَقعد بَين يَدَيْهِ قَالَ أَبُو بكر فاغتظت عَلَيْهِ وَقَالَ ابْن ادريس وَيحك أَلا ترى فجلسنا حَتَّى تفرق النَّاس

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ الدلال نے ہم سے بیان کیا وہ عبداللہ بن ابراہیم بن قتیبہ سے راوی کہا ابن نمیر نے خبر دی کہا مجھ سے ابراہیم بن نضر نے بیان کیا وہ اسماعیل بن حماد سے وہ ابوبکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں، آپ نے کہا: جناب سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید فوت ہو گئے تو ہم ان کی تعزیت کے لیے آئے تو دیکھا کہ ان کے اہل سے مجلس بھری ہوئی تھی جن میں عبداللہ ابن ادریس بھی تھے، اچانک حضرت ابوحنیفہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے، جب حضرت سفیان ثوری نے آپ کو دیکھا

تو اپنی مجلس سے حرکت کی پھر کھڑے ہو کر آپ سے معانقہ کیا (گلے لگ کر ملے) اور آپ کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود آپ کے سامنے بیٹھ گئے، ابوبکر کہتے ہیں: مجھے ان پر غصہ آیا۔ ابن ادریس نے کہا: تجھ پر افسوس ہے کیا تو دیکھتا نہیں ہے؟ پس ہم بیٹھ گئے حتی کہ لوگ چلے گئے"۔

امام اعظم کی شان حضرت سفیان ثوری کی زبانی:

وَقلت لعبد الله بن إِدْرِيس لَا تقم حَتَّى نعلم مَا عِنْده فِي هَذَا قلت يَا أَبَا عبد الله رَأَيْتُك الْيَوْم فعلت شَيْئا أنكرته وَأنكرهُ أَصْحَابنَا عَلَيْك قَالَ وَمَا هُوَ قلت جَاءَك أَبُو حنيفَة فَقُمْت إِلَيْهِ وأجلسته فِي مجلسك وصنعت بِهِ صنيعا بليغا وَهَذَا عِنْد أَصْحَابنَا مُنكر قَالَ فَمَا أنكرتم من ذَلِك هَذَا الرجل من الْعلم بمَكَان فَإِن لم أقم لعلمه قُمْت لسنه وَإِن لم أقم لسنه قُمْت لفقهه وَإِن لم أقم لفقهه قُمْت لورعه فأجمني فَلم يكن لَهُ عِنْدِي جَوَاب.

(ترجمہ:) "میں نے عبداللہ بن ادریس سے کہا: یہاں سے مت اٹھنا یہاں تک کہ ہم جان لیں کہ اس معاملے میں حضرت سفیان ثوری کے پاس کیا دلیل ہے؟، میں نے کہا: اے ابوعبداللہ (سفیان ثوری)! میں نے ایک آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایسا کام کیا جسے میں نے ناپسند کیا اور ہمارے اصحاب نے بھی ناپسند کیا؟ آپ نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: آپ کے پاس ابوحنیفہ آئے تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوئے اور انہیں اپنی جگہ بٹھایا اور آپ نے ان کی بہت خاطر داری کی، ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ناپسندیدہ بات ہے۔ حضرت سفیان ثوری نے کہا: تم نے یہ بات کیوں ناپسند کی، اس آدمی (ابوحنیفہ) کا علم میں ایک مقام ہے، پھر اگر میں اس کے علم کی وجہ سے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کھڑا ہوتا، اگر اس کے بڑھاپے کی وجہ سے نہ کھڑا ہوتا تو اس کی فقہ کی وجہ سے کھڑا ہوتا، اگر اس کی فقہ کی وجہ سے نہ کھڑا ہوتا تو اس کے تقویٰ کی وجہ سے کھڑا ہوتا۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: حضرت سفیان ثوری مجھ پر چھا گئے میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا"۔

مسجد نبوی میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی ملاقات:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوَانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَبُو جَعْفَر أَحْمد ابْن مُحَمَّد بن سَلامَة الطَّحَاوِيّ فِيمَا كتب بِهِ إِلَيّ قَالَ ثَنَا جبرون بن عِيسَى بن يزِيد قَالَ ثَنَا أَيُّوب الْعِرَاقِيّ أَبُو هِشَام قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن رشيد صَاحب عبد الرَّحْمَن بن الْقَاسِم عَن يُوسُف بن عَمْرو عَن ابْن الدَّرَاوَرْدِي قَالَ رَأَيْت مَالِكًا وَأَبَا حنيفَة فِي مَسْجِد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بعد

الْعِشَاء الْآخِرَة وهما يتذاكران ويتدارسان حَتَّى إِذا وقف أَحدهمَا على القَوْل الَّذِي قَالَ وَعمل عَلَيْهِ أمسك أَحدهمَا عَن صَاحبه من غير تعسف وَلَا تخطئه لوَاحِد مِنْهُمَا حَتَّى يصلي الغداة فِي مجلسهما ذَلِك۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر ابن محمد بن سلامہ الطحاوی نے ہمیں خبر دی ان چیزوں میں جو آپ نے میری (مکرم بن احمد کی) طرف لکھیں کہا جبرون بن عیسٰی بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہا ابو ہشام ایوب العراقی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن رشید صاحب عبدالرحمن بن القاسم نے مجھ سے بیان کیا وہ یوسف بن عمرو سے وہ ابن الدراوردی سے راوی کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں عشاء کے نماز کے بعد حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ کو دیکھا وہ دونوں آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو درس دے رہے تھے حتی کہ ان دونوں میں سے ایک توقف کرتا اس قول پر جس کو اس نے بیان کیا اور عمل کیا تو ان میں سے ایک اپنے صاحب سے بغیر افسوس کیے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو غلطی پر قرار دیئے بغیر رک جاتا حتی کہ اسی مجلس میں وہ دونوں صبح کی نماز پڑھتے''۔

امام مالک نے ایک مسئلے میں رجوع کر کے امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوی دیا:

أخبرنَا عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا جَعْفَر بن سهل بن فروخ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن الرّبيع قَالَ ثَنَا كَادِح بن زحمة قَالَ سَأَلَ رجل مَالك بن أنس عَن رجل لَهُ ثَوْبَان أَحدهمَا نجس وَالْآخر طَاهِر وَحَضَرت الصَّلَاة قَالَ يتحَرَّى قَالَ كَادِح فَأَخْبرت مَالِكًا بقول أبي حنيفَة إِنَّه يُصَلِّي فِي كل وَاحِد مرّة فَأمر برد الرجل وَأَفْتَاهُ بقول أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا جعفر بن سہل بن فروخ نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا کادح بن زحمہ نے ہم سے بیان کیا کہا امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے ایک ایسے آدمی کے متعلق سوال کیا جس کے پاس دو کپڑے ہیں، ان میں سے ایک ناپاک ہے اور دوسرا پاک ہے (اسے معلوم نہیں کہ کونسا پاک ہے اور کونسا ناپاک) اور نماز کا وقت ہو گیا (تو اسے کیا کرنا چاہیے؟) امام مالک نے فرمایا: وہ تحری (سوچ بچار) کرے (جس کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو وہ پہن کر نماز پڑھ

لے)۔کادح بن زحمہ نے کہا: میں نے امام مالک کو امام ابوحنیفہ کے قول کی خبردی کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک ایک بار وہ دونوں کپڑوں میں نماز پڑھے۔امام مالک نے اس آدمی کو واپس بلانے کا حکم دیا (جب وہ آگیا تو) آپ نے اسے امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا''۔

شان امام اعظم ابوحنیفہ بزبان امام مالک بن انس مدنی:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ كنت عِنْد مَالك بن أنس فَدخل عَلَيْهِ رجل فرفعه ثمَّ قَالَ أَتَدْرُونَ من هَذَا حِين خرج قَالُوا لَا وعرفته أنا فَقَالَ هَذَا أَبُو حنيفَة الْعِرَاقِيّ لَو قَالَ هَذِه الاسطوانة من ذهب لخرجت كَمَا قَالَ لقد وفْق لَهُ الْفِقْه حَتَّى مَا عَلَيْهِ فِيهِ كَبِير مُؤنَة قَالَ وَدخل عَلَيْهِ الثَّوْريّ فأجلسه دون الْموضع الَّذِي أجلس فِيهِ أَبَا حنيفَة فَلَمَّا خرج قَالَ هَذَا سُفْيَان وَذكر من فقهه وورعه۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کیا کہا حمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہا میں امام مالک بن انس کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا تو آپ نے ان کو بلند مقام پر بٹھایا، جب وہ چلے گئے تو آپ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہے؟لوگوں نے کہا: نہیں اور میں انہیں پہچانتا تھا، آپ نے فرمایا: یہ ابوحنیفہ عراقی ہے، اگر وہ اس ستون کو سونے کا کہے تو یقیناً اپنے کہے پر دلیل نکال لائے گا آپ نے فرمایا: فقہ ان کے موافق کردی گئی ہے یہاں تک فقہی مسئلے پر انہیں بڑی مشقت نہیں اٹھانا پڑھتی۔ابن مبارک فرماتے ہیں: حضرت سفیان ثوری امام مالک کی مجلس میں آگئے تو آپ نے اس جگہ سے نچلے درجے میں بٹھایا جس جگہ امام ابوحنیفہ کو آپ نے بٹھایا، جب حضرت سفیان ثوری چلے گئے تو آپ نے فرمایا: یہ سفیان ہیں، پھر آپ نے ان کی فقہ اور تقویٰ کا ذکر فرمایا''۔

کثیر علم فوت ہوگیا:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمَد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد ابْن مغلس قَالَ ثَنَا نصر بن عَليّ قَالَ سَمِعت روحا قَالَ كُنَّا عِنْد ابْن جريج فِي سنة خمسين وَمِائَة فَقيل لَهُ مَاتَ أَبُو حنيفَة فَاسْترْجع ثمَّ قَالَ مَاتَ مَعَه علم كثير۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے روح سے سنا کہا ہم ایک

سو پچاس (۱۵۰) ہجری میں ابن جریج کے پاس تھے کہ آپ سے کہا گیا: حضرت ابو حنیفہ فوت ہو گئے تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر کہا: ان کیساتھ بہت زیادہ علم فوت ہو گیا"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت:

أخبرنا القاضي عبد الله بن مُحَمّد الأسدي قَالَ أنبأ أبو بكر الدّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثنا أحمد بن مُحَمّد الطّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت أَبَا خازم عبد الحميد بن عبد الْعَزِيز يحدث عَن مُحَمّد بن الْمثنى عَن ابْن أبي عدي عَن سعيد بن أبي عرُوبَة قَالَ قدمت الْكُوفَة فَأتيت أَبَا حنيفَة فَسَأَلته عَن مَسْأَلَة فَقَالَ قَالَ عُثْمَان رَحْمَة الله عَلَيْهِ فَقلت لَهُ بل أَنْت رَحِمك الله وَالله لقد دخلت هَذِه الْقرْيَة فَمَا سَمِعت أحدا ترحم بهَا على عُثْمَان غَيْرك۔

(ترجمہ:) "قاضی عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابو بکر دامغانی نے خبر دی کہا احمد بن محمد الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابو خازم عبدالحمید بن عبدالعزیز کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا وہ محمد بن مثنیٰ سے وہ ابن ابی عدی سے وہ سعید بن ابی عروبہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے کہا: میں کوفہ آیا تو حضرت ابو حنیفہ کے پاس آیا تو آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو میں نے ان سے کہا: بلکہ آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اللہ کی قسم! میں اس بستی میں آیا تو میں نے آپ کے علاوہ کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کرتے نہیں سنا"۔

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت ابْن أبي إِسْرَائِيل قَالَ سَمِعت ابْن عُيَيْنَة قَالَ أتيت سعيد بن أبي عرُوبَة فَقَالَ لي يَا أَبَا مُحَمَّد مَا رَأَيْت مثل هَذَا يَا تأتينا من بلدك من أبي حنيفَة وددت ان الله أخرج الْعلم الَّذِي مَعَه إِلَى قُلُوب الْمُؤمنِينَ فَلَقَد فتح الله لهَذَا الرجل فِي الْفِقْه شَيْئا كَأَنَّهُ خلق لَهُ۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی اسرائیل سے میں نے سنا کہا ابن عیینہ سے میں نے سنا کہا میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو محمد! میں نے ان تحائف کی مثل نہیں دیکھا جو تمہارے شہر سے ہمارے پاس حضرت ابو حنیفہ کی طرف سے آتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ جو علم (ابو حنیفہ) ہے اسے مومنوں کے دلوں کی طرف نکالے، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے فقہ میں کچھ چیز کھول دی ہے

گویا کہ وہ اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں"۔

امام سفیان بن عیینہ کو کوفہ میں حدیث کے لیے امام اعظم نے بٹھایا:

أخبرنا مُحَمّد بن عمران بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثنَا مُحَمّد بن مخلد الْعَطَّار قَالَ ثنا أَبُو مُوسَى قيس الْمُؤَدب قَالَ ثنَا سُوَيْد بن سعيد قَالَ ثنَا سُفْيَان بن عُيَيْنَة قَالَ اول من أجلسني فِي الحَدِيث أَبُو حنيفَة قلت كَيفَ كَانَ قَالَ لما دخلت الْكُوفَة قَالَ لَهُم أَبُو حنيفَة هَذَا أعلمهم بِعَمْرو بن دِينَار فَاجْتمع الى الْمَشَايِخ يَسْأَلُونِي عَن حَدِيث عَمْرو بن دِينَار۔

(ترجمہ:) "محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن مخلد العطار نے ہم سے بیان کیا کہا ابوموسیٰ قیس المودب نے ہم سے بیان کیا کہا سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہا: سب سے پہلے جس نے درس حدیث کے لیے مجھے بٹھایا وہ حضرت ابوحنیفہ ہیں۔ میں نے آپ سے کہا: یہ کیسے ہوا؟ فرمایا: جب میں کوفہ آیا تو اہل کوفہ کے لیے حضرت ابوحنیفہ نے کہا: یہ حضرت عمرو بن دینار کی احادیث کو دیگر لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں، پس میرے پاس مشائخ جمع ہو گئے وہ مجھ سے عمرو بن دینار کی احادیث کے متعلق سوال کرنے لگے"۔

مغازی، مناسک اور فقہ کہاں سے حاصل کی جائے؟

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثنَا مكرم قَالَ ثنَا أَحْمد قَالَ ثنَا ابْن كاسب قَالَ سَمِعت سُفْيَان بن عُيَيْنَة يَقُول من أَرَادَ الْمَغَازِي فالمدينة وَمن أَرَادَ الْمَنَاسِك فمكة وَمن أَرَادَ الْفِقْه فالكوفة وَيلْزم أَصْحَاب أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاسب نے ہم سے بیان کیا کہا سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے میں نے سنا: جو مغازی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے تو مدینہ کا رخ کرے، جو مناسک کی تعلیم حاصل کرنا چاہیے تو مکہ کا رخ کرے اور جو فقہ کی تعلیم کا ارادہ کرے تو کوفہ کا رخ کرے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب کو لازم پکڑ لے"۔

علماء چار ہیں:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثنَا مكرم قَالَ ثنَا أَحْمد قَالَ ثنَا مُحَمَّد بن الْمثنى صَاحب أبي نصر بشر بن الْحَارِث قَالَ سَمِعت ابْن عُيَيْنَة قَالَ الْعلمَاء أَرْبَعَة ابْن عَبَّاس فِي زَمَانه وَالشعْبِيّ فِي زَمَانه وَأَبُو حنيفَة فِي زَمَانه وَالثَّوْري فِي زَمَانه۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابونصر بشر بن حارث حافی کے صاحب محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہا ابن عیینہ سے میں نے سنا، آپ نے فرمایا: علماء چار ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں، شعبی اپنے زمانے میں، ابوحنیفہ اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں''۔

شان امام اعظم حضرت داوٗدالطائی کی زبانی:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِمِ عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ ذكر ابو حنيفة بَين يَدي دَاوُد الطَّائِي فَقَالَ ذَلِك نجم يَهْتَدِي بِهِ السارى وَعلم تقبله قُلُوب الْمُؤمنِينَ فَكل علم لَيْسَ من علمه فَهُوَ بلَاء على حامله مَعَه وَالله علم بالحلال وَالْحَرَام والنجاة من عَذَاب الْجَبَّار مَعَ ورع مستكن وخدمة دائمة۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہا: حضرت داوٗدطائی علیہ الرحمہ کے سامنے امام ابوحنیفہ کا ذکر ہوا تو آپ نے کہا وہ ایسا ستارہ ہیں جس سے اندھیرے میں چلنے والا ہدایت لیتا ہے، اور ایسا علم ہیں جسے مومنوں کے دل قبول کرتے ہیں، ہر وہ علم جس میں آپ کا علم نہ ہو وہ حامل علم کے لیے آزمائش ہے، اللہ کی قسم! آپ نے حلال وحرام کو جانا، اور عذاب جبار سے نجات پائی، مستقل تقوی اور دائمی عبادت کیساتھ ساتھ''۔

انفع مجلس:

حَدثنَا ابو الْحسن عَليّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن الْحُسَيْن الزَّعْفَرَانِي نزيل وَاسِط قَالَ ثَنَا أَبُو بكر أَحْمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ حَدثنِي سُلَيْمَان بن أبي شيخ قَالَ حَدثنِي حجر بن عبد الْجَبَّار قَالَ قيل للقاسم بن معن أَنْت ابْن عبد الله بن مَسْعُود وترضى ان تكون من غلْمَان أبي حنيفَة فَقَالَ مَا جلس النَّاس إِلَى أحد أَنْفَع مجالسة من أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:) ''ابوالحسن علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ محمد بن حسین زعفرانی ساکن واسط نے ہم سے بیان کیا کہا ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابی شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہا حجر بن عبدالجبار نے مجھ سے بیان کیا کہا: قاسم بن معن سے کہا گیا کہ آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور اس بات سے راضی ہیں کہ آپ ابوحنیفہ کے لڑکوں سے ہوجائیں تو آپ

نے فرمایا: لوگوں نے کسی کی مجلس اختیار کر کے حضرت ابوحنیفہ کی مجلس اختیار کرنے سے زیادہ نفع نہیں اٹھایا"۔

أخبرنا ابو القاسم عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا عبد الصمد بن عبيد الله عن الحسين بن عبد الرحمن الأزدي قال ثنا أبي قال ثنا أحمد ابن أسد بن عمرو قال رأيت أبا حنيفة جاء يعزي أبي بعمرو بن عامر جدي فرأيته مد يده إليه فصافحه وحضرت الجنازة فقدمه أبي فصلى عليه

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ حسین بن عبدالرحمن ازدی سے راوی کہا میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہا احمد ابن اسد بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا آپ میرے دادا عمرو بن عامر کی تعزیت کے لیے تشریف لائے تو میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر مصافحہ کیا، جب جنازہ تیار ہوا تو میرے باپ نے آپ کو آگے کیا تو آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی"۔

یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال حدثنا عبد الوهاب بن محمد قال سمعت يحيى بن أكثم قال كان أبو يوسف إذا سئل عن مسألة أجاب فيها وقال هذا قول أبي حنيفة ومن جعله بينه وبين ربه فقد استبرأ لدينه.

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی بن اکثم سے میں نے سنا کہا امام ابویوسف سے جب کسی مسئلہ میں سوال کیا جاتا تو آپ اس کا جواب دیتے اور کہتے: یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اور جس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان حضرت ابوحنیفہ کو وسیلہ بنایا تو اس نے اپنا دین محفوظ کرلیا"۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال سمعت ابن سماعة قال سمعت أبا يوسف قال سمعت أبا حنيفة قال إن القاضي إذا جار متعمدا فقضاؤه مفسوخ عزل أو لم يعزل وهو معزول لفسقه.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ سے میں نے سنا کہا امام ابویوسف سے میں نے سنا کہا امام ابوحنیفہ سے میں نے

سنا فرمایا: قاضی جب جان بوجھ کر ظلم کرے تو اس کی قضاء ٹوٹ جاتی ہے، اسے معزول کیا ہو یا نہ کیا ہو، اپنے فسق کی وجہ سے معزول ہو جاتا ہے"۔

جب فقہ کی ضرورت پڑے تو۔۔؟

أخبرنا عمر بن إبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مقاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك قَالَ إِن كَانَ الْأَثر قد عرف واحتيج إِلَى الرَّأْي فرأي مَالك وسُفْيَان وَأبي حنيفَة وَأَبُو حنيفَة أحْسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الْفِقْه وَهُوَ أفقه الثَّلَاثَة۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک سے میں نے سنا آپ نے فرمایا: اگر حدیث کو پہچان لیا جائے اور رائے (فقہ) کی ضرورت پڑھے تو امام مالک، امام سفیان اور امام ابوحنیفہ کی رائے اختیار کرنی چاہیے، امام ابوحنیفہ رائے کے لحاظ سے ان میں سے سب سے بہترین، ذہانت وفطانت کے اعتبار سے ان میں سے باریک بین اور فقہ میں ان سے زیادہ غوطہ خور ہیں اور آپ تینوں میں سب سے بڑے فقیہ ہیں"۔

امام اعظم کے بے ادب کو حضرت عبداللہ بن مبارک کا جواب:

حَدثنَا الْقَاضِي أَبُو نصر مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن سهل النَّيْسَابُورِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن هَارُون قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن الْمُنْذر بن سعيد الْهَرَوِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سهل بن مَنْصُور الْمروزِي قَالَ حَدثنِي أَحْمد بن إِبْرَاهِيم قَالَ سَمِعت مَنْصُور بن هَاشم يَقُول كُنَّا مَعَ عبد الله بن الْمُبَارك بالقادسية إِذْ جَاءَهُ رجل من أهل الْكُوفَة فَوَقع فِي أبي حنيفَة فَقَالَ لَهُ عبد الله وَيحك أتقع فِي رجل صلى خمْسا وَأَرْبَعين سنة خمس صلوَات على وضوء وَاحِد كَانَ يجمع الْقُرْآن فِي رَكْعَتَيْنِ فِي لَيْلَة وتعلمت الْفِقْه الَّذِي عِنْدِي من أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:) "قاضی فقیہ ابونصر محمد بن محمد بن سہل نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا کہا احمد ابن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن منذر بن سعید ہروی نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن سہل بن منصور مروزی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہا منصور بن ہاشم کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مبارک کیساتھ قادسیہ میں تھے کہ اچانک کوفہ کا ایک آدمی آیا جو امام ابوحنیفہ کے بارے

میں طعن کرنے لگا تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے اس سے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! تو ایسے آدمی کی تنقیص کرتا ہے جس نے پینتالیس (۴۵) سال سے پانچ نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھی ہیں، آپ ہر رات دو رکعتوں میں مکمل قرآن مجید پڑھتے تھے اور میرے پاس جو علم فقہ ہے جسے میں لوگوں کو تعلیم دیتا ہوں وہ امام ابوحنیفہ کی طرف سے ہی ہے"۔

أخبرنا عبد الله بن إِبْرَاهِيم الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثنا الْحمانِي قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول إِذا اجْتمع سُفْيَان وَأَبُو حنيفَة على شَيْء جعلتهما حجَّة فِيمَا بيني وَبَين الله فِيمَا أُفتي بِهِ من دينه۔

(ترجمہ:) "عبداللہ بن ابراہیم بزاز نے ہمیں خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن السبارک کو فرماتے ہوئے میں نے سنا جب حضرت سفیان اور حضرت ابوحنیفہ کسی چیز پر اکٹھے ہوجائیں تو میں ان دونوں کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان حجت بناتا ہوں، دین کے معاملے میں اسی کے مطابق فتوی دیتا ہوں"۔

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثنا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مقَاتل قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك قَالَ إِن كَانَ الْأَثر قد عرف واحتيج إِلَى الرَّأْي فرأى مَالك وسُفْيَان وَأبي حنيفَة وَأَبُو حنيفَة أحْسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الْفِقْه وَهُوَ أفقه الثَّلَاثَة۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک سے میں نے سنا آپ نے فرمایا: اگر حدیث کو پہچان لیا جائے اور رائے (فقہ) کی ضرورت پڑھے تو امام مالک، امام سفیان اور امام ابوحنیفہ کی رائے اختیار کرنی چاہیے، امام ابوحنیفہ رائے کے لحاظ سے ان میں سے سب سے بہترین، ذہانت وفطانت کے اعتبار سے ان میں سے باریک بین اور فقہ میں ان سے زیادہ غوطہ خور ہیں اور آپ تینوں میں سب سے بڑے فقیہ ہیں"۔

نوٹ: ہمارے پاس اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ کے دو نسخے ہیں ان دونوں نسخوں میں یہ روایت دو مرتبہ آئی ہے اس لیے ہم نے بھی مکرر ذکر کر کے اس کا ترجمہ کر دیا۔ مترجم۔

امام ابوحنیفہ کی ایک دن کی مجلس ایک مہینے کی مجلس سے بہتر ہے:

حدثنا أبو الحسين علیّ بن عبيد الله الهاشمي قال ثنا علیّ بن عمرو الحريري قال ثنا علیّ بن محمّد النّخعيّ قال ثنا ابن أبي خيثمة قال ثنا علیّ بن الجعد قال ثنا خلاد السكوني قال جئت يومًا إلى زهير بن معاوية فقال لي من أين جئت فقلت من عند أبي حنيفة فقال والله لمجالستك إيّاه يومًا أنفع لك من مجالستي شهرا۔

(ترجمہ:) "ابوالحسین علی بن عبید اللہ الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عمر وحریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کیا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا علی ابن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہا خلاد السکونی نے ہم سے بیان کیا کہا: ایک دن میں زہیر بن معاویہ کے پاس پاس آیا تو آپ نے مجھ سے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: حضرت ابوحنیفہ کے پاس سے تو آپ نے کہا: اللہ کی قسم! ابوحنیفہ کی ایک دن کی مجلس، میری ایک مہینے کی مجلس سے زیادہ نفع بخش ہے"۔

امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ کے متعلق اپنی رائے سے رجوع کرلیا:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمّد قال ثنا محمّد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال كنت عند الأوزاعيّ فقال لي الأوزاعيّ يا أبا عبد الرّحمن رجل يذكرونه بالكوفة ضال مضل يدعو النّاس إلى بدعة فغبت عن الأوزاعيّ بثلاثة أيّام وثلاث ليال وأخرجت من مسائل أبي حنيفة مسائل و كتبتها بحججها وحملت الكتاب إلى الأوزاعيّ فأريته وقد أذن فلمّا رآني أقام وصلينا صلاة الصّبح فقال لي يا أبا عبد الرّحمن ما هذا الكتاب معك قلت كتاب فيه مسائل و كتبت على كل مسألة قال النّعمان كذا قال هاته فجعل يقرؤه حتّى انتهى إلى آخره فقال من النّعمان هذا الّذي هذه الجوابات الحسان له قلت أبو حنيفة الّذي نهيت عنه قال حرام علیّ أن أنهاك عمّن تتعلم عنه مثل هذا فالزمه واستكثر منه فإن هذا يحسن ان يتكلّم في العلم۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک سے میں نے سنا کہا: میں جناب اوزاعی کے پاس تھا تو مجھ سے اوزاعی نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! لوگ کوفہ کے گمراہ اور گمراہ گر آدمی کا ذکر کرتے ہیں جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہے (ان کا اشارہ امام ابوحنیفہ کی طرف تھا)۔ عبداللہ بن مبارک کہتے

ہیں: میں جناب اوزاعی کی مجلس سے تین دن اور تین راتیں غائب رہا اور امام ابوحنیفہ کے مسائل میں سے کچھ مسائل نکالے اور انہیں دلائل کیساتھ لکھا اور کتاب لے کر جناب اوزاعی کے پاس آگیا، میں نے آپ کو کتاب دکھانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی، جب آپ نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور ہم نے صبح کی نماز پڑھی، آپ نے مجھے فرمایا: اے ابوعبدالرحمن! تیرے پاس یہ کون سی کتاب ہے؟ میں نے کہا: اس کتاب میں کچھ مسائل ہیں اور میں نے ہر مسئلے پر لکھا ہے کہ نعمان نے ایسے کہا۔ آپ نے کہا: لاؤ مجھے دو! میں نے کتاب دی تو آپ اسے پڑھنے لگے یہاں تک کہ آپ نے آخر تک اسے پڑھا پھر کہا: یہ نعمان کون ہے؟ یہ تو بہترین جوابات ہیں۔ میں نے کہا: یہ ابوحنیفہ ہیں جن سے آپ روکتے ہیں۔ آپ نے کہا: مجھ پر حرام ہے کہ میں تجھے ایسے آدمی سے تعلیم حاصل کرنے سے منع کروں، لہذا اس کو لازم پکڑ لے اور اس سے کثرت سے علم حاصل کر کیونکہ وہ علم میں بہترین کلام کرتا ہے''۔

فقہ کی لذت کے حصول کے لیے امام ابوحنیفہ کی کتابوں کی طرف رجوع کریں:

أخبرنا عمر بن إبرَهِيمُ قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحمد بن عَطِيّة قَالَ ثَنَا نصر عَن عَليّ قَالَ ثَنَا عبد الله بن دَاوُد قَالَ من أَرَادَ ان يخرج من ذل الْعَمَى وَالْجهل ويجد لَذَّة الْفِقْه فَلْينْظر فِي كتب أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا نصر نے ہم سے بیان کیا وہ علی سے راوی کہا عبداللہ بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہا: جو شخص اندھے پن اور جہالت کی ذلت سے نکلنا چاہے اور فقہ کی لذت پانا چاہے اسے امام ابوحنیفہ کی کتب کی طرف دیکھنا چاہیے}}۔

امام اعظم کا عیب جو دو میں سے ایک ہے:

أخبرنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد ابْن كَاس قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مَحْمُود الصيدلاني قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ قَالَ عبد الله بن دَاوُد مَا يعيب ابا حنيفَة إِلَّا أحد رجلَيْنِ جَاهِل لَا يعرف فضل قَوْله أَو حَاسِد لم يقف على علمه فحسده۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن محمود صیدلانی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن داؤد نے کہا: امام ابوحنیفہ کے عیب کا متلاشی دو آدمیوں میں سے ایک ہوگا: جاہل ہوگا جو

آپ کے قول کی فضیلت نہیں پہنچانتا یا حاسد ہوگا جو آپ کے علم پر مطلع نہ ہوا تو آپ سے حسد کرنے لگا''۔

مسلمانوں کے لیے زیادہ نفع بخش:

أخبرنا عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم قال ثنا عبد الوهاب بن محمد قال ثنا علي بن الحسين الدرهمي بالبصرة قال قال لنا الخريبي كان والله أبو حنيفة أنفع للمسلمين منهما يعني حماد بن سلمة وحماد بن زيد.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسین الدرہمی نے بصرہ میں ہم سے بیان کیا کہا ہم سے خُریبی نے کہا: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ، جناب حماد بن سلمہ اور جناب حماد بن زید سے زیادہ مسلمانوں کو نفع پہنچانے والے تھے''۔

ابوحنیفہ بڑے فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا نصر بن علي قال قلت لأبي عاصم ابو حنيفة عندك أفقه ام سفيان قال هو والله عندي أفقه من ابن جريج ما رأت عيني رجلا أشد اقتدارا منه على الفقه.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوعاصم سے کہا: آپ کے ہاں جناب ابوحنیفہ بڑے فقیہ ہیں یا جناب سفیان؟ آپ نے کہا: اللہ کی قسم! وہ (ابوحنیفہ) میرے نزدیک ابن جریج سے بھی بڑے فقیہ ہیں، میری آنکھ نے آپ سے زیادہ فقہ پر دسترس رکھنے والا نہیں دیکھا''۔

حدیث امام مالک سے لیں اور فقہ امام اعظم ابوحنیفہ سے:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال سمعت تميم بن المنتصر يقول قال رجل ليزيد بن هارون يا أبا خالد رأي مالك أحب إليك من رأي ابي حنيفة فقال اكتب حديث مالك فإنه كان ينتقي الرجال والفقه صناعة ابي حنيفة ما رأيت رجلا ناظره في شيء من الفقه إلا ظهر عليه والفقه صناعته وصناعة أصحابه والفرائض كأنهم خلقوا لها.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم

سے بیان کیا کہا تمیم بن منتصر کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ایک آدمی نے یزید بن ہارون سے کہا: اے ابو خالد! حضرت مالک کی رائے آپ کو حضرت ابو حنیفہ کی رائے سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے کہا: حدیث جناب مالک سے لکھ! کیونکہ وہ چنے ہوئے لوگوں میں سے ہیں اور فقہ تو جناب ابو حنیفہ کی کاریگری ہے، میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جس نے فقہ کی کسی چیز میں آپ سے مناظرہ کیا مگر ابو حنیفہ اس پر غالب رہے، فقہ تو ان کی کاریگری ہے اور ان کے اصحاب کی کاریگری ہے اور فرائض (علم المیراث) بھی، گویا کہ وہ اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں''۔

امام ابو حنیفہ سے محبت رکھنے والا سنی اور بغض رکھنے والا بدعتی ہے:

حدثنا العباس أخبرنا القاسم بن احمد الهاشمي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد النخعي قال ثنا إبراهيم بن مخلد قال ثنا أبو سعيد البلخي قال سمعت أبا عبد الرحمن المقرىء قال قال عبد العزيز بن أبي رواد ابو حنيفة المحنة من أحب أبا حنيفة فهو سني ومن أبغضه فهو مبتدع.

(ترجمہ:) ''عباس نے ہم سے بیان کیا کہا القاسم بن احمد الہاشمی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہا ابو سعید بلخی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابو عبد الرحمن مقریٔ سے سنا آپ نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا: امام ابو حنیفہ امتحان ہیں، جو امام ابو حنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے''۔

حسن بن عمارہ قبر امام اعظم کے پاس:

أخبرنا ابو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن محمد قال ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري قال ثنا شبابة بن سوار قال أخبرني أبي قال رأيت الحسن بن عمارة في مقابر الخيزران عند قبر أبي حنيفة يبكي ويقول رحمك الله كنت لنا خلفا ممن مضى وما تركت بعدك خلف إن خلفوك في العلم الذي علمتهم لم يمكنهم ان يخلفوك في الورع إلا بتوفيق فقلت من هذا قالوا قبر أبي حنيفة

(ترجمہ:) ''ابو القاسم عبد اللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن سعید جوہری نے ہم سے بیان کیا کہا شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا

کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہا میں نے حسن بن عمارہ کو خیزران کے قبرستان میں حضرت ابوحنیفہ کی قبر کے پاس روتے ہوئے، آپ کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ گذشتہ لوگوں کے نائب تھے، آپ نے اپنے بعد (اپنے جیسا) کوئی نائب نہیں چھوڑا، اگر آپ نے تعلیم دے کر علم میں نائب بنایا مگر تقویٰ میں وہ آپ کا نائب نہیں ہوسکتا مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، میں نے کہا: یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوحنیفہ کی قبر ہے"۔

امام یحییٰ بن معین کی امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے متعلق رائے:

أخبرنا عبدالله بن محمد قال ثنا القاضي أبو بكر مكرم بن أحمد قال ثنا الحسن بن علي بن حبان عن أبيه قال قيل لأبي زكريا يحيى بن معين أيما أحب إليك الشافعي أم أبو حنيفة أو أبو يوسف قال أما الشافعي فلا أحب حديثه واما ابو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون وأبو يوسف فلم يكن من اهل الكذب كان صدوقا فقيل له فأبو حنيفة كان يصدق في الحديث قال نعم صدوق.

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن علی بن حبان نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا: ابوزکریا یحییٰ بن معین سے کہا گیا: آپ کو کون زیادہ پیارا ہے؟ امام شافعی یا امام ابوحنیفہ یا امام ابو یوسف؟ آپ نے کہا: شافعی کی حدیث کو میں پسند نہیں کرتا، ابوحنیفہ سے نیک لوگوں نے حدیث بیان کی اور ابو یوسف اہل کذب میں سے نہیں تھے، آپ سچے تھے، آپ سے کہا گیا: ابوحنیفہ حدیث میں سچے ہیں؟ کہا: ہاں وہ سچے ہیں"۔

امام یحییٰ بن معین کے نزدیک فقہاء چار ہیں:

أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا محمد بن علي بن العباس البزاز قال حدثني قاسم المعشري والحسين بن فهم وغيرهما قالوا سمعنا يحيى بن معين يقول الفقهاء أربعة ابو حنيفة وسفيان ومالك والأوزاعي.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی بن عباس بزاز نے بیان کیا کہا قاسم معشری، حسین بن فہم اور ان دو کے علاوہ نے مجھ سے بیان کیا سب نے کہا: ہم نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا: فقہاء چار ہیں: ابوحنیفہ، سفیان، مالک اور اوزاعی"۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال سمعت يحيى ابن معين

يَقُول الْقِرَاءَة عِنْدِي قِرَاءَة حَمْزَة وَالْفِقْه فقه أبي حنيفَة على هَذَا أدْركت النَّاس.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی ابن معین کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میرے نزدیک مختار قراءت قراءت حمزہ ہے اور فقہ حضرت ابوحنیفہ کی فقہ ہے، اسی مذہب پر میں نے لوگوں کو پایا''۔

امام اعظم حدیث وفقہ میں ثقہ وصدوق ہیں:

وَبِهَذَا الْإِسْنَاد قَالَ سُئِلَ يحيى هَل حدث سُفْيَان عَن أبي حنيفَة قَالَ نعم كَانَ أَبُو حنيفَة ثِقَة صَدُوقًا فِي الحَدِيث وَالْفِقْه مَأْمُونا على دين الله.

(ترجمہ:)''اسی سند کیساتھ کہا: یحیٰی بن معین سے سوال کیا گیا: کیا حضرت سفیان نے حضرت ابوحنیفہ کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے؟ کہا: ہاں حضرت ابوحنیفہ حدیث وفقہ میں ثقہ، صدوق ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کے امین ہیں''۔

حَدثنَا الشريف ابو الْحسن الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد بن المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد بن كَأس النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن ابي خَيْثَمَة قَالَ ثَنَا سَلمَة النَّحْوِيّ قَالَ قَالَ سُلَيْمَان بن دَاوُد الْهَاشِمِي قَالَ لى الشَّافِعِي قَول أبي حنيفَة أعظم من أَن يدْفع بالهوينا.

(ترجمہ:)''شریف ابوالحسن عباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد بن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلمہ نحوی نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن داؤد الہاشمی نے کہا: مجھ سے امام شافعی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ کا قول اس سے بہت بڑا ہے کہ ہم اپنی خواہشات سے اس کا دفاع کریں''۔

امام ابوحنیفہ کی کتب:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا الْحسن بن قُتَيْبَة قَالَ ثَنَا حَرْملَة بن يحيى قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول من لم ينظر فِي كتب أبي حنيفَة لم يتبحر فِي الْفِقْه.

(ترجمہ:)''عباس بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا حرملہ بن یحیی نے ہم سے بیان کیا

کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص امام ابوحنیفہ کی کتب میں غور وفکر نہ کرے اسے فقہ میں مہارت حاصل نہیں ہوتی''۔

امام جعفر صادق اور اور ائمہ اہل بیت کا مذہب ہی امام اعظم کا مذہب ہے:

أخبرنا ابو القاسم عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم بن أحمد قال ثنا ابن عطية قال ثنا ابن سماعة قال ثنا ابو يوسف قال كان ابو حنيفة في المسجد الحرام يفتي الناس فوقف عليه جعفر بن محمد ففطن له فقام ثم قال يا ابن رسول الله لو شعرت بك اول ما وقفت ما رآني الله أقعد وأنت قائم فقال: اجلس يا أبا حنيفة فأجب الناس فعلى هذا أدركت آبائي.

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابویوسف نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابوحنیفہ مسجد حرام میں لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے تو آپ کے پاس حضرت امام جعفر صادق بن محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہما کھڑے ہوئے تو آپ نے ان کو فطین قرار دیا تو امام ابوحنیفہ کھڑے ہو گئے پھر کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صاحبزادے! اگر آپ کے کھڑے ہونے کے آغاز میں مجھے پتہ چل جاتا تو اللہ تعالیٰ مجھے بیٹھا ہوا نہ دیکھتا جبکہ آپ کھڑے ہوں آپ نے فرمایا: اے ابوحنیفہ! بیٹھ جاؤ! لوگوں کے مسائل کا جواب دو اسی مذہب پر میں نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے''۔

امام باقر اور امام ابوحنیفہ کے مابین مکالمہ اور امام باقر کی شیخین کے متعلق رائے:

حدثنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا علي بن الحسن المخرمي قال ثنا محمد بن هارون بن عبد الله بن مياح قال ثنا أبي قال ابو هشام أصرم بن حوشب الهمداني قال ثنا عبد الرحمن بن عبدويه اليشكري قال سمعت أبا حنيفة يقول قدمت المدينة فأتيت أبا جعفر محمد بن علي فقال يا أخا أهل العراق الا تجلس إلينا فجلست فقلت أصلحك الله ما تقول في أبي بكر وعمر فقال رحم الله أبا بكر وعمر قلت إنهم يقولون عندنا بالعراق انك تتبرأ منهما فقال معاذ الله كذبوا ورب الكعبة أولست تعلم ان عليا زوج ابنته ام كلثوم ابنة فاطمة من عمر بن الخطاب.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہم سے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسین مخرمی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن ہارون بن عبداللہ بن میاح نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے

باپ نے بیان کیا کہا ابوہشام اصرم بن حوشب ہمدانی نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن عبدویہ الیشکری نے بیان کیا کہا میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینہ پاک آیا تو میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر علیہ الرحمہ) کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: اے اہل عراق کے بھائی! ہمارے پاس کیوں نہیں بیٹھتا؟ چنانچہ میں بیٹھ گیا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو ٹھیک رکھے! حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر و عمر پر رحم فرمائے! امام ابوحنیفہ نے کہا: ہمارے اہل عراق کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان دونوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: معاذ اللہ! رب کعبہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ بولا، کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا"۔

امام باقر کا بیان کہ سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح حضرت عمر سے ہوا:

وَهل تَدْرِي من هِيَ لَا اباَلَك جدَّتهَا خَدِيجَة سيدة نسَاء أهل الْجنَّة وجدهَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم خَاتم النَّبِيين وَسيد الْمُرْسلين وَرَسُول رب الْعَالمين وَأمّهَا فَاطِمَة سيدة نسَاء الْعَالمين وأخواها الْحسن وَالْحُسَيْن سيدا شباب أهل الْجنَّة وأبوها عَليّ بن أبي طَالب ذُو الشّرف والمنقبة فِي الاسلام فَلَو لم يكن لَهَا أهلا لَا اباَلك لم يُزَوّجهَا أَيَّاهُ قَالَ قلت فَلَو كتبت إِلَيْهِم كتابا فَكَذبت على نَفسك قَالَ لَا يطيعون الْكتب هَذَا أَنْت قد قلت لَك عيانًا أَلا تجْلِس إِلَيْنَا فعصيتني فَكيف يطيعون الْكتاب۔

(ترجمہ:) "آپ جانتے ہیں وہ کون تھی [تم اس کا انکار نہیں کرو گے] ان کی نانی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے نانا جان اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں جو آخری نبی، رسولوں کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں اور ان کے ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے بھائی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں جو اسلام میں شرف و بزرگی والے ہیں، لہٰذا اگر وہ (حضرت عمر) ان (حضرت ام کلثوم) کے لائق نہ ہوتے [تم اس کا انکار نہیں کرو گے] تو وہ (حضرت علی) ان (حضرت ام کلثوم) کی شادی آپ (حضرت عمر) کے ساتھ نہ کرتے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اگر آپ ان کی طرف خط لکھ دیں کیونکہ انہوں نے آپ پر جھوٹ باندھا ہے، آپ نے فرمایا: وہ خطوط کی اطاعت نہیں کریں گے، یہ تو ہے

کہ میں نے بالمشافہہ تجھ سے کہا کہ تو ہماری مجلس میں کیوں نہیں بیٹھتا تو (غلط فہمی کی بناء پر) تو نے میری بات نہیں مانی تو وہ خط کی کیسے اطاعت کریں گے (جب امام ابوحنیفہ کی غلط فہمی دور ہوگئی تو آپ نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی)''۔

بزرگوں کے آپس میں ملنے کا طریقہ:

أخبرنا عبد اللہ بن مُحَمَّد الحُلوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الصَّمد بن عبيد اللہ عَن مُحَمَّد بن الْهَيْثَم النَّخعِيّ عَن رَبَاح بن أبي نصر قَالَ رَأَيْت اباحنيفَة وَعمر بن ذَر التقيا واعتنقا وَقبل عمر بن ذَر بَين عَيْنِي ابي حنيفَة۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ محمد بن ہیثم نخعی سے وہ رباح بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں، آپ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوحنیفہ اور حضرت عمر بن ذر کو دیکھا کہ دونوں نے ملاقات کی تو معانقہ کیا (بغل گیر ہوئے) اور جناب عمر بن ذر نے حضرت ابوحنیفہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا''۔

أَخْبَرَنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الصَّمد عَن عمر بن عِيسَى ابْن عُثْمَان قَالَ ثَنَا أبي قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيل بن شُعَيْب السمان عَن أَبِيه قَالَ رَأَيْت اباحنيفَة ومحارب بن دثار متزاملين إِلَى مَكَّة قد أحرما وهما مصطحبان۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا وہ عمر بن عیسیٰ ابن عثمان سے راوی کہا ہم سے میرے باپ نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن شعیب السمان نے بیان کیا وہ اپنے باپ سے راوی کہا میں نے جناب ابوحنیفہ اور جناب محارب بن دثار کو دیکھا کہ دونوں مکہ تک ساتھی رہے جبکہ دونوں نے احرام باندھا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی صحبت میں رہتے''۔

حق کو تسلیم کرنا زیادہ بہتر ہے:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا أَبُو سُلَيْمَان الجوزجاني قَالَ قَالَ لي مُحَمَّد بن عبد اللہ قَاضِي الْبَصْرَة نَحن أبْصر بِالشُّرُوطِ من أهل الْكُوفَة قلت الانصاف بالعلماء أحسن وَإِنَّمَا وضع هَذَا ابو حنيفَة فزدتم شَيْئا ونقصتم وحسنتم تِلْكَ الْأَلْفَاظ وَلَكِن هاتوا شروطكم وشروط أهل الْكُوفَة قبل أبي حنيفَة فَسكت وَقَالَ التَّسْلِيم للحق أولى۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابوسلیمان جوزجانی نے ہم سے بیان کیا کہا بصرہ کے قاضی محمد بن عبداللہ نے مجھ سے کہا: ہم اہل کوفہ کے شروط[عہد نامے] دیکھ رہے تھے تو میں نے کہا: علماء کیساتھ انصاف زیادہ اچھا ہے، اسے امام ابوحنیفہ نے وضع کیا تو تم نے اس میں کچھ چیزوں کا اضافہ کیا اور کچھ کی کمی کی اور تم نے ان معاملات میں اچھا کیا لیکن تم اپنے شروط لاؤ اور حضرت ابوحنیفہ سے پہلے اہل کوفہ کے شروط پیش کرو! تو وہ خاموش ہو گئے اور کہا: حق کو تسلیم کرنا زیادہ بہتر ہے''۔

مذہب اہل سنت و جماعت! امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی زبانی:

حَدثنَا عبد اللہ بن مُحَمَّد الحلوانِي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن الْحسن المخرمي قَالَ أَخبرنِي أَحْمد بن مُحَمَّد بن عبد الله السَّمرقَنْدِي قَالَ ثَنَا احْمد بن سعيد الْمروزِي قَالَ سَمِعت سعد بن معَاذ قَالَ سَمِعت إِبْرَاهِيم بن رستم يَقُول سَمِعت أَبَا عصمَة نوح بن أبي مَرْيَم يَقُول سَأَلت ابا حنيفَة من أهل الْجَمَاعَة فَقَالَ من قدم ابا بكر وَعمر وَأحب عليا وَعُثْمَان وآمن بِالْقدرِ خَيره وشره لم يكفر مُؤمنا بذنب وَلم يتَكَلَّم فِي الله بِشَيْء وَمسح على الْخُفَّيْنِ وَلم يحرم نَبِيذ الْجَرّ قَالَ سعد بن معَاذ قد جمع فِي هَذِه الأحرف السَّبْعَة مَذَاهِب أهل السّنة وَالْجَمَاعَة فَلَو أَرَادَ رجل ان يزِيد فِيهَا حرفا ثامنا لم يقدر عَلَيْهِ۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسن مخرمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن عبداللہ سمرقندی نے مجھے خبردی کہا احمد بن سعید مروزی نے ہم سے بیان کیا کہا سعد بن معاذ سے میں نے سنا کہا ابراہیم بن رستم کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ سے (اہل سنت و) جماعت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: (اہل سنت و جماعت میں سے) وہ ہے جو حضرت ابوبکر و عمر کو مقدم جانے اور حضرت علی اور حضرت عثمان سے محبت رکھے، تقدیر پر ایمان رکھے کہ اچھی و بری اسی کی طرف سے ہے، گناہ کی وجہ سے کسی مومن کی تکفیر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ بھی بات نہ کرے، موزوں پر مسح کرے اور نبیذ جر کو حرام قرار نہ دے۔ سعد بن معاذ نے کہا: امام ابوحنیفہ نے ان سات حروف میں اہل سنت و جماعت کے مذاہب جمع کر دیئے ہیں، لہٰذا اگر کوئی آدمی اس میں آٹھواں حرف اضافہ کرنا چاہے تو وہ اس پر قادر نہ ہوگا''۔

امام عطاء تابعی کی مجلس میں امام ابوحنیفہ کا مقام:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الصَّمد بن عبيد الله عَن عبد الله بن مُحَمَّد بن نوح قَالَ ثَنَا حَفْص بن يحيى قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أبان عَن الْحَارِث ابْن عبد الرَّحْمَن قَالَ كُنَّا نَكُون عِنْد عَطاء بَعْضنَا خلف بعض فَإِذا جَاءَ ابو حنيفَة أوسع لَهُ وَأَدْنَاهُ.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ عبداللہ بن محمد بن نوح سے راوی کہا حفص بن یحیی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن ابان نے ہم سے بیان کیا وہ حارث ابن عبدالرحمن سے راوی کہا: ہم جناب عطاء کی مجلس میں ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھا کرتے تھے، جب حضرت ابوحنیفہ آتے تو آپ ان کے لیے جگہ کشادہ فرماتے اور اپنے نزدیک بٹھاتے''۔

امام ابوحنیفہ کی مدح سرائی میں اشعار اور مرثیے:

ذكر مَا رُوِيَ من الشّعْر فِي مدح أبي حنيفَة ومرثيته

حضرت ابوحنیفہ کی مدح میں اشعار اور مرثیوں کی مرویات کا بیان

امام اعظم کی مدح میں حضرت ابن المبارک علیہ الرحمہ کے اشعار:

حَدثنَا القَاضِي الْمُخْتَار ابو نصر مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن سهل قَالَ حَدثنِي ابو احْمد احْمد ابْن مُحَمَّد بن سعد قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن احْمد القَاضِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حَمَّاد عَن الْحُسَيْن ابْن جُمُعَة قَالَ سَمِعت شَدَّاد بن حَكِيم يَقُول سَمِعت عبد الله بن الْمُبَارك يَقُول:

(ترجمہ:) ''قاضی المختار ابونصر محمد بن محمد بن سہل نے ہم سے بیان کیا کہا ابواحمد احمد ابن محمد بن سعد نے مجھ سے بیان کیا کہا قاضی ابراہیم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حماد نے ہم سے بیان کیا وہ حسین ابن جمعہ سے راوی کہا میں نے شداد بن حکیم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا:''

وجدت أَبَا حنيفَة كل يَوْم ... يزِيد نبالة وَيزِيد خيرا

(ترجمہ:) ''میں نے حضرت ابوحنیفہ کو ہر دن ظرف میں بڑھتے اور خیر میں ترقی کرتے پایا''۔

وينطق بِالصَّوَابِ ويصطفيه ... إِذا مَا قَالَ أهل الْجور جورا

(ترجمہ:) ''جب اہل ظلم ظلم کا قول کریں تو آپ درست اور چنیدہ کلام کیساتھ گفتگو فرماتے''۔

یقایس من یقایسه بلب فَمن ذَا تعلمُونَ لَهُ نظیرا

(ترجمہ:)''آپ اپنی عقل وذہانت سے قیاس فرماتے ،کون ہے جسے تم جانتے ہو کہ وہ ان کے نظیر ہے؟''۔

کفانا موت حَمَّادٍ وَكَانَت...مصیبته لنا أمرا کَبِیرا

(ترجمہ:)''ہمیں حضرت حماد کی وفات ہی کافی تھی اور وہ ہمارے لیے امر کبیر کی صورت میں مصیبت تھی''۔

فَردشماتة الْأَعْدَاء عَنَّا...وَأَفْشی بعده علما کثیرا

(ترجمہ:)''ان کے دشمنوں کی گالیوں نے آپ کو ہم سے دور کر دیا اور ان کے بعد ان کا بہت زیادہ علم پھیلا''۔

رَأَيْت اباحنیفة حِین یُؤْتی...وَیطْلب علمه بحرا غزیرا

(ترجمہ:)''میں حضرت ابوحنیفہ کو بحر بے کنار دیکھا جب آپ کے پاس کوئی آتا اور علم طلب کرتا''۔

إِذا مَا المعضلات تدافعتها... ل الْقَوْم كَانَ بهَا بَصيرًا

(ترجمہ:)''کتنی ہی مشکلیں تھیں جنہیں قوم کے مردوں نے دور کر دیا جو ان کی بصیرت رکھتے تھے''۔

فقہاء اور امام ابوحنیفہ کی مدح میں علی بن حسین بن اسود الطوسی الاسود کے اشعار:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ حَدثنَا ابو الْعَبَّاس احْمَد بن عبد الله الثَّقَفِيّ قَالَ أَنْشدنِي عَليّ بن الْحُسَيْن بن الْأسود الطوسي الْأسود

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم مقریٰ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعباس احمد بن عبداللہ ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسین بن اسود الطوسی الاسود نے مجھ سے کچھ اشعار بیان کیے:''

الْفِقْه منا إِن أردْت تفقها...والجود وَالْمَعْرُوف للمنتاب

(ترجمہ:)''فقہ ہم سے ہے، اگر تو تفقہ، جود اور نیکی کا ارادہ کرے تو یہ پے در پے آنے والے کے لیے ہیں''۔

طَاوس منا وَابْن سِيرِين الَّذِي...جمع التقى وَالْعلم والآداب

(ترجمہ:)''حضرت طاؤس ہمارے اور حضرت ابن سیرین وہ ہیں جو تقویٰ، علم اور آداب جمع کرنے والے ہیں''۔

وأخوهم المكحول يعرف فقهه...وعَطَاء منا لَيْسَ بالكذاب

(ترجمہ:) ''ان کے بھائی جناب مکحول کی فقہ معروف ہے اور ہمارے جناب عطاء کذاب نہیں ہیں''۔

والعالم البَصْرِي منا فاعلموا...فضل الرِّجَال بِعلم كل كتاب

(ترجمہ:) ''عالم البصری ہم سے ہیں، جان لو کہ ہر کتاب کے علم سے مردوں کی فضیلت ہوتی ہے''۔

وَإِذا ذكرت أَبَاحنيفة فيهم...خضعت لَهُ فِي الرَّأْي كل رِقَاب

(ترجمہ:) ''جب ان میں حضرت ابوحنیفہ کا میں ذکر کرتا ہوں تو ان کے رائے کے آگے سب گردنیں جھک جاتی ہیں''۔

عُلَمَاء قد وثق الْأَنَام بفقههم...مَا فيهم يَوْم الْقَضَاء بمجاب

(ترجمہ:) ''علماء اور مخلوق نے ان کی فقہ پر اعتماد کیا، فیصلے کے دن انہیں کسی کی تلاش نہیں ہوگی''۔

فِي كل مشكلة وكل قَضِيَّة...فيهم ذَوُو التَّفْسِير والألباب

(ترجمہ:) ''ہر مشکل اور ہر فیصلے میں انہی میں صاحبان تفسیر اور ارباب عقل ودانش موجود ہیں''۔

امام اعظم کی مدح میں ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم التیمی کے اشعار:

أنشدنا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ أنشدنا مكرم بن أَحْمد لأبي الْقَاسِم غَسَّان بن مُحَمَّد بن عبد الله بن سَالم التَّيْمِي:

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہم سے اشعار بیان کیے کہا مکرم بن احمد نے ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم التیمی سے اشعار ہم سے بیان کیے:''

وضع الْقيَاس ابو حنيفَة كُله...فَأتى بأوضح حجَّة وَقِيَاس

(ترجمہ:) ''قیاس تمام کا تمام حضرت ابوحنیفہ نے وضع کیا ہوں آپ واضح ترین حجت وقیاس لے کر آئے''۔

وَبنى على الْآثَار أس بنائه...فأنت غوامضه على الإساس

(ترجمہ:) ''اپنی عمارت کی بنیاد آپ نے احادیث پر رکھی پھر اسی بنیاد پر آپ پیچیدگیوں کا حل لے کر آئے''۔

وَالنَّاس يتبعون فِيهَا قَوْله...لما استنار ضياؤه للناس

(ترجمہ:) ''لوگ مشکل مسائل میں آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں، جب لوگوں کے لیے آپ کی روشنی چمکی''۔

شانِ امام اعظم ابوحنیفہ بزبانِ عبداللہ بن مبارک بصورت اشعار:

أنشدنا ابو الحسن العَبّاس بن احمد بن الفضل الهَاشِمِی قَالَ أنشدنا احمد بن مُحَمَّد المنصوری قَالَ أنشدنا عَلِیّ بن مُحَمَّد النَّخعِیّ قَالَ أنشدنا إِسْحَاق بن إِبْرَاهِیم بن مقراض قَالَ أنشدنا سُوَیْد بن سعید المروزِی قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك یَقُول

(ترجمہ:) ''ابوالعباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے ہم سے اشعار کہے کہا احمد بن محمد منصوری نے ہم سے اشعار کہے کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے اشعار کہے کہا اسحاق بن ابراہیم بن مقراض نے ہم سے اشعار کہے کہا سوید بن سعید مروزی نے ہم سے اشعار کہے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا:''

لقد زَان الْبِلَاد وَمن عَلَیْهَا ... إِمَام الْمُسلمین ابو حنیفَة

(ترجمہ:) ''مسلمانوں کے امام حضرت ابوحنیفہ نے شہروں کو زینت بخشی اور ان پر احسان کیا''۔

بآثار وَفقه فِی حَدِیث ... كآثار الزبُور على الصَّحِیفَة

(ترجمہ:) ''حدیث میں آثار وفقہ کیساتھ جیسے صحیفہ پر زبور کے آثار ہوتے ہیں''۔

فَمَا فِی المشرقین لَهُ نَظِیر ... وَلَا بالمغربین وَلَا بِالْكُوفَةِ

(ترجمہ:) ''نہ تو مشرقین میں ان کی کوئی نظیر ہے نہ مغربین میں اور نہ ہی کوفہ میں''۔

رَأَیْت العائبین لَهُ سفاها ... خلاف الْحق مَعَ حجج ضَعِیفَة

(ترجمہ:) ''آپ کو عیب لگانے والوں کو میں نے حق کے خلاف بے وقوف دیکھا کمزور دلیلوں کو رکھنے کیساتھ''۔

مساور الوراق کا امام ابوحنیفہ کے خلاف اشعار کہنا اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا اس سے حسن سلوک:

حَدثنَا ابو الْحسن عَلیّ بن الْحسن الرَّازِیّ قَالَ نَا ابو عبد الله مُحَمَّد بن الْحُسَیْن الزَّعْفَرَانِی نزیل وَاسِط قَالَ ثَنَا أَحْمد بن زُهَیْر قَالَ حَدثنِی سُلَیْمَان بن أبی شیخ قَالَ مساور الْوراق:

(ترجمہ:) ''ابوالحسن علی بن حسن الرازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ محمد بن حسین زعفرانی ساکن واسط نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن زہیر نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابی شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہا مساور الوراق نے کہا:''

كُنَّا من الدّین قبل الْیَوْم فِی سَعَة ... حَتَّى ابتلینا بأصحاب المقاییس

(ترجمہ:) ''آج سے پہلے دین میں ہمارے لیے گنجائش تھی یہاں تک قیاس والوں کے ذریعے ہم آزمائش میں پڑ گئے''۔

قَامُوا من السُّوق إِذْ قلت مكاسبهم ... فاستعملوا الرَّأي عِنْدَ الْفقر والبؤس

(ترجمہ:) ''جب ان کی کمائی کم ہونے لگی تو وہ بازار سے اٹھے تو انہوں نے رائے (قیاس وفقہ) کو فقر وتنگی کے وقت عامل بنایا''۔

أما العريب فأمسوا لَا عَطاء لَهُم ... وَفِي الموَالِي عَلَامَات المفاليس

(ترجمہ:) ''اہل عرب نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا اور غلاموں میں مفلسوں کی علامات ہوتی ہیں''۔

فَلَقِيَهُ أَبُو حنيفية فَقَالَ لَهُ هجوتنا فَنحْن نرضيك فَبعث إِلَيْهِ بِدَرَاهِم فَقَالَ

(ترجمہ:) ''حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا: تو نے ہماری ہجو کی ہے پھر بھی ہم تم سے راضی ہیں، بعد میں آپ نے اس کے لیے درہم بھیجے تو اس نے کہا:''

إِذا مَا أهل مصر بادهونا ... بداهية من الْفتيا لَطِيفَة

(ترجمہ:) ''جب شہر والے واضح طور پر ہمارے پاس عمدہ فتوی لے کر آئے''

أتيناهم بمقياس صَحِيح ... صَلِيب من طراز أبي حنيفَة

(ترجمہ:) ''تو ہم ان کے پاس امام ابوحنیفہ کے طریقے سے قوی، صحیح قیاس لے کر آئے''

إِذا سمع الْفَقِيه بِهِ وعاه ... وأثبته بِفقه فِي صحيفه

(ترجمہ:) ''جب فقیہ نے اسے سنا تو اسے محفوظ کرلیا اور صحیفے میں اسے لکھ لیا''۔

حدثنَا ابو الْحسن عَلّيّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن الْحُسَيْن الزَّعْفَرَانِي قَالَ ثَنَا ابْن أبي خَيْثَمَة قَالَ أَخْبرنِي سُلَيْمَان بن أبي شيخ قَالَ كَانَ أَبُو سعيد الرَّازِيّ يُمَارِي أهل الْكُوفَة ويفضل أهل الْمَدِينَة فهجاه رجل من أهل الْكُوفَة ولقبه بشر شير فَقَالَ:

(ترجمہ:) ''ابوالحسن علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حسین زعفرانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابو شیخ نے مجھے خبر دی کہا ابوسعید رازی اہل کوفہ سے جھگڑا کیا کرتا تھا اور اہل مدینہ کو ان سے فضیلت دیتا تھا تو کوفہ کے ایک آدمی جس کا لقب شرشیر تھا نے اس کی ہجو کی تو کہا:''

عِنْدِي مسَائِل لَا شرشير يحسنها ... إِن سيل عَنْهَا وَلَا أَصْحَاب شرشير

(ترجمہ:)''میرے پاس مسائل ہیں شرشیر ان کا اچھا جواب نہیں دے سکتا نہ ہی اصحاب شرشیر اگران کے متعلق وہ سوالات کیے جائیں''۔

وَلَيْسَ يعرف هَذَا الدّين يُعلمهُ ...إِلَّا أبي حنيفَة كوفية الدّور

(ترجمہ:)''اور وہ یہ دین نہیں پہچانتا کہ وہ اسے سکھائے سوائے امام ابوحنیفہ کے جن کا گھر کوفہ میں ہے''۔

لاتسألن مدينيا فتكفره ...إِلَّا عَن البم والمثنى والزير

(ترجمہ:)''اہل مدینہ سے ہرگز البم (بانسری کی آواز)، المثنی (گانا) اور الزیر (ایسا آدمی جو عورتوں سے باتیں کرنے کا دلدادہ ہو) کے سوا سوال نہ کرنا ورنہ کفارہ دینا پڑے گا''۔

قَالَ سُلَيْمَان قَالَ أَبُو سعيد فَكتبت إِلَى الْمَدِينَة قد هجيتم بِكَذَا وَكَذَا فأجيبوا فَأجَاب رجل مِنْهُم فَقَالَ

(ترجمہ:)''سلیمان کا بیان ہے کہ ابوسعید نے کہا: میں نے اہل مدینہ کی طرف خط لکھا کہ تمہاری ایسے ایسے ہجو کی گئی ہے لہذا تم اس کا جواب دو تو ان میں سے ایک آدمی نے جواب میں اشعار کہے:''

لقد عجبت لغاو سَاقه قدر ...وكل أَمر إِذا مَا حم مَقْدُور

(ترجمہ:)''مجھے فضول آدمی سے تعجب ہوا جس نے تنگ نظری دکھائی ہے، ہر کام کا فیصلہ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے''

قَالَ الْمَدِينَة أَرض لَا يكون بهَا ...إِلَّا الْغناء وَإِلَّا البم والزير

(ترجمہ:)''اس نے کہا: مدینہ ایسی زمین ہے جس میں گانے، البم اور الزیر کے سوا کچھ نہیں''

لقد كذبت لعَمْر الله إِن بهَا ...قبر النَّبِي وَخير النَّاس مقبور

(ترجمہ:)''اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا ہے! یہاں پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر ہے اور بہترین لوگوں کی قبریں ہیں''۔

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عَليّ بن صَالح الْبَغَوِيّ قَالَ أَنْشدني أبو عبد الله مُحَمَّد بن زيد الوَاسِطِيّ لِأَحْمَد بن الْمُعَدل

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم مقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن صالح بغوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ محمد بن زید الواسطی نے احمد بن العدل کے اشعار مجھے سنائے:''

إن كنت كَاذِبَة الَّذِي حَدَّثتنِي ... فَعَلَيْكَ إِثْم أبي حنيفَة أَو زفر

(ترجمہ:) ''اگر تو جھوٹی ہے جو تو نے مجھ سے بیان کیا اس میں تو تجھ پر حضرت ابوحنیفہ یا حضرت زفر کا گناہ ہے''

المائلين إِلَى الْقيَاس تعمدا ... والراغبين عَن التَّمَسُّك بالْخَبَر

(ترجمہ:) ''جو جان بوجھ کر قیاس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور حدیث سے دلیل پکڑنے سے اعراض کرتے ہیں''

خلت الديار تفقهوا فِي حيكم ... ظهر النِّفَاق فَلَا سَبِيل إِلَى عمر

(ترجمہ:) ''گھر خالی ہو گئے، تم اپنی زندگی میں فقیہ بن جاؤ، منافقت غالب ہو گئی لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کوئی راستہ نہیں''۔

ثمَّ أَنْشدنِي أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن زيد نقضها لنَفسِهِ

(ترجمہ:) ''پھر ابوعبداللہ محمد بن زید نے ان اشعار کے رد میں اپنے اشعار کہے:''

إِذا كنت ذَا كذب على أشياخنا ... متنقصا لأبي حنيفَة أَو زفر

(ترجمہ:) ''جب تو جھوٹا ہے ہمارے شیوخ امام ابوحنیفہ اور امام زفر کی تنقیص کرنے والا ہے''

فَعَلَيْك إِثْم الشَّيْخ أَعنِي مَالِكًا ... فِي قَوْله توطا الحلائل فِي الدبر

(ترجمہ:) ''تو شیخ یعنی امام مالک کا گناہ تجھ پر ہے ان کے اس قول میں کہ ازواج سے دبر میں وطی حلال ہے''

هَذَا مقَال قد روى عَن سَالم ... تَكْذِيب ناقله وتزوير الْخَبَر

(ترجمہ:) ''یہ گفتگو انہوں نے سالم سے روایت کی اس کا ناقل جھوٹا ہے اور خبر بھی جھوٹی ہے''

رَوَت الثِّقَات عَن النَّبِي تواترا ... لعنا لفَاعِله بقول مشتهر

(ترجمہ:) ''ثقہ راویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر روایت کی کہ اس کے فاعل (دبر میں وطی کرنے والے) پر لعنت ہے، یہ مشہور قول ہے''

وَأَبُو حنيفَة لَا يقايس عندنَا ... إِلَّا إِذا عدم الصَّحِيح من الْخَبَر

(ترجمہ:) ''اور امام ابوحنیفہ قیاس صرف اسی وقت فرماتے ہیں جب ہمارے نزدیک صحیح حدیث نہیں ہوتی''

لَو كَانَ شَاهِدَ مَالِكًا فِيهَا عمر ... رئيت بظهر الشيخ آثَار الدُّرَر

(ترجمہ:)''اگر اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت امام مالک کو دیکھ لیتے تو شیخ (امام مالک) کی پیٹھ پر کوڑوں کے آثار دیکھے جاتے''

حَدثنَا أَبُو حَفْص عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن صَالح الْبَغَوِيّ قَالَ سَمِعت عبد الله بن الْعَبَّاس قَالَ سَمِعت أَبَا عبد الله أَحْمد بن مُؤَمل قَالَ سَمِعت أَبَا سُلَيْمَان الْجوزجَانِي قَالَ سَأَلت مَالك بن أنس عَن وطء الحلائل فِي الدبر فَقَالَ لي السَّاعَة غسلت رَأْسِي مِنْهُ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى رَأسه۔

(ترجمہ:)''ابوحفص عمر بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن صالح بغوی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن العباس سے سنا کہا میں نے ابوعبداللہ احمد بن مؤمل سے سنا کہا میں نے ابوسلیمان جوزجانی سے سنا کہا میں نے امام مالک بن انس سے ازواج کی دبر میں وطی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے مجھ سے کہا: اسی لمحے میں نے اپنا سر اسی وجہ سے دھویا ہے اور آپ نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا''۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

ذكر مَا رُوِيَ فِي وَفَاته وَالْوَقْت الَّذِي مَاتَ فِيهِ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی وفات اور اس وقت کے
بارے میں مرویات کا بیان جس میں آپ نے وفات پائی

امام اعظم ابوحنیفہ کو خلیفہ منصور نے زہر پلا کر شہید کیا:

حَدثنَا أَبُو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثَنَا الْحسن بن مُحَمَّد المخرمي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عُثْمَان بن أبي شيبَة قَالَ ثَنَا نصر بن عبد الرَّحْمَن الوشاء قَالَ ثَنَا الْفضل بن دُكَيْن قَالَ سَمِعت زفر بن الْهُذيْل يَقُول كَانَ أَبُو حنيفَة يجْهر حِين خرج إِبْرَاهِيم بِالْبَصْرَةِ جهرا شَدِيدا فَقلت لَهُ وَالله مَا أَنْت بمنته حَتَّى نؤتى فتوضع فِي أعناقنا الحبال قَالَ أَبُو نعيم فَلَمَّا كَانَ بعد ذَلِك كتب الْمَنْصُور إِلَى عِيسَى بن مُوسَى وَهُوَ على الْكُوفَة يَأْمُرهُ ان يحمل أَبَا حنيفَة إِلَى بَغْدَاد قَالَ ابو نعيم فغدوت أُرِيد ابا حنيفَة فلقيته رَاكِبًا يُرِيد وداع عِيسَى وَقد كَاد وَجهه يسود خوفًا فَقدم بَغْدَاد فَمَاتَ فِيهَا وَهُوَ ابْن سبعين سنة قَالَ ابو نعيم سقى شربة فَمَاتَ مِنْهَا

وأخبرت أنه لما حضر بَيْن يَدَي الْمَنْصُور دَعَا لَهُ بسويق وَأمره بِشرْبه فَامْتنعَ فَقَالَ لتشربنه فَامْتنعَ فأكرهه حَتَّى شربه ثمَّ قَامَ مبادرا فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَر إِلَى أَيْن قَالَ إِلَى حَيْثُ بعثت بِي فَمضى بِهِ إِلَى السجْن فَمَاتَ فِي السجْن۔

(ترجمہ:)''ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن محمد الحرمی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا نصر بن عبدالرحمن الوشاء نے ہم سے بیان کیا کہا الفضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت زفر بن ہذیل کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہجب ابراہیم بصرہ جاتا تو جناب ابوحنیفہ کھل کر ان کی غلطیاں ظاہر کرتے تو میں نے آپ سے کہا: اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک باز نہیں آئیں گے جب تک کہ ہمارے گردنوں میں رسیاں نہ ڈلوالیں۔ابونعیم نے کہا: کچھ وقت کے بعد خلیفہ منصور نے کوفہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ ابوحنیفہ کو بغداد بھیجے، ابونعیم نے کہا: اگلی صبح میں حضرت ابوحنیفہ کے ارادے سے آیا تو میں نے آپ سے ملاقات کی جبکہ آپ سوار تھے اور عیسیٰ کو الوداع کرنا چاہتے تھے، قریب تھا کہ خوف کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے ، چنانچہ حضرت ابوحنیفہ بغداد تشریف لائے اور ستر سال کی عمر میں بغداد میں ہی وفات پائی۔ابونعیم نے کہا: آپ نے ایک مشروب پیا جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ مجھے خبر دی گئی کہ جب منصور کے سامنے آپ کو پیش کیا گیا تو منصور نے آپ کے لیے ستو کا پانی منگوایا (جس میں زہر ملا ہوا تھا)، آپ کو پینے کا حکم دیا تو آپ پینے سے رک گئے، اس نے کہا: ضرور بالضرور آپ کو پینا پڑے گا! پھر بھی آپ نے نہ پیا تو اس نے آپ کو مجبور کر دیا حتی کہ آپ نے وہ پی لیا، پھر جلدی سے کھڑے ہو گئے تو آپ سے ابوجعفر خلیفہ منصور نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: جہاں میں بھیجا گیا ہوں! تو آپ کو قید خانہ میں لے جایا گیا پس آپ نے قید میں ہی وفات پائی''۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی وفات سجدہ کے حالت میں ہوئی:

أخبرنَا ابو الْقَاسِم عبدالله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب ابْن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا يَعْقُوب بن شيبَة قَالَ أَخْبرنِي عبد الله بن الْحسن عَن بشر بن الْوَلِيد قَالَ مَاتَ أَبُو حنيفَة فِي السجْن وَدفن فِي مَقَابِر الخيزران قَالَ يَعْقُوب بن شيبَة خبرت انه توفي وَهُوَ ساجد.

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الحلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا یعقوب بن شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن حسن نے

مجھے خبر دی وہ بشر بن ولید سے راوی کہا حضرت ابوحنیفہ نے قید میں وفات پائی اور خیزران کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ نے حالت سجدہ میں وفات پائی"۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم قَالَ ثنا مكرم قَالَ ثنا أحمد بن عطية قَالَ ثنا عبد الله ابن مطيع قَالَ سَمِعت أبي يَقُول رَأَيت جَنَازَة رجل أَيَّام أبي جَعْفَر فِي طاقات بَاب خُرَاسَان وَخَلفهَا رجل وَمَعَهَا أَرْبَعَة أنفس يحملونها فَقلت من هَذَا الْمَيِّت فَقَالُوا رجل من أهل الْكُوفَة مَاتَ فِي السجْن قلت من يُقَال لَهُ قَالُوا ابو حنيفَة وَهَذَا الرجل نَذْهَب بِهِ وندفنه فَلَمَّا خرجنَا من بَاب خُرَاسَان كَأَنَّهُ نُودي فِي الْخلق فَاجْتمعُوا فعبرنا بِهِ إِلَى ذَلِك الْجَانِب فَصليت عَلَيْهِ عِنْد بَاب الجسر فَتقدم رجل فصلى عَلَيْهِ فَقلت من هَذَا قَالُوا رجل من بني تيم الله وَأَبُو حنيفَة مولى لَهُم وَدفن فِي مَقَابِر الخيزران فَلم نقدر على دَفنه إِلَى مَا بعد الْعَصْر من كَثْرَة الزحام قَالَ قلت كَيفَ اخْتَار هَذَا الْجَانِب والدفن فِيهِ قَالَ لِأَن ذَلِك الْجَانِب غصب وَهَذِه الأَرْض كَانَت عِنْده أطيب فَأمر بذلك وَجَاء الْمَنْصُور فصلى على قَبره وَمكث النَّاس يصلونَ على قَبره أَكثر من عشْرين يَوْمًا۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ ابن مطیع نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے خلیفہ ابوجعفر منصور کے دور خلافت میں باب خراسان کے طاقات میں ایک جنازہ دیکھا جس کے پیچھے ایک آدمی تھا اور اس کے ساتھ چار لوگ اس جنازہ کو اٹھائے ہوئے تھے، میں نے کہا: یہ میت کس کی ہے؟ انہوں نے کہا: اہل کوفہ کے ایک آدمی کی ہے جس کی قید میں وفات ہوئی ہے، میں نے کہا: اسے کیا کہا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ابوحنیفہ! ہم اس آدمی کو لے جارہے ہیں اور اسے دفن کریں گے، جب ہم باب خراسان سے باہر نکلے تو گویا کہ مخلوق میں (آپ کی وفات کا) اعلان کر دیا گیا چنانچہ ہم آپ کو لے کر اس جانب پہنچے تو باب الجسر کے پاس میں نے آپ کی جنازہ کی نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آگے بڑھ کی آپ کی جنازہ کی نماز پڑھی، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: بنی تیم اللہ کا ایک آدمی ہے اور حضرت ابوحنیفہ انہی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حضرت کو خیزران کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا، کثرت ازدحام کی وجہ سے ہم عصر کے بعد ہی دفن کرنے پر قادر ہوئے۔ مطیع کہتے ہیں: میں نے کہا: اس جانب کو آپ نے کیوں منتخب کیا اور اس میں دفن کو؟ آپ نے کہا: وہ جانب غصب کی زمین تھی اور یہ زمین جس میں آپ دفن کیے گئے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیادہ پاکیزہ تھی تو آپ نے اس مقام پر دفن کا وصیت کی تھی۔ پھر خلیفہ منصور آیا اس نے آپ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور لوگ آپ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے لگے تو انہوں نے بیس سے زائد بار آپ کی نماز جنازہ پڑھی"۔

حَدثنَا ابو الْحسن عَلِیّ بن الْحسن الرَّازِیّ قَالَ ثَنَا ابو عبد الله مُحَمَّد بن الْحُسَیْن الزَّعْفَرَانِی قَالَ ثَنَا ابْن أبي خَیْثَمَة قَالَ حَدثنِي سُلَیْمَان بن أبي شیخ قَالَ الْحسن بن عمَارَة صلی علی أبي حنیفَة وَهُوَ قَاض بِبَغْدَاد سنة خمسین وَمِائَة۔

(ترجمہ:)"ابوالحسن علی بن حسن الرازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ محمد بن حسین زعفرانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابی شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہا حسن بن عمارہ نے کہا: حضرت ابوحنیفہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی جبکہ آپ بغداد کے قاضی تھے ۱۵۰ھ میں"۔

جنتی فقیہ فوت ہو گیا:

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب ابْن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابو عبد الله الْمروزِي قَالَ ثَنَا دَاوُد بن إِبْرَاهِیم قَالَ ثَنَا عبد الحکم ابْن میسرَة قَالَ کُنَّا عِنْد مقَاتل بن سُلَیْمَان فَقَامَ رجل وَعند مقَاتل زهاء خَمْسَة آلَاف رجل فَجعل یَدُور بِرَأْسِهِ یَمِینا وَشمَالًا فَقَالَ یَا أَیهَا النَّاس إِن کنت عنْدکُمْ عدلا فعدلوني عِنْد مقَاتل فَقَالَ النَّاس یَا أَبَا الْحسن عدل مرضِي جَائِز الشَّهَادَة مَقْبُول القَوْل صَدُوق اللهجة فَقَالَ الرجل أقبل عَليّ یَا أَبَا الْحسن فَأقبل عَلَیْهِ فَقَالَ الرجل رَأَیْت البارحة فِیمَا یری النَّائِم شخصا علی مَنَارَة الْمَسیب یُنَادي یَا أَیهَا النَّاس یَمُوت اللَّیْلَة رجل من الْفُقَهَاء من أهل الْجنَّة فَأَصْبَحْنَا وَمَا مَاتَ أحد من الْفُقَهَاء إِلَّا أَبُو حنیفَة رَضِي الله عَنهُ فانتحب النَّاس فَقَالَ مقَاتل إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَیْهِ رَاجِعُونَ هلك من کَانَ یفرج عَن أمة مُحَمَّد۔

(ترجمہ:)"ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ المروزی نے ہم سے بیان کیا کہا داؤد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالحکم ابن میسرہ نے ہم سے بیان کیا کہا ہم مقاتل بن سلیمان کے پاس تھے تو ایک آدمی کھڑا ہوا جبکہ جناب مقاتل کے پاس پانچ ہزار آدمی سامنے تھے، وہ آدمی اپنا سر دائیں و بائیں جانب گھمانے لگا پھر اس نے کہا: اے لوگو! اگر تمہارے پاس عدل ہے تو جناب مقاتل کے ہاں میرے ساتھ عدل کرو! لوگوں

نے کہا: اے ابوالحسن [مقاتل بن سلیمان] عدل پسندیدہ ہے، شہادت جائز ہے، قول مقبول ہے اور طرز کلام سچا ہے، اس آدمی نے کہا: اے ابوالحسن میرے طرف توجہ فرمایئے! توانہوں نے اس کی طرف توجہ فرمائی، اس آدمی نے کہا: میں نے گذشتہ رات ایک شخص کو مسیب کے منارہ پر ایسے دیکھا جیسا سونے والا دیکھتا ہے وہ ندادے رہا تھا: اے لوگو! رات کو فقہاء میں سے ایک ایسا آدمی فوت ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے! جب ہم نے صبح کی تو فقہاء میں سے کوئی فوت نہ ہوا سوائے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے، پس لوگ آپ علیہ الرحمہ سے محبت کرنے لگے، مقاتل نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، وہ شخص فوت ہو گیا جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے کشادگی پیدا کیا کرتا تھا"۔

تین دن تک غیبی آواز آتی رہی:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ حَدثنِي خلف بن سَالم قَالَ سَمِعت صَدَقَة المقابرى وَكَانَ صَدَقَة مجاب الدعْوَة يَقُول لما دفن ابو حنيفَة فِي مَقَابِر الخيزران سَمِعت صَوتا فِي اللَّيْل ثَلَاث لَيَال

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے خلف بن سالم نے بیان کیا کہا میں نے صدقہ المقابری سے سنا اور جناب صدقہ مستجاب الدعوات تھے آپ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوحنیفہ کو خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو میں نے تین رات تک ایک آواز سنی:"

ذهب الْفِقْه فَلَا فقه لكم ... فَاتَّقوا الله وَكُونُوا خلفا

(ترجمہ:) "فقہ چلی گئی، تمہارے لیے فقہ نہیں ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے پیچھے رہ جانے والے ہو جاؤ!"

مَاتَ نعْمَان فَمن هَذَا الَّذِي ... يحيي اللَّيْل إِذا مَا سجفا

(ترجمہ:) "نعمان فوت ہو گئے، کون ہے جو رات کو زندہ کرے جب اس پر تاریکی کا پردہ چھا جائے"۔

حَدثنَا أَبُو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا أَحْمد بن كَامِل وَعبد الْبَاقِي بن قَانِع قَالَا توفّي ابو حنيفَة بِبَغْدَاد فِي رَجَب أَو شعْبَان سنة خمسين وَمِائَة وَبلغ سبعين سنة.

(ترجمہ:) "ابوعبداللہ المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن کامل اور عبدالباقی بن قانع نے ہم

سے بیان کیا دونوں نے کہا: حضرت ابوحنیفہ نے شہر بغداد رجب یا شعبان کے مہینے میں ۱۵۰ھ میں وفات پائی جبکہ آپ کی عمر ستر سال تک پہنچی تھی"۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی قبر سے امام شافعی کا توسل وتبرک:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنا عمر بن إسحاق بن إبراهيم قَالَ ثَنا عَلِيّ بن مَيْمُون قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول إِنِّي لأتبرك بِأبي حنيفة وأجيء الى قبره فِي كل يَوْم يَعْنِي زَائِرًا فَإِذا عرضت لي حَاجَة صليت رَكْعَتَيْنِ وَجِئْت إِلَى قَبره وَسَأَلت الله الْحَاجة فَمَا تبعد عني حَتَّى تقضى۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عمر بن اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ہر روز زیارت کرنے کے لیے آپ کی قبر کے پاس آتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کرتا ہوں تو میرے وہاں سے دور جانے سے پہلے پہلے حاجت پوری کر دی جاتی ہے"۔

رَضِيَ اللهُ عَنهُ وَعَن جَمِيع ائمة الدّين آمين۔

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ آپ سے اور تمام ائمہ دین سے راضی ہو! آمین"

امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی:

أَخْبَار أبي يُوسُف يَعْقُوب بن إِبْرَاهِيم الْقَاضِي صَاحب أبي حنيفَة وَذكر نسبه رَضِيَ اللهُ عَنهُ

قاضی امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم صاحب امام ابی حنیفہ علیہ الرحمہ کی اخبار اور آپ رضی اللہ عنہ کے نسب کا بیان:

امام یحیی بن معین، امام احمد اور امام علی بن مدینی کے نزدیک امام ابویوسف ثقہ ہیں:

أخبرنا ابو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثَنا ابو بكر احْمد ابْن كَامِل قَالَ ثَنا احْمد بن الْقَاسِم البرتي قَالَ ثَنا بشر بن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَعْقُوب بن ابراهيم بن سعد بن حبتة الْقَاضِي قَالَ وَلم يخْتَلف يحيى بن معِين وَاحْمد بن حَنْبَل وَعلي بن الْمَدِينِيّ فِي ثقته فِي النَّقْل قَالَ وَهُوَ اول من خُوطِبَ ب قَاضِي الْقُضَاة وَكَانَ اسْتخْلف يُوسُف ابْنه على الْجَانِب

الغربي فأقره الرشيد على عمله وَولى قَضَاء الْقُضَاة بعد موت ابي يُوسُف ابو البَخْتِرِي وهب بن وهب الْقرشِي۔

(ترجمہ:) ''ہمیں ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی نے خبر دی کہا ہم سے ابوبکر احمد بن کامل نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن قاسم البرتی نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن ولید نے بیان کیا کہا میں نے قاضی امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن حبتہ سے سنا۔ کہا: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نقل روایت میں ثقہ ہونے میں امام یحیی بن معین، امام احمد بن حنبل اور امام علی بن مدینی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ نے کہا: قاضی ابو یوسف پہلے شخص ہیں جن کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے لقب سے پکارا کیا۔ امام ابو یوسف کے صاحبزادے یوسف، جانبِ مغربی میں ان کے نائب بنے تو ہارون الرشید نے ان کو عہدے پر بحال رکھا۔ امام ابو یوسف کی وفات کے بعد چیف جسٹس کا عہدہ ابوالبختری وہب بن وہب قرشی کو دیا گیا''۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ امام ابو یوسف تک:

حدثنا الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المنصوري قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا ابراهيم بن إِسْحَاق قَالَ ثَنَا يُوسُف بن أبي يُوسُف قَالَ ثَنَا ابي ابو يُوسُف يَعْقُوب بن إِبْرَاهِيم بن حبيب بن سعد بن حبتة البَجلِيّ وعدادهم فِي الْأَنْصَار ثمَّ فِي الْأَوْس قَالَ ابو يُوسُف أُتِي بجدي سعد إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَوْم الخَنْدَق فَاسْتغْفر لَهُ وَمسح بِرَأْسِهِ فَتلك المسحة فِينَا الى السَّاعَة قَالَ وَكَانَ ابو يُوسُف إِذا نظرت إِلَيْهِ فَكَأَنَّهُ ادهن من تِلْكَ المسحة۔

(ترجمہ:) ''ہم سے عباس بن احمد بن الفضل الہاشمی نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن محمد منصوری نے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہا یوسف بن ابو یوسف نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ البجلی نے بیان کیا۔ سعد بن حبتہ البجلی کو انصاری صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے پھر اوس قبیلے میں شمار کیا جاتا ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: میرے جدامجد حضرت سعد بن حبتہ رضی اللہ عنہ کو خندق کے دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے بخشش کی دعا کی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پس اس ہاتھ پھیرنے کا اثر آج تک ہم میں موجود ہے۔ امام ابو یوسف

کے صاحبزادے نے کہا: امام ابو یوسف کی طرف جب دیکھا جاتا تو ایسا محسوس ہوتا تھا گویا کہ اس ہاتھ پھیرنے کا اثر باقی ہے''۔

حَدثنَا عَلِیّ بن الحسن الرَّازِیّ قَالَ ثَنَا ابو عبد اللہ الزَّعْفَرَانِی نزیل وَاسِط قَالَ ثَنَا ابن ابی خَیْثَمَة قَالَ أنبأ سُلَیْمَان بن أبی شیخ قَالَ ابو یُوسُف من ولد خُنَیْس بن سعد أخی النُّعْمَان بن سعد الَّذِی یرْوی عَنهُ عبد الرَّحْمَن بن اسحاق۔

(ترجمہ:) ''ہم سے علی بن حسین رازی نے بیان کیا کہا ابوعبداللہ زعفرانی ساکن واسط نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابوشیخ نے خبردی کہا امام ابو یوسف خنیس بن سعد کی اولاد سے ہیں جو نعمان بن سعد کے بھائی ہیں جن سے عبدالرحمن بن اسحاق روایت کرتے ہیں''۔

امام ابو یوسف کے جدامجد بارگاہ نبوی میں:

أَخْبَرَنَا عُمَرُ بنُ ابراهیم المقرئ قَالَ ثَنَا مکرم بن أَحْمد قَالَ قَالَ مُحَمَّد بن خلف ابْن حبَان بن صَدَقَة المقرئ ابو یُوسُف یَعْقُوب بن ابراهیم بن حبیب بن سعد بن بجیر بن مُعَاوِیَة وَأم سعد حبته بنت مَالك من بنی عَمْرو بن عَوْف وَسعد بن حبتة من أَصْحَاب النَّبِی صلی اللہ عَلَیْهِ وَسلم کَانَ فِیمَن عرض عَلَی النَّبِی صلی اللہ عَلَیْهِ وَسلم یَوْم أحد مَعَ رَافع ابْن خدیج وَابْن عمر۔

(ترجمہ:) ''ہمیں عمر بن ابراہیم المقرئ نے خبردی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا محمد بن خلف ابن حبان بن صدقہ المقرئ نے کہا: امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بجیر بن معاویہ ہیں اور جناب سعد بن بجیر کی والدہ حبتہ بنت مالک ہیں جن کا تعلق بنی عمرو بن عوف قبیلہ سے تھا اور جناب سعد بن حبتہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ یہ ان اصحاب میں سے تھے جن کو جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت رافع بن خدیج اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیساتھ پیش کیا گیا''۔

أَخْبَرَنَا عبد اللہ بن مُحَمَّد الْحلوانِی قَالَ ثَنَا مکرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب ابْن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا یَعْقُوب بن شیبَة قَالَ ابو یُوسُف القَاضِی یَعْقُوب بن ابراهیم بن حبیب بن سعد بن حبتة البَجلِیّ وَکَانَ سعد بن حبتة استصغر یَوْم أحُد وَنزل الْکُوفَة وَمَات بهَا وَصلی عَلَیْهِ زید

بن ارقم وَ کبر عَلَيْهِ خمسا والنعمان بن سعد الَّذِي روى عَن عَلِيّ رَضِيَ الله عَنهُ هُوَ ثِقَة عِند جَمِيع أَصْحَابنَا وَهُوَ من الْأَنْصَار هُوَ ابْن سعد بن بجير وَإِنَّمَا صَار عداده فِي الْأَنْصَار لِأَن بجيرا ابا سعد كَانَ جاهليا مَاتَ على الْكفْر وَكَانَ حَالف خَوات بن جُبَير من بني عَمْرو بن عَوْف وزوجه خَوات امْرَأَة مِنْهُم يُقَال لَهَا حبتة فَولدت لَهُ سَعْدا وَهُوَ اول اب لأَبِي يُوسُف فِي الاسلام ولسعد نصْرَة وَقد اصابته من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم دَعْوَة قَالُوا ابو يُوسُف من ولد سعد بن حبتة بن خُنَيْس بن سعد وَهُوَ صَاحب شهارسوج خُنَيْس بِالْكُوفَةِ

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد حلوانی نے خبر دی کہا ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا کہا عبدالوہاب ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا یعقوب بن شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ بجلی ہیں۔حضرت سعد بن حبتہ رضی اللہ عنہ احد کے دن چھوٹے بچے تھے۔بعد میں آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں پر ہی وفات پائی۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ میں آپ پر پانچ تکبیرات کہیں۔اور نعمان بن سعد جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک ثقہ ہیں اور وہ انصار میں سے ہیں۔وہ حضرت سعد بن بجیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ کا شمار انصار صحابہ میں اس لیے ہوتا ہے کہ حضرت سعد کے والد بجیر زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے اور وہ خوات بن جبیر کے حلیف تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے تھا اور ان کی بیوی خوات کا تعلق اسی قبیلے سے تھا جسے حبتہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ان سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔حضرت سعد زمانہ اسلام میں امام ابو یوسف کے پہلے جد امجد ہیں۔حضرت سعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار صحابہ میں سے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔لوگوں نے کہا: امام ابو یوسف: سعد بن حبتہ بن خنیس بن سعد کے اولاد سے ہیں وہی کوفہ کے شہارسوج خنیس ہیں''۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْأَسدي قَالَ أنبأ ابو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ سَمِعت ابا جَعْفَر الطَّحَاوِيّ يَقُول مولد ابي يُوسُف سنة ثَلَاث عشرَة وَمِائَة

(ترجمہ:) ''ہمیں عبداللہ بن محمد اسدی نے خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا امام ابوجعفر طحاوی کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ امام ابو یوسف ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے''۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم کے حصول اور آپ کے فضائل ومناقب کا بیان:

ذکر ما روی فی ابتداء طلبہ للعلم وذکر فضائلہ ومناقبہ وما قالہ الائمۃ فی الثناء علیہ

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے طلب علم کے آغاز کے متعلق مرویات اور آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کی تعریف وثناء میں ائمہ کرام کے اقوال کا بیان:

امام ابو یوسف، امام اعظم کے نظر کرم پر!

اَخبرَنا عمر بن مُحَمّد قَالَ ثَنا مکرم قَالَ ثَنا عبد الصّمد بن عبید اللہ عَن علی بن حرملۃ التَیمی عَن ابی یُوسُف قَالَ کنت اطلب الحَدِیث وَالفِقْہ وانا مقل رث الحَال فجَاء ابی یَوْمًا وَنحن عند ابی حنیفَۃ فَانصَرفت مَعَہ فقَالَ یَابنی لَا تمدّن رجلك مَعَ ابی حنیفَۃ فان ابا حنیفَۃ خبزہ مشوی وانت تحتَاج الی المعاش فقصرت عَن کثیر من الطّلب وآثرت طَاعَۃ أبی فتفقدنی ابو حنیفَۃ وَسَأَل عنی فَجعلت اتعاهد مَجلِسہ فَلَمَّا کَانَ أول یَوْم اتیتہ بعد تأخری عَنہُ قَالَ لی مَا شغلك عَنَّا قلت الشّغل بالمعاش وَطَاعَۃ وَالِدی وَجَلَست فَلَمَّا اردت الإنصراف أَوْمأ إِلَیّ فَجَلَست فَلَمَّا انْصَرف النَّاس دفع لی صرۃ وَقَالَ استمتع بِہَذِہِ فَنَظَرت فَإِذا فِیهَا مائَۃ دِرْهَم فَقَالَ لی الزم الحلقَۃ وَإِذا نفدت هَذِہِ فَأَعْلمنِی فلزمت الحُلقَۃ فَلَمَّا مَضَت مُدَّۃ یسیرَۃ دفع الی مائَۃ اخری ثمَّ کَانَ یتعاهدنی وَمَا أعلمتہ بخلۃ قط وَلَا اخبرتہ بنفاد شَیْء وَکَانَ کَأَنَّہُ یخبر بنفادها حَتَّی اسْتَغْنَیْت وتمولت.

(ترجمہ:)''عمر بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ علی بن حرملہ تیمی سے وہ امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہا قاضی ابو یوسف نے فرمایا: میں حدیث وفقہ طلب کیا کرتا تھا اور میں غریب خستہ حال تھا چنانچہ ایک دن میرے والد آئے جبکہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا تھا پس میں ان کیساتھ چلا آیا تو آپ نے کہا: اے میرے بیٹے! امام ابوحنیفہ کیساتھ پاؤں اٹھا کر نہ جاؤ کیونکہ امام ابوحنیفہ کی روٹی بھنی ہوئی ہے (یعنی بھنے ہوئے سالن کیساتھ ہے) اور تجھے معاش کی ضرورت ہے۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں: پھر میں کثرت طلب علم سے قاصر رہا اور میں نے اپنے والد کی اطاعت کو ترجیح دی۔ جب امام ابوحنیفہ نے مجھے مفقود پایا تو میرے متعلق سوال کیا تو میں نے ان کی مجلس میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ جب غیر حاضری کے بعد میں پہلے دن آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کس چیز نے تجھے ہم سے مشغول کر دیا؟ میں نے کہا: کسب معاش اور اپنے والد کی

اطاعت نے! یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا۔ پھر جب میں نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا۔ جب لوگ چلے گئے تو مجھے ایک تھیلی دی اور فرمایا: اس سے نفع اٹھاؤ!۔ قاضی ابویوسف کہتے ہیں: میں نے اس میں دیکھا تو اس میں سو درہم تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: حلقہ درس کو لازم پکڑ لے! جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا چنانچہ میں نے حلقہ درس لازم پکڑ لیا پھر جب تھوڑے دن گزرے تھے کہ آپ نے مجھے ایک سو درہم اور دے دیئے۔ پھر آپ مجھ سے وعدہ لے لیا کرتے تھے کہ جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ اور میں نے تھیلی کے خالی ہو جانے کا کبھی بھی انہیں نہیں بتایا اور نہ ہی آپ کو ان کے ختم ہونے کے متعلق کچھ ذرا بھی بتایا اور آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا آپ کو ان کے ختم ہونے کی خبر ہو جاتی یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا یہاں تک کہ میں یہ لینے سے بے نیاز ہو گیا اور مالدار ہو گیا''۔

فقہ حنفی پر امام ابویوسف کا احسان:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن احْمَد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا احْمَد بن عمار بن ابي مَالك عَن ابيه قَالَ مَا كَانَ فيهم مثل ابي يُوسُف لَوْلَا ابو يُوسُف مَا ذكر ابو حنيفَة وَلَا ابْن ابي ليلى وَلكنه نشر علمهما وَبث قَوْلهمَا

(ترجمہ:) ''ہم سے عباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عمار بن ابی مالک نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں آپ نے کہا: امام ابویوسف کی مثل ان کے زمانے میں کوئی نہیں تھا۔ اگر امام ابویوسف نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ کا ذکر ہوتا نہ امام ابن ابی لیلی کا!۔ لیکن امام ابویوسف نے ہی ان دونوں کا علم نشر کیا اور ان کے دونوں کے اقوال پھیلائے''۔

امام ابویوسف تفسیر، مغازی اور ایام عرب کے حافظ تھے:

أَخْبَرَنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا ابو خازم عبد الحميد بن عبد الْعَزِيز عَن بكر الْعمي عَن هِلَال ابْن يحيى قَالَ كَانَ ابو يُوسُف يحفظ التَّفْسِير والمغازي وايام الْعَرَب وَكَانَ اقل علومه الْفِقْه

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا وہ بکر العمی سے وہ ہلال ابن یحیی سے راویت کرتے ہیں آپ نے کہا: امام ابویوسف تفسیر، مغازی اور ایام عرب کے حافظ تھے۔

آپ کے علوم میں سے کمترین علم فقہ تھا۔ (جب فقہ میں آپ کی جلالت کا کمال انتہاء درجہ کو پہنچا ہوا ہے تو تفسیر، مغازی اور ایام عرب کا کیا عالم ہوگا! ۱۲ مترجم)"۔

امام ابو یوسف قاضی بننے کے بعد ہر روز دو سو رکعات پڑھتے تھے:

اَخْبَرَنَا عمر بن إبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن سَمَّاعَة يَقُول كَانَ ابو يُوسُف يُصَلِّي بعد مَا ولى الْقَضَاء فِي كل يَوْم مِائَتي رَكْعَة وَكَانَ ابْن سَمَّاعَة يُصليهَا فِي كل يَوْم وَكَانَ بشر يُصَلِّي كل يَوْم مِائَتي رَكْعَة وَكَانَ يُصليهَا بَعْدَمَا فلج.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے محمد بن سماعہ کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو یوسف عہدہ قضاۃ پر فائز ہونے کے بعد ہر روز دو سو رکعت نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اور ابن سماعہ بھی ہر روز اتنی ہی رکعت نوافل پڑھا کرتے تھے اور بشر بھی ہر روز دو سو رکعت نوافل پڑھا کرتے تھے اور آپ تو فالج کی بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے"۔

امام ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ کوئی نہیں اور امام ابن ابی لیلی سے بڑا قاضی کوئی نہیں:

حدثنَا الْعَبَّاس بن احْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا جَعْفَر بن مُحَمَّد بن حَازِم قَالَ ثَنَا عبيد بن مُحَمَّد قَالَ سَمِعت عمر بن حَمَّاد بن أبي حنيفَة قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف قَالَ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مجْلِس اجلسه احب الى من ابي حنيفَة وَابْن ابي ليلى فَانِي مَا رَأَيْت فَقِيها افقه من ابي حنيفَة وَلَا قَاضِيا خيرا من ابْن ابي ليلى

(ترجمہ:) "عباس بن احمد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن فضل الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا جعفر بن محمد بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہا عبید بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا عمر بن حماد بن ابوحنیفہ سے میں نے سنا آپ نے کہا: میں نے امام ابو یوسف سے سنا آپ نے کہا: دنیا میں امام ابوحنیفہ اور امام ابن ابی لیلی کی مجلس سے زیادہ کسی مجلس میں بیٹھنا مجھے محبوب نہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ میں نے نہیں دیکھا اور نہ ہی ابن ابی لیلی سے زیادہ بہتر قاضی دیکھا ہے"۔

امام ابویوسف کا اپنے شیخ واستاذ سے گہرا تعلق:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن احْمَد بن مُحَمَّد المنصوری قَالَ ثَنَا عَلیّ بن مُحَمَّد النَّخعِیّ قَالَ ثَنَا ابراهیم بن اسحاق الزُّهْرِیّ قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِید الْكِنْدِیّ قَالَ سَمِعت ابا یُوسُف یَقُول صَحِبت اباحنیفَة سبع عشرَة سنة لَا افارقه فِي فطر وَلَا اضحى إِلَّا من مرض.

(ترجمہ:)''عباس بن احمد بن محمد منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن اسحاق زہری نے ہم سے بیان کیا کہا بشر بن ولید کندی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابویوسف کو فرماتے ہوئے سنا: میں امام ابوحنیفہ کی صحبت میں سترہ سال رہا۔ میں بیماری کے علاوہ آپ سے نہ تو عید الفطر میں جدا ہوا نہ عید الاضحیٰ میں''۔

فقیہ الفقہاء، چیف جسٹس، سید العلماء:

أَخبرَنَا احْمَد بن مُحَمَّد الصَّیْرَفِی قَالَ ثَنَا عَلیّ بن عَمْرو الحریری قَالَ ثَنَا ابو الْقَاسِم ابْن كأس قَالَ ثَنَا عَلیّ بن عُبَیْدَة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ ثَنَا الْحسن بن ابی مَالك قَالَ سَمِعت ابا یُوسُف یَقُول مَا صلیت صَلَاة قطّ وَلَا غیرهَا الا دَعَوْت الله لابی حنیفَة واستغفرت لَهُ قَالَ وَكَانَ عَلیّ بن صَالح اذا حدث عَن ابی یُوسُف یَقُول حَدثنِی فَقِیه الْفُقَهَاء وقاضی الْقُضَاة وَسید الْعلمَاء ابو یُوسُف قَالَ ابراهیم بن اسحاق وَقَالَ بشر بن الْوَلِید لمستملیه یَوْمًا وَقد قَالَ خبركم یَعْقُوب فَقَالَ الا تعظمه الا تفخمه فَإِنِّي مَا رَأَیْت مثله.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمر وحریری نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالقاسم ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن ابو مالک نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابویوسف کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: میں نے کبھی کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی اور نہ ہی غیر نماز مگر میں امام ابوحنیفہ کے لیے دعا کی اور ان کے لیے بخشش طلب کی۔ حسن بن ابی مالک کا بیان ہے کہ علی بن صالح جب امام ابویوسف کے حوالے سے بیان کرتے تو کہتے: مجھ سے فقیہ الفقہاء چیف جسٹس اور سید العلماء ابویوسف نے بیان کیا۔ ابراہیم بن اسحاق نے کہا: بشر بن ولید نے روایت لکھنے والے سے ایک دن کہا: جبکہ اس نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کو یعقوب نے خبر دی تو بشر بن ولید نے کہا: کیا تو ان کی تعظیم نہیں کرتا؟ کیا تو ان کی عظمت کا اعتراف نہیں کرتا کیونکہ میں نے تو آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا''۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا حافظہ:

اَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن احمد قَالَ انبأ عَلِیّ بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مَنْصُور الْأَسدی قَالَ ثَنَا نمر بن جِدَار قَالَ ثَنَا الْحسن بن زِيَاد اللؤلؤي قَالَ حججنا مَعَ ابی يُوسُف فاعتل فِي طَرِيق فنزلنا بِئْر مَيْمُون فَأَتَاهُ سُفْيَان بن عُيَيْنَة يعوده فَقَالَ لنا خُذُوا حَدِيث ابی مُحَمَّد فروى لنا اربعين حَدِيثا. فَلَمَّا قَامَ سُفْيَان قَالَ لنا ابو يُوسُف خُذُوا مَا روى لكم فَرد علينا الْأَرْبَعين حَدِيثا حفظا على سنه وَضَعفه وعلته وشغله بِسَفَرِهِ.

(ترجمہ:) ”عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نے خبر دی کہا محمد بن منصور الاسدی نے ہم سے بیان کیا کہا نمر بن جدار نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن زیاد لولوی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم نے امام ابو یوسف کیساتھ حج کیا تو آپ راستے میں بیمار ہوگئے جب ہم میمون کے کنوئیں کے پاس اترے تو حضرت سفیان بن عیینہ آپ کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو آپ نے ہم سے فرمایا: ابو محمد کی حدیث لو! پس آپ نے ہمارے لیے چالیس احادیث روایت کی۔ پھر جب حضرت سفیان اٹھ کر چلے گئے تو ہم سے امام ابو یوسف نے فرمایا: حضرت سفیان نے تمہارے لیے جو روایت کی اسے لو! پھر آپ نے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور مشغولیت سفر کے باوجود ہم پر چالیس احادیث اپنے حافظے سے لوٹائیں“۔

اَخْبَرَنَا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوَانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد قَالَ كَانَ ابو يُوسُف يكْتب كتابا وَرجل يطلع فِيهِ فَقَالَ لَهُ ابو يُوسُف حِين فرغ هَل فِيهِ خطأ شَيْء قَالَ لَا وَلَا حرف قَالَ كفيتنا مُؤْنَة النّظر فِيهِ ثمَّ انشأ يَقُول

(ترجمہ:) ”ہمیں ابو القاسم عبد اللہ بن محمد حلوانی نے خبر دی کہا ہم سے مکرم نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن ولید نے بیان کیا کہا امام ابو یوسف ایک کتاب لکھ رہے تھے کہ ایک آدمی اس کو دیکھ رہا تھا تو جب امام ابو یوسف اس سے فارغ ہوئے تو اس سے فرمایا: کیا اس میں کوئی خطا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، ایک حرف بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: تجھے اس میں ہماری دقت نظر کافی ہے پھر آپ یہ شعر پڑھنے لگے:“

كَأَنَّهُ من سوء تأديبه... اسلم فِي كتاب سوء الْأَدَب.

(ترجمہ:) ”گویا کہ یہ اس کی بے ادبی (عیوب) میں سے ہے کہ تو کتاب میں بے ادبی پائے“۔

مرض الموت میں بھی درس وتدریس:

اَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا احْمَد قَالَ ثَنَا ابو عبيد قَالَ سَمِعت ابراهيم بن الْجراح يَقُول دخلت على ابي يُوسُف وَهُوَ شَدِيد الْعلَّة فَقَالَ يَا ابراهيم مَا تَقول فِي مَسْأَلَة قلت فِي مثل هَذِه الْحَال قَالَ وَلَا بَأْس بذلك ندرس فينجو بِهِ نَاجٍ ثمَّ قَالَ ايما افضل فِي رمي الْجمار ان ترميها رَاكِبًا أَوْ مَاشيا قلت رَاكِبًا قَالَ اخطأت قلت مَاشِيا قَالَ أَخْطَأت قلت لَهُ قل فِيهَا رَضِي الله عَنْك فَقَالَ ان كَانَت مِمَّا لَا تقف عِنْده فَالْأَفْضَل ان ترميها رَاكِبًا لِأَنَّهُ أسرع لتنحيك وَإِن كَانَت اتّفقت عِنْده فَالْأَفْضَل أَن ترميها مَاشِيا لِأَنَّهُ اشد لتمكنك واغزر لدعائك۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبید نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن الجراح کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں امام ابو یوسف کے پاس آیا جبکہ آپ سخت بیماری میں مبتلا تھے تو آپ نے فرمایا: اے ابراہیم! اس مسئلہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: اس طرح کی حالت میں بھی (آپ شرعی مسئلہ کے متعلق گفتگو فرما رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، ہم پڑھیں پڑھائیں گے تو اس کی وجہ سے نجات پانے والا نجات پائے گا۔ پھر فرمایا: (حج کے موقع پر) رمی جمار میں کون سا طریقہ افضل ہے کہ تو سوار ہو کر رمی کرے یا پیدل؟ میں نے کہا: سوار ہو کر! آپ نے فرمایا: آپ نے خطا کی۔ میں نے کہا: پیدل۔ آپ نے فرمایا: آپ نے خطا کی۔ میں نے آپ سے کہا: آپ ہی اس بارے میں فرمایئے! اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو! آپ نے فرمایا: اگر آپ اس کے پاس ٹھہر نہ سکیں تو افضل یہ ہے کہ آپ سوار ہو کر رمی کریں کیونکہ اس صورت میں آپ وہاں سے جلدی علیحدہ ہو جائیں گے اور اگر آپ وہاں ٹھہر سکیں تو افضل یہ ہے کہ پیدل رمی کریں کیونکہ آپ کے ٹھہرنے کے لیے یہی بات زیادہ پختہ ہے اور آپ اپنی دعا میں کثرت کر سکیں گے"۔

جناب ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھتے ہو۔۔!!:

اَخْبَرَنَا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الْمعدل قَالَ حَدثنَا ابو بكر مكرم بن احْمَد قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ حَدثنِي الْحسن بن ابي مَالك وعباس بن الْوَلِيد قَالَا كُنَّا نَخْتَلِف الى ابي مُعَاوِيَة فِي حَدِيث الْفِقْه من حَدِيث الْحجَّاج بن ارطأة فَقَالَ لنا ابو

مؤذن نے اذان کہی تو امام ابوحنیفہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر امام زفر کی ران پر مار کر کہا: جس شہر میں ابو یوسف ہو وہاں سرداری کی لالچ نہ رکھنا۔ راوی حماد نے کہا: امام ابوحنیفہ نے امام زفر پر امام ابو یوسف کے غالب آنے کا فیصلہ فرمایا''۔

امام ابو یوسف کا ذکر کرنے سے پہلے صابن اور گرم پانی سے منہ دھولینا!:

اَخْبَرَنَا القَاضِی ابو مُحَمَّد عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابو بکر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا ابو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت ابْن ابی عمرَان يَقُول املی علينا عَلیّ بن الْجَعْد فَقَالَ أنبأ ابو يُوسُف وَكَانَ مَجْلِسه حفلا من النَّاس فَقَالَ لَهُ رجل يَا ابا الْحسن اتذ كر ابا يُوسُف قَالَ فَكَأَنَّهُ وَقع فِي قلب عَلیّ بن الْجَعْد انه اراد بذلك مَا لَا يَنْبَغِي ان يُرِيد مثله بِأبي يُوسُف فَقَالَ لَهُ عَلیّ اذا اردت ان تذ کر ابا يُوسُف فاغسل فمك بأشنان وَمَاء حَار ثمَّ قَالَ وَالله مَا رَأَيْت مثله قَالَ ابْن ابی عمرَان وَقد رأى الثَّوْرِيّ وَالْحسن بن صَالح ومالكا وَابْن ابی ذِئْب وَاللَّيْث بن سعد وَشعْبَة بن الْحجَّاج۔

(ترجمہ:) ''قاضی ابومحمد عبداللہ بن احمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ علی بن الجعد نے ہمیں لکھوایا تو کہا: امام ابو یوسف نے خبر دی جبکہ آپ کی مجلس میں لوگ جمع تھے۔ علی بن الجعد سے ایک آدمی نے کہا: اے ابوالحسن (علی بن الجعد کی کنیت ہے) آپ ابو یوسف کا تذکرہ کرتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ گویا کہ علی بن الجعد کے دل میں یہ بات آئی کہ اس آدمی نے اس بات سے وہ بات مراد لی جو مناسب نہیں کہ وہ علی بن الجعد کو امام ابو یوسف کی مثل قرار دینا چاہتا ہے تو علی بن الجعد نے اس سے کہا: جب تو امام ابو یوسف کا ذکر کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اشنان (صابن) اور گرم پانی سے اپنے منہ کو دھونا (پھر امام ابو یوسف کو ذکر کرنا) پھر کہا: اللہ کی قسم! میں نے امام ابو یوسف کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ راوی ابن ابی عمران کا بیان ہے کہ علی بن الجعد نے سفیان ثوری، حسن بن صالح، مالک، ابن ابی ذئب، لیث بن سعد اور شعبہ بن حجاج کو دیکھا ہے''۔

امام اعمش اور امام ابو یوسف:

اَخْبَرَنَا القَاضِی ابو مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابو بکر الدَّامغَانِي قَالَ ثَنَا ابو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا ابْن ابی عمرَان قَالَ ثَنَا بشر بن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَقُول سَأَلَنِي الْأَعْمَش عَن مَسْأَلَة فأجبته فِيهَا فَقَالَ لی من أَيْن قلت هَذَا فَقلت لحديثك الَّذِي حدثتناه انت ثمَّ ذكرت لَهُ

الحَدِیث فَقَالَ لی یَا یَعْقُوب انی لأحفظ هٰذَا الحَدِیث قبل ان یجْتَمع ابواك فَمَا عرفت تأْویله حَتّٰی الْآن۔

(ترجمہ:) ''قاضی ابومحمد نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران نے ہم سے بیان کیا کہا بشر بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے امام اعمش نے ایک مسئلہ دریافت کیا تو میں اس کے متعلق جواب دیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: یہ بات آپ نے کہاں سے کہی ہے؟ تو میں نے کہا: آپ کی اس حدیث سے جسے آپ نے ہم سے بیان کیا پھر میں نے آپ سے وہ حدیث ذکر کی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب! تیرے والدین کی شادی ہونے سے پہلے سے مجھے یہ حدیث یاد ہے لیکن اس کی تاویل کی پہچان اب تک مجھے نہ ہو سکی''۔

امام ابو یوسف، قاضی کوفہ حجاج بن ارطاۃ کی عدالت میں:

أَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابو بکر الدَّامغَانِي الْفَقِیه قَالَ أنبأ ابو جَعْفَر الطَّحَاوِی قَالَ سَمِعت ابْن عمرَان یَقُول دخل ابو یُوسُف علی الْحجَّاج بن ارطأة وَهُوَ قَاضِي الْکُوفَة فَسَأَلَهُ عَن جَنِین الْأمة فَقَالَ لَهُ الحجَّاج فِیهِ نصف عشر قیمَة أمه فَقَالَ لَهُ ابو یُوسُف من ایْنَ قلت ذٰلِك فَقَالَ قِیَاسا علی جَنِین الْحرَّة فَقَالَ لَهُ ابو یُوسُف الَیْسَ جَنِین الْحرَّة اذا وَقع من الضَّرْبَة مَیتا فَفِیهِ غرَّة وان وَقع مِنْهَا حَیا ثمَّ مَاتَ فَفِیهِ الدِّیَة فَقَالَ الْحجَّاج نعم قَالَ ابو یُوسُف فَأَنت قلبت الْأَمر فَجعلت فِي جَنِین الْأمة اذا کَانَ مَیتا اکثر مِمَّا یجب فِیهِ اذا کَانَ حَیا وَمَات بعد ذٰلِك لِأَنَّهُ قد یکون قِیمَته حَیا دِرْهَمَیْنِ وَقِیمَة امهِ مائَة دِرْهَم فَقَالَ لَهُ الْحجَّاج اذا کَانَ مثل هٰذَا فَلَا تلقه الی بِحَضْرَة النَّاس یَا بني۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابوجعفر طحاوی نے خبر دی کہا ابن عمران کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ امام ابویوسف حجاج بن ارطاۃ کے پاس آئے جبکہ وہ کوفہ کے قاضی تھے تو آپ نے حجاج سے باندی کے جنین (پیٹ میں بچے کی دیت) کے متعلق سوال کیا تو حجاج بن ارطاۃ نے آپ سے کہا: اس میں ماں کی دیت کی قیمت کے دسویں حصے کا نصف حصہ دیت ہے۔ امام ابویوسف نے کہا: یہ بات آپ نے کہاں سے کہی ہے؟ آپ نے کہا: آزاد عورت کے جنین پر قیاس کرتے ہوئے میں نے کہا ہے۔ امام ابویوسف نے ان سے کہا: کیا بات ایسے نہیں ہے کہ آزاد عورت

کے جنین ضرب لگنے کی وجہ سے مر جائے تو اس میں ایک گھوڑا ہے اور اگر اس سے زندہ رہے پھر مر جائے تو دیت ہے تو حجاج نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ابو یوسف نے کہا: آپ نے معاملہ الٹ کر دیا کیونکہ باندی کا جنین جب مردہ ہو تو آپ نے اس میں جتنا ضروری تھا اس سے زیادہ کر دیا جب وہ زندہ تھا اور اس کے بعد مرا کیونکہ اگر وہ زندہ ہو تو اس کی قیمت دو درہم ہوگی اور اس کی ماں کی قیمت سو درہم ہوگی تو حجاج نے کہا: اے بیٹے! جب ایسی بات ہو تو لوگوں کی موجودگی میں مجھ سے ملنے نہ آیا کرو!''۔

محدثین اور فقہاء دونوں نے امام ابو یوسف کو حکم مقرر کیا:

اَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد بن ابراهيم قَالَ ثَنَا ابو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا ابو بكرة بكار بن قُتَيْبَة قَالَ سَمِعت هلالا يَقُول لما قدم علينا ابو يُوسُف اجْتمع على بَابه اصحاب الحَدِيث واصحاب الرَّأْي جَمِيعًا وتولاه كل فريق وَزعم انه اولى بِهِ وبالدخول عَلَيْهِ من الْفَرِيق الآخر فَأَشْرَف على النَّاس فَقَالَ لَهُم انا وَالله من الْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا وَلست اقدم فرقة على الْأُخْرَى الا بِمَعْنى يتَبَيَّن بِهِ تقدمها وَهَا انا ذَا اسْأَل عَن مَسْأَلَة فَأَي الْفَرِيقَيْنِ اصابها دخل

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا امام طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوبکرہ بکار بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا ہلال کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ جب ہمارے پاس امام ابو یوسف تشریف لائے تو آپ کے دروازے پر اصحاب حدیث اور اصحاب فقہ دونوں اکٹھے جمع ہوئے اور فریقین میں سے ہر ایک نے آپ کو حکم مقرر کیا اور ہر فریق کا یہ گمان تھا کہ امام ابو یوسف اس فن میں سب سے آگے ہیں اور دوسرے فریق کو چھوڑ کر اسی میں داخل ہیں۔پس آپ لوگوں کے سامنے تشریف لائے تو ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! میں دونوں گروہوں میں سے ہوں اور میں کسی ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر مقدم نہیں کرتا مگر ایسے معنی کی وجہ سے جس سے اس کا تقدم واضح ہوتا ہے، خبردار میں ایک مسئلہ کے متعلق تم سے سوال کرتا ہوں فریقین میں سے جس نے درست جواب دیا وہ میرے اصحاب میں داخل ہوگا''۔

فَأخْرج خَاتمًا كَانَ فِي يَده فَقَالَ رجل اخذ خَاتمِي فمضغه حَتَّى هشمه فَقَامَ اصحاب الحَدِيث من كل نَاحيَة فَاخْتَلَفُوا فَمنهمْ من قَالَ عَلَيْهِ ان يُعِيدهُ مصوغا كَمَا كَانَ وَمِنْهُم قَالَ عَلَيْهِ مَا نَقصه فَلَمَّا رَأَيْت انا ذَلِك قُمْت من بَين اصحابي فَقلت اصلحك الله هُوَ لهَذَا الهاشم وَعَلِيهِ لصَاحبه قِيمَته مصوغا من الذَّهَب الا ان يَشَاء صَاحبه ان يمسكهُ وَلَا يكون على هاشمه شَيْء۔

(ترجمہ:)''چنانچہ آپ نے انگوٹھی نکالی جو آپ کے ہاتھ میں تھی تو کہا: ایک آدمی نے میری انگوٹھی لی پھر اسے چبایا حتی کہ اسے توڑ دیا اب اس کا کیا حکم ہے؟ ہر جانب سے اصحاب حدیث کھڑے ہوئے تو انہوں نے اختلاف کیا: ان میں سے بعض نے کہا: اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی ہی تیاری شدہ انگوٹھی واپس کرے جیسے وہ تھی اور ان میں سے بعض نے کہا: جتنا اس میں نقصان ہوا اُتنا نقصان پورا کرنا اس پر لازم ہے۔ راوی حکایت جناب ہلال کہتے ہیں: جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے اصحاب کے درمیان میں سے میں کھڑا ہوا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو ٹھیک رکھے! یہ انگوٹھی اس توڑنے والے ہی کی ہوگی اور اس پر لازم ہوگا کہ سونے سے تیار شدہ انگوٹھی کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے ہاں اگر اس کا مالک اس ٹوٹی ہوئی انگوٹھی کو اپنے پاس رکھنا چاہے تو توڑنے والے پر کچھ بھی نہیں ہوگا''۔

فصوبنی ابو یُوسُف وادنانی وادخلنی وادخل اصحابی فَقَالَ مَا اسْمك قلت هِلَال قَالَ ستصير قمرا واملى علينا مَسْأَلَة من الْمكَاتب قد تقدم من قَوْله فِي كتاب الصّرْف خلاف ذَلِك فَلَمَّا فرغ مِنْهَا قُمت اليه فَقلت لَهُ اصلحك الله هَذَا خلاف قَوْلكُم فِي كتاب الصّرْف افنمحوا ذَلِك وَنثْبت هَذَا ام نمحو هَذَا وَنثْبت ذَلِك فَقَالَ دعوهما فَسَيَأْتِي من يُمَيّز بَينهمَا قَالَ هِلَال وشاهدى على ذَلِك كُله قُتَيْبَة البكراوى يَعْنِي ابابكرة وَكَانَ حَاضرا ذَلِك كُله۔

(ترجمہ:)''پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے میرے جواب کو درست قرار دیا اور مجھے اپنے قریب کیا اور اپنے اصحاب میں داخل کیا اور میرے اصحاب کو بھی داخل کیا تو فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: ہلال (پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں) آپ نے فرمایا: عنقریب تو قمر (چودھویں رات کا چاند) بن جائے گا۔ آپ نے ہمیں اپنی کتابوں سے ایک مسئلہ لکھوایا جو اس سے پہلے آپ نے کتاب الصرف میں اس کے خلاف بیان کیا تھا۔ جب آپ یہ مسئلہ املاء کروا کے فارغ ہوئے تو میں آپ کے پاس کھڑا ہوا اور آپ سے کہا: اللہ آپ کو ٹھیک رکھے! یہ مسئلہ کتاب الصرف میں ذکر شدہ آپ کے قول کے خلاف ہیں کیا ہم اُس کو مٹا کر یہ لکھ لیں یا یہ مٹا کر وہ لکھ لیں! آپ نے فرمایا: دونوں کو رہنے دو! عنقریب وہ آئے گا جو ان دونوں میں تمیز کر لے گا۔ راوی ہلال نے کہا: اس سارے معاملے کے میرے گواہ قتیبہ البکر اوی یعنی ابوبکرہ ہیں اور یہ سارا معاملہ ان کی موجودگی میں ہوا ہے''۔

قَالَ حَدثنِي أَبُو الْوَلِيد الطَّيَالِسِيّ قَالَ دخلت مَعَ أَصْحَاب الرَّأْي يَوْمئِذٍ فَكَانَ اول من حدث عَنهُ ابو يُوسُف يَوْمئِذٍ الْحسن بن صَالح بن حَيّ فَكَأَن شَيْئا خطر بِبَالِهِ فَالْتَفت الى النَّاس

فَقَالَ وَاللہ مَا خوفی علی رجل فِی کل شَیٔ کخوفی عَلَیۡہِ فِی کَلَامہ فِی الحسن بن صَالح فَکَأَنَّہٗ عرض بشعبۃ فَقُمۡت قَائِمًا ثُمَّ قلت لَا یرانی اللہ فِی مجۡلِس یعرض فِیۡہِ بِأَبِی بسطام فخرجت فَلَمَّا صرت فِی الطَّرِیق رجعت الی نَفسِی فَقلت ھَذَا ھُوَ الۡوَزِیر وقاضی الۡقُضَاۃ وَمَا یُبَالِی ھَذَا بِی قُمۡت عَنۡہُ ام قعدت الیہ ثُمَّ رجعت فدخلت فَلَمَّا فرغ ابو یُوسُف من الاملاء کَأَنَّہٗ لم یکن لَہٗ ھم غَیۡرِی وَکَانَ قد عرفنی قبل ذَلِك لِأَنِّی کنت عِنۡدہ بِبَغۡدَاد فَقَالَ لی یَا ھِشَام انی وَاللہ مَا اردت بِأَبِی بسطام الاخیرا وَلَکِنِّی مَارَأَیت مثل الحسن بن صَالح.

(ترجمہ:)"مجھ سے ابوالولید الطیالسی نے کہا: میں ایک دن اصحاب رائے (یعنی فقہا) کیساتھ داخل ہوا تو ان دنوں سب سے پہلے امام ابو یوسف سے جس نے حدیث حاصل کی وہ حسن بن صالح بن حی تھے پس آپ کے دل میں کوئی بات کھٹکی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اللہ کی قسم! کسی چیز میں کسی آدمی پر مجھے خوف نہیں ہے جیسے حسن بن صالح کے متعلق کلام کرنے والے پر مجھے خوف ہے گویا کہ ابو یوسف نے امام شعبہ پر تعریض کی تو میں فوراً کھڑا ہوگیا پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسے مجلس نہ دکھائے جس میں ابو بسطام پر تعریض کی جاتی ہو چنانچہ میں اس مجلس سے نکل آیا۔ جب میں راستے میں تھا تو میں نے اپنے دل کی طرف رجوع کی تو میں نے کہا: یہ وزیر اور قاضی القضاۃ ہے مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں ان سے اٹھ کر علیحدہ ہوجاؤں یا ان کے پاس بیٹھوں، پھر میں واپس لوٹ آیا اور آپ کی مجلس میں داخل ہوگیا۔ جب امام ابو یوسف املاء سے فارغ ہوئے گویا کہ آپ کے دل میں میرے علاوہ کوئی خیال نہیں تھا اور آپ اس سے پہلے مجھے پہچانتے تھے کیونکہ میں آپ کے پاس بغداد میں رہا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ہشام! اللہ کی قسم میں نے ابو بسطام میں صرف بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں نے حسن بن صالح کی مثل نہیں دیکھا"۔

ادبی لطیفہ: امام ابو یوسف اپنے تلامذہ کو تشبیہ دیتے: ادیب حضرات متوجہ ہوں!!:

أَخۡبَرَنَا عبد اللہ بن مُحَمَّد الاسدی قَالَ ثَنَا ابو بکر الدَّامغَانِي الۡفَقِیہ قَالَ ثَنَا ابو جَعۡفَر الطَّحَاوِیّ قَالَ حَدثنِي ابۡن ابی عمرَان قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ سَمِعت الحسن بن ابی مَالك یَقُول کَانَ ابو یُوسُف یضرب بِأَصۡحَابِہِ الۡأَمۡثَال فَیَقُول فِی مُحَمَّد بن الحسن ای سیف ھُوَ لَوۡلَا ان فِیۡہِ صدأ وانہ یحۡتَاج الی جلاء وَیَقُول فِی الحسن اللؤۡلؤِی ھُوَ عِنۡدِی کالصیدلانی اذا طلب رجل مَا یمسك بَطۡنہ أعطَاہُ مَا یسھلہ فَإِذا طلب مَا یسھل بَطۡنہ اعطاہ مَا یمسِکہُ وَکَانَ یَقُول المریسی ھُوَ عِنۡدِی کابرۃ الرفاء طرفھا دَقِیق ومدخلھا ضیق وَھِی سریعۃ الانکسار وَکَانَ یَقُول

لابراهيم بن الجراح هُوَ عِنْدِي كرجل عِنْدہ دَرَاهِم مكحلة فكلما مَسهَا نقصت فذكرت ذٰلِك لأبي خازم فَقَالَ حَدثنِي الْحسن بن مُوسَى قَاضِي همذان عَن بشر بن الْوَلِيد قَالَ سَمِعت ابا يُوسُف يَقُول هَذَا كُله وَزَاد وَكَانَ يَقُول لِلْحسنِ ابْن ابي مَالك هُوَ عِنْدِي كجمل حمل مَتَاعا ثقيلا فِي يَوْم مطير فتذهب يَده مرّة هَكَذَا وَمرَّة هَكَذَا ثمَّ يسلم۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبردی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن ابومالک کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ امام ابویوسف اپنے اصحاب کو مثالوں سے بیان کرتے تھے چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی کے متعلق فرماتے: یہ تلوار ہے اگر اس میں زنگ نہ ہو اور اسے زنگ دور کرنے کی ضرورت ہے اور امام حسن بن زیادہ لولوی کے متعلق فرماتے یہ میرے نزدیک دوافروش کی طرح ہے جب آدمی اس سے دست (پیچش) روکنے کی دوائی طلب کرتا ہے تو یہ اسے دست جاری ہونے کی دوائی دے گا پھر جب اس سے دست جاری ہونے کی طلب کی جائے تو یہ اسے دست روکنے کی دوائی دیتا ہے۔

اور مریسی کے بارے میں فرماتے وہ میرے نزدیک سلائی کرنے والی ایسی سوئی کی طرح ہے جس کا کنارہ باریک اور دھاگہ ڈالنے کی جگہ بہت تنگ ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ جاتی ہے۔ ابراہیم بن جراح کے بارے میں فرماتے وہ میرے نزدیک ایسے آدمی کی طرح ہے جس کے پاس دراہم کے نشان بنے ہوئے ہیں تو جب کبھی وہ انہیں ہاتھ لگاتا ہے تو وہ کم ہوجاتے ہیں۔ میں نے یہ گفتگو ابوخازم سے ذکر کی تو آپ نے کہا: مجھ سے حسن بن موسیٰ ہمذان کے قاضی نے کہا وہ بشر بن ولید سے راوی آپ نے کہا: میں نے امام ابویوسف کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا اور اس میں یہ اضافہ کیا: امام ابویوسف حسن بن ابومالک کے بارے میں فرماتے وہ میرے نزدیک اس اونٹ کی طرح ہے جس نے بارش کے دن بھاری بوجھ اٹھایا ہو تو اس کا ہاتھ کبھی ایسے جاتا ہے اور کبھی ایسے پھر سلامتی کیساتھ منزل تک پہنچ جاتا ہے''۔

امام ابویوسف اورخلفاء:

اخبار ابي يُوسُف مَعَ الْخُلَفَاء

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی خلفاء کیساتھ اخبار کا بیان

مشکل مسئلہ اوراس کا حل:

حَدثنَا ابو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا احْمَد بن كَامِل قَالَ ثَنَا ابو العيناء قَالَ ثَنَا اسحاق

بن ابراھیم الموصلی قَالَ قَالَ الرشید یَوْمًا لأبِی یُوسُف القَاضِی عِند عِیسَی بن جَعفَر جَارِیَة ھِیَ احب النَّاس الی وَقد عرف ذَلِك فحلف ان لَا یَبِیع وَلَا یھب وَلَا یعتق وَھُوَ الْآن یطْلب حل یَمِینه فَھَل عندك فِي ذَلِك حِیلَة قَالَ نعم یھب لأمیر الْمُؤمنِینَ نصف رقبتھَا ویبیعه "نصف فَلَا حنث عَلَیْهِ فِي ذَلِك.

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن کامل نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء نے ہم سے بیان کیا کہا اسحاق بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہا ایک دن خلیفہ ہارون رشید نے عیسی بن جعفر کی موجودگی میں قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باندی کے متعلق سوال کیا جو مجھے (یعنی ہارون رشید کو) دیگر لوگوں کی بنسبت زیادہ پیاری ہے، یہ بات اسے معلوم ہے، اس (ہارون الرشید) نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ نہ اسے بیچے گا، نہ ہبہ کرے گا اور نہ ہی وہ اسے آزاد کرے گا، اب وہ اپنی قسم سے خلاصی چاہتا ہے کیا آپ کے پاس اس کے متعلق کوئی حیلہ ہے؟ قاضی ابویوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہاں! امیر المؤمنین اس کی نصف گردن ہبہ کردے اور نصف بیچ دے تو اس کی قسم اس بارے میں نہیں ٹوٹے گی''۔

أَخْبَرَنَا ابو عبید اللہ المرزبانی قَالَ ثَنَا أحْمَد بن خلف قَالَ ثَنَا مُوسَی بن اسحاق الْأَنْصَارِيّ قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو من ولد قرظة بن كَعْب قَالَ رفع الی ابي یُوسُف رجل مُسلم قتل ذِمِیاً عمدا وَقَامَت الْبَیِّنَة عَلَیْهِ فَأمر بحبسه لیقاد مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ فِي یَوْم مجْلِس الْقَضَاء رفعت الیه رقاع الْخُصُوم فَإِذا فِیھَا رقْعَة مَكْتُوب فِیھَا:

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ المرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن خلف نے ہم سے بیان کیا کہا موسیٰ بن اسحاق الانصاری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عمرو جو قرظہ بن کعب کی اولاد میں سے ہیں نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابویوسف صاحب کی عدالت میں ایک ایسے مسلمان کا کیس لایا گیا جس نے جان بوجھ کر ایک ذمی کو قتل کر دیا تھا اور اس پر گواہ قائم ہو گئے تو آپ نے اس مسلمان کو قید کرنے کا حکم دیا تا کہ اس سے قصاص لیا جائے، مجلس قضاء کے دن آپ کے پاس مدمقابل حضرات کے خطوط لائے گئے جن میں سے ایک خط پر لکھا ہوا تھا:''

یَاقَاتل الْمُسلم بالكافر... جرت وَمَا الْعَادِل كالجائر

(ترجمہ:) ''اے کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے والے! تم نے ظلم کیا اور عادل، ظالم کی طرح نہیں ہوتا''

يَامن بِبَغْدَادو أقطارها ... من فُقَهَاء النَّاس اَوْشَاعِر

(ترجمہ:) ''اے وہ حضرات! جو بغداد اور اس کے اطراف میں لوگوں میں سے فقہاء یا شاعر ہیں (سنو!)''

جَار على الدّين ابو يُوسُف ... بقتله الْمُسلم بالكافر

(ترجمہ:) ''قاضی ابو یوسف، کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے دین میں ظلم کرنے والا ہے''

فاسترجعوا وابكوا جَمِيعًا مَعًا ... واصطبروا فالأجر للصابر

(ترجمہ:) ''لہٰذا تم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو اور سارے مل کر روؤ! اور صبر کے لیے تیار رہو کیونکہ صابر کے لیے اجر ہے''۔

قَالَ فَأَخذ ابو يُوسُف الرقعة وَدخل بهَا على الرشيد فَأعلمهُ فَقَالَ لَهُ فَاذْهَبْ فاحتل فَجَلَسَ ابو يُوسُف وَحضر ولي الدَّم وَالْمُدَّعى عَلَيْهِ فَقَامَتْ الْبَيِّنَة فَقَالَ ابو يُوسُف لولي الدَّم أقِم عِنْدِي الْبَيِّنَة ان صَاحبك كَانَ يُؤَدِّي الْجِزْيَة فَلم يقم لَهُ الْبَيِّنَة فَمنع القود۔

(ترجمہ:) ''راوی کا بیان ہے کہ قاضی ابو یوسف نے خط لیا اور اسے لے کر ہارون الرشید کے پاس گئے اور اسے اس کے متعلق بتایا، ہارون الرشید نے کہا: جا کر اس کا کوئی حیلہ تلاش کیجئے! چنانچہ امام ابو یوسف تشریف فرما ہوئے، مقتول کا ولی اور مدعا علیہ حاضر ہوئے، گواہیاں قائم ہوئیں تو قاضی ابو یوسف نے مقتول کے ولی سے کہا: میرے پاس گواہیاں قائم کرو کہ تمہارا صاحب (مقتول) جزیہ ادا کرتا تھا (کیونکہ ذمی کا خون معصوم ہوتا ہے جبکہ غیر ذمی کا خون معصوم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اگر کوئی مسلمان غیر ذمی کو قتل کر دے تو قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا خون معصوم نہیں، مترجم) تو وہ آپ کے پاس گواہیاں قائم نہ کر سکا تو آپ نے قصاص لینا روک دیا''۔

حق داروں کو حق دلانا:

أخبرنَا ابو حَفْص عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب ابْن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ حَدثنِي بكير الْقصير قَالَ ثَنَا ابو زيد حَمَّاد بن دَلِيل قَالَ قَالَ ابو يُوسُف قعد أَمِير الْمُؤمنِينَ للمظالم فَكنت السفير بَينه وَبَين المتظلمين آخذ قصصهم واوصلها اليه فَجَاءَنِي رجل كَبِير من أهل السوَاد وَمَعَهُ قصَّة فِيهَا دَعْوَى بُسْتَان مَحْدُود يزْعم ان

ذَلِكَ لَهُ فِي يَدِ أَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ وَأَنه غصبه عَلَيْهِ فقلت فِي يَدِ من هُوَ فَقَالَ فِي يَدِ أَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ قلت من أكاره قَالَ هُوَ فِي يَدِ أَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ غصبني عَلَيْهِ فَجعلت أديره بِكُل وَجه على ان ينْصَرف عَن مُطَالبَة امير الْمُؤمِنِينَ الى مُطَالبَة غَيره فيأبى ان ينْصَرف عَن دَعْوَاهُ ان الْمَطْلُوب بِهِ امير الْمُؤمِنِينَ

(ترجمہ:)''ابوحفص عمر بن ابراہیم المقریٰ نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے بکیر القصیر نے بیان کیا کہا ابوزید حماد بن دلیل نے بیان کیا کہا قاضی ابویوسف علیہ الرحمہ نے کہا: امیر المؤمنین ہارون الرشید نے مظلوموں کی فریادرسی کے لیے مجلس لگائی تو میں امیر المومنین اور مظلوموں کے درمیان سفیر تھا، مظلوموں کے مسائل سن کر خلیفہ تک پہنچاتا تھا۔ پس میرے پاس دیہاتیوں میں سے ایک بڑا آدمی آیا جس کے مسئلے میں ایک حدبندی والے باغ کا دعویٰ تھا اس کا گمان تھا کہ وہ امیر المومنین کے قبضے میں ہے اور امیر المومنین نے اس سے غصب کیا ہے، میں نے کہا: وہ کس کے قبضے میں ہے؟ اس نے کہا: امیر المومنین کے قبضے میں! میں نے کہا: اس کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟ اس نے کہا: وہ امیر المومنین کے قبضے میں ہے اس نے مجھ سے غصب کیا ہے، میں ہر طریقے سے بار بار اسے کہتا رہا کہ وہ امیر المومنین کے مطالبے سے کسی دوسرے کے مطالبے کی طرف پھر جائے لیکن وہ اپنے دعوی سے پھرنے سے انکار کرتا رہا کہ اس کا مطلوب امیر المومنین ہی ہے''۔

فَدخلت بِالْقَصَصِ وامير الْمُؤمِنِينَ قَاعد على كرْسِي وَيحيى بن خَالِد قعد مَعَه فَجعلت اخْرج الْقَصَص فَخرجت قصَّته بِالْقربِ مني فَلم استجز تَأْخِيرهَا فَقلت يَا امير الْمُؤمِنِينَ حضر شيخ كَبِير من اهل السوَاد فَادّعى بُسْتَان كَذَا فجهدت بِهِ ان يُطَالب بِدَعْوَاهُ رجلا من الرّعية فَأبى فَقَالَ مطالبتي لأمير الْمُؤمِنِينَ فَقَالَ هَذَا الْبُسْتَان اعرفه وهبه لي ابي وَهُوَ لي فِي ملكي قلت افيحضر الرجل قَالَ نعم فاحضرته قلت مَا تدعي قَالَ ادعي بُسْتَان كَذَا وحدده على امير الْمُؤمِنِينَ هَذَا واشار اليه قلت من يقوم بِهِ وَفِي يَد من هُوَ قَالَ فِي يَد امير الْمُؤمِنِينَ هَذَا قلت لأمير الْمُؤمِنِينَ مَا تَقول فِي دَعْوَى هَذَا الرجل قَالَ مَا لَهُ فِي يَدي هَذَا الْحق الَّذِي يَدعِيهِ وَمَا هَذَا الْبُسْتَان لَهُ

(ترجمہ:)''چنانچہ یہ مسئلہ لے کر میں اندر آیا جبکہ امیر المومنین کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور یحیی بن

خالد بھی ان کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے، پس میں مسائل نکالنے لگا تو میں نے اپنے قریب ہی اس کا مسئلہ نکالا مجھے اس کی تاخیر نہ ہوسکی لہذا میں نے کہا: اے امیر المومنین! ایک بوڑھا شیخ اہل دیہات میں سے حاضر ہوا ہے اس نے ایسے ایسے باغ کا دعویٰ کیا ہے، میں نے اس سے کوشش کی کہ وہ رعایا میں سے کسی آدمی کے دعوی کا مطالبہ کرے لیکن اس نے انکار کردیا، اس نے کہا: میرا مطالبہ امیر المومنین سے ہے۔ امیر المومنین ہارون الرشید نے کہا: اس باغ کو میں پہچانتا ہوں، وہ باغ میرے باپ نے مجھے ہبہ کیا تھا وہ میری ملکیت میں ہے۔ قاضی ابو یوسف کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا اس آدمی کو حاضر کروں؟ خلیفہ نے کہا: ہاں، چنانچہ میں نے اسے حاضر کیا، مین نے کہا: تمہارا دعویٰ کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا دعویٰ ایسے ایسے باغ کا اس امیر المومنین پر ہے اور اس کی حدبندی بیان کی، اس نے ہارون الرشید کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا: کون اس کا نگران ہے اور وہ کس کے قبضے میں ہے؟ اس نے کہا: اس امیر المومنین کے قبضے میں، میں نے امیر المومنین سے کہا: اس آدمی کے دعوی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے کہا: میرے قبضے میں اس کا یہ حق جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے اور نہ ہی اس کا یہ باغ ہے"۔

قلت لَهُ أَلَك بَيِّنَة قَالَ يَمِينه قلت لَهُ يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ عَلَيْك الْيَمين قَالَ استحلفني فاستحلفته فَحلف فَوَثَبَ الشَّيْخ منصرفا فَسَمِعته وَقد ادبر يَقُول استفه كشربة سويق وَتَربد وَجه امير الْمُؤمنِينَ حِين حلف واطرق يفكر فَقلت هَلَكت وَهلك الرجل فَقَالَ يحيى بن خَالِد يَا يَعْقُوب رَأَيْت مثل امير الْمُؤمنِينَ فِي عدله وإنصافه لرجل من رَعيته انصف من نَفسه حَتَّى فعل مَا رَأَيْت فسرى عَن امير الْمُؤمنِينَ وَفرح بذلك وَقَالَ سُبْحَانَ الله وبدن من الانصاف۔

(ترجمہ:) "قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں: میں نے اس آدمی سے کہا: کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا: قسم ہے، میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ پر قسم اٹھانا لازم ہے! خلیفہ نے کہا: مجھ سے قسم لے لو! چنانچہ میں نے آپ سے قسم لی تو آپ نے قسم اٹھائی تو وہ بوڑھا آدمی واپس بھاگ گیا، میں نے سنا کہ وہ واپس جاتے ہوئے کہہ رہا تھا: اس نے ستو کے مشروب کی طرح اسے مجبوراً ہضم کیا۔ جب امیر المومنین نے قسم اٹھائی تو آپ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی اور آپ فکرمند ہوگئے۔ میں نے کہا: آپ ہلاک ہوگئے اور وہ آدمی بھی ہلاک ہوگیا۔ یحیی بن خالد نے کہا: اے یعقوب! (قاضی ابو یوسف کا نام) کیا آپ نے امیر المومنین جیسا اپنی رعایا کے کسی آدمی سے عدل وانصاف کرنے والا دیکھا ہے؟ اپنی ذات سے انصاف دیا یہاں تک کہ وہ کیا جو آپ نے دیکھا، پس امیر المومنین سے وہ غم دور ہوگیا اور آپ اس سے خوش ہوگئے

اور کہا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور انصاف ضروری ہے"۔

وَقَالَ یحیی بن خَالِدلَو جَاءَت هَٰذِهٖ من الْفَارُوق لکَانَتْ حَسَنَةً أَو کَمَا قَالَ قَالَ ابو زید قَالَ لنا ابو یُوسُف فَمَا اذ کر ذَٰلِكَ الْمجلس الا دخلنی مِنْهُ غم شَدِید وَخفت اللہ من تر ک الْعدْل فِیهِ فَقُلْنَا وَمَا یکون اکثر مِمَّا فعلت قَالَ الم تفهموا مَا فِیهَا قُلْنَا لَا مَا رَأینَا الا عدلا وقیاما بِالْحَقِّ قَالَ کَیفَ وَلم اسو بَینه وَبَین الْخصم فِي الْمجْلس فاقول یَا امیر الْمُؤمنِینَ انت علی کرْسِی وَهُوَ علی الأَرْض فیدعی لَهُ بکرسی فیجلس عَلَیْهِ.

(ترجمہ:) "یحیی بن خالد نے کہا: اگر یہ فاروق کی طرف سے آتی تو یقیناً نیکی ہوتی یا ایسا ہی کہا ابوزید نے کہا: ہم سے قاضی ابو یوسف نے فرمایا: جب بھی وہ مجلس مجھے یاد آتی ہے تو مجھے سخت غم لاحق ہوتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں عدل ترک کرنے کی وجہ سے (کہ اگر مجھ سے کسی مسئلے میں عدل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب لاحق ہوگا اس کا مجھے خوف ہے) ہم نے کہا: آپ اکثر معاملات جو حل کرتے ہیں وہ کیا ہیں؟ (عدل پر مبنی ہیں یا نہیں؟) آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں سمجھے اس مسئلہ میں کیا بات ہوئی؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم تو (اس مسئلہ میں) صرف عدل اور حق کو قائم کرنا ہی دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: کیسے عدل ہوا جبکہ میں نے مجلس میں امیر المومنین اور اس کے مدمقابل کے درمیان برابری نہیں کی چنانچہ میں کہتا (یعنی مجھے کہنا چاہیے تھا) کہ امیر المومنین! آپ کرسی پر ہیں اور یہ زمین پر ہے لہذا اس کے لیے کرسی منگوائی جائے تا کہ وہ اس پر بیٹھے (اللہ اللہ! اتنی احتیاط! یقیناً یہ باطنی تقوی کی ہی نشانی ہے۔مترجم)"۔

امام ابو یوسف کی وفات پر ہاتف غیبی کے اشعار:

أَخْبَرَنَا عمر بن ابراهیم المقرئ قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن حبان بن صَدَقَة النَّاقِد ان مُحَمَّد بن مَنْصُور الطوسی ذکر ان ابا یَعْقُوب الخریمی سمع یَوْم مَاتَ ابو یُوسُف رجلا یَقُول الْیَوْم مَاتَ الْفَقِیه فَقَالَ وانشد:

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حبان بن صدقہ الناقد نے بیان کیا کہ محمد بن منصور الطوسی نے ذکر کیا کہ جس دن حضرت قاضی ابو یوسف فوت ہوئے اس دن ابویعقوب الخریمی نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ آج فقیہ فوت ہوگیا۔ ابویعقوب الخریمی نے کہا: اس نے چند اشعار کہے:"

یَا نَاعِی الْفِقْه الی اهله... ان مَاتَ یَعْقُوب وَمَا تَدْرِی

(ترجمہ:)''اے فقہ کی ان کے اہل کی طرف موت کی خبر دینے والے ،اگر(قاضی ابو یوسف) یعقوب فوت ہو گئے تو کیا جانتا ہے؟''

لم یمت الْفِقْه وَلکنه...حول من صدر الی صدر

(ترجمہ:)''فقہ تو فوت نہیں ہوئی لیکن ایک سینے سے دوسرے سینے کی طرف منتقل ہوئی ہے''۔

أَلْقَاهُ یَعْقُوب الی یُوسُف...فَزَالَ من طیب الی طهر

(ترجمہ:)''اسے قاضی ابو یوسف یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کی طرف پہنچایا ،پس وہ پاکیزہ سے پاک کی طرف آئی''۔

فَهُوَ مُقیم فَإِذا مَا ثوی...حل وَحل الْفِقْه فِي الْقَبْر

(ترجمہ:)''پس وہ قائم رہنے والا ہے، جب مہمان قبر میں اترے گا تو فقہ بھی قبر میں اترے گی''۔

أَخْبَرَنَا ابو عبید الله المرزبانی قَالَ أنبأ مُحَمَّد بن الْحسن بن دُرَیْد قَالَ أنبأ السکن ابْن سعید عَن ابیه عَن هِشَام بن مُحَمَّد الْکَلْبِیّ قَالَ قَالَ ابْن ابی کثیر مولی بنی الْحَارِث بن کَعْب من أهل الْبَصْرَة یرثی ابا یُوسُف الْقَاضِي:

(ترجمہ:)''ابو عبید اللہ المرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن حسن بن درید نے خبر دی کہا السکن ابن سعید نے خبر دی وہ اپنے باپ سے وہ ہشام بن محمد الکلبی سے راوی کہا اہل بصرہ کے بنی حارث بن کعب کے آزاد کردہ غلام ابن ابی کثیر نے قاضی ابو یوسف کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا:''

سقی جدثا بِهِ یَعْقُوب اضحی...رهینا للبلی هزج رکام

(ترجمہ:)''امام ابو یوسف یعقوب کو قبر نگل گئی ،آپ آزمائش کے لیے قبر میں چلے گئے ،سریلی آواز والا آپ کے غم میں گا کر لوگوں کو جمع کر رہا ہے''۔

تلطف فِي الْقیَاس لنا فأضحت...حلَالا بعد شنعتها المدام

(ترجمہ:)''آپ نے قیاس میں ہمارے لیے محنت کر کے ہمیشہ حلال کو واضح کیا حرام کی برائی واضح کرنے کے بعد''۔

فلولا ان قصدن لَهُ المنایا...واعجله عَن الْعطر الْحمام

(ترجمہ:)''اگر اموات آپ کا قصد نہ کرتیں اور آپ کی روح حاصل کرنے میں موت جلدی نہ کرتی''۔

لأعمل فِي الْقِيَاس الرَّأْي حَتَّى... يعز على ذَوى الريب الحَرَام

(ترجمہ:) ''یقیناً آپ فقہی قیاس میں اس وقت تک کام کرتے حتی کہ آپ شک والے کو حرام سے بچانے کی پوری مدد کرتے''۔

أَخْبَرَنَا المرزباني قَالَ أنبأ الحكيمي قَالَ ثَنَا ابو امية الخصيب قَالَ ثنا شباب الْعُصْفُرِي قَالَ مَاتَ ابو يُوسُف يَعْقُوب بن ابراهيم القَاضِي سنة احدى وَثَمَانِينَ وَمِائَة۔

(ترجمہ:) ''مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا حکیمی نے خبردی کہا ابوامیہ الخصیب نے ہم سے بیان کیا کہا شباب العصفری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم نے ۱۸۱ھ میں وفات پائی''۔

أَخْبَرَنَا المرزباني قَالَ ثَنَا الْعَبَّاس بن الْمُغيرَة الْجَوْهَرِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سعيد عَن الْوَاقِدِيّ ان ابا يُوسُف القَاضِي مَاتَ فِي سنة ثِنْتَيْنِ وَثَمَانِينَ وَمِائَة۔

(ترجمہ:) ''مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا العباس بن مغیرہ الجوہری نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعید نے ہم سے بیان کیا وہ واقدی سے راوی کہ قاضی ابویوسف علیہ الرحمہ نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی''۔

امام زفر بن ہذیل شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات:

اخبار ابی الْهُذيْل زفر بن الْهُذيْل الْعَنْبَرِي

ابوالہذیل زفر بن ہذیل عنبری کی اخبار

أخبرنَا ابو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثنا ابْن ابي خَيْثَمَة عَن ابي الْحسن الْمَدَائِنِي قَالَ زفر بن الْهُذيْل صَاحب ابي حنيفَة عنبري۔

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا وہ ابوالحسن المدائنی سے راوی کہا: حضرت ابوحنیفہ کے صاحب جناب زفر بن ہذیل، عنبری ہیں''۔

أَخْبَرَنَا المرزباني قَالَ ثَنَا الْحسن بن مُحَمَّد المخرمي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عُثْمَان بن أبي شيبَة قَالَ سَأَلت ابي وَعمي ابا بكر عَن زفر بن الْهُذيْل فَقَالَا كَانَ زفر من أفقه اهل زَمَانه قَالَ ابي وَكَانَ ابو نعيم يرفع زفر وَيَقُول كَانَ نبيلا فَقِيها۔

(ترجمہ:) ''المرزبانی نے ہمیں خبردی کہا الحسن بن محمد المخرمی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد اور اپنے چچا ابوبکر سے جناب زفر بن ہذیل کے متعلق

سوال کیا تو دونوں نے کہا: حضرت زفر اپنے معاصرین میں سے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ میرے والد نے کہا: جناب ابونعیم حضرت زفر تک سند چلاتے اور کہتے تھے: آپ نبیل، فقیہ تھے“۔

امام زفر بن ہذیل کی شان امام اعظم ابوحنیفہ کی زبانی:

حَدثنَا ابو الحسن عَلیّ بن الحسن الرَّازِیّ قَالَ ثَنَا ابو عبدالله الزَّعْفَرَانِي نزيل وَاسِط قَالَ ثَنَا احْمَد بن ابی خَيْثَمَة قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن ابی شيخ قَالَ حَدثنِي عَمْرو بن سُلَيْمَان الْعَطَّار قَالَ كنت بِالْكُوفَةِ اجالس ابا حنيفَة فَتزَوج زفر فَحَضَرَهُ ابو حنيفَة فَقَالَ لَهُ تكلم فَخَطب فَقَالَ فِي خطبَته هَذَا زفر بن الْهُذيْل وَهُوَ امام من أَئِمَّة الْمُسلمين وَعلم من أَعْلَام الدّين فِي حَسبه وشرفه وَعلمه فَقَالَ بعض قومه وَقَالُوا لَهُ مَا يسرنَا ان غير ابی حنيفَة خطب حِين ذكر خصاله ومدحه وَكره ذَلِك بعض قومه لَو حضر بَنو عمك واشراف قَوْمك وتسأل ابا حنيفَة ان يخْطب فَقَالَ لَو حضر نی ابی لقدمت ابا حنيفَة عَلَيْهِ۔

(ترجمہ:) ”ابوالحسن علی بن حسن الرازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ الزعفرانی ساکن واسط نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ابی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے عمرو بن سلیمان العطار نے بیان کیا کہا: میں کوفہ میں حضرت ابوحنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا چنانچہ حضرت زفر نے شادی کی تو آپ نے حضرت ابوحنیفہ کو بلایا اور آپ سے عرض کی: کلام فرمایئے! چنانچہ حضرت ابوحنیفہ نے خطبہ پڑھا اور اپنے خطبے میں فرمایا: یہ زفر بن ہذیل ہے، یہ ائمہ مسلمین میں سے امام ہے، حسب، شرف اور علم میں دین کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ حضرت زفر کی قوم کے بعض نے کہا: حضرت ابوحنیفہ کے علاوہ خطبہ دیتا تو ہمیں خوشی نہ ہوتی جب آپ نے جناب زفر کے خصائل و مدح ذکر کی اور آپ کی قوم کے بعض نے اس کو ناپسند کیا اور انہوں نے جناب زفر سے کہا: تیرے چچا کے بیٹوں اور تیری قوم کے معززین کی موجودگی میں تو حضرت ابوحنیفہ سے خطبے کا سوال کرتا ہے! آپ نے کہا: اگر میرے والد بھی موجود ہوتے تب بھی میں ان پر حضرت ابوحنیفہ کو مقدم کرتا“۔

امام زفر اور امام داؤد الطائی کا آپس میں تعلق:

حَدثنَا ابو الحسن الْعَبَّاس بن احْمَد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد المسكی قَالَ ثَنَا عَلیّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا ابراهيم بن اسحاق قَالَ ثَنَا عَلیّ بن مدرك عَن الْحسن بن زِيَاد قَالَ كَانَ زفر وَدَاوُد الطَّائِي متواخيين فَأَما دَاوُد الطَّائِي فَترك الْفِقْه وَاقبل على الْعِبَادَة واما زفر

فَإِنَّهُ جمع الْفِقْه مَعَ الْعِبَادَة.

(ترجمہ:)''ابوالحسن العباس بن احمد بن الفضل الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن مدرک نے ہم سے بیان کیا وہ حسن بن زیاد سے راوی کہا: حضرت زفر اور حضرت داؤد الطائی نے بھائی چارہ قائم کیا ہوا تھا چنانچہ حضرت داؤد الطائی نے فقہ ترک کر دی اور عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت زفر نے عبادت کیساتھ ساتھ فقہ کو جمع کیا''۔

امام زفر، حضرت داؤد الطائی کی زیارت کیلئے کوفہ سے بصرہ جاتے:

أَخْبَرَنَا أَحْمَد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن عَمْرو الْحَرِيرِي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو خازم الْقَاضِي قَالَ ثَنَا بكر الْعمي عَن هِلَال بن يحيى قَالَ كَانَ زفر يتبع دَاوُد الطَّائِي حَتَّى ان دَاوُد لَو قعد على مزبلة جَاءَ زفر حَتَّى يقْعد مَعَه عَلَيْهَا قَالَ وَإِنَّمَا قدم زفر الْبَصْرَة يزور دَاوُد الطَّائِي رَحْمَة الله عَلَيْهِمَا.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصیر فی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو الحریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوخازم القاضی نے ہم سے بیان کیا کہا بکر العمی نے ہم سے بیان کیا وہ ہلال بن یحیی سے راوی کہا: حضرت زفر جناب حضرت داؤد الطائی کی اتباع میں رہتے تھے حتی کہ اگر حضرت داؤد الطائی کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھے تو حضرت زفر بھی ان کیساتھ اس پر بیٹھ جاتے۔ ہلال بن یحیی کہتے ہیں: حضرت داؤد طائی کی زیارت کے لیے حضرت امام زفر بصرہ آیا کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما''۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی فراست:

حَدثنَا أَبُو الْحسن الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو خازم الْقَاضِي عَن بكر عَن هِلَال ابْن أبي يحيى قَالَ رحل يُوسُف بن خَالِد السَّمْتِي من الْبَصْرَة إِلَى الْكُوفَة فتفقه عِنْد أبي حنيفَة فَلَمَّا أَرَادَ الْخُرُوج إِلَى الْبَصْرَة قَالَ لَهُ أَبُو حنيفَة إِذا صرت إِلَى الْبَصْرَة فَإنَّك تَجِيء إِلَى قوم قد تقدّمت لَهُم الرِّئَاسَة فَلَا تعجل بالقعود عِنْد اسطوانة واتخاذ حَلقَة ثمَّ تَقول قَالَ أَبُو حنيفَة وَقَالَ أَبُو حنيفَة فَإنَّك إِذا فعلت ذَلِك لم تلبث حَتَّى تُقَام.

(ترجمہ:)''ابوالحسن العباس بن احمد بن الفضل الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی

نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی ابوخازم نے ہم سے بیان کیا وہ بکر سے وہ ہلال ابن ابی یحیی سے راوی کہا جناب یوسف بن خالد السمتی نے بصرہ سے کوفہ کی طرف سفر کیا تو آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ سے فقہ حاصل کی، جب آپ نے بصرہ کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے آپ سے فرمایا: جب تو بصرہ جائے گا تو ایسے لوگوں کے پاس آئے جو تجھ سے پہلے سردار بن چکے ہیں لہذا ستون کے پاس مجلس لگانے اور حلقہ قائم کرنے میں جلدی نہ کرنا کہ پھر تجھے کہنا پڑے: ابوحنیفہ نے یہ کہا اور ابوحنیفہ نے یہ کہا کیونکہ جب تو ایسا کرے گا تو ٹھہر نہ سکے گا یہاں تک کہ تجھے اٹھادیا جائے گا"۔

امام زفر کی حکمت عملی اور مشائخ سے امام اعظم کی نفرت کا دور ہونا:

قَالَ فخرج يُوسُف فاعجبته نَفسه وَجلسَ عِنْد اسطوانته وَقَالَ قَالَ ابو حنيفة قَالَ فاقاموه من الْمَسْجِد فَلم يذكر احد ابا حنيفَة حَتَّى قدم زفر الْبَصْرَة فَجعل يجلس عِنْد الشُّيُوخ الَّذين تقدّمت لَهُم الرِّئَاسَة فيحتج لأقوالهم بِمَا لَيْسَ عِنْدهم فيعجبون من ذَلِك ثمَّ يَقُول هَهُنَا قَول آخر احسن من هَذَا فيذكره ويحتج لَهُ وَلَا يعلم انه قَول ابي حنيفَة فاذا حسن فِي قُلُوبهم قَالَ فانه قَول ابي حنيفَة فَيَقُولُونَ هُوَ قَول حسن لَا نبالي من قَالَ بِهِ فَلم يزل بهم حَتَّى ردهم الى قَول ابي حنيفَة۔

(ترجمہ:) "ہلال ابن ابی یحیی نے کہا: یوسف بن خالد سمتی بصرہ میں آئے تو ان کے نفس نے مجلس لگانا پسند کیا اور آپ ستون کے پاس بیٹھ گئے اور کہا: حضرت ابوحنیفہ نے کہا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے جناب یوسف بن خالد کو مسجد سے اٹھادیا پس حضرت ابوحنیفہ کا کسی نے ذکر نہیں کیا حتی کہ حضرت امام زفر بصرہ تشریف لائے تو یہاں آکر ان شیوخ کی مجلس میں بیٹھنے لگے جن کی سرداری پہلے متحقق ہوچکی تھی چنانچہ آپ (زفر) ان کے اقوال کے لیے ایسے دلائل سے دلیل پکڑتے جو ان کے پاس نہ ہوتے تو وہ ان کو پسند کرتے پھر آپ فرماتے: یہاں پر ایک دوسرا قول ہے جو اس سے زیادہ اچھا ہے پھر وہ قول ذکر کرتے اور اس کی دلیل لاتے اور انہیں نہ بتاتے کہ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے، جب اس کی اچھائی ان کے دلوں میں گھر کر جاتی تو آپ کہتے یہ حضرت ابوحنیفہ کا قول ہے تو وہ شیوخ کہتے: یہ اچھا قول ہے، ہمیں کوئی پرواہ نہیں کس نے یہ قول کیا ہے پس آپ مسلسل ان کیساتھ یہی معاملہ کرتے رہے حتی کہ انہیں حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف لے آئے"۔

امام زفر میدان مناظرہ میں:

حَدثنَا القَاضِي ابو عبد الله الحُسَيْن بن عَليّ بن مُحَمّد الصَّيمَرِيّ بِبَغْدَاد فِي مَسْجِد درب الزرادين وَذَلِكَ فِي شهر رَمَضَان سنة ارْبَعْ واربعمائة قَالَ ثَنَا ابو الحسن العَبَّاس بن احْمَد الهَاشِمِي قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمّد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمّد بن عَليّ بن عَفَّان قَالَ ثَنَا وليد بن حَمَّاد عَن الحسن بن زِيَاد قَالَ مَا رَأَيْت احدا يناظر زفر الا رَحمته قَالَ وَقَالَ زفر انى لست اناظر احدا حَتَّى يَقُول لقد أَخْطَأت وَلَكِن اناظره حَتَّى يجن قيل فَكيف يجن قَالَ يَقُول بِمَا لم يقلهُ احد۔

(ترجمہ:)''قاضی ابوعبداللہ الحسین بن علی بن محمد الصیمر ی نے شہر بغداد مسجد درب الزرادین میں ہم سے بیان کیا جبکہ وہ ۴۰۴ھ رمضان کا مہینہ تھا کہا ابوالحسن العباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن علی بن عفان نے ہم سے بیان کیا کہا ولید بن حماد نے ہم سے بیان کیا وہ حسن بن زیاد سے راوی کہا: میں نے کسی ایک کو بھی حضرت زفر سے مناظرہ کرتے نہیں دیکھا مگر آپ اس سے نرمی فرماتے۔ حسن بن زیاد فرماتے ہیں: جناب زفر نے فرمایا: میں کسی سے اس وقت تک مناظرہ نہیں کرتا جب تک وہ یہ نہ کہے: ''تم نے غلطی کی'' پھر میں اس سے اس وقت تک مناظرہ کرتا ہوں جب تک کہ وہ جنون میں مبتلا نہ ہوجائے، آپ سے کہا گیا: وہ جنون میں کیسے مبتلا ہوتا ہے؟ فرمایا: وہ ایسی بات کہے جو کسی نے نہ کہی ہو''۔

شان امام زفر بزبان حضرت وکیع بن جراح:

أخبرنَا عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمَد قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع قَالَ سَمِعت ابي قَالَ كَانَ زفر شَدِيد الْوَرع حسن الْقيَاس قَلِيل الْكتاب يحفظ مَا كتبه۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم المقر ئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد سے سنا آپ نے فرمایا: حضرت زفر سخت احتیاط والے، بہترین قیاس کرنے والے، کم لکھنے والے اور کتب کو یاد رکھنے والے تھے''۔

امام زفر، امام اعظم کی مجلس میں:

أَخْبَرَنَا عمر قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد قَالَ حَدثنِي احْمَد بن الْقَاسِم قَالَ

ثَنَا البرتی القَاضِی قَالَ سَمِعت ابا نعیم قَالَ کَانَ زفر یجلس بحذاء ابی حنیفۃ وَکَانَ ابو یُوسُف یجلس الی جَانِبہ۔

(ترجمہ:) ''عمر نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن القاسم نے مجھ سے بیان کیا کہا قاضی البرتی نے ہم سے بیان کیا کہا ابونعیم سے میں نے سنا کہا: حضرت زفر، حضرت امام ابوحنیفہ کے سامنے بیٹھتے تھے اور حضرت قاضی ابویوسف آپ کی ایک جانب بیٹھتے تھے''۔

امام زفر اور امام ابو یوسف میں دوستانہ:

اَخْبَرَنَا عبدالله بن مُحَمَّد البَزَّاز قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا عبد الْوَهَّاب بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابن شُجَاع قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن سَمَّاعَة قَالَ کَانَ زفر وابو یُوسُف یجلسان فِي مَسْجِد الْكُوفَة وَكَانَ زفر يسْتَند الى استطوانة وَكَانَ رجلا ركينا فينتصب فَلَا يَزُول وَكَانَ ابو يُوسُف اذا ناظره يكثر الْحَرَكَة حَتَّى يَجِيء فيجلس بَين يَدَيْهِ اَوْ قَالَ بِالْقربِ مِنْهُ فَكَانَ زفر يَقُول ان هَذِه ابواب كَثِيرَة فان اردت ان تَفِر فَخذ فِي ايها شِئْت۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد البزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ نے مجھ سے بیان کیا کہا حضرت زفر اور حضرت ابویوسف دونوں مسجد کوفہ میں بیٹھتے تھے اور حضرت زفر ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور آپ ایک ثابت قدم آدمی تھے چنانچہ آپ جب قائم ہوتے تو ہٹتے نہ تھے اور قاضی ابویوسف جب آپ سے مناظرہ کرتے تو کثرت سے حرکت کرتے حتیٰ کہ آکر آپ کے سامنے بیٹھ جاتے یا کہا آپ کے قریب بیٹھ جاتے تو حضرت زفر کہتے: یہ بہت سے دروازے ہیں، اگر آپ بھاگنا چاہتے ہیں تو ان میں سے جو دروازہ چاہیں اختیار فرمالیں''۔

امام اعظم کی وفات کے بعد مجلس امام زفر:

اَخْبَرَنَا عبدالله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا احْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع عَن ابيه قَالَ لما مَاتَ ابو حنيفَة اقبل النَّاس على زفر فَمَا كَانَ يَأْتِي ابا يُوسُف الا نفر يسير النفسان وَالثَّلَاثَة وَكَانَ زفر يكنى بِأبي خَالِد وبأبي الْهُذيْل وَكَانَ من اهل اصفهان وَمَات اخوه فَتزَوج بعده بِامْرَأَة اخيه فَلَمَّا احْتضرَ دخل عَلَيْهِ ابو يُوسُف وَغَيره فَقَالُوا لَهُ الا توصي يَا ابا

الْهُذَيْل فَقَالَ هَذَا الْمَتَاع الَّذِي تَرَوْنَهُ لِهَذِهِ الْمَرْأَة وَهَذِهِ الثَّلَاثَة آلَاف الدِّرْهَم هِيَ لولد اخي وَلَيْسَ لأحد عَلَيّ شَيْء وَلَا لي على أحد شَيْء وَكَانَ زفر شَدِيد الْعِبَادَة وَالِاجْتِهَاد۔

(ترجمہ:) ”عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے ملیح بن وکیع نے بیان کیا وہ اپنے والد سے راوی، انہوں نے کہا: جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے تو لوگ حضرت زفر کے پاس آنے لگے اور حضرت ابو یوسف کے پاس بہت تھوڑے لوگ دو یا تین آدمی آتے تھے، جناب زفر کی کنیت ابو خالد اور ابو الہذیل تھی، آپ اہل اصفہان میں سے تھے، آپ کا بھائی فوت ہوا تو ان کے وفات کے بعد آپ نے اپنے بھائی کی بیوی سے شادی کی، جب آپ قریب المرگ تھے تو آپ کے پاس حضرت ابو یوسف وغیرہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے ابو الہذیل! آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ سامان جو تم دیکھ رہے ہو اس عورت کا ہے اور یہ تین ہزار درہم ہیں جو میرے بھائی کے بیٹے کے ہیں، کسی کا مجھ پر کوئی قرض نہیں اور نہ ہی میں نے کسی کا قرضہ دینا ہے اور حضرت زفر رحمۃ اللہ علیہ سخت عبادت و اجتہاد والے تھے“۔

امام زفر حدیث وفقہ دونوں جانتے تھے:

أَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد بن يَعْقُوب الأسدوي قَالَ ثَنَا جدي قَالَ زفر بن الْهُذيْل عنبري من انفسهم يكنى ابا الْهُذيْل وَكَانَ قد سمع الحَدِيث وَنظر فِي الرَّأْي فغلب عَلَيْهِ وَنسب إِلَيْهِ وَمَات بِالْبَصْرَةِ واوصى الى خَالِد بن الْحَارِث وَعبد الْوَاحِد بن زِيَاد وَكَانَ ابوه الْهُذيْل يَلِي الْأَعْمَال وَمَات وَهُوَ وَالِي اصفهان وَكَانَ اخوه صباح بن الْهُذيْل على صَدَقَة بني تَمِيم وَزفر هُوَ زوج اخت خَالِد بن الْحَارِث وَمَات فِي اول خلَافَة الْمهْدي سنة ثَمَان وَخمسين وَمِائَة۔

(ترجمہ:) ”عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن احمد بن یعقوب الاسدوی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے دادا نے بیان کیا کہا زفر بن ہذیل عنبری، عنبریوں میں سے ہیں، آپ کی کنیت ابو الہذیل ہے، آپ حدیث سنتے اور فقہ میں غور وفکر کرتے تو آپ پر فقہ کا غلبہ ہو گیا اور آپ اسی کی طرف منسوب ہو گئے، بصرہ میں آپ نے وفات پائی اور آپ نے خالد بن حارث اور عبدالواحد بن زیاد کی وصیت کی، آپ کے والد الہذیل گورنروں میں سے تھے، انہوں نے اس وقت وفات پائی جب اصفہان کے گورنر تھے، آپ کے بھائی صباح بن ہذیل بنی تمیم کے صدقہ کے نگران تھے

اور حضرت زفر نے خالد بن حارث کی بہن سے شادی کی تھی اور مہدی کی خلافت کے آغاز ۱۵۸ھ ہجری میں آپ نے وصال فرمایا"۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ!

امام زفر کی زبان عربی اور چہرہ عجمی:

اَخۡبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ أنبأ مكرم قَالَ ثَنَا ابو خازم القَاضِي قَالَ ثَنَا ابن ابى عمران قَالَ كَانَ زفر من بالعنبر من بَيت شرِيف مِنۡهُم وَكَانَت امه امة فَكَانَ وَجهه يشبه وُجُوه الۡعَجم لأمه وَلسَانه يشبه لِسَان الۡعَرَب قَالَ فَحضر مجلس الۡحَجَّاج بن ارطأة وَكَانَ يتَوَلَّى الۡقَضَاء بِالۡكُوفَةِ وَكَانَ يغلب عَلَيۡهِ الۡبذاء وَكَانَت النخع تغمزه فِي نسبه فَتكلم زفر فَأخذ الۡمجْلس فَملأ قلب الۡحَجَّاج فَالۡتفت اليه فَقَالَ اما اللِّسَان فلسان عَرَبِيّ واما الۡوَجه فَلَيۡسَ وَجه عَرَبِيّ فَقَالَ لَهُ زفر اما انا فقد قبلني قومي۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے خبر دی کہا قاضی ابوخازم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران نے ہم سے بیان کیا کہا امام زفر بالعنبر قبیلے کے معزز گھرانے سے تھے اور آپ کی ماں ایک باندی تھی، آپ کا چہرہ اپنی ماں کی وجہ سے عجمی چہروں کے مشابہ تھا اور آپ کی زبان عربی زبان کے مشابہ تھی۔ ابن ابی عمران نے کہا: آپ الحجاج بن ارطاۃ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور وہ کوفہ کے عہدہ قضاء پر فائز تھے اور ان پر بدزبانی غالب تھی اور نخعی لوگ آپ کے نسب میں اشارے کرنے لگے تو حضرت امام زفر نے کلام فرمایا تو مجلس پر چھا گئے جس کی وجہ سے حجاج کا دل بھر گیا تو وہ آپ کی طرف متوجہ ہونے لگے: زبان تو عربی زبان ہے لیکن چہرہ، عربی چہرہ نہیں تو حضرت زفر نے ان سے کہا: مجھے میری قوم نے بدل دیا"۔

امام حسن بن زیاد کی قاضی ابویوسف اور امام زفر کے متعلق رائے:

أخبرنَا الۡقَاضِي عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا ابو بكر الدَّامغَانِي الۡفَقِيه قَالَ ثَنَا ابو جَعۡفَر الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت ابۡن ابى عمرَان يحدث عَن الۡوَلِيد بن حَمَّاد اللُّؤۡلُؤِي وَهُوَ ابۡن اخى الۡحسن بن زِيَاد اللُّؤۡلُؤِي قَالَ قلت لِعَمِّي الۡحسن بن زِيَاد اللُّؤۡلُؤِي رَأَيۡت زفر وابا يُوسُف عِنۡد ابى حنيفَة فَكيف رأيتهما قَالَ رأيتهما كعصفورين قد انقض عَلَيۡهِمَا بازي۔

(ترجمہ:) "قاضی عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران سے میں نے سنا وہ الولید بن حماد اللؤلؤی جو حضرت حسن بن زیادہ اللؤلؤی کے بھتیجے ہیں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ولید بن حماد نے کہا: میں نے

اپنے چچا حضرت حسن بن زیاد اللؤلؤی سے کہا: آپ نے امام ابوحنیفہ کی مجلس میں حضرت زفر اور حضرت ابو یوسف کو دیکھا تو کیسے دیکھا؟ آپ نے کہا: میں نے ان دونوں کو دو چڑیوں کی طرح دیکھا جن کی چچہاہٹ پر باز کی آواز غالب آ گئی''۔

امام زفر نے امام اعظم کی مجلس کیوں اختیار کی جبکہ آپ اصحاب حدیث میں سے تھے؟:

اَخْبَرْنَا عبد الله بن مُحَمَّد السدُوسِي قَالَ أنبأ ابو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ أنبأ مُحَمَّد بن عبد الله بن ابى ثَوْر قَالَ أَخْبرنِي مُحَمَّد بن وهب قَالَ كَانَ سَبَب انْتِقَال زفر الى ابى حنيفَة انه كَانَ من اصحاب الحَدِيث فَنزلت بِهِ وبأصحابه مَسْأَلَة فأعيتهم فَأتى ابا حنيفَة فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَأَجَابَهُ فِي ذَلِك فَقَالَ لَهُ من أَيْن قلت هَذَا قَالَ لحَدِيث كَذَا وللقياس من جِهَة كَذَا ثمَّ قَالَ لَهُ ابو حنيفَة فَلَو كَانَت الْمَسْأَلَة كَذَا مَا كَانَ الْجَواب فِيهَا قَالَ فَكنت فِيهَا اعمى مني فِي الأولى فَقَالَ الْجَواب فِيهَا كَذَا من جِهَة كَذَا ثمَّ زادني مَسْأَلَة اخرى واجابني فِيهَا وَبَين وَجههَا

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد السدوسی نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے خبر دی کہا الطحاوی نے خبر دی کہا محمد بن عبداللہ بن ابی ثور نے خبر دی کہا محمد بن وہب نے مجھے خبر دی کہا امام زفر کا حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف منتقل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آپ اصحاب حدیث میں سے تھے تو آپ اور آپ کے اصحاب کو ایک مسئلہ درپیش آ گیا جس کے حل کرنے سے وہ عاجز آ گئے تو وہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس کے متعلق جواب دیا۔ حضرت زفر نے آپ سے کہا: آپ نے یہ جواب کہاں سے دیا؟ آپ نے فرمایا: حدیث کی وجہ سے ایسے اور قیاس کی وجہ سے ایسے۔ پھر ان سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اگر مسئلہ ایسا ہوتا تو اس کا جواب کیا ہوتا؟ حضرت زفر کا بیان ہے کہ میں پہلے جواب سے اندھا تھا تو آپ نے کہا: اس کا جواب ایسا ہے اس جہت سے ایسے پھر آپ نے مجھ پر دوسرے مسئلے کا اضافہ کر دیا اور اس کا بھی مجھے جواب دیا اور اس کی وجہ کو بھی بیان کر دیا''۔

فقہ حنفی مدون کرنے والے دس اصحاب میں سے ایک امام زفر بھی تھے:

قَالَ فرحت الى اصحابي فسألتهم عَن الْمَسَائِل فَكَانُوا فِيهَا اعمى مني فَذكرت لَهُم الْجَواب وبينت لَهُم الْعِلَل فَقَالُوا من ايْنَ لَك هَذَا فَقلت من عِنْد ابى حنيفَة فصرت رَأس الْحلقَة بِثَلَاث مسَائِل ثمَّ انْتقل الى ابى حنيفَة فَكَانَ أحُدُ الْعشْرَة الأكابر الَّذين دونوا الْكتب مَعَ ابى حنيفَة۔

(ترجمہ:)''امام زفر فرماتے ہیں: میں اپنے اصحاب کے پاس گیا اوران سے ان مسائل کے متعلق دریافت کیا تووہ بھی مجھے اس کا جواب دینے سے اندھے رہے تومیں نے ان کے لیے اس کا جواب ذکر کیا اوراس جواب کی علتوں کو بیان کیا تووہ کہنے لگے: یہ جواب اور علل کہاں سے لے کرآئے ہو؟ میں نے کہا: حضرت ابوحنیفہ سے، پس تین مسائل کی وجہ سے میں اپنے حلقہ درس کا سردار ہوگیا۔ پھرآپ حضرت ابوحنیفہ کی طرف منتقل ہوگئے، آپ ان دس اکابر فقہاء میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کیساتھ کتب کی تدوین کی''۔

اصحاب تابعین کے حلقوں کا رخ امام زفر کی مجلس کی طرف:

أَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْأَسدي قَالَ أنبأ ابو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ أنبأ سُلَيْمَان بن أَبِي عمرَان قَالَ أَخبرنِي اسد قَالَ قدم زفر الْبَصْرَة فَدخل مَسْجِدهَا فانفضت اليه حلق اصحاب التَّابِعين۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبردی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے خبردی کہا الطحاوی نے خبردی کہا سلیمان یعنی ابن عمران نے خبردی کہا مجھے اسد نے خبردی کہا: امام زفر بصرہ آئے تو اپنی مسجد میں داخل ہوئے تو اصحابِ تابعین کے حلقے آپ کی طرف جھک گئے''۔

امام زفر کی وفات:

أَخْبَرَنَا ابو عبد الله المرزباني قَالَ ثَنَا احْمَد بن خلف وَعبد الْبَاقِي بن قَانِع قَالَا مَات زفر سنة ثَمَان وَخمسين وَمِائَة وفيهَا مَات الْمَنْصُور واسرائيل بن يُونُس۔

(ترجمہ:)''ابوعبداللہ المرزبانی نے ہمیں خبردی کہا احمد بن خلف اور عبدالباقی بن قانع نے ہم سے بیان کیا دونوں نے کہا: امام زفر نے ۱۵۸ھ میں وصال فرمایا اوراسی سال منصور اوراسرائیل بن یونس نے بھی وفات پائی''۔

اللہ کے ولی حضرت داؤد الطائی تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات:

اخبار دَاوُد الطَّائِي رَحْمَة الله عَلَيْهِ

حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کی خبریں

حَدثنَا الْعَبَّاس بن احْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ ابْن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا عَليّ بن عُبَيْدَة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن شُجَاع قَالَ سَمِعت عبد الله ابْن دَاوُد وَسَأَلَهُ

اسحاق عَن اصحاب ابی حنیفَة فَقَالَ ابو یُوسُف وَزفر وعافیۃ الأودی واسد بن عَمرو وَعلی بن مسُهر وَیحیی بن أبی زَائِدَة وَالقَاسِم بن معن وَدَاوُد الطَّائِی ثمَّ قَالَ عبداللہ لَو ان دَاوُد الطَّائِی وزن بِأَهْل الارض لوزنهم فضلا وصلاحا۔

(ترجمہ:) ''العباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المنصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی ابن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا جبکہ اسحاق نے آپ سے حضرت ابوحنیفہ کے اصحاب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا: آپ کے اصحاب: حضرت ابو یوسف، حضرت زفر، حضرت عافیہ الاودی، حضرت اسد بن عمرو، حضرت علی بن مسہر، حضرت یحیی بن ابی زائدہ، حضرت قاسم بن معن اور حضرت داؤد الطائی ہیں پھر عبداللہ نے کہا: اگر حضرت داؤد الطائی کا وزن زمین والوں سے کیا جائے تو فضل وصلاح میں آپ کا وزن زیادہ نکلے گا''۔

حضرت داؤد الطائی، امام اعظم کی مجلس میں:

أَخبرَنَا احمَد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَلیّ بن عَمرو الحریری قَالَ ثَنَا ابن كَأس قَالَ ثَنَا احمَد بن ابی احمَد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن اسحاق البکائی قَالَ ثَنَا الْوَلِيد بن عقبَة الشَّيْبَانِيّ قَالَ لم يكن فِي حَلقَة ابی حنیفَة ارْفَعْ صَوتا من دَاوُد الطَّائِی ثمَّ تزهد واعتزلهم وَاقْبل علی الْعِبَادَة۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد الصیر فی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو الحریری نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی احمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن اسحاق البکائی نے ہم سے بیان کیا کہا الولید بن عقبہ الشیبانی نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت امام ابوحنیفہ کے حلقہ میں حضرت داؤد الطائی سے زیادہ بلند آواز والا کوئی نہیں تھا پھر آپ نے زہد اختیار کرلیا، ان سے جدا ہوگئے اور عبادت کی طرف متوجہ ہوگئے''۔

حضرت داؤد الطائی مال قبول نہیں کرتے تھے:

أَخبرَنَا عمر بن ابراهيم المقرئ قَالَ ثَنَا مكرم بن احمَد قَالَ ثَنَا احمَد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ ثَنَا الْحسن بن الرّبيع قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أخي عَافِيَة بن يزِيد قَالَ بعث معي عمي الْمَال ادفعه الى قوم يفرقونه وسمى فيهم دَاوُد الطَّائِي فاتيت دَاوُد الطَّائِي فدققت عَلَيْهِ الْبَاب فَخرج خلف الْبَاب فَقلت لَو خرجت الى حَتَّى اكلمك فَقَالَ كَانُوا يكرهُونَ فضول الْكَلَام فَقلت ان عمي بَعَثَنِي

الیك وَهُوَ يُقْرِئك السَّلَامر وَيَقُول تفرق هَذَا المَال علی من تری وانت المُحكم فِيهِ بِمَنْزِلَة مَالك فَقَالَ رده علی عمك وَقل لَهُ يرده علی من بعث بِهِ اليه وَيَتَّقِي الله وَلَا يدْخل فِيمَا لَا يعنيه

(ترجمہ:)"عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا الحسن بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہا محمد جو عافیہ بن یزید کے بھتیجے ہیں نے ہم سے بیان کیا کہا میرے چچا نے مجھے کچھ لوگوں کے خرچے کے لیے مال دیکر بھیجا اور ان میں حضرت داؤد الطائی کا بھی نام لیا چنانچہ میں حضرت داؤد الطائی کی خدمت میں حاضر ہوا، دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ دروازے کے پیچھے نکلے (یعنی دروازہ کھولا لیکن خود دروازے کے پیچھے رہے) میں نے کہا: اگر آپ میرے سامنے آئیں تا کہ میں آپ سے بات کرسکوں، آپ نے فرمایا: وہ (اللہ والے) فضول کلام ناپسند کیا کرتے تھے، میں نے عرض کی: میرے چچا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مال آپ جیسے چاہیں خرچ کریں آپ اس میں حاکم ہیں مالک کے مرتبے میں! آپ نے فرمایا: اپنے چچا کے پاس اسے واپس لے جاؤ اور ان سے کہنا: اسے اس پر لوٹا دو جو اس کیساتھ بھیجا گیا ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور فضول باتوں میں نہ پڑے!"۔

حضرت داؤد الطائی کی امام ابوحنیفہ کے لیے دعائیں:

أَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن احْمد قَالَ ثَنَا احْمد قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع قَالَ ثَنَا ابی قَالَ سَمِعت حَمَّاد بن ابی حنيفَة يَقُول بَعَثَنِي ابی الی دَاوُد الطَّائِي بِمَال فَقَالَ قل لَهُ يَسْتَعِين بِهِ علی ايامه فان كَانَ بِهِ اسْتغْنَاء عَنهُ فيفرقه علی من شَاءَ فَسَمعته يَقُول لنَفسِهِ اشْتهيت جوزا مشويا فَقلت نعم وَجعلت ادامك ثمَّ طلبت اللَّيْلَة مَعَه تَمرا وَالله لَا ذقت التَّمْر ابدا حَتَّى القی الله قَالَ فأعلمته بِمَا جِئْت بِهِ فَقَالَ ان ملك ابی حنيفَة عِنْدِي مِمَّا ارضاه وَلَو كنت قَابلا من احد شَيْئا لقبلته الله يعلم كَثْرَة دعائی لأبی حنيفَة فِي صَلَاتی فَمِنْهُ تعلمت وَبِه تأدبت وَلم يَأْخُذ من المَال شَيْئا۔

(ترجمہ:)"عبداللہ بن محمد الحلوانی نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا میں نے حضرت حماد بن ابی حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے والد (امام ابوحنیفہ) نے حضرت داؤد الطائی کے پاس مال دے کر بھیجا تو فرمایا: ان سے کہنا: اس کے ذریعے اپنے ایام میں مدد حاصل کرو! پھر اگر وہ اس

سے بے نیاز ہو تو وہ جس پر چاہیں خرچ کریں۔ میں نے آپ کو اپنے نفس سے کہتے ہوئے سنا: تجھے پکے ہوئے اخروٹ کی خواہش ہے؟ تو نے کہا: ہاں اور میں نے تجھے یہ سالن دیا، پھر رات کو تو نے اس کیساتھ کھجور بھی طلب کی اللہ کی قسم! تو کبھی بھی کھجور نہیں چکھے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کر لے!۔
جناب حماد کہتے ہیں: میں نے حضرت داؤد الطائی علیہ الرحمہ کے پاس جو لے کر آیا تھا اس کے متعلق آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: میرے نزدیک امام ابوحنیفہ کی ملکیت پسندیدہ چیزوں میں سے ہے، اگر میں کسی چیز کو قبول کرنے والا ہوتا تو میں اسے قبول کر لیتا، اللہ تعالیٰ جانتا ہے میرے نماز میں میری دعاؤں کی کثرت امام ابوحنیفہ کے لیے ہوتی ہے کیونکہ میں نے آپ سے ہی علم سیکھا اور آپ سے ہی ادب سیکھا۔ اور آپ نے مال میں سے کچھ بھی نہ لیا''۔

اَخْبَرَنَا ابو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مُوسَى الْقرشِي قَالَ ثَنَا شهَاب بن عباد قَالَ حَدثنِي عبد الرَّحْمَن بن مُصعب قَالَ رَأَيْت فقار ظهر دَاوُد الطَّائِي كَأَنَّهُ جراب فِيهِ جوز قد بدا من الجراب.

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن موسیٰ القرشی نے ہم سے بیان کیا کہا شہاب بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالرحمن بن مصعب نے مجھ سے بیان کیا کہا: میں نے امام داود الطائی کی پیٹھ میں فقر دیکھا گویا کہ آپ ایک تھیلا ہیں جس میں اخروٹ پڑے ہوں اور وہ تھیلے سے نظر آرہے ہوں''۔

حضرت داؤد الطائی اور خوف خدا:

أَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ أَخْبرت عَن ابي عبد الله احْمَد بن مُؤَمل قَالَ ثَنَا ابْن شُجَاع قَالَ سَمِعت شُعَيْب بن حَرْب قَالَ دخلت على دَاوُد الطَّائِي عَشِيَّة حارة فاذا هُوَ فِي بَيت كَأَنَّهُ الْحمام حرا واذا فِيهِ لبنة وَدن احسبه قَالَ مدفون فِيهِ مَاء فَقُلْنَا لَهُ حِين آذانا الْحر لَو خرجت الى الدَّار قَالَ ان هَذِه لحظى احتسبها قَالَ ثمَّ لبث هنيَّة ثمَّ قَالَ لنا اخْرُجُوا فخرجنا الى صحن الدَّار فَجَلَسْنَا قَالَ فَقَالَ وَلَهُم مَقَامِع من حَدِيد كلما ارادوا ان يخرج احدهم ضربه الْملك بالمقمع حَتَّى يخالط كبده أَو جَوْفه ثمَّ صب عَلَيْهِ الصديد قَالَ فغشي عَلَيْهِ قبل ان يتم الْكَلِمَة قَالَ ذَلِك ثَلَاثًا ثمَّ خرجنَا من عِنْده.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ احمد بن مومل

کے حوالے سے مجھے خبردی گئی آپ نے کہا ابن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا شعیب بن حرب سے میں سے سنا آپ نے کہا: میں حضرت امام داؤدالطائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سخت گرمی کی شام آیا جبکہ آپ ایک ایسے گھر میں تھے گویا کہ گرمی کی وجہ سے وہ حمام ہے اوراس میں نرم اینٹیں تھی میرا گمان ہے آپ نے کہا: اس میں پانی دفن کیا گیا تھا تو میں نے گرمی بتاتے ہوئے کہا: کاش کہ آپ حویلی کی طرف نکلیں، آپ نے فرمایا: میرے ان لمحات کا ثواب ملے گا۔ کہتے ہیں: پھر آپ کچھ دیر ٹھہرے پھر ہم سے فرمایا: نکلو! پس ہم حویلی کے صحن کی طرف نکلے پھر ہم بیٹھ گئے کہتے ہیں: آپ نے فرمایا: اوران کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں جب کبھی ان میں سے کوئی ایک اس سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے فرشتہ اسے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک وہ اپنے جگر یا اپنے پیٹ سے خلط ملط ہوجاتا ہے پھر اس پر پیپ انڈیلی جاتی ہے۔ شعیب بن حرب کہتے ہیں: یہ بات پوری کرنے سے پہلے آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ یہ بات تین مرتبہ آپ نے کہی۔ پھر ہم آپ کے پاس سے چلے آئے''۔

شان امام اعظم ابوحنیفہ بزبان حضرت داؤدالطائی رحمۃ اللہ علیہما:

أخبرنا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحمد بن عَطِيّة قَالَ ثَنَا مليح بن وَكِيع قَالَ ثَنَا ابي قَالَ سَمِعت حَمَّاد بن ابي حنيفَة قَالَ اتَّصل بِي عَن دَاوُد الطَّائِي ضيق شَدِيد فَدخلت عَلَيْهِ فَسَأَلته فَلَمَّا اراد حَمَّاد ان يخرج جعل دَاوُد يبكي فَاخْرُج حَمَّاد من مَاله اربعمائة دِرْهَم وَقَالَ لَهُ انها مِيرَاث ابي حنيفَة فَقَالَ هَاتِهَا فَأَخذهَا ثمَّ قَالَ قد قبلتها وَلَكِن احب ان اعيش فِي عز القناعة وان هَذَا من مَال رجل مَا أقدم عَلَيْهِ فِي ورعه وزهده وَلَو كنت قَابلا من أحد من النَّاس شَيْئا لقبلتها اعظاما للْمَيت وايجابا للحي.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے بیان کیا کہا میں نے حضرت حماد بن ابی حنیفہ سے سنا آپ نے کہا: جناب داؤد الطائی سے مجھے سخت تنگی لاحق ہوئی تو میں ان کے پاس آیا ،ان سے سوال کیا، جب جناب حماد نے وہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو جناب داؤد الطائی رونے لگے ،جناب حماد نے اپنے مال سے چارسو درہم نکالے اورآپ سے کہا: یہ امام ابوحنیفہ کی وراثت ہے! آپ نے فرمایا: لاؤ! پس آپ نے وہ درہم لے لیے، پھر فرمایا: میں نے انہیں قبول کرلیا لیکن میں قناعت کی عزت میں زندگی گزارنا زیادہ پسند کرتا ہوں اور یہ اس ہستی کے مال میں سے ہے جس کے تقویٰ وزہد میں کوئی

مقدم نہیں، اگر لوگوں میں سے کسی سے کوئی چیز قبول کرتا تو فوت شدہ کی عظمت اور زندہ کے تحفے کو قبول کرنے کے پیش نظر اسے قبول کر لیتا''۔

حضرت داؤد الطائی علیہ الرحمہ کی بصرہ آمد:

اَخۡبَرَنَا عبد اللہ بن الحُلوانِی قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا احمد قَالَ سَمِعتُ هِلَال بن یحیی قَالَ لما قدم دَاوُد الطَّائِی البَصۡرَة قَالُوا صَاحب ابی حنیفَة فَاجتمعُوا الیه فکَانَ مِمَّا سَأَلُوهُ عَنهُ من قول ابی حنیفَة اخبرنَا عَن قول ابی حنیفَة فِي قدر الدِّرۡهَم فَقَالَ الحَمد للہ الَّذِی لم یقل ابو حنیفَة شَیۡئا حَتّٰی رَأَیۡته قد سَارَ فِی الۡأَمۡصَار إِنَّمَا اراد قدر المقعدة فکنی عَنهُ وَمثل قدره۔

(ترجمہ:)''عبد اللہ بن الحلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ہلال بن یحییٰ سے سنا آپ نے کہا جب حضرت داؤد الطائی علیہ الرحمہ بصرہ تشریف لائے تو لوگ کہنے لگے: امام ابوحنیفہ کے صاحب تشریف لائے ہیں چنانچہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ سے جو بھی حضرت ابوحنیفہ کے قول کے متعلق سوال کرتا تو آپ نے ہمیں امام ابوحنیفہ کے قول کے متعلق درہم کی مقدار خبر دی پھر فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، امام ابوحنیفہ نے جو بھی بات کہی حتی کہ میں نے دیکھا کہ وہ شہروں میں رائج ہوگئی۔ اس سے آپ نے مقام و مرتبہ کا ارادہ کیا تو آپ نے امام ابوحنیفہ اور ان کے مرتبے کی مثل کنایۃً ذکر کیا''۔

اَخۡبَرَنَا ابو القَاسِم عبد اللہ بن مُحَمَّد البَزَّاز قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ حدثنِی ابو احمد عبد اللہ بن مُحَمَّد الخُرَاسَانِی قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عُثۡمَان قَالَ ثنا حُسَیۡن بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا حَفۡص بن غیاث قَالَ حضرنَا جَنَازَة وَحضر مَعنا دَاوُد الطَّائِی فَلَمَّا صلی عَلَیۡهِ واخذ لیدلی فِی القَبۡر جذب فبدت اکفانه فَصَرَخَ دَاوُد صرخة خر مغشیا عَلَیۡهِ۔

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد البزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابواحمد عبد اللہ بن محمد خراسانی نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہا ہم ایک جنازے میں حاضر ہوئے اور ہمارے ساتھ حضرت امام داؤد الطائی بھی حاضر ہوئے، جب نماز جنازہ پڑھی اور اس میت کو قبر میں اتارنے لگے تو میت کو کھینچا گیا تو اس کا کفن ظاہر ہو گیا امام داؤد الطائی نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے''۔

اَخۡبَرَنَا القَاضِی عبد اللہ بن مُحَمَّد الأَسدی قَالَ ثَنَا ابو بکر الدَّامغَانِی الفَقِیه قَالَ ثَنَا ابو

جَعْفَر الطَّحَاوِیّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن جَعْفَر بن أعين قَالَ ثَنَا عَلیّ بن حَرْب قَالَ سَمِعت ابن بشر الْعَبْدِی یَقُول قدم علینا دَاوُد الطَّائِي الْکُوفَة من السوَادِ فِي قبَاء أصفر فَکُنَّا نضحك مِنْهُ فَمَ مَاتَ حَتّٰی سادنا۔

(ترجمہ:)''القاضی عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبردی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن جعفر بن اعین نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہا ابن بشر العبدی کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ہمارے پاس کوفہ میں امام داؤد الطائی دیہاتیوں میں سے زرد قباء میں تشریف لائے، پس ہم انہیں دیکھ کر ہنسا کرتے تھے پھر آپ نے اس وقت تک وفات نہ پائی جب تک کہ آپ ہمارے سردار نہ ہوئے''۔

امام محمد بن حسن شیبانی اور امام داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہما:

أخبرنَا القَاضِي عبد اللہ بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ ابو بکر قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِیّ قَالَ ثَنَا ابن ابی عمران قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد الرَّحْمَن الطَّبَرِیّ قَالَ ثَنَا ابو سُلَيْمَان الجوزجَانی عَن مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ کنت آتِي دَاوُد الطَّائِي وانا غُلَام فأسأله فَإِذا سَأَلته عَمَّا یری انی احْتَاجَ الیه یجیبنی واذا سَأَلته عَن مسائلنا هَذِه تَبَسم یرینی انه یحسنها ویعرفها وَلَا یُجیب ثمَّ یَقُول لی لنا شغل أفتأذن ثمَّ یقوم قَالَ وَبَلَغنِي انه کَانَ یسْأَل عنی فَقیل لَهُ هَذَا غُلَام من بنی شَیبَان من موالیهم وَکَانَ یَقُول سیبلغ فِي الْعلم یصف مرتبة عَظِیمَة۔

(ترجمہ:)''قاضی عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا ابوبکر نے خبردی کہا ہم سے الطحاوی نے بیان کیا کہا ابن ابی عمران نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبدالرحمن طبری نے ہم سے بیان کیا کہا ابوسلیمان الجوزجانی نے ہم سے بیان کیا وہ امام محمد بن حسن شیبانی سے راوی، آپ نے فرمایا: میں لڑکپن کی حالت میں حضرت داؤد الطائی کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا کرتا تھا، جب میں آپ سے ان مسائل کے متعلق سوال کرتا جن میں آپ میری ضرورت دیکھتے تو مجھے جواب دیتے اور جب میں اپنے دیگر مسائل کے متعلق سوال کرتا تو آپ تبسم فرماتے مجھے یہ دکھانے کے لیے کہ وہ اچھے ہیں اور آپ انہیں پہچانتے لیکن جواب نہ دیتے پھر مجھ سے فرماتے: ہمیں کام ہے، کیا مجھے اجازت ہے! پھر آپ کھڑے ہوجاتے۔ امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ سے میرے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ سائل سے فرماتے: یہ بنی شیبان کے موالی کا لڑکا ہے اور آپ فرماتے: عنقریب علم میں بڑے مرتبے کو پہنچے گا وہ امام محمد کا عظیم مرتبہ بیان کرتے''۔

حسن عمل:

اَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابو احْمَد الْخُرَاسَانِي قَالَ حَدثَنِي مُحَمَّد بن سُلَيْمَان قَالَ ثَنَا حميد الْحجام قَالَ حجمت دَاوُد الطَّائِي فَأَعْطَانِي دِينَارا وحجمت مسعرا فَأَعْطَانِي رغيفا۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابواحمد خراسانی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سلیمان نے مجھ سے بیان کیا کہا حمید الحجام نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت داؤدالطائی کو پچھنا لگایا تو آپ نے مجھے ایک دینار عطا فرمایا اور میں نے جناب مسعر کو پچھنا لگایا تو آپ نے مجھے ایک چپاتی روٹی دی''۔

جب تک داؤد دنیا میں رہے گا کھجور نہیں چکھے گا:

أخبرنَا عمر بن ابراهيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ أنبأ احْمَد بن معَاذ بن الْمثنى قَالَ ثَنَا الأخنسي قَالَ ثَنَا الْوَلِيد بن عقبَة قَالَ كَانَ يخبز لداود الطَّائِي سِتُّونَ رغيفا فيعلقها بشريط وَيفْطر كل لَيْلَة على رغيفين وملح وَمَاء فَأتى لَيْلَة بفطره فَجعل ينظر اليه ومولاة لَهُ تنظر اليه فَقَامَتْ فَجَاءَتْهُ بِشَيْء من تمر فَأفْطر ثمَّ قَامَ فصلى حَتَّى اصبح ثمَّ اصبح صَائِما فَلَمَّا جَاءَ وَقت الافطار اخذ الرغيفين وَجعل ينظر اليهما قَالَ الْوَلِيد بن عقبَة فَحَدثني جَار لَهُ قَالَ سمعته يُعَاتب نَفسه وَيَقُول اشتهيت البارحة تَمرا اقد اطعمتك واشتهيت اللَّيْلَة تَمرا لَا ذاق دَاوُد تَمرا مَا دَامَ فِي الدُّنْيَا فَمَا ذاقه حَتَّى مَاتَ۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن معاذ بن المثنی نے خبردی کہا الاخنسی نے ہم سے بیان کیا کہا الولید بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت داؤد الطائی کو ساٹھ چپاتیاں روٹی کی دی جاتی تو آپ رسی کیساتھ انہیں لٹکا دیتے اور ہر رات دو چپاتیوں، نمک اور پانی کیساتھ روزہ افطار کرتے، ایک رات افطاری کا سامان لایا تو اسے دیکھنے لگے اور آپ کی باندی اس کی طرف دیکھنے لگی تو وہ اٹھ کر گئی اور کھجور میں سے کچھ لے آئی پس آپ نے روزہ افطار کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر روزے کی حالت میں ہی صبح کی، جب وقت افطار ہوا تو آپ نے دو چپاتیاں لیں اور انہیں دیکھنے لگے۔ ولید بن عقبہ نے کہا: مجھ سے آپ کے پڑوسی نے بیان کیا کہا میں نے آپ کو اپنے نفس پر عتاب کرتے ہوئے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: گذشتہ رات تو نے کھجور کی خواہش کی جو میں نے

تجھے کھلائی اور اس رات تو پھر کھجور چاہتا ہے۔ جب تک داؤد دنیا میں رہے گا کھجور نہیں چکھے گا، پس آپ نے اس کے بعد کھجور نہیں چکھی حتی کہ آپ نے وصال فرمایا''۔

اگر حضرت داؤد الطائی صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہوتے ؟:

أخبرنا القاضي ابو عبد الله الحسين بن هارون الضبي رحمه الله قال أنبأ ابو العباس احمد بن محمد بن سعيد الهمداني قال حدثني عبد الله بن احمد بن البهلول الأزدي قال هذا كتاب جدي اسماعيل بن حماد بن ابي حنيفة فقرأت فيه حدثني الحسن بن ثابت قال سمعت عمر بن ذر يقول لو كان داود الطائي في الصحابة لبرز عليهم.

(ترجمہ:)''قاضی ابوعبداللہ حسین بن ہارون الضبی رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہا ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الہمدانی نے خبر دی کہا عبداللہ بن احمد بن بہلول الازدی نے مجھ سے بیان کیا کہا یہ میرے دادا حضرت اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کی کتاب ہے میں نے اس میں پڑھا مجھ سے حسن بن ثابت نے بیان کیا کہا میں نے عمر بن ذر کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر حضرت داؤد الطائی صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہوتے تو آپ ان میں بڑی فضیلت والے ہوتے''۔

اگر حضرت داؤد الطائی سابقہ امتوں میں ہوتے ؟:

حدثنا القاضي أبو عبد الله قال أنبأ احمد بن محمد قال ثنا قاسم بن الضحاك قال ثنا معاوية بن سفيان المازني عن دثار بن محارب بن دثار قال حدثني ابي محارب بن دثار قال لو كان داود الطائي في الأمم الماضية لقص الله علينا من خبره

(ترجمہ:)''قاضی ابوعبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے خبر دی کہا قاسم بن الضحاک نے ہم سے بیان کیا کہا معاویہ بن سفیان المازنی نے ہم سے بیان کیا وہ دثار سے راوی کہا مجھ سے میرے باپ ابومحارب بن دثار نے بیان کیا کہا اگر حضرت داؤد الطائی گذشتہ امتوں میں سے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی خبر ہم سے (قرآن میں) بیان فرماتا''۔

مسئلے میں رجوع:

حدثنا الحسين بن هارون قال أنبأ احمد بن سعيد قال حدثني عبد الله بن احمد بن البهلول قال هذا كتاب جدي اسماعيل بن حماد فقرأت فيه حدثني القاسم بن معن قال أخبرني زفر بن الهذيل قال ذاكرني داود يوما مسألة فغلطت فيها فقال أخطأت فبينت له حتى

رَجَعَ فاستحيا ثمَّ أنْشدقول ابْن شبْرمَة:

(ترجمہ:)"حسین بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن سعید نے خبردی کہا عبداللہ بن احمد بن بہلول نے مجھ سے بیان کیا کہا یہ میرے دادا اسماعیل بن حماد کی کتاب ہے میں نے اس میں پڑھا کہ مجھ سے قاسم بن معن نے بیان کیا کہا مجھے امام زفر بن ہذیل نے خبردی کہا ایک دن جناب داؤد الطائی نے مجھ سے ایک مسئلہ کے متعلق مذاکرہ کیا تو میں نے اس کے متعلق کہا: آپ نے اس میں خطا کی پھر میں نے اس کو آپ کے لیے واضح کیا یہاں تک کہ آپ نے رجوع کرلیا پھر حیاء فرمانے لگے پھر آپ ابن شبرمہ کا شعر پڑھنے لگے:"

كَادَت تزل بِهِ من شَاهِق قدمه ... لَوْلَا تدارکها نوح بن دراج

(ترجمہ:)"قریب تھا کہ گڑے ہوئے ثابت قدم پھسل جاتے اگر نوح بن دراج ان کا تدارک نہ کرتا"

ثمَّ قَالَ يَا ابا الْهُذيْل أهلكني حب المباهاة.

(ترجمہ:)"پھر آپ نے فرمایا: اے ابوالہذیل مجھے فخر کی محبت نے ہلاک کر دیا"۔

حضرت داؤد الطائی نے گوشہ نشینی اختیار کیوں کی؟:

حدثنا الْحُسَيْن بن هَارُون قَالَ أنبأ أحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا جَعْفَر بن مُحَمَّد الْكِنْدِيّ قَالَ ثَنَا عبد الله بن حَمَّاد ابو حكيمة قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن براد قَالَ سَمِعت الْقَاسِم بن معن يَقُول لما اعتزل دَاوُد الطَّائِي أَتَيْته فَقلت يَا أَبَا سُلَيْمَان تركت اخوانك ومجالسة من يذاكرك الْعلم فَسكت طَويلا ثمَّ قَالَ رَحِمك الله اني رَأَيْت قلوبا لاهية وألسنة مؤتلفة وهمما مُخْتَلفَة واهواء متبعة وَدُنْيا مُؤثرَة فَكَانَ فِي اعتزالي اكثر الْعَافِيَة.

(ترجمہ:)"حسین بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے خبردی کہا جعفر بن محمد الکندی نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن حماد ابوحکیمہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن براد نے مجھ سے بیان کیا کہا القاسم بن معن کو کہتے ہوئے میں نے سنا جب امام داؤد الطائی نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کی تو میں آپ کے پاس آیا، کہا: اے ابوسلیمان! آپ نے اپنے بھائیوں کو چھوڑ دیا اور ان کی مجلس ترک فرمادی جو آپ سے مذاکرہ علم کرتے تھے؟ آپ بہت دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! میں نے دلوں کو محبت کرنے والا، زبانوں کو الفت رکھنے والی، افکار کو مختلف، خواہشات پے در پے آنے والی

اور دنیا پسند کی جانے والی دیکھا تو میری لوگوں سے جدائی میں ہی زیادہ عافیت ہے"۔

حضرت داؤد الطائی کی نظر میں مخلوق کا حال:

حَدثَنَا القَاضِي ابو عبد الله الضَّبِّيّ قَالَ ثَنَا احْمَد بن سعيد الْهَمدَانِي قَالَ ثَنَا ابراهيم بن الْوَلِيد بن حَمَّاد قَالَ حَدثنِي ابي قَالَ سَمِعت نَوْفَل بن مطهر عَن حبَان بن عَليّ قَالَ احْتَاجَ الْحسن بن قَحْطَبَةَ ان يسْأَل دَاوُد الطَّائِي عَن مَسْأَلَة فهابه ان يَأْتِيهِ وَحده فَقَالَ لرجل من وُجُوه طَيء وشيوخها انى احتجت الى لِقَاء دَاوُد فَكُن معي فَأَتيَاهُ فدخلا وسلما عَلَيْهِ ورد السَّلَام عَلَيْهِمَا فَلَمَّا عرف ابْن قَحْطَبَةَ تقبض وَجعل لَا ينظر اليهما فابتدأ الْحسن فَسَأَلَهُ عَن الْمَسْأَلَة فلم يجبهُ وَلم يكلمهُ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَأَعْرض بِوَجْهِهِ عَنهُ فَلَمَّا رأى ذَلِك ابْن قَحْطَبَةَ خرج وَتوقف الشَّيْخ عِنْده فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا سُلَيْمَان يجيئك ابْن عَم لَك يَسْأَلك من مَسْأَلَة من امْر دينه فَلَا تجيبه فنظر اليه نظرة مُنكرَة ثمَّ قَالَ {فَإِذا نفخ فِي الصُّور فَلَا أَنْسَاب بَينهم يَوْمئِذٍ وَلَا يتساءلون} فَقَامَ الشَّيْخ مبادرا فَأصَاب ابْن قَحْطَبَةَ ينتظره فَأخْبرهُ فَقَالَ ابْن قَحْطَبَةَ لقد هان الْخلق على دَاوُد طُوبَى لَهُ ثمَّ ذهب۔

(ترجمہ:) "قاضی ابوعبداللہ الضبی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن سعید ہمدانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن ولید بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا میں نے نوفل بن مطہر سے سنا وہ حبان بن علی سے راوی کہا: حسن بن قحطبہ کو جناب داؤد الطائی سے سوال کرنے کی ضرورت پڑی تو آپ کے پاس اکیلا جانے میں انہیں ہیبت لاحق ہوئی تو آپ نے قبیلہ طی ء کے سرداروں اور شیوخ میں سے ایک آدمی سے کہا: مجھے حضرت داود الطائی سے ملاقات کرنے کی ضرورت ہے لہذا تم بھی میرے ساتھ چلو! وہ دونوں آپ کے پاس آئے اور دونوں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے دونوں کو جواب دیا، جب ابن قحطبہ نے جانا کہ آپ اپنا جسم سکیڑ رہے ہیں اور ان کی طرف دیکھ نہیں رہے تو حسن ابن قحطبہ نے سوال پوچھنے میں ابتداء کی تو آپ نے جواب نہ دیا اور نہ ان سے بات کی، ابن قحطبہ نے سوال کا اعادہ کیا تو آپ نے ان سے اپنا چہرہ پھیرلیا، جب ابن قحطبہ نے یہ صورت حال دیکھی تو باہر نکل آئے اور شیخ ان کے پاس ٹھہرے رہے پھر شیخ نے آپ سے کہا: اے ابوسلیمان! آپ کا بھتیجا امر دینی کے متعلق آپ سے سوال کرنے آیا ہے لیکن آپ اسے جواب نہیں دیتے!، جناب داؤد الطائی نے ان کی طرف ایک ناپسندیدگی کی نظر ڈالی پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی: جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے مابین کوئی نسب نہ

ہوگا اور نہ ہی ان سے اس کے متعلق سوال ہوگا (سوائے سادات کرام علیہم الرضوان کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب منقطع نہیں ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ۱۲ مترجم)۔ پس شیخ جلدی سے اٹھے، ابن قحطبہ کے پاس پہنچے جو ان کا انتظار کررہے تھے، شیخ نے ابن قحطبہ کو ساری بات بتائی تو ابن قحطبہ نے کہا: داؤد کی نظر میں مخلوق ذلیل ہوگئی، اسی خوشخبری ہو! پھر وہ چلے گئے"۔

اَخْبَرَنَا عبداللہ بن مُحَمَّد الْحُلْوانِي قَالَ ثَنَا مکرم قَالَ ثَنَا الْحَضْرَمِيّ قَالَ ثَنَا ابو المهنا الطَّائِي قَالَ مر دَاوُد الطَّائِي على زقاق عَمْرو فَرَأى الرطب مصفقا فدعته نَفسه اليه فجَاء الى البياع فَقَالَ اتنسئنى بدرهم فَقَالَ هَات الدِّرْهَم فَقَالَ غدا اعطيك قَالَ اذْهَبْ الى عَمَلك فرآهُ رجل يعرف دَاوُد فجَاء الى البَائِع فَأَعْطَاهُ كيسا فِيهِ مائَة دِرْهَم فَقَالَ اذْهَبْ فَإِن اخذ مِنْك بدرهم فَهَذِهِ لَك فلحقه فَقَالَ لَهُ ارْجع لَا حَاجَة لنا فِيهِ إِنَّمَا اردنا ان نجرب هَذِه النَّفس قَالَ ولحقه وَهُوَ يَقُول لم ينسئنى من الدُّنْيَا درهما وانت تريد بِي الْجنَّة۔

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا الحضرمی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالمہنا الطائی نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ عمرو کی گلی سے گزرے تو آپ نے عمدہ کھجوریں دیکھیں تو نفس نے آپ کو کھجوریں کھانے کی دعوت دیں چنانچہ آپ دکاندار کے پاس آئے اور کہا: کیا ایک درہم مجھے ادھار دو گے؟ اس نے کہا: لے لو! پھر کہا: کل تمہیں دوں گا! جاؤ! اپنا کام کرو! پس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے دیکھا جو حضرت داؤد الطائی کو پہچانتا تھا وہ بائع کے پاس آیا تو اس نے بائع کو ایک بٹوا دیا جس میں ایک سو درہم تھے تو اس نے کہا: جاؤ (حضرت داؤد الطائی کے پاس) وہ تجھ سے ایک درہم لیں گے پس یہ تیرے لیے ہوگا چنانچہ وہ آپ سے آکر ملا تو آپ نے اسے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ! ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے تو صرف اس نفس کو آزمایا ہے۔ راوی کا بیان ہے وہ ان سے ملا جبکہ وہ کہہ رہا تھا: آپ نے مجھ سے دنیا کا ایک درہم نہیں لیا اور تو جنت چاہتا ہے"۔

کھانا کھاتے وقت یتیموں کی یاد:

اَخْبَرَنَا عمر بن ابراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مکرم بن احْمَد قَالَ ثَنَا احْمَد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا عبداللہ بن سعيد قَالَ ثَنَا عبد الرَّحْمَن بن عبد الْكَرِيم عَن حَمَّاد بن أبي حنيفَة ان مولاة لداود الطَّائِي كَانَت تخدمه فَقَالَت لَهُ لَو صنعت لَك دسما قَالَ وددت فطبخت لَهُ شحما وَجَاءَت بِهِ

فَقَالَ لَهَا مَا فعل أيتام بني فلان قَالَت على حَالهم قَالَ اذهبي بِهِ اليهم قَالَت فديتك إِنك لم تأكل أدما مُنْذُ كَذَا وَكَذَا قَالَ إِن هَذَا إِذا أكلوه كَانَ لنا عِنْد الله مذخورا وَإِذا أكلته كَانَ فِي الحش۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالرحمن بن عبدالکریم نے ہم سے بیان کیا وہ حماد بن ابی حنیفہ سے راوی کہ حضرت داود طائی کی باندی آپ کی خدمت کیا کرتی تھی، اس نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے چربی کا سالن تیار کروں؟ آپ نے فرمایا: میری خواہش ہے، چنانچہ اس نے آپ کے لیے چربی پکائی اور آپ کے پاس لے آئی تو آپ نے اس سے فرمایا: بنی فلاں کے یتیموں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: وہ اپنی اسی حالت پر ہیں، آپ نے فرمایا: یہ ان کے پاس لے جا! اس نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، اتنا اتنا عرصہ ہو گیا آپ نے سالن نہیں کھایا آپ نے فرمایا: اگر یہ سالن وہ کھائیں گے تو وہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ ہوگا اور جب میں کھاؤں گا تو وہ پیٹ میں رہے گا''۔

قرآن ایسے پڑھتے گویا رب تعالیٰ سے اس کا جواب سنتے:

أَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْبَزَّاز قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا يحيى الْحمانِي قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول كَانَ دَاوُد الطَّائِي إِذا قَرَأَ الْقُرْآن كَأَنَّهُ يسمع الْجَواب من الله۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا یحییٰ الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ حضرت داؤد الطائی جب قرآن پڑھتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب سنتے ہیں''۔

نفس پر کنٹرول کیسے کیا جاسکتا ہے؟ حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حَدثنَا الْحُسَيْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَحْمد بن مُحَمَّد بن سعيد الْهَمدَانِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن يحيى قَالَ ثَنَا أبي قَالَ ثَنَا سعيد بن أبي الهيفاء قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد ابْن عبد الْعَزِيز التَّيْمِيّ قَالَ قلت لداود الطَّائِي يَا أَبَا سُلَيْمَان بِمَا أقوى على نَفسِي قَالَ بقذعها عَمَّا تحب وإخراجها عَمَّا لَا يعنيها وبفعلها مَا لَا بُد لَهَا مِنْهُ قلت يَا أَبَا سُلَيْمَان فَكيف السَّبِيل إِلَى ذَلِك قَالَ بقطعها

عَن رُؤْيَةِ الْعَالَمِ فَهُوَ أول بَاب تقوى بِهِ علی ذَلِكَ فَإِذا فقدت رُؤْيَتهم خلت من همو مهم قلت يَا أَبَا سُلَيْمَان إِنَّهَا تطالبني بهم كثيرا قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّد اقدعها اقدعها وَإِلَّا أوردتك ثمَّ لم تصدرك۔

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن سعید ہمدانی نے خبر دی کہا احمد بن محمد بن یحیی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے بیان کیا کہا سعید بن ابی الہیفاء نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے محمد ابن عبدالعزیز تیمی نے بیان کیا کہا میں نے حضرت داؤد الطائی سے کہا: اے ابوسلیمان! آپ اپنے نفس پر کیسے قوت پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کی پسندیدہ چیزوں پر ملامت کرنے، فضول کاموں سے اسے باہر نکالنے اور اس کے لیے ضروری امور کے سرانجام دینے سے میں اپنے نفس پر کنٹرول کرتا ہوں۔ میں نے کہا: اے ابوسلیمان! اس کی سبیل کیسے بنے؟ آپ نے فرمایا: جہان والوں کی طرف دیکھنے سے اسے قطع کیا جائے کیونکہ یہی اس پر قوت پانے کا پہلا دروازہ ہے، جب اس کا اہل دنیا کی طرف دیکھنا مفقود ہوجائے گا تو وہ ہموم (ارادے، خواہشات) سے خالی ہوجائے گا۔ میں نے کہا: اے ابوسلیمان! وہ مجھ سے اہل دنیا کا بہت زیادہ مطالبہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابومحمد! اسے ملامت کر! ملامت کر! ورنہ وہ تجھے ہلاکت میں لے جائے گا پھر تو وہاں سے نہ نکل سکے گا''۔

حَدثنَا الْحُسَيْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَحْمد بن سعيد الْهَمدَانِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن يحيى قَالَ ثَنَا عبد الله إِبْرَاهِيم بن قُتَيْبَة قَالَ ثَنَا نعيم بن يَعْقُوب قَالَ سَمِعت سُفْيَان بن عُيَيْنَة يَقُول كنت رُبمَا أتيت دَاوُد الطَّائِي فَإِذا أَتَيْته تبينت ثقل موضعي عَلَيْهِ وَأَرَاهُ يتململ فَقَالَ لي يَوْمًا يَا سُفْيَان أما لَك شغل يَا سُفْيَان أقل من إتياني۔

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن سعید ہمدانی نے خبر دی کہا احمد بن محمد بن یحیی نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن ابراہیم بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا نعیم بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہا سفیان بن عیینہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ میں بسا اوقات حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا جب میں آپ کے پاس آتا تو مجھ پر واضح ہوا کہ میرا بیٹھنا آپ پر بھاری گزرتا ہے اور میں آپ کو اکتاہٹ کا شکار دیکھنے لگا تو ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا: اے سفیان! تیرا اور کوئی کام نہیں ہے؟ اے سفیان میرے پاس کم آیا کرو!''۔

حضرت داؤد الطائی فقیہ ومحدث تھے:

حَدثنَا الْقَاضِي أَبُو عبد الله الضَّبِّيّ قَالَ أنبأ أَبُو الْعَبَّاس احْمَد بن مُحَمَّد الْهَمدَانِي قَالَ ثَنَا

يحيى بن زَكَرِيَّا بن شَيبَان قَالَ ثَنَا عبد الله بن ماهان قَالَ سَمِعت حَفْص بن غياث يَقُول كَانَ دَاوُد الطَّائِي يجالسنا عِندأبي حنيفة حَتَّى برع فِي الرَّأْي ثمَّ رفض ذَلِك ورفض الحَدِيث وَكَانَ قد أكثر مِنْهُ وَلزِمَ الْعِبَادَة والتوحش من النَّاس۔

(ترجمہ:) ''قاضی ابوعبداللہ الضبی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعباس احمد بن محمد ہمدانی نے خبردی کہا یحیٰی بن زکریا بن شیبان نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن ماہان نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حفص بن غیاث کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت داؤد الطائی امام ابوحنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ فقہ میں ماہر ہو گئے پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور حدیث (لینا) بھی چھوڑ دیا حالانکہ آپ کثرت سے حدیث حاصل کرتے اور آپ نے عبادت کو لازم پکڑ لیا اور لوگوں سے کنارہ کشی کر لی''۔

بندے پر رب کریم کا فضل وکرم:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا الْحسن بن عَليّ بن شبيب قَالَ ثَنَا أَحْمد بن أبي الْحوَارِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن يحيى الطَّائِي عَن دَاوُد الطَّائِي قَالَ مَا أخرج الله تَعَالَى عبدا من ذل الْمعاصِي إِلَى عز التَّقْوَى إِلَّا أغناه بِلَا مَال وأعزه بِلَا عشيرة وآنسه بِلَا أنيس۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن علی بن شبیب نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی الحواری نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن یحیٰی الطائی نے ہم سے بیان کیا وہ حضرت داؤد الطائی سے راوی آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کو گناہوں کی ذلت سے تقویٰ کی عزت کی طرف نہیں نکالتا مگر بغیر مال کے اسے غنی کر دیتا ہے اور بغیر خاندان کے عزت بخشتا ہے اور بغیر انیس کے اسے مانوس کرتا ہے''۔

امام اعظم اپنے شاگرد حضرت داؤد الطائی کی زیارت کے لیے تشریف لاتے:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا عبد الصَّمد بن عبيد الله عَن الْفضل بن يُوسُف قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عمرَان الربعِي قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن سُوَيْد الطَّائِي قَالَ رَأَيْت دَاوُد الطَّائِي يَغْدُو وَيروح إِلَى أبي حنيفَة ثمَّ رَأَيْته قد تخلى وَترك النَّاس فَرَأَيْت أَبَا حنيفَة قد جَاءَهُ زَائِرًا لَهُ غير مرّة۔

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبردی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالصمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ فضل بن یوسف سے راوی کہا محمد بن عمران الربعی نے ہم سے بیان کیا

کہا مجھ سے محمد بن سوید الطائی نے بیان کیا کہا میں نے حضرت داؤد طائی کو صبح و شام حضرت امام ابوحنیفہ کے پاس جاتے دیکھا ہے پھر میں نے آپ کو دیکھا آپ نے تنہائی اختیار کرلی اور لوگوں کو چھوڑ دیا چنانچہ میں نے امام ابوحنیفہ کو ان کے پاس متعدد مرتبہ زیارت کے لیے جاتے دیکھا ہے''۔

امام داؤد الطائی کی سالکین کے لیے نصیحت:

حدثنا الحُسَیْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن سعید قَالَ ثنا دَاوُد ابْن یحیی قَالَ حَدثنِي مُوسَى بن عبد الرَّحْمَن الْكِنْدِيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن بشر عَن بكر ابْن مُحَمَّد العابد قَالَ قَالَ لي دَاوُد الطَّائِي فر من النَّاس كَمَا تفر من الْأسد.

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا داؤد ابن یحیی نے ہم سے بیان کیا کہا موسیٰ بن عبدالرحمن الکندی نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن بشر نے ہم سے بیان کیا وہ بکر ابن محمد العابد سے راوی کہا مجھ سے حضرت داؤد الطائی نے فرمایا: لوگوں سے ایسے بھاگ جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے''۔

بہترین زندگی گزارنے کے لیے حضرت داؤد الطائی کی عمدہ نصیحتیں:

حدثنا الحُسَیْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَحْمد بن سعید بن عبد الرَّحْمَن قَالَ ثَنَا الْحُسَیْن بن عبد الرَّحْمَن بن مُحَمَّد الْأَزْدِيّ قَالَ ثَنَا أبي قَالَ ثَنَا بكر العابد قَالَ سَمِعت دَاوُد الطَّائِي يَقُول اترك الدُّنْيَا قبل ان تتركك وَاعْتبر فِيهَا قبل أَن يعْتَبر بك وَاحْمَدْ أَيَّامهَا قبل أَن تذمك وأعمرها بعمارة آخرتك وخربها بصلاح دينك وتزود مِنْهَا ليَوْم وفاتك.

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن سعید بن عبدالرحمن نے خبر دی کہا حسین بن عبدالرحمن بن محمد ازدی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے بکر العابد نے بیان کیا کہا میں نے حضرت داؤد الطائی کو فرماتے ہوئے سنا: قبل اس سے کہ تجھے دنیا چھوڑے تو خود دنیا چھوڑ دے! قبل ازیں کہ تجھ سے عبرت پکڑی جائے تو خود اس سے عبرت پکڑ! اپنے ایام کو قابل ستائش بنا اس سے پہلے کہ وہ تیری مذمت کریں، اپنی زندگی آخرت کی زندگی گزارنے کے لیے گزار اور اپنے دین کی اصلاح کے لیے اسے ویران کردے! اور اپنی وفات کے دن کے لیے توشہ تیار رکھ!''۔

حدثنا الحُسَیْن بن هَارُون قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن احْمَد بن الْحسن قَالَ ثَنَا حُسَیْن بن أَيُّوب قَالَ ثَنَا عَطِيَّة بن يحيى وَكَانَ جَار الداود الطَّائِي قَالَ كنت اسْمَع دَاوُد يَقُول كم

من عين ساهرة فِي رِزْقِي۔

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن احمد بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن ایوب نے ہم سے بیان کیا کہا عطیہ بن یحیی نے ہم سے بیان کیا آپ حضرت داؤد طائی کے پڑوسی ہیں، آپ نے کہا: میں حضرت داؤد کو کہتے ہوئے سنا کرتا تھا: کتنی آنکھیں میرے رزق میں جاگتی ہیں''۔

حضرت داؤد الطائی کے اقوال زریں:

حَدثنَا القَاضِي أَبُو عبد الله الضَّبِّيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد الله ابْن سعيد الْكِنْدِيّ قَالَ حَدثنِي يعلى بن الْمنْهَال قَالَ سَمِعت الْوَلِيد بن عقبَة يَقُول سَمِعت دَاوُد الطَّائِي يَقُول كم من مسرور بِأَمْر فِيهِ هَلَكته وَكم من كَارِه لأمر فِيهِ صَلَاح دينه ودنياه غيبت عَنَّا الْخيرَة فَلَيْسَ إِلَّا التَّسْلِيم وَالرِّضَا والإستكانة والتضرع۔

(ترجمہ:) ''قاضی ابوعبداللہ الضبی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبداللہ ابن سعید الکندی نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے یعلی بن منہال نے بیان کیا کہا میں نے ولید بن عقبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت داؤد طائی کو فرماتے ہوئے سنا: کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو ایسے معاملے میں خوش ہوتے ہیں جس میں ان کے لیے ہلاکت ہوتی ہے اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو ایسے امر کو ناپسند کرتے ہیں جس میں ان کے دین ودنیا کی درستگی ہوتی ہے، ہم سے خیر پوشیدہ ہوگئی، پس ہمارے لیے صرف تسلیم ورضا، اطاعت وعاجزی ہی لازم ہے''۔

حَدثنَا الْحُسَيْن بن هَارُون قَالَ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاس أَحْمد بن سعيد بن عبد الرَّحْمَن قَالَ حَدثنِي الْحُسَيْن بن عبد الرَّحْمَن قَالَ ثَنَا أَيُّوب بن معبد قَالَ سَمِعت حَمَّاد بن أبي حنيفَة يَقُول كنت يَوْمًا عِنْد دَاوُد الطَّائِي وَهُوَ يفكر فَأطَال الْفِكر وَأَنا أتبين فِيهِ التَّغَيُّر ثمَّ قَالَ تنجو هَل تعرف يَا تنجو لَيْت شعري بعد أَي شَيْء وعَلى أَي شَيْء أهجم ثمَّ خر مغشيا عَلَيْهِ فَرَأَيْت الأَرْض قد أدمت وَجهه فَلَبِثت طَويلا أكَلِمهُ فَمَا كلمني وَطَالَ جلوسي حَتَّى حضر وَقت الصَّلَاة وأيست من أَن يكلمني فَانْصَرَفت فَلَمَّا كَانَ من الْغَد أَتَيْته فَسَأَلت بعض من كَانَ يدْخل عَلَيْهِ مَتى صلى قَالَ آخر وَقت الْعَصْر تحرّك فَقلت لَهُ الصَّلَاة فَقَامَ فزعا شبه الوقيذ الواله نصلي الظّهْر وَالْعصر ثمَّ جلس فَوضع يَده فِي خَده وشخص ببصره فَخرجت عَنهُ ثمَّ عدت إِلَيْهِ قَرِيبا من الْمغرب وَهُوَ عَلَى

تِلْكَ الْحَالِ فَذَاكَ آخر عهدي بهِ فَقلت أترى يمكنني الدُّخُول عَلَيْهِ قَالَ انظر لَك مَا رَأَيْته الْيَوْم ثُمَّ خرج عَليّ قَالَ هُوَ محول الْوَجْه إِلَى الْحَائِط قد سلمت عَلَيْهِ فَرد عَليّ وَمَا حول وَجهه فَانْصَرَفت.

(ترجمہ:) ''حسین بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعباس احمد بن سعید بن عبدالرحمن نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن عبدالرحمن نے مجھ سے بیان کیا کہا ایوب بن معبد نے ہم سے بیان کیا کہا حماد بن ابی حنیفہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ایک دن میں حضرت داؤد الطائی کے پاس تھا کہ آپ فکر مند تھے تو آپ کی فکر لمبی ہوگئی اور میں اس میں تغیر ظاہر کرتا رہا پھر آپ نے فرمایا: تم نجات پاؤ گے! کیا تم جانتے ہو کس چیز سے نجات پاؤ گے؟ کاش مجھے پتا چلتا کہ کس چیز کے بعد اور کس چیز پر اچانک موت آ جائے گی! پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے میں نے زمین کو دیکھا اس نے آپ کے چہرے کو خاک زدہ کر دیا، چنانچہ میں بہت دیر تک آپ سے بات کرتا رہا لیکن آپ نے مجھ سے بات نہیں کی، میرا بیٹھنا بہت طویل ہو گیا حتی کہ نماز کا وقت ہو گیا اور میں اس بات سے مایوس ہو گیا کہ وہ مجھ سے بات کریں گے پس میں واپس آ گیا پھر اگلے دن میں آپ کے پاس آیا، آپ کے پاس آنے والوں میں سے ایک سے میں نے سوال کیا آپ نے نماز کب پڑھی؟ کہا: عصر کے آخری وقت میں آپ نے حرکت کی تو میں نے آپ سے کہا: نماز کا وقت ہے، آپ گھبرا کر اٹھے جیسے مہلک بیماری سے تندرست ہونے والا اٹھتا ہے، ہم نے ظہر اور عصر کی نماز پڑی پھر آپ بیٹھ گئے آپ نے اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا اور اپنی نظر گاڑ لیں پھر میں آپ کے پاس سے نکل آیا پھر میں مغرب کے قریب آپ کے پاس واپس آیا آپ اسی حالت میں تھے۔

پس یہ میری آپ سے آخری ملاقات تھی تو میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے میں ان کے پاس آتا رہوں؟ اس نے کہا: تو وہی دیکھے گا جو آج دیکھا ہے۔ پھر وہ باہر آ گیا۔ جناب حماد کہتے ہیں: آپ نے دیوار کی طرف چہرہ پھیرا ہوا تھا کہ میں نے سلام کیا آپ نے مجھے جواب دیا اور آپ نے اپنا چہرہ ہماری طرف نہیں پھیرا پھر میں واپس آ گیا''۔

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد المعدل قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا الْحمانِي قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ لما مَاتَ دَاوُد الطَّائِي أَكثر النَّاس فِيهِ الْقَوْل وَكَانَ موضعا لكل ثَنَاء جميل فَوقف أَبُو بكر النَّهْشَلِي على قَبره فَقَالَ يَا دَاوُد قد أَكثر النَّاس الْقَوْل فِيك فَلَا وكلك الله إِلَى عَمَلك.

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعدل نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہا جب حضرت داؤد الطائی فوت ہوئے تو آپ کے بارے میں لوگ بہت زیادہ باتیں کرنے لگے اور اس جگہ ہر ایک اچھی تعریف کر رہا تھا تو حضرت ابوبکر نہشلی آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگے: اکثر لوگ آپ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے عمل کے حوالے نہیں کرے گا''۔

انتہائی قلیل گفتگو:

حَدثنَا الْحُسَيْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن سعيد قَالَ حَدثنِي يحيى بن زَكَرِيَّا قَالَ ثَنَا سهل بن عَامر قَالَ أتيت دَاوُد الطَّائِي فوقفت على الْبَاب فَقلت السَّلَام عَلَيْكُم فَرد السَّلَام وَسكت قلت أَدخل قَالَ ادخل فَدخلت فَجَلَست وَسكت وَلم يقل لي شَيْئا وَكَانَ إِذا دخل عَلَيْهِ الدَّاخِل فَسَأَلَهُ عَن شَيْء أجَاب عَنهُ وَإِن سكت لم يبتدئه بِكَلِمَة حَتَّى ينْصَرف.

(ترجمہ:)''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا یحیی بن زکریا نے مجھ سے بیان کیا کہا سہل بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہا میں حضرت داؤد الطائی کے پاس آیا تو دروازے پر کھڑے ہوکر کہا: السلام علیکم آپ نے سلام کا جواب دیا اور خاموش ہو گئے، میں نے کہا: کیا میں اندر آجاؤں، آپ نے فرمایا: آجاؤ! میں اندر آیا تو بیٹھ گیا اور خاموش رہا، آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کہی، آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ کے پاس جو بھی آتا وہ آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرتا تو آپ اسے جواب دیتے اور اگر وہ خاموش رہتا تو آپ کسی کلمہ سے ابتداء نہ فرماتے حتی کہ وہ واپس لوٹ جاتا''۔

حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا:

حَدثنَا الْحُسَيْن بن هَارُون بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن سعيد قَالَ ثَنَا مُحَمَّد ابن يحيى الطلحي قَالَ ثَنَا عبد الْعَزِيز بن أبان الْقرشِي قَالَ سَمِعت دَاوُد الطَّائِي يَقُول اللَّهُمَّ اسْتُرْ عوراتنا وآمن روعاتنا واكفنا من سعى علينا وَلَا تشمت بِنَا عدونا اكْفِنَا كل هول بَين أَيْدِينَا حَتَّى تبلغنا من رحمتك مَا أَنْت أَهله آمين آمين آمين ثَلَاثًا.

(ترجمہ:)''حسین بن ہارون بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا محمد ابن یحیی الطلحی نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالعزیز بن ابان القرشی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے

حضرت داؤد الطائی کو کہتے ہوئے سنا: اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما! اور ہماری گھبراہٹ سے امان دے! جو ہم پر ظلم کرے اسے تو کافی ہوجا! ہمارے دشمن کی تکلیف سے ہمیں خوش نہ فرما! ہمارے سامنے کی ہر تکلیف سے ہمیں کافی ہوجا! حتی کہ تو ہم پر اپنی وہ رحمت پہنچا جس کا تو اہل ہے۔ آمین آمین آمین''۔

حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات:

أَخْبَار أبي عبد الله مُحَمَّد ابْن الْحسن الشَّيْبَانِيّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

ابوعبداللہ محمد ابن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی اخبار

أخبرنَا أَبُو عبيد الله مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَى المرزباني قَالَ ثَنَا أَبُو بكر أَحْمد ابْن كَامِل الْقَاضِي قَالَ أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن الْحسن صَاحب أبي حنيفَة مولى لبني شَيْبَان وَكَانَ مَوْصُوفا بالكمال وَكَانَت مَنْزِلَته فِي كَثْرَة الرِّوَايَة والرأي والتصنيف لفنون عُلُوم الْحَلَال وَالْحرَام منزلَة رفيعة يعظمه أَصْحَابه جدا۔

(ترجمہ:)''ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ المرزبانی نے ہمیں خبردی کہا ابوبکر احمد ابن کامل القاضی نے ہم سے بیان کیا کہا امام ابوعبداللہ محمد بن حسن صاحب امام ابوحنیفہ بنی شیبان کے موالی میں سے ہیں ،آپ صفت کمال سے متصف تھے ،آپ کثرت روایت ،فقہ اورفنونِ علوم حلال وحرام میں بڑا بلند مرتبہ رکھتے تھے ،آپ کے اصحاب بہت زیادہ آپ کی تعظیم کرتے تھے''۔

امام محمد بن حسن شیبانی کی زندگی از ولادت تا وصال ایک نظر میں:

أخبرنَا عمر بن أَحْمد بن شاهين قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد بن يَعْقُوب بن شيبَة عَن جده يَعْقُوب قَالَ مُحَمَّد بن الْحسن مولى لبني شَيْبَان قدم أَبُوهُ وَاسِط فولد لَهُ بهَا مُحَمَّد فَطلب الحَدِيث وَسمع من مسعر وَالثَّوْري وَغَيرهمَا ثمَّ قدم بَغْدَاد فَسمع مِنْهُ وَأخرجه هَارُون الرشيد فولاه الْقَضَاء بالرقة ثمَّ عَزله وَقدم بَغْدَاد وَنزل فِي نَاحيَة بَاب الشَّام فَلَمَّا خرج هَارُون إِلَى الرّيّ أخرجه مَعَه فَمَاتَ بهَا سنة تسع وَثَمَانِينَ وَمِائَة وَهُوَ ابْن ثَمَان وَخمسين سنة۔

(ترجمہ:)''عمر بن احمد بن شاہین نے ہمیں خبردی کہا محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے دادا یعقوب سے راوی کہا حضرت محمد بن حسن ،بنی شیبان کے آزاد کردہ غلام تھے ،آپ کے والد واسط تشریف لائے تو وہاں پر جناب محمد پیدا ہوئے ،آپ نے حدیث طلب کی اور جناب مسعر اور جناب سفیان ثوری وغیرہما سے حدیث کی سماعت کی پھر بغداد تشریف لے آئے تو یہاں بھی آپ سے

حدیث سماعت کی، خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو رقہ کا قاضی بنایا پھر اس نے آپ کو عہدہ قضا سے ... کر دیا اور آپ بغداد آ گئے، آپ نے باب الشام کے کنارے سکونت اختیار کی۔ جب ہارون الرشید ... طرف نکلے تو آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر نکلے، یہاں ری میں ہی آپ نے ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸۹ھ ... وصال فرمایا"۔

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ خلیفہ ہارون الرشید کی تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوئے:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ أنبأ مكرم بن أحمد قَالَ ثنا أحمد بن عطية قَ سَمِعت أَبَا عبيد الْقَاسِم بن سَلام يَقُول كُنَّا مَعَ مُحَمَّد بن الْحسن إِذْ أقبل الرشيد فَقَامَ النَّاس كلهم إِلَّا مُحَمَّد بن الْحسن فَإِنَّهُ لم يقم وَكَانَ الْحسن بن زِيَاد ثقيل الْقلب على مُحَمَّد بن الْحسن فَقَامَ وَدخل وَدخل النَّاس من أَصْحَاب الْخَلِيفَة فأمهل الرشيد يَسِيرا ثمَّ خرج الْأذن فَقَامَ مُحَمَّد بن الْحسن وَدخل وجزع أَصْحَابه فأمهل ثمَّ خرج طيب النَّفس مَسْرُورا فَقَالَ قَالَ لي مَالك لم تقم مَعَ النَّاس.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقری نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے خبر دی کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبید القاسم بن سلام کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ہم امام محمد بن حسن کیساتھ تھے۔ اچانک ہارون الرشید آئے تو امام محمد بن حسن کے سوا تمام لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ کھڑے نہ ہوئے، جناب حسن بن زیاد، جناب محمد بن حسن کے خلاف بھاری دل رکھتے تھے آپ کھڑے ہوئے اور اندر چلے گئے اور خلیفہ کے اصحاب میں سے لوگ بھی اندر چلے گئے، ہارون الرشید نے تھوڑی دیر توقف کیا پھر دربان نے باہر آ کر آپ کو بلایا تو امام محمد بن حسن شیبانی کھڑے ہوئے اور اندر چلے گئے، خلیفہ کے اصحاب نے پریشانی و گھبراہٹ کا اظہار کیا تو اس نے توقف کیا پھر خوش دلی کیساتھ خوش ہو کر نکلا تو خلیفہ نے مجھ سے کہا: آپ کو کیا ہوا کہ آپ لوگوں کیساتھ کھڑے نہیں ہوئے؟"

خلیفہ ہارون الرشید کا سوال اور امام محمد کا جواب:

قَالَ قلت كرهت أَن أخرج عَن الطَّبَقَة الَّذين جَعَلتنِي فيهم إِنَّك أهلتني للْعلم و كرهت أَن أخرج مِنْهُ إِلَى طبقَة الْخدمَة الَّتِي هِيَ خَارِجَة مِنْهُ وَإِن ابْن عمك صلى الله عَلَيْهِ وَآلِه وسلم قَالَ من أحب أَن يتَمَثَّل لَهُ الرِّجَال قيَاما فَليَتَبَوَّأ مَقْعَده من النَّار وَإِنَّمَا أَرَادَ بذلك الْعلمَاء فَمن قَامَ بِحَق الْخدمَة وإعزاز الْملك فَهُوَ هَيْبَة لِلْعَدو وَمن قعد فَلَا تبَاع السّنة الَّتِي مِنْكُم أخذت

وَهُوَ دينٌ لكم قَالَ صدقت يَا مُحَمَّد!.

(ترجمہ:) "امام محمد کہتے ہیں: میں نے کہا: میں ناپسند کرتا ہوں کہ اس طبقہ سے نکل جاؤں جس میں آپ نے مجھے علم کا اہل قرار دے کر داخل کیا ہے اور میں نے ناپسند جانا کہ خدام کے طبقہ میں چلا جاؤں جو اس (اہل علم کے) طبقہ سے خارج ہے اور آپ کے چچازاد نبی حضرت محمد مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد علماء ہیں (کہ یہ وعید علماء کے لیے ہے) لہذا جو آپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا وہ حقِ خدمت گزاری اور بادشاہ کے اعزار میں کھڑا ہوا چنانچہ یہ دشمن کے لیے ہیبت کا باعث ہے اور جو بیٹھا رہا وہ اتباعِ سنت کی وجہ سے بیٹھا رہا جو تم سے ہی حاصل کی گئی اور وہ تمہارا دین ہے، خلیفہ نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ کہا"۔

ثُمَّ سَارَّنِي فَقَالَ إن عمر بن الْخطاب صَالح بني تغلب على أَن لَا ينصرُوا أَوْلَادهم وَقد نصروا أَبْنَاءَهُم وحلت بذلك دِمَاؤُهُمْ فَمَا ترى قلت إن عمر أقرهم بذلك وَقد نصروا أَبْنَاءَهُم بعد عمر وَاحْتمل عُثْمَان وَابْن عمك وَكَانَ من الْعلم بِالْمَكَانِ الَّذِي لَا يخفى عَلَيْك وَجرت بذلك السّنَن فَهَذَا صلح من الْخُلَفَاء بعده وَلَا شَيْء يلحقك فِي ذَلِك وَقد كشفت لَك الْعلم ورأيك أَعلَى قَالَ لَا وَلَكنَّا نجريه على مَا أجروه إن شَاءَ الله إن الله أَمر نبيه بالمشورة فَكَانَ يشاور فِي أمره ثمَّ يَأْتِيهِ جِبْرَئِيل بِتَوْفِيق الله لَهُ وَلَكِن عَلَيْك بِالدُّعَاءِ لمن ولاه الله أَمرك وَمر أَصْحَابك بذلك وَقد أمرت لَك بِشَيْء تفرقه على أَصْحَابك قَالَ فَخرج لَهُ مَال كثير ففرقه۔

(ترجمہ:) "امام محمد فرماتے ہیں: پھر اس نے مجھ سے سرگوشی کی تو کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ وہ اپنے اولاد کی مدد نہیں کریں گے اور انہوں نے اپنے اولاد مدد کی لہذا اس وجہ سے ان کا خون حلال ہوگیا، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے انہیں صلح پر برقرار رکھا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے بیٹوں کی مدد کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ نے چچازاد بھائی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انہیں درگزر کیا اور ان کا علم میں مقام و مرتبہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے، اور اسی صلح پر ہی سنن جاری ہوئی ہیں لہذا یہ ان کے بعد خلفاء کی صلح ہے، اس بارے میں آپ کو کوئی چیز نہیں پہنچے گی، میں نے آپ کے لیے علم کھول دیا اور آپ کی رائے ہی اعلیٰ ہے۔ خلیفہ نے کہا: نہیں! لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم انہیں ایسے ہی

چھوڑے رکھیں گے جسے انہوں نے چھوڑے رکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے کا حکم دیا جس کی وجہ سے آپ اپنے معاملات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے پھر اس کی موافقت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے تھے لیکن آپ پر ان لوگوں کے لیے دعا کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے سپرد آپ کا معاملہ کیا ہے (یعنی جنہوں نے آپ کی تربیت فرمائی ہے) اور اسی معاملے پر آپ کے اصحاب گزرے ہیں، میں نے آپ کے لیے کچھ چیز کا حکم دیا ہے اسے اپنے اصحاب پر خرچ کیجئے! راوی کا بیان ہے: خلیفہ نے آپ کے لیے مال کثیر نکالا جسے آپ نے خرچ کیا"۔

خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں امام محمد کی حق گوئی:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم بن أَحْمد قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سَمَّاعَة قَالَ بعث هَارُون الرشيد إِلَى مُحَمَّد بن الْحسن فَأحْضرهُ مَجْلِسه ثمَّ بعث إِلَى الْحسن بن زِيَاد فَأحْضرهُ وأحضر رجلا من الطالبيين وأحضر كتاب أَمَان فَدفعهُ إِلَى مُحَمَّد بن الْحسن فقرأه وَقَالَ مَا تَقول فِيهِ قَالَ هَذَا أَمَان صَحِيح وَرفع صَوته وَقَالَ يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ هَذَا أَمَان صَحِيح وَدم هَذَا الرجل الَّذِي كتب لَهُ الْكتاب حرَام فَأمر بِالْكتاب فَأخذ من يَده وَدفع إِلَى الْحسن بن زِيَاد فَأَخذه فقرأه وَقَالَ بِصَوْت ضَعِيف هَذَا أَمَان فَغَضب هَارُون

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ نے ہم سے بیان کیا کہا ہارون الرشید نے امام محمد بن حسن کو بلانے کے لیے ایلچی بھیجا اس نے آپ کو ہارون الرشید کی مجلس میں حاضر کیا پھر اس نے امام حسن بن زیاد کو بلانے کے بھیجا اس نے انہیں بھی حاضر کیا اور اس نے خون کے طلب کرنے والوں میں سے ایک آدمی کو بھی حاضر کیا اور امان کا خط حاضر کیا جسے اس نے امام محمد بن حسن کو دیا تو آپ نے اسے پڑھا اور ہارون الرشید نے کہا: آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ امان صحیح ہے، جب یہ کہا تو دربار میں آوازیں بلند ہوئیں (کہ یہ بات درست نہیں) آپ نے فرمایا: اے امیر المومنین! یہ امان صحیح ہے اور اس آدمی کا خون جس کے لیے خط لکھا گیا حرام ہے۔ خلیفہ نے خط لینے کا حکم دیا تو اس نے آپ کے ہاتھ سے لے کر امام حسن بن زیاد کو دیا چنانچہ آپ نے خط لے کر پڑھا اور کمزور آواز کیساتھ فرمانے لگے: یہ امان ہے!۔ خلیفہ ہارون غضب میں آ گیا"۔

امام محمد شیبانی کا چہرہ زخمی ہوگیا:

وَدخل أَبُو البخترِي وهب بن وهب القَاضِي فَمد يَده فَأخذ الْكتاب وَلم يُؤمر بذلك فقرأه ثمَّ أخرج سكينا من خفه فقطعه نِصْفَيْنِ ثمَّ رمى بِهِ وَقَالَ هَذَا كتاب مفسوخ وَلَيْسَ بِأَمَان بل هُوَ أَمَان فَاسد أقتل هَذَا الرجل وَدَمه فِي عنقِي فَأخذ هَارُون دَوَاة كَانَت بَين يَدَيْهِ فَضرب بهَا وَجه مُحَمَّد بن الْحسن فَشَجَّهُ قَالَ ابْن سَمَاعَة وَكنت حَاضرا فَخرج وَخرجت على إثره وَهُوَ يبكي فَلَمَّا صَار إِلَى منزله قلت يَا أَبَا عبد الله لم تبْكي من شجة فِي سَبِيل الله فَقَالَ وَالله مَا لَهَا بَكَيْت قَالَ قلت فَأَي تَقْصِير كَانَ مِنْك قَالَ كَانَ يجب عَليّ أَن أَقُول لأبي البخترِي من أَيْن قلت وأقيم عَلَيْهِ الْحجَّة وأتكلم بِالْحَقِّ وَإِن قتلت

(ترجمہ:)''ابوالبختری قاضی وہب بن وہب اندر آئے، اورانہوں نے ہاتھ بڑھا کر خط لیا حالانکہ آپ کا اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا چنانچہ اس نے اسے پڑھا پھر آہستہ سے چھری نکال کر دو حصوں میں کاٹ دیا پھران کی طرف پھینک دیا اور کہا یہ فسخ شدہ خط ہے، یہ امان نہیں ہے بلکہ یہ فاسد امان ہے، تم اس آدمی کو قتل کردو اس کا خون میری گردن پر ہوگا۔ ہارون الرشید نے سامنے پڑھی دوات لے کر امام محمد بن حسن کے چہرے پر ماری جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ ابن سماعہ کا بیان ہے کہ میں وہاں موجود تھا کہ آپ وہاں سے نکل آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے نکل آیا آپ رو رہے تھے، جب آپ اپنے گھر پہنچے میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ کے راستے میں زخمی ہونے کی وجہ سے کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وجہ سے نہیں رو رہا! میں نے کہا: پھر آپ سے کون سی غلطی ہوئی؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر واجب تھا کہ میں ابوالبختری سے کہتا کہ تم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے اور میں اس پر حجت قائم کرتا اور حق کیساتھ کلام کرتا اگرچہ قتل کردیا جاتا!''۔

ثمَّ قَالَ وَأي حجَّة لقاض من قُضَاة الْمُسلمين يكون فِي خفه سكين مثل هَذِه قَالَ وَقَالَ الطَّائِيّ يَوْمئِذٍ لهارون يَا هَارُون إتق الله تَقول لفقيهي الأَرْض لما لم يريا فِي أمانك سفك الدِّمَاء وَقَالا لَك دع هَذِه النَّسمَة تَمُوت بأجلها وتنعم عَلَيْهَا وَتقبل قَول رجل مَشْهُور أَنه ادّعى نسبا لم يقر أَبُوهُ الَّذِي ادَّعَاهُ بِهِ فَأخْرج أَبُو البخترِي يَوْمئِذٍ من نسبه الَّذِي ادَّعَاهُ ثمَّ قَالَ لَهُ سل عَنهُ مزبلي أهل الْمَدِينَة الَّذين يزبلون فِي الحمامات حَتَّى يخبروك بعلامات فِي ظَهره يصفونها للنَّاس وَمثل هَذَا لَا يجوز أَن يَقُول غير هَذَا وَالله مَا أُبَالِي وَقعت على الْمَوْت أَو وَقع

الْمَوْت عَلَيَّ وَلَا أَمُوت إِلَّا بِأَجلِي۔

(ترجمہ:) ''پھر آپ نے فرمایا: مسلمانوں کے قضاۃ میں سے کسی قاضی کے لیے اس طرح آہستگی سے چھری چلانے میں کون سے حجت ہوتی ہے؟ راوی کا بیان ہے: اس دن قصاص طلب کرنے والے نے ہارون الرشید سے کہا: اے ہارون! اللہ سے ڈرو! آپ نے زمین کے فقہاء کے لیے باتیں کیں ہیں جنہوں نے تیری امان میں خونریزی پسند نہ کی اور دونوں نے کہا: اس جان کو چھوڑ دو کہ اسی اپنی مدت کے تکمیل کے وقت موت آئے اور آپ نے ان دونوں پر سختی کی اور آپ نے ایسے آدمی کا قول قبول کیا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے ایسے نسب کا دعوی کیا کہ اس کا باپ اس نسب کا مدعی نہیں تھا پس ابوالبختری نے اس دن اپنا وہ نسب ظاہر کیا جس کا وہ مدعی تھا۔ پھر اس نے خلیفہ سے کہا: آپ اس کے بارے میں شہروالوں کے کوڑا ڈالنے والوں سے پوچھیئے جو حماموں میں کوڑا ڈالتے ہیں وہ اس کے نسب کی علامات کی آپ کو خبر دیں گے وہ اس کو لوگوں کے لیے بیان کریں گے اور اس کی مثل جائز نہیں ہے کہ کوئی اس کے علاوہ کہے، اللہ کی قسم! مجھے پرواہ نہیں کہ میں موت پر واقع ہوں یا موت مجھ پر واقع ہو اور مجھے موت تو اپنے وقت مقررہ پر ہی آئے گی''۔

قَالَ الْقَاسِم بن إِبْرَاهِيم الزَّاهِد حَدثنِي مُوسَى بن عبد الله بن الْحسن بن الْحسن أَنه حضر هَذَا الْمجْلس قَالَ الْقَاسِم بن عبد الله بن عبد الرَّحْمَن بن الْقَاسِم بن مُحَمَّد ابْن أبي بكر الصّديق أَنه كَانَ حَاضرا لهَذَا الْكَلَام كُله قَالَ وَالرجل الَّذِي قتل كَانَ يحيى بن عبد الله بن الْحسن بن الْحسن بن عَليّ عَلَيْهِم السَّلَام۔

(ترجمہ:) ''قاسم بن ابراہیم الزاہد نے کہا موسی بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس مجلس میں موجود تھے، قاسم بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ یہ ساری گفتگو کے دوران وہاں موجود تھے اور وہ شخص جنہیں قتل کیا گیا تھا: یحیی بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی علیہم السلام تھے''۔

امام محمد کی کتابوں سے امام شافعی کا استفادہ کرنا:

حَدثنَا أَبُو إِسْحَاق النَّيْسَابُورِي الْمَعْرُوف بِالْبيعِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن يَعْقُوب الْأَصَم قَالَ ثَنَا الرّبيع بن سُلَيْمَان قَالَ كتب الشَّافِعِي إِلَى مُحَمَّد بن الْحسن وَقد طلب مِنْهُ كتبه لينسخها فأخرها عَنهُ فَكتب إِلَيْهِ

(ترجمہ:)''ابواسحاق نیشاپوری المعروف البیع نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن یعقوب الاصم نے ہم سے بیان کیا کہا ربیع بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہا امام شافعی نے امام محمد بن حسن شیبانی کی طرف خط لکھا جس میں آپ سے آپ کی کتابیں لکھنے کے لیے منگوائیں تو آپ نے انہیں کتابیں دینے میں تاخیر کی امام شافعی نے آپ کی طرف لکھا:''

قل لمن لم تَرَ عين من رَآهُ مثله... وَمن كَأَن من رَآهُ قد رأى من قبله

(ترجمہ:)''اس شخص سے کہنا جس کی آنکھ نے اس کی مثل نہیں دیکھا اور جس کو اس نے اپنی مثل دیکھا بھی ہے تو اس سے پہلے دیکھا ہے''۔

الْعلم ينْهَى أَهله أَن يمنعوه أَهله... لَعَلَّه يبذله لأَهله لَعَلَّه

(ترجمہ:)''کہنا کہ علم والوں کو علم روکتا ہے کہ علم کو علم والوں سے روکا جائے شاید کہ وہ علم والوں کے لیے وہ خرچ کریں ہوسکتا ہے''۔

قَالَ فأنفذ الْكتب إِلَيْهِ من وقته.

(ترجمہ:)''راوی کا بیان ہے کہ اسی وقت امام محمد نے ان کی طرف کتابیں بھیج دیں''۔

امام محمد شیبانی بہترین قاری اور علم کا سمندر تھے:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن دَاوُد بن مُوسَى قَالَ سَمِعت حَرْمَلَة قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا رَأَيْت أحدا قطّ إِذا تكلم رَأَيْت الْقُرْآن نزل بلغته إِلَّا مُحَمَّد بن الْحسن فَأَنَّهُ كَانَ إِذا تكلم رَأَيْت الْقُرْآن نزل بلغته وَلَقَد كتبت عَنهُ حمل بعير ذَلِك وَإِنَّمَا قلت ذكر لِأَنَّهُ بَلغنِي أَنه يحمل أَكثر مِمَّا تحمل الْأُنْثَى.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا الطحاوی نے خبر دی کہا احمد ابن داود بن موسی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حرملہ سے سنا کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جب اس نے کلام کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ قرآن اس کی لغت میں نازل ہوا سوائے امام محمد بن حسن شیبانی کے کیونکہ جب آپ کلام فرماتے مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ قرآن آپ کی لغت میں نازل ہوا کچھ شک نہیں کہ میں نے آپ سے اتنی کتابیں لکھیں جتنا ایک اونٹ وزن اٹھاتا ہے۔امام شافعی کہتے ہیں: میں نے اونٹ مذکر ذکر کیا کیونکہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ نر اونٹ، مادہ اونٹی سے زیادہ وزن اٹھاتا ہے''۔

امام محمد کا علمی مقام امام شافعی کی زبانی:

أخبرنا عمر قال ثنا مكرم قال ثنا ابن مغلس قال سمعت إدريس بن يوسف القراطيسي وكان من جلة أصحاب الشافعي قال سمعت الشافعي يقول ما رأيت رجلا أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن الحسن.

(ترجمہ:)''عمر نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ادریس بن یوسف القراطیسی سے سنا آپ امام شافعی کے اجلہ اصحاب میں سے تھے آپ نے کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حلال وحرام، علل اور ناسخ ومنسوخ کو امام محمد بن حسن سے زیادہ جاننے والا کوئی آدمی نہیں دیکھا''۔

علم قرآن کے ماہر امام محمد شیبانی:

أخبرنا عبد الله بن محمد البزاز قال ثنا مكرم قال ثنا ابن المغلس قال ثنا أبو عبيد قال سمعت الشافعي يقول إني لأعرف الأستاذية علي لمالك ثم لمحمد بن الحسن قال أبو عبيد ما رأيت أحدا أعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن.

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد بزاز نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبید نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا: میں اپنے اوپر استاد امام مالک پھر امام محمد بن حسن کے حقوق جانتا ہوں۔ ابوعبید نے کہا: امام محمد بن حسن سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا''۔

بے مثل فقیہ امام محمد فرمان امام شافعی:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا ابن مغلس قال ثنا أبو عبيد قال سمعت الشافعي يقول لو أنصف الناس الفقهاء لعلموا أنهم لم يروا مثل محمد بن الحسن ما جالست فقيها قط أفقه منه ولا فتق لساني بالفقه مثله لقد كان يحسن من الفقه وأسبابه شيئا يعجز عنه الأكابر.

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبید نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا: اگر فقہاء انصاف کرتے تو یقیناً جان لیتے کہ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی کی مثل نہیں دیکھا میں آپ سے بڑے کسی فقیہ کی

مجلس اختیار نہیں کی اور نہ ہی فقہ میں آپ کی رواں دواں زبان کی مثل کسی کی زبان دیکھی ،آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ اور اسباب فقہ میں ایسی بہترین چیزیں لاتے جس سے اکابر عاجز آ جاتے''۔

لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا ابْن مغلس قَالَ سَمِعت أَبَا عبيد يَقُول قدمت على مُحَمَّد بن الْحسن فَرَأَيْت الشَّافِعِي عِنْده فَسَأَلَهُ عَن شَيْء فَأَجَابَهُ فَاسْتحْسن الْجَواب وَأخذ شَيْئًا وَكتب فِيهِ فَرَآهُ مُحَمَّد بن الْحسن فوهب لَهُ مائَة دِرْهَم وَقَالَ لَهُ الزم إِن كنت تشْتَهي الْعلم فَسمِعت الشَّافِعِي يَقُول لقد كتبت عَن مُحَمَّد بن الْحسن وقر بعير ذكر ولولاه مَا فتق لي من الْعلم مَا انفتق فَالنَّاس كلهم فِي الْفِقْه عِيَال على أهل الْعرَاق وَأهل الْعرَاق عِيَال على أهل الْكُوفَة وَأهل الْكُوفَة كلهم عِيَال على أبي حنيفَة.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوعبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں امام محمد بن حسن کے پاس آیا تو آپ کے پاس امام شافعی کو دیکھا انہوں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس کا جواب دیا تو انہوں نے جواب کو اچھا جانا اور آپ سے جواب حاصل کیا اور لکھ لیا۔امام محمد بن حسن نے انہیں دیکھا تو ایک سو درہم تحفہ میں دیئے اوران سے فرمایا:اگر طلب علم کی خواہش ہے تو مجلس کو لازم پکڑلو!۔ابوعبید کہتے ہیں : میں نے امام شافعی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد بن حسن سے ایک نر اونٹ کے وزن برابر کتابیں لکھیں اور آپ نہ ہوتے تو جو مجھ پر علم کے دروازے کھلے ہیں وہ نہ کھلتے ،لوگ سارے کے سارے فقہ میں اہل عراق کے محتاج ہیں اور اہل عراق ،اہل کوفہ کے محتاج ہیں اور اہل کوفہ سارے کے سارے امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں''۔

شان اصحاب امام محمد بزبان امام مزنی:

أخبرنا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ سَمِعت الْمُزنِيّ يَقُول لرجل من جالست قَالَ أَصْحَاب مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ كَانُوا وَالله يملاون الآذان إِذا تكلمُوا ويفتحون للفقهاء مَا ينغلق عَلَيْهِم إِذا غفلوا فَنظر إِلَيْهِ أَصْحَابه فَقَالَ وَالله مَا أَنا قلته من قبل نَفسِي حَتَّى سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا هُوَ أَكثر مِنْهُ.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم

سے بیان کیا کہا میں نے امام مزنی سے سنا آپ ایک آدمی سے فرمارہے تھے کہ تو نے کس کی مجلس اختیار کی؟اس نے کہا: امام محمد بن حسن کے اصحاب کی ! آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم !وہ علم کی اطلاعات سے بھرے ہوئے ہیں وہ فقہاء کے لیے وہ باتیں کھولتے ہیں جو ان پر بند ہوتی ہیں، جب فقہاء کسی مسئلے سے غافل ہوتے ہیں تو امام محمد کے اصحاب ان کی طرف دیکھتے ہیں (اور مسئلہ حل کرتے ہیں)۔امام مزنی نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اپنی طرف سے یہ باتیں نہیں کیں یہاں تک کہ میں نے امام شافعی کو اس سے بھی بہت زیادہ باتیں بیان کرتے ہوئے سنا ہے''۔

امام محمد شیبانی کی فصاحت وبلاغت:

أخبرنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا الْحُسَيْن بن الْقَاسِم بن الفلاس قَالَ ثَنَا الْمُزنِيّ قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا رَأَيْت أفْصح من مُحَمَّد بن الْحسن كنت إِذا سمعته يقْرَأ كَأَن الْقُرْآن نزل بلغته.

(ترجمہ:)''العباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن القاسم بن الفلاس نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے امام مزنی نے بیان کیا کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا، میں جب آپ کو قرآن پاک پڑھتے سنتا ایسا محسوس ہوتا گویا کہ قرآن آپ کی لغت میں نازل ہوا ہے''۔

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن حَمَّاد بن سُفْيَان عَن الرّبيع بن سُلَيْمَان قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول مَا سَأَلت أحدا عَن مَسْأَلَة إِلَّا تبين لي تغير وَجهه إِلَّا مُحَمَّد بن الْحسن.

(ترجمہ:)''العباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عمرو الحریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن حماد بن سفیان نے ہم سے بیان کیا وہ ربیع بن سلیمان سے راوی کہا میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال نہیں کیا مگر میرے لیے ظاہر ہوا کہ اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی سوائے امام محمد بن حسن کے''۔

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ کی کتب سے امام احمد استفادہ کرتے تھے:

أَخْبرنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد القَاضِي

النَّخعِيّ قَالَ ثنَا أَبُو بكر القاطيسى قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم الْحَرْبِيّ قَالَ سَأَلت أَحْمد بن حَنْبَل قلت هَذِه الْمسَائِل الدقاق من أَيْن لَك قَالَ من كتب مُحَمَّد بن الْحسن۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی علی بن محمد نخعی نے ہم سے ب یان کیا کہا ابوبکر القاطیسی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم حربی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا (تو آپ نے جواب دیا) میں نے کہا: یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کیے؟ آپ نے فرمایا: امام محمد بن حسن کی کتابوں سے''۔

امام یحیی بن معین اور امام محمد کی تصنیف الجامع الصغیر:

حدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد قَالَ ثنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا النَّخعِيّ الْقَاضِي قَالَ ثَنَا عبد الله بن الْعَبَّاس الطَّيَالِسِيّ قَالَ ثنَا عَبَّاس الدوري قَالَ سَمِعت يحيى بن معِين يَقُول كتبت الْجَامِع الصَّغِير عَن مُحَمَّد بن الْحسن۔

(ترجمہ:) ''العباس بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا نخعی قاضی نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن العباس الطیالسی نے ہم سے بیان کیا کہا عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے یحیی بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد بن حسن سے جامع الصغیر لکھی''۔

تیس ہزار درہم:

أخبرنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المنصوري قَالَ ثَنَا ابْن كأس النَّخعِيّ قَالَ ثنَا أَبُو عرُوبَة الْحَرَّانِي قَالَ ثنَا عَمْرو بن أبي عَمْرو قَالَ قَالَ مُحَمَّد بن الْحسن خلف أبي ثَلَاثِينَ ألفا دِرْهَم فأنفقت خَمْسَة عشر ألفا على النَّحْو وَالشعر وَخَمْسَة عشر ألفا على الحَدِيث وَالْفِقْه۔

(ترجمہ:) ''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعروبہ حرانی نے ہم سے بیان کیا کہا عمرو ابن ابی عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا امام محمد بن حسن نے فرمایا: میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے تو میں نے پندرہ ہزار درہم نحو اور شعر کے حصول میں لگا دئے اور پندرہ ہزار درہم حدیث اور فقہ میں خرچ کیے''۔

حدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا البخترِي بن مُحَمَّد قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن سَمَّاعَة يَقُول قَالَ مُحَمَّد بن الْحسن لأَهله لَا تَسْأَلُونِي حَاجَة من حوائج الدُّنْيَا فتشغلوا قلبِي خُذُوا مَا تحتاجون إِلَيْهِ من وَكيلِي فَإِنَّهُ أقل

لهمی وأفرغ لقلبی۔

(ترجمہ:) "العباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا، علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کاہ البختری بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ امام محمد بن حسن نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: دنیا کی حاجتوں میں سے کسی حاجت کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرنا ورنہ تم میرے دل کو دنیاوی کاموں میں مشغول کردو گے تمہیں جو بھی ضرورت ہو میرے وکیل سے لے لو کیونکہ اس سے میری پریشانیاں کم تر رہیں گی اور میرا دل دنیاوی معاملات سے زیادہ فارغ رہے گا"۔

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا القَاضِي أَبُو بكر مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عبيد الله الثَّقَفِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو خازم عبد الحميد بن عبد الْعَزِيز قَالَ حَدثنِي بكر بن خلف الْعمي قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن سَمَّاعَة قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن الْحسن الْفَقِيه: قَالَ أَبُو خازم وَهُوَ مولى لبني شيبان وأصلهم من قَرْيَة بَين فلسطين والرملة أعرفهَا وَأعرف قوما من أَهلهَا ثمَّ انتقلوا إِلَى الْكُوفَة۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا القاضی ابوبکر مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عبید اللہ ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہا بکر بن خلف العمی نے مجھ سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ نے مجھ سے بیان کیا کہا فقیہ محمد بن حسن نے مجھ سے فرمایا: [ابوخازم راوی نے کہا: امام محمد بنی شیبان کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کی اصل فلسطین اور رملہ کے درمیان ایک گاؤں ہے وہاں سے ہے میں اسے اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کو جانتا ہوں پھر وہ وہاں سے کوفہ منتقل ہو گئے]"۔

امام محمد کے بارے میں قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کی رائے:

قَالَ لما أشخصني الرشيد ليقلدني الْقَضَاء بِالشَّام وردت مَدِينَة السَّلَام فَلَقِيت أَبَا يُوسُف وَهُوَ الَّذِي سماني وَأَشَارَ بِي فَقلت لَهُ من حَقي عَلَيْك ولزومي لَك وتصييري لَك أستاذا وإماما أَن تعفيني عَن هَذَا الأَمر فَقَالَ لي أَنا أركب مَعَك إِلَى يحيى بن خَالِد فأكلمه فَركب معي إِلَى يحيى بن خَالِد فَلَمَّا دَخَلنَا عَلَيْهِ زَال لَهُ يحيى عَن مُصَلَّاهُ فَقعدَ مَعَه عَلَيْهِ وَقعدت بِبَاب الْبَيْت فَسَمعته يَقُول لَهُ هَذَا مُحَمَّد بن الْحسن وَمن حَاله كَذَا وَمن حَاله كَيْت وَكَيْت يصفني وَذكر

امتناعی عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يحيى مَا تقول فِيهِ قَالَ أَقُول إِنَّكُم إِن أعفيتموه لم تجدوا مثله۔

(ترجمہ:) ''امام محمد نے فرمایا: جب ہارون الرشید نے مجھے شام میں عہدہ قضاۃ پر فائز کرنے کے لیے مقرر کیا تو میں مدینہ السلام آیا تو میری ملاقات حضرت ابو یوسف سے ہوئی اور آپ ہی نے میرا نام عہدہ قضاء کے لیے پیش کیا تھا اور میری طرف اشارہ کیا تھا، میں نے آپ سے کہا: میرا آپ پر حق ہونے، آپ کی صحبت اختیار کرنے اور آپ کو اپنا استاذ وامام بنانے کا واسطہ آپ مجھے اس عہدہ سے معافی دلا دیں! آپ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ یحیٰی بن خالد کے پاس سوار ہو کر چلتا ہوں پھر اس سے بات کروں گا۔ پس آپ میرے ساتھ سوار ہو کر یحیی بن خالد کے پاس گئے، جب ان کے پاس پہنچے وہ مسلسل اپنی جائے نماز پر بیٹھے رہے تو حضرت ابو یوسف ان کیساتھ جائے نماز پر بیٹھ گئے اور میں کمرے کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا، میں نے سنا کہ آپ ان سے کہہ رہے ہیں: یہ محمد بن حسن ہے، اس کا یہ حال ہے اور ایسا ایسا مرتبہ ہے وہ میری تعریف کرنے لگے اور آپ نے میرا اس عہدے کو قبول نہ کرنے کو بھی ذکر کیا، آپ سے یحیی نے کہا: آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ قاضی ابو یوسف نے کہا: میں کہتا ہوں اگر تم نے اسے اس عہدے سے روک دیا تو اسکی مثل تم کسی کو نہیں پاؤ گے!''۔

انتخاب امام محمد علیہ الرحمہ:

فَلَمَّا سمع يحيى كَلَامه لم يلْتَفت إِلَيّ مَا أَقُول وأمضى أَمْرِي فَلَمَّا ورد الرشيد الرقة أحضرت فَدخلت إِلَيْهِ أَنا وَالْحسن بن زِيَاد اللُّؤْلُؤِي وَأَبُو البخْترِي وهب بن وهب فَأخْرج إِلَيْنَا الْأَمَان الَّذِي كتب ليحيى ابْن عبد الله بن الْحسن فَدفع إِلَيّ فَقَرَأته وَقد علمت الْأَمر الَّذِي أحضرنا لَهُ فمثلت بَين أَن أظهر شَيْئا إِن كَانَ يتَعَلَّق بِهِ فِيهِ فأوجده السَّبِيل إِلَى قتل الرجل أَو أترك الطعْن عَلَيْهِ مَعَ مَا أعلم أَنه ينالني من موجدة الرشيد فآثرت أَمر الله وَالدَّار الْآخِرَة فَقلت هَذَا أَمَان مُؤَكد لَا حِيلَة فِي نقضه فَانْتزع الصَّك من يَدي وَدفع إِلَى اللُّؤْلُؤِي فقرأه وَقَالَ كلمة ضَعِيفَة لَا أَدْرِي سمعت أَو لم تسمع هَذَا أَمَان فَانْتزع من يَده وَدفع إِلَى أبي البخْترِي فقرأه۔

(ترجمہ:) ''جب یحیی نے آپ کا کلام سنا تو میری طرف متوجہ نہ ہوا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور میرا حکم نامہ جاری کر دیا۔ پھر جب ہارون الرشید رقہ میں آیا تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا کہا چنانچہ میں، حسن بن زیاد اور ابوالبختری وہب بن وہب اس کے پاس آئے تو اس نے ہمارے لیے امان نامہ نکالا جس میں یحیی ابن عبداللہ بن حسن کے لیے امان لکھی گئی تھی، اس نے وہ امان نامہ مجھے دیا میں نے اسے پڑھا

تو مجھے معلوم ہوگیا کہ اسی معاملے کے لیے ہمیں اس کے پاس حاضر کیا گیا تو میرے دل میں دو باتیں ظاہر ہوئیں یا تو میں اس چیز کا اظہار کروں جس کیساتھ ہارون الرشید کا دل چمٹ گیا ہے تو میں اس آدمی کے قتل کی کوئی سبیل پاؤں یا اس پر طعن کو ترک کردوں باوجود اس کے کہ مجھے پتہ ہے کہ ہارون الرشید کی طرف سے جو مجھے تکلیف پہنچی گے چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور دارِ آخرت کو ترجیح دی اور میں نے کہا: یہ پختہ امان ہے اس کے توڑنے کا کوئی حیلہ نہیں چنانچہ اس نے وہ امان نامہ میرے ہاتھ سے چھین کر جناب حسن بن زیاد لولوی کو دے دیا تو آپ نے اسے پڑھا اور کمزور کلمہ کہا میں نہیں جانتا کہ وہ کلمہ سنا گیا یا نہیں سنا گیا: یہ امان ہے چنانچہ اس نے آپ کے ہاتھ سے چھین کر ابوالبختری کو دے دیا تو ابوالبختری نے اسے پڑھا''۔

امام محمد بن حسن شیبانی کی عہدہ افتاء وقضاء سے معزولی اوراس کا سبب:

ثمَّ قَالَ مَا أرجيه وَلَا أرضاه هَذَا رجل سوء قد شقّ الْعَصَا وَسفك دِمَاء الْمُسلمين وَفعل وَفعل فَلَا أَمَان لَهُ ثمَّ ضرب بِيَدِهِ إِلَى خفه وَأَنا أرَاهُ واستخرج سكينا فشق الْكتاب بنصفين ثمَّ دَفعه إِلَى الْخَادِم ثمَّ الْتفت إِلَى الرشيد فَقَالَ اقتله وَدَمه فِي عنقِي قَالَ فقمنا من الْمجْلس وأتاني رَسُول الرشيد أَن لَا أُفتِي أحدا وَلَا أحكم

(ترجمہ:)''پھر کہا: مجھے امید نہیں ہے اور میں اس پر راضی نہیں ہوں، یہ برا آدمی ہے جس نے اتحاد کی لاٹھی کو توڑ دیا اور مسلمانوں کا خون بہایا اور وہ کیا جو کیا لہٰذا اس کے لیے امان نہیں ہے پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے موزہ کی طرف مارا اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے ایک چھری نکالی چنانچہ اس نے امان نامہ کو دو ٹکڑوں میں پھاڑ دیا پھر اسے خادم کو دے دیا پھر ہارون الرشید کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اسے قتل کردو! اسکا خون میری گردن پر ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں: ہم اس مجلس سے اٹھ کر آگئے اور میرے پاس ہارون الرشید کے ایلچی نے آکر کہا: میں کسی کو فتوی نہ دوں اور نہ ہی کوئی فیصلہ کروں (یعنی عہدہ قضاء وافتاء سے معزول کردیا)''۔

عہدہ افتاء کی بحالی اوراس کا سبب:

فَلم أزل على ذَلِك إِلَى أَن أَرَادَت أم جَعْفَر أَن تقف وَقفا فوجهت إِلَيّ فِي ذَلِك فعرفتها أَنِّي قد نهيت عَن الْفتيا فكلمت الرشيد فَأذن لي قَالَ مُحَمَّد بن الْحسن فَكنت وكل من فِي دَار الرشيد يتعجب من أبي البخْترِي وَهُوَ حَاكم وفتياه بِمَا أفتى بِهِ وتقلده دم رجل من الْمُسلمين ثمَّ من

حملہ فِی خفہ سکینا قَالَ وَلم یقتل الرشید یحیی فِی ذَٰلِكَ الْوَقْتِ وَإِنَّمَا مَاتَ فِی الْحَبْسِ بعد مُدَّة

(ترجمہ:) ''میں مسلسل اسی امر پر رہا یہاں تک کہ جعفر کی والدہ نے مجھے حاضر کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں نے اسے بتلایا کہ مجھے فتوی دینے سے روک دیا گیا ہے۔ اس نے ہارون الرشید سے بات کی تو اس نے مجھے فتوی دینے کی اجازت دے دی۔ امام محمد بن حسن فرماتے ہیں: میں اور ہر وہ شخص جو ہارون الرشید کے گھر تھا ابوالبختری سے تعجب کرنے لگے کہ وہ فیصلہ کرنے والا ہوگیا اور وہ مذکورہ فتوی دے دیا اور مسلمانوں میں سے ایک آدمی کا خون اپنی گردن پر لے لیا پھر اس نے اپنے موزے سے چھری لی! (اس سارے معاملے میں ہم سب حیران تھے)۔ امام محمد فرماتے ہیں: اس وقت ہارون الرشید نے یحیی کو قتل نہیں کیا، یحیی کی ایک مدت کے بعد قید میں ہوئی''۔

عہدہ قضاء کی بحالی اور چیف جسٹس:

قَالَ مُحَمَّد بن سَمَّاعَة فِی حَدِیثه ثمَّ قرب الرشید مُحَمَّد بن الْحسن بعد ذَٰلِك وَتقدم عِنْده وولاه قَضَاء الْقُضَاة وَحمله مَعَه إِلَى الرّيّ فتوفى هُوَ وَالْكسَائِيّ بهَا فِي يَوْم وَاحِد فَقَالَ الرشید دفنت الْفِقْه والنحو بِالريِّ۔

(ترجمہ:) ''محمد بن سماعہ نے اپنی روایت میں کہا: پھر اس کے بعد ہارون الرشید، امام محمد بن حسن کے قریب ہوگیا اور اپنی دربار میں ان کی رائے کو مقدم قرار دیا اور آپ کو قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز کردیا (چیف جسٹس بنا دیا) اور آپ کو اپنے ساتھ رے میں لے کر گیا وہاں پر امام محمد اور امام کسائی نے ایک ہی دن وفات پائی۔ ہارون الرشید نے کہا: میں نے رے میں فقہ اور نحو دفن کردی''۔

قَالَ بكر الْعَمی فِی حَدِیثه إِن مُحَمَّد بن الْحسن لما أُفتی بِصِحَّة الْأَمَان وَأُفتی أَبُو البخْترِی بنقضه وَأطلق لَهُ دَمه قَالَ لَهُ یحیی یَا أَمِیر الْمُؤمنِینَ یفتیك مُحَمَّد بن الْحسن وموضعه من الْفِقْه مَوْضِعه بِصِحَّة أماني ویفتیك هَذَا ینْقضه وَمَا لهَذَا والفتیا وَإِنَّمَا كَانَ أَبُوهُ طبالا بِالْمَدِینَةِ۔

(ترجمہ:) ''بکر العمی نے اپنی روایت میں کہا: امام محمد بن حسن نے جب امان کے صحیح ہونے کا فتوی دیا اور ابوالبختری نے اس کے توڑنے کا فتوی دیا اور اس کے لیے اس کا خون جائز قرار دیا تو یحیی نے ہارون الرشید سے کہا: محمد بن حسن آپ کو میری امان کے صحیح ہونے کا فتوی دیتے ہیں اور فقہ میں آپ کا مقام ہے اور یہ آدمی اس کو توڑنے کا آپ کو فتوی دیتا ہے اور اس کا فتوی میں کیا مقام ہے کہ فتوی دے اس کا باپ تو مدینہ میں طبلہ بجانے والا تھا''۔

أخبرنا القَاضِي عبد الله عَن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَبُو بكر الدَّامغَانِي الشَّيْخ الإِمَام قَالَ أنبأ أَبُو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله أَحْمد بن سهل الرَّازِيّ بِحَدِيث يحيى بن عبد الله بن الْحسن عَن مُوسَى بن عبد الله بن مُوسَى بن عبد الله بن الْحسن بن الْحسن عَن عبد الله بن عبد الرَّحْمَن بن الْقَاسِم بن مُحَمَّد بن أبي بكر الصّديق قَالَ أنا حَاضر هَذَا كُله من هَارُون وَمُحَمّد بن الْحسن وَزَاد فِيهِ فَلَمَّا خرج مُحَمَّد جعل يبكي حَتَّى كثر بكاؤه فَقلت لَهُ يَا أَبَا عبد الله أتبكي هَذَا الْبكاء من أجل هَذِه الشَّجَّة وَذَلِكَ أَن الرشيد رَمَاه بِدَوَاةٍ فَشَجَّهُ وسالت الدِّمَاء على وَجهه وثيابه وَقَالَ لَهُ إِنَّمَا يقوى عزم هَذَا وَأَمْثَاله فِي الْخُرُوج علينا أَنْت وأمثالك فَقَالَ لَا وَالله مَا من أجلهَا أبْكِي وَلَكِنِّي أبْكِي لتقصيري

(ترجمہ:) ”قاضی عبداللہ نے ہمیں خبر دی وہ محمد سے راوی کہا الشیخ الامام ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے خبر دی کہا ابوعبداللہ احمد بن سہل الرازی نے یحیی بن عبداللہ بن حسن کی روایت ہم سے بیان کی وہ موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن سے راوی وہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے راوی کہا: ہارون الرشید اور امام محمد بن حسن کے اس تمام معاملے کے وقت میں موجود تھا اور اس میں آپ نے اضافہ کیا: جب امام محمد وہاں سے نکلے تو رونے لگے حتی کہ بہت زیادہ رونے لگے میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا آپ کا یہ رونا چہرے کے زخمی ہونے کی وجہ سے ہے [اور یہ زخم اس وجہ سے ہوا تھا کہ ہارون الرشید نے آپ کو دوات ماری تھی جس نے آپ کا چہرہ زخمی کر دیا تھا اور خون آپ کے چہرے اور کپڑے پر بہنے لگا تھا اور ہارون الرشید نے آپ سے کہا تھا: اس کا اور اس جیسوں کا ارادہ ہم پر خروج کرنے کو تقویت دیتا ہے تو اور تیرے جیسے!] امام محمد نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم میں اس وجہ سے نہیں رو رہا لیکن میں اپنی کوتائی کی وجہ سے رو رہا ہوں!“۔

قلت لَهُ وَأي تَقْصِير كَانَ مِنْك وَقد قُمْت مقَاما لَيْسَ لأحد على وَجه الأَرْض أشرف مِنْهُ فَقَالَ قد كَانَ يَنْبَغِي لما قَالَ أَبُو البخْترِي مَا قَالَ أَن أَقُول لَهُ من أَيْن قلت ذَلِك حَتَّى أقيم عَلَيْهِ الْحجَّة بِفساد مَا قَالَه.

(ترجمہ:) ”میں نے کہا: آپ سے کون سی کوتائی ہوئی جبکہ آپ ایسے مقام پر کھڑے ہوئے روئے زمین پر آپ سے افضل کسی کے لیے وہ مقام نہیں تو امام محمد نے فرمایا: جب ابوالبختری نے اپنی بات کہی تھی مجھے چاہیے تھا کہ میں اس سے کہتا: تو نے یہ بات کہاں سے کہی ہے حتی کہ اس کے قول کے فساد پر میں حجت قائم کرتا“۔

کیا فقہاء کرام علیہم الرضوان حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا القَاضِي مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن مغلس قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن سَمَّاعَة قَالَ كَانَ عِيسَى بن أبان حسن الْوَجْه وَكَانَ يُصَلِّي مَعنا وَ كنت أَدْعُوهُ إِلَى أَن يَأْتِي مُحَمَّد بن الْحسن فَيَقُول هَؤُلَاءِ قوم يخالفون الحَدِيث وَكَانَ عِيسَى حسن الْحِفْظ للحَدِيث فصلى مَعنا يَوْمًا الصُّبْح فَكَانَ يَوْم مجْلِس مُحَمَّد فَلم أفارقه حَتَّى جلس فِي الْمجْلس فَلَمَّا فرغ مُحَمَّد أدنيته إِلَيْهِ وَقلت لَهُ هَذَا ابْن أَخِيك أبان بن صَدَقَة الْكَاتِب وَمَعَهُ ذكاء وَمَعْرِفَة بِالحَدِيثِ وَأَنا أَدْعُوهُ إِلَيْك فيأبى وَيَقُول إِنَّا نخالف الحَدِيث

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا قاضی مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد بن مغلس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سماعہ سے میں نے سنا کہا جناب عیسیٰ بن ابان خوبصورت چہرے والے تھے اور وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور میں انہیں امام محمد بن حسن کے پاس جانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ کہا کرتے: یہ ایسے لوگ ہیں جو حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور جناب عیسیٰ بن ابان حدیث کو بہترین یاد رکھنے والے تھے۔ ایک دن آپ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو وہ دن امام محمد کی مجلس کا دن تھا تو میں اس سے جدا نہیں ہوا حتی کہ وہ بھی مجلس میں بیٹھ گیا جب امام محمد فارغ ہوئے تو میں آپ کے قریب گیا اور عرض کی: یہ آپ کے بھائی ابان بن صدقہ الکاتب کا بیٹا ہے اور اسے ذہن کی تیزی اور حدیث کی معرفت حاصل ہے، میں اسے آپ کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہوں اور وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں''۔

حدیث کے پچیس ابواب! عیسیٰ ابن ابان کے سوالات اور امام محمد شیبانی کے جوابات:

فَأقبل عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا بني مَا الَّذِي رَأَيْتنَا نخالفه من الحَدِيث لَا تشهد علينا حَتَّى تسمع منا فَسَأَلَهُ يَوْمئِذٍ عَن خَمْسَة وَعشْرين بَابا من الحَدِيث فَجعل مُحَمَّد بن الْحسن يجيبه عَنْهَا وَيخبرهُ بِمَا فِيهَا من الْمَنْسُوخ وَيَأْتِي بالشواهد والدلائل فَالْتَفت إِلَيّ بَعْدَمَا خرجنَا فَقَالَ كَانَ بيني وَبَين النُّور ستر فارتفع عني مَا ظَنَنْت أَن فِي ملك الله مثل هَذَا الرجل يظهره للنَّاس وَلزِمَ مُحَمَّد ابْن الْحسن لُزُوما شَدِيدا حَتَّى تفقه۔

(ترجمہ:) ''امام محمد جناب عیسیٰ بن ابان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بیٹے! وہ کونسی بات ہیں جس میں تو نے ہمیں حدیث کی مخالفت کرتے دیکھا ہے؟ ہمارے خلاف گواہی قبول نہ کرنا جب تک ہم

سے بات سن نہ لے! چنانچہ جناب عیسیٰ آپ سے اس دن حدیث کے پچیس ابواب کے متعلق سوال کر
لگے اور امام محمد بن حسن ان کے متعلق جواب دینے لگے اور ان میں منسوخ کی بھی خبر دینے لگے اور شوا
ودلائل بھی پیش کرنے لگے۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو جناب عیسیٰ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: میر
اور نور کے درمیان پردہ تھا جو مجھ سے اٹھ گیا، میرا گمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں اس جیسی
لوگوں کے لیے ظاہر ہوئی ہے۔ پھر جناب عیسیٰ ابن ابان نے امام محمد بن حسن کا حلقہ درس انتہائی مضبو
سے لازم پکڑ لیا یہاں تک کہ انہوں نے آپ سے فقہ سیکھ لی''۔

امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب:
صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال أنبأ مكرم قال أنبأ محمد بن مسروق القاضي قال ثنا أبو عبد الله بن أبراهيم بن محمد قال ثنا شعيب بن أيوب عن الحسن بن زياد قال سمعت محمد بن الحسن يقول مذهبي ومذهب أبي حنيفة وأبي يوسف أبو بكر ثم عمر ثم علي ثم عثمان.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے خبر دی کہا قاضی محمد بن مسروق نے خبر دی کہا ابوعبداللہ بن ابراہیم بن محمد ہم سے بیان کیا کہا شعیب بن ایوب نے ہم سے بیان کیا وہ حسن بن زیاد سے راوی کہا میں نے حضرت محمد بن حسن کو کہتے ہوئے سنا: میرا مذہب اور امام ابوحنیفہ اور حضرت ابویوسف کا مذہب یہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر علی ہیں پھر عثمان ہیں رضی اللہ عنہم''۔

امام محمد شیبانی اور امام کسائی نحوی کے بارے میں مرثیہ:

أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران بن موسى المرزباني قال أنبا الصولي قال ثنا السكري قال أنشدني إسماعيل بن أبي محمد اليزيدي لأبيه يرثي محمد بن الحسن والكسائي رضي الله عنهما

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ المرزبانی ہمیں خبر دی کہا الصولی نے خبر دی کہا السکری نے ہم سے بیان کیا کہا اسماعیل بن ابی محمد یزیدی نے اپنے والد کے امام محمد بن حسن شیبانی اور امام کسائی رضی اللہ عنہما کے مرثیہ میں یہ اشعار سنائے:''

تصرمت الدنيا فليس له خلود ... وما قد ترى من بهجة سيبيد

(ترجمہ:) ''دنیا فانی ہے لہذا اسے ہمیشہ نہیں رہنا اور جو تو اس میں چمک دمک دیکھتا ہے عنقریب ظاہر ہو جائے گی''۔

لکل امریء منا من الْمَوْت منهل... فَلَيْسَ إِلَّا عَلَيْهِ وُرُود

(ترجمہ:) ''کہ ہم میں سے ہر آدمی کو موت کا جام پینا ہے، پس ہر آدمی پر اس جام کا دور آئے گا''۔

ألم تَرَ شيبا شَامِلًا ينذر البلى... وَإِن الشَّبَاب الغض لَيْسَ يعود

(ترجمہ:) ''کیا تو نے پھیلے ہوئے بڑھاپے کو نہیں دیکھا جو آزمائشوں سے ڈراتا ہے اور ختم ہونے والی جوانی لوٹتی نہیں''۔

سيأتيك مَا أفنى الْقُرُون الَّتِي مَضَت... فَكُن مستعدا فالفناء عتيد

(ترجمہ:) ''عنقریب تیرے پاس بھی وہی آئے گی جس نے گذشتہ قوموں کو فنا کردیا لہذا تو تیاری کرلے کیونکہ فناء بھی تیار کھڑی ہے''۔

أسيت على قَاضِي الْقُضَاة مُحَمَّد... فأذريت دمعي والفؤاد عميد

(ترجمہ:) ''میں چیف جسٹس امام محمد سے مایوس ہوگیا جس کی وجہ سے میں نے آنسو بہائے اور اور دل غمگین ہے''۔

فَقلت إِذا مَا أشكل الْخطب من لنا... بإيضاحه يَوْمًا وَأَنت فقيد

(ترجمہ:) ''پس میں نے کہا جب پیچیدہ مسائل مشتبہ ہوجائیں گے تو اس دن ان کی وضاحت کیساتھ جواب دینے والا کون ہوگا جبکہ آپ تو مفقود ہو گئے ہیں''۔

وأوجعني موت الْكسَائي بعده... وكادت بِي الأَرْض الفضاء تميد

(ترجمہ:) ''اور ان کے بعد امام کسائی کی موت نے مجھے درد میں مبتلا کردیا قریب ہے کہ فضائے زمین مجھے پھیلا دے!''

هما عالمانا أوديا وتخرما... فَمَا لَهما فِي الْعَالمين نديد

(ترجمہ:) ''وہ دونوں عالم فوت ہوگئے اور اس دنیا سے چلے گئے پس عالمین میں ان کی مثل کوئی نہیں ہے''۔

فحزني مَتى يخْطر على الْقلب خطرة... بذكراهما حَتَّى الْمَمَات جَدِيد

(ترجمہ:) ''جب بھی میرے دل پر ان دونوں کی یاد کا خطرہ گزرتا ہے تو وہ مجھے غمگین کردیتا ہے حتی کہ موت کا غم تازہ ہوجاتا ہے''۔

أخبرنَا المرزباني قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن مُحَمَّد بن عَرَفَة النَّحْوِيّ قَالَ مَاتَ مُحَمَّد بن الْحسن

وَالْكِسَائِيّ بِالرِّيّ سنة تسع وَثَمَانِينَ وَمِائَة فَقَالَ الرشيد دفنت الْفِقْه والعربية بِالرِّيّ.

(ترجمہ:) ''مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا ابراہیم بن محمد بن عرفہ نحوی نے ہم سے بیان کیا کہا امام محمد بن حسن اور امام کسائی رے میں ایک سو نواسی ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے تو ہارون الرشید نے کہا: میں نے رے میں فقہ اور لغت عربی دفن کر دی''۔

بشارت: امام اعظم اعلیٰ علیین میں اور امام ابو یوسف اور امام محمد جنت میں ہیں:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد السَّلَام قَالَ حَدثنِي سُلَيْمَان بن دَاوُد بن كثير الْبَاهِلِيّ وَعبد الْوَهَّاب بن عِيسَى قَالَا ثَنَا مُحَمَّد بن أبي رَجَاء الْقَاضِي قَالَ سَمِعت أبي قَالَ رَأَيْت مُحَمَّد بن الْحسن فِي الْمَنَام فَقلت مَا صنع بك رَبك قَالَ أدخلني الْجنَّة وَقَالَ لي لم أصيرك وعاء لِلْعِلْمِ وَأَنا أُرِيد أَن أعذبك قَالَ قلت فَأَبُو يُوسُف قَالَ ذَاك فَوقِي أَو فَوْقنَا بِدَرَجَة قَالَ قلت فَأَبُو حنيفَة قَالَ ذَاك فِي أَعلَى عليين.

(ترجمہ:) ''عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبدالسلام نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن داود بن کثیر الباہلی اور عبدالوہاب بن عیسیٰ نے بیان کیا دونوں نے کہا: ہم سے قاضی محمد بن ابورجاء نے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد سے سنا آپ نے کہا: میں نے امام محمد بن حسن کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا: آپ کے رب کے آپ کیساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ آپ نے کہا: اس نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا اور مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں تجھے عذاب دینا چاہتا تو تجھے علم کا برتن نہ بناتا۔ ابورجاء کہتے ہیں: میں نے کہا: قاضی ابو یوسف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ فرمایا؟ امام محمد نے فرمایا: وہ ایک درجے مجھ سے یا کہا ہم سے اوپر ہیں۔ کہتے ہیں: میں نے کہا: امام ابوحنیفہ کا کیا مقام ہے؟ فرمایا: وہ علیین کے اعلیٰ مقام میں ہیں''۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوَانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن عبد السَّلَام عَن أبي خازم الْقَاضِي قَالَ سَمِعت بكرا الْعمي يَقُول إِنَّمَا أَخذ مُحَمَّد بن سَمَاعَة وَعِيسَى بن أبان حسن الصَّلَاة من مُحَمَّد بن الْحسن رَضِي الله عَنهُ.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبدالسلام نے ہم سے بیان کیا وہ ابوخازم القاضی سے راوی کہا میں نے بکر العمی کو کہتے ہوئے سنا جناب محمد بن سماعہ اور جناب عیسیٰ بن ابان نے نماز کی خوبصورتی امام محمد بن حسن سے حاصل کی رضی اللہ عنہ''۔

امام حسن بن زیاد لؤلوی تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات:

أَخْبَارُ الْحسن بن زِيَادِ اللؤلؤی

امام حسن بن زیاد لؤلوی کی خبریں

حدثنا عَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عبد الحميد الْحَارِثِيّ قَالَ مَا رَأَيْت أحسن خلقا من الْحسن بن زِيَاد وَلَا أقرب مأخذا وَلَا أسهل جانبا قَالَ وَكَانَ الْحسن يكسو مماليكه مِمَّا يكسو نَفسه۔

(ترجمہ:) ''عباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عبدالحمید الحارثی نے ہم سے بیان کیا کہا امام حسن بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا میں نے نہیں دیکھا اور نہ ہی ماخذ کے اعتبار سے آپ سے زیادہ قرآن وسنت کے قریب کسی کو دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ برائیوں سے اجتناب کرنے والا اور جناب حسن اپنے غلاموں کو وہی کپڑے پہناتے تھے جو خود پہنتے تھے''۔

فتوی سے رجوع:

حدثنا الْعَبَّاس قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد قَالَ حَدثنِي مُحَمَّد بن أَحْمد بن الْحسن بن زِيَاد عَن أَبِيه أَن الْحسن بن زِيَاد استفتي فِي مَسْأَلَة فَأَخْطَأ فَلم يعرف الَّذِي أفتاه فاكترى مناديا فَنَادَى إِن الْحسن بن زِيَاد استفتي يَوْم كَذَا وَكَذَا فِي مَسْأَلَة فَأَخْطَأ فَمن كَانَ أفتاه الْحسن بن زِيَاد بِشَيْء فَليرْجع إِلَيْهِ قَالَ فَمَكث أَيَّامًا لَا يُفْتِي حَتَّى وجد صَاحب الْفَتْوَى فَأعلمهُ أَنه أَخطَأ وَأَن الصَّوَاب كَذَا وَكَذَا۔

(ترجمہ:) ''العباس نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن احمد بن حسن بن زیاد نے مجھ سے بیان کیا وہ اپنے والد سے راوی کہ حضرت حسن بن زیاد سے ایک مسئلے میں فتوی طلب کیا گیا تو آپ نے اس میں خطا کی چنانچہ آپ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ فتوی کسے دیا ہے تو آپ نے اعلان کرنے والے کو کرائے پر لیا اس نے اعلان کیا کہ جناب حسن بن زیاد نے آج کے دن ایسے ایسے مسئلے میں ایسا ایسا فتوی دیا ہے جس میں آپ سے خطا ہوئی ہے لہذا جس شخص کو جناب حسن بن زیاد نے کوئی فتوی دیا ہے وہ آپ کی طرف رجوع کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ کئی دن آپ ٹھہرے رہے اور فتوی نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ اس فتوی لینے والے کو پالیا گیا تو آپ نے اسے بتایا

کہ وہ خطا تھی جبکہ درست فتویٰ ایسے ایسے ہے''۔

سب سے بڑے فقیہ:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا علي بن محمد النخعي قال ثنا محمد بن منصور قال ثنا محمد بن عبيد الله الهمذاني قال سمعت يحيى بن آدم يقول ما رأيت أفقه من الحسن بن زياد۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد الصیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو حریری نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن عبید اللہ الہمذانی نے ہم سے بیان کیا کہا یحیٰی بن آدم کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ حضرت حسن بن زیاد سے بڑا فقیہ میں نے نہیں دیکھا''۔

أخبرنا أحمد بن محمد قال ثنا علي بن عمرو قال ثنا القاضي النخعي قال ثنا علي ابن عبيدة قال ثنا محمد بن شجاع قال ثنا علي بن صالح قال كنا عند أبي يوسف فأقبل الحسن بن زياد فقال أبو يوسف بادروه فسائلوه وإلا لم تقووا عليه فأقبل الحسن بن زياد فقال السلام عليكم يا أبا يوسف ما تقول متصلا بالسلام قال فلقد رأيت أبا يوسف يلوي وجهه إلى هذا الجانب مرة وإلى هذا الجانب مرة من كثرة إدخالات الحسن عليه ورجوعه من جواب إلى جواب۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا علی ابن عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن شجاع نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہا ہم امام ابو یوسف کے پاس تھے کہ حضرت حسن بن زیاد تشریف لائے تو حضرت ابو یوسف نے فرمایا: جلدی کرو ان سے سوالات کرو ورنہ تم ان پر قدرت نہیں پاسکو گے چنانچہ حضرت حسن بن زیاد آئے اور کہا: السلام علیکم اے ابو یوسف! سلام کیساتھ ہی انہوں نے کہا: آپ کیا کہتے ہیں (اس مسئلے کے بارے میں) علی بن صالح کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو یوسف کو دیکھا کہ آپ کبھی ایک جانب چہرے گھماتے اور کبھی دوسری جانب کیونکہ آپ کے جواب پر حضرت حسن بن زیاد کثرت سے اعتراضات وارد کرتے اور حضرت ابو یوسف ایک جواب سے دوسرے جواب کی طرف رجوع کرتے''۔

امام حسن بن زیاد، امام ابو یوسف اور امام محمد:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمر و قال ثنا النخعي القاضي قال ثنا محمد بن منصور الأسدي قال سألت نمر بن جدار فقلت أيما أفقه الحسن بن زياد أو محمد بن الحسن فقال الحسن والله لقد رأيت الحسن بن زياد يسأل محمدا حتى بكى محمد مما يخطئه قال فقلت له قد لقيت أبا يوسف وحسنا ومحمدا فكيف رأيتهم فقال أما محمد فكان أحسن الناس جوابا ولم يكن سؤاله على قدر جوابه وكان الحسن بن زياد أحسن الناس سؤالا ولم يكن جوابه على حسب سؤاله وكان أبو يوسف أحسنهم سؤالا وأحسنهم جوابا۔

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا نخعی قاضی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن منصور الاسدی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے نمر بن جدار سے سوال کیا تو کہا: کون بڑا فقیہ ہے جناب حسن بن زیاد یا جناب محمد بن حسن؟ آپ نے کہا: حسن، اللہ کی قسم! میں نے حسن بن زیاد کو دیکھا کہ آپ حضرت محمد بن حسن سے سوال کرتے تھے حتی کہ حضرت محمد بن حسن روتے تھے جب ان کے جواب کو جناب حسن خطا قرار دیتے۔ محمد بن منصور اسدی نے کہا: میں نے ان سے کہا: آپ نے قاضی ابو یوسف، جناب حسن اور جناب محمد بن حسن سے ملاقات کی تو آپ نے انہیں کیسا پایا؟ نمر بن جدار نے کہا: امام محمد بن حسن لوگوں میں سے بہترین جواب دینے والے تھے، آپ کے جواب پر کوئی سوال وارد نہیں ہوتا تھا اور امام حسن بن زیاد سوال کرنے اعتبار سے لوگوں میں سے سب سے بہترین تھے، آپ کے سوال کے مطابق جواب کی قدرت نہ ہوتی تھی اور امام ابو یوسف سوال اور جواب دونوں اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے''۔

میں نے کسی فقیہ کو محتاج نہیں دیکھا:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال ثنا مليح بن وكيع قال ثنا أبي قال كان الحسن بن زياد يلزم أبا حنيفة فقال أبوه لي بنات وليس لنا غيره فقال أشر عليه بما ينفعه فقال له وقد جاء إن أباك قال كيت وكيت الزم فإني لم أر فقيها قط فقيرا وكان يجري عليه حتى استقل۔

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ملیح بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا: جناب حسن

بن زیاد نے امام ابوحنیفہ کی مجلس کو اپنے اوپر لازم کرلیا تو ان کے والد نے کہا: میری بیٹیاں ہیں اور ہمارا ان کے علاوہ کوئی نہیں تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس کے لیے بہت برا ہے جس سے وہ نفع اٹھائے، جب جناب حسن بن زیاد آئے تو ان سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تیرے والد نے ایسا ایسا کہا ہے، تو اس مجلس کو لازم پکڑ لے کیونکہ میں نے کسی فقیہ کو کبھی محتاج نہیں دیکھا۔ جناب حسن طلب فقہ میں قائم رہے یہاں تک خود فقیہ ہو گئے"۔

امام حسن بن زیاد بارہ ہزار احادیث لکھیں:

أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال سمعت ابن سماعة قال سمعت الحسن بن زياد قال كتبت عن ابن جريج اثنى عشر ألف حديث كلها يحتاج إليها الفقهاء۔

(ترجمہ:) "ابوالقاسم عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا ابن سماعہ سے میں نے سنا کہا میں نے حضرت حسن بن زیاد سے سنا آپ نے فرمایا: میں نے حضرت ابن جریج سے بارہ ہزار حدیثیں لکھی ہیں ان تمام احادیث کی طرف فقہاء کو ضرورت پڑتی ہے"۔

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا أحمد بن يونس قال لما ولي الحسن بن زياد القضاء لم يوفق فيه وكان حافظا لقول أصحابه فبعث إليه البكائي ويحك إنك لم توفق في القضاء وأرجو أن يكون هذا الخيرة أرادها الله بك فاستعف فاستعفى واستراح۔

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہا جب امام حسن بن زیادہ عہدہ قضاء پر فائز ہوئے تو اس میں آپ کی موافقت نہیں کی گئی، آپ اپنے اصحاب کے اقوال کے حافظ تھے۔ البکائی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ پر افسوس ہے کہ قضاء میں آپ کی موافقت نہیں کی گئی، مجھے امید ہے کہ اس میں بہتری ہوگی، اللہ تعالیٰ نے آپ کیساتھ بہتری کا ارادہ فرمایا ہوگا لہذا آپ استعفیٰ دے دیں چنانچہ آپ نے استعفیٰ دے دیا اور آرام کرنے لگے"۔

امام حسن زیاد نے چالیس سال گزارے؟:

أخبرنا عبد الله بن الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا عبد الوهاب بن محمد قال سمعت محمد

بن شُجَاع قَالَ سَمِعت الحسن بن أبي مَالك قَالَ كَانَ الْحسن بن زِيَاد إِذا جَاءَ إِلَى أبي يُوسُف همته نَفسه قَالَ ابْن شُجَاع سَمِعت ابْن زِيَاد يَقُول مكثت أَرْبَعِينَ سنة لَا أَبيت إِلَّا والسراج بَين يَدي.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن الشاہد نے ہمیں خبردی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالوہاب بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے محمد بن شجاع سے سنا کہا میں نے حسن بن ابی مالک سے سنا کہا جناب حسن بن زیاد جب قاضی ابویوسف کے پاس آتے تو اپنا دل ان کی طرف متوجہ کر لیتے۔ ابن شجاع نے کہا: میں نے ابن زیاد کو کہتے ہوئے سنا: میں نے چالیس سال ایسے گزارے ہیں کہ میں رات ایسے گزارتا ہوں کہ چراغ میرے سامنے ہوتا ہے''۔

أخبرنَا أَبُو عبيد الله المرزباني قَالَ ثَنَا أَحْمد بن خلف قَالَ ثَنَا الْحُسَيْن بن حميد النَّحْوِيّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن اللَّيْث الدهقان عَن بعض أَصْحَابه قَالَ كَانَ الرشيد أَمر الْحسن بن زِيَاد اللؤْلُؤِي أَن يصير إِلَى الْمَأْمُون أَيَّام كَانَ بالرقة فِي كل أُسْبُوع يَوْمًا فيذاكره الْفِقْه ويسأله عَن الحَدِيث وَاخْتِلَاف النَّاس فِيهِ قَالَ فَبينا اللؤْلُؤِي فِي بعض اللَّيَالِي عِنْده بالرقة يحدثه إِذْ نعس الْمَأْمُون فَقَالَ لَهُ اللؤْلُؤِي سَمِعت أَيهَا الْأَمِير فَفتح عَيْنَيْهِ وَقَالَ سوقي وَالله يَا غُلَام خُذ بِيَدِهِ فَأخرجهُ فَأُخْرج فَلم يدْخل عَلَيْهِ بعد ذَلِك فبلغ الرشيد فَقَالَ متمثلا

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ مرزبانی نے ہمیں خبردی کہا احمد بن خلف نے ہم سے بیان کیا کہا حسین بن حمید نحوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن لیث کسان نے ہم سے بیان کیا وہ اپنی ایک ساتھی سے راوی ہیں کہ اس نے کہا: جن دنوں حضرت حسن بن زیاد رقہ میں تھے ان دنوں کی بات ہے کہ ہارون الرشید نے جناب حسن بن زیاد کو حکم دیا کہ ہفتے میں ایک دن مامون کے پاس جا کر فقہ میں ان سے مذاکرہ کریں اور حدیث اور اختلاف فقہاء کے متعلق ان سے سوال کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ جناب حسن بن زیاد لولوی ایک رات اس کے پاس حدیث بیان کر رہے تھے کہ اچانک مامون کو اونگھ آ گئی تو ان سے لولوی نے فرمایا: اے امیر آپ نے سنا! تو اس نے اپنے آنکھیں کھولی اور اپنے غلام سے کہا: اللہ کی قسم! اے غلام! اسے ہانک! اس کا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے نکال دے چنانچہ اس نے آپ کو وہاں سے نکال دیا تو اس کے آپ اس کے پاس نہیں گئے۔ جب یہ بات خلیفہ ہارون الرشید تک پہنچی تو اس نے مثال بیان کرتے ہوئے کہا:''

وَهل الخطى إِلَّا وشيجة... وتغرس إِلَّا فِي منابتها النّخل

(ترجمہ:)''مضبوط رشتہ داری کے علاوہ کوئی خطا نہیں اور درخت کو اس کے اگنے کی جگہ کے علاوہ میں نہیں لگانا چاہیے''۔

امام حسن بن زیاد کی وفات:

أخبرنَا عبدالله بن مُحَمَّد الأَسدی قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ أَن الْحسن بن زِيَاد وَالْحسن بن أبي مَالك توفيا جَمِيعًا فِي سنة أَربع وَمِائَتَيْنِ رَضِي الله عَنْهُمَا

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے خبر دی کہ جناب حسن بن زیاد اور حسن بن ابی مالک دونوں نے ایک ہی سال ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہما''۔

امام عبداللہ بن مبارک شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات:

أَخْبَار عبد الله بن الْمُبَارك

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خبریں

صوفیانہ مجلس:

أخبرنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد بن الْفَتْح المنصوری قَالَ ثَنَا ابْن كَاس قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن الرّبيع قَالَ ثَنَا حَامِد بن آدم قَالَ سَمِعت عبد الله بن الْمُبَارك يَقُول مَا رَأَيْت نَفسِي فِي مجْلِس أذلّ مِنْهَا فِي مجْلِس أبي حنيفَة۔

(ترجمہ:)''العباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد بن فتح منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا حامد بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی مجلس سے زیادہ اپنے نفس کو ذلیل ترین کسی مجلس میں نہیں دیکھا''۔

امام ابوحنیفہ کا علم:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد بن الْفضل الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد قَالَ ثَنَا عَليّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان قَالَ ثَنَا عَليّ بن الْحسن الشقيقي قَالَ سَمِعت بن الْمُبَارك يَقُول مَا اخْتلفت إِلَى سُفْيَان حَتَّى صَار علم أبي حنيفَة فِي كفي۔

(ترجمہ:)''العباس بن احمد بن فضل الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسن الشقیقی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کوفرماتے ہوئے سنا میں نے جناب سفیان ثوری سے جواختلاف کیا وہ اس لیے تھا کہ میری ہتھیلی میں امام ابوحنیفہ کا علم تھا''۔

أخبرنا أحمد بن محمّد الصَّيْرَفِي قَالَ ثَنَا أحمد بن محمّد المسكي قَالَ ثَنَا علىّ بن محمّد النّخعِيّ قَالَ ثَنَا إبْرَاهِيم بن إسْحَاق قَالَ ثَنَا إسْحَاق عَن عبد الرَّزَّاق قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول لَو كَانَ لأحد من أهل الزَّمَان أَن يَقُول بِرَأْيِهِ فَأَبُو حنيفَة أَحَق أَن يَقُول بِرَأْيِهِ.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبردی کہا احمد بن محمد المسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہا اسحاق نے ہم سے بیان کیا وہ عبدالرزاق سے راوی کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا اگر اہل زمانہ میں سے کسی کے مناسب ہو کہ اس کی رائے کے مطابق کوئی بات کہے تو حضرت ابوحنیفہ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کی رائے کے مطابق وہ بات کرے''۔

أخبرنا أحمد بن محمّد الحريري قَالَ ثَنَا علىّ بن محمّد قَالَ ثَنَا القَاضِي النّخعِيّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَان بن الرّبيع قَالَ ثَنَا حَامِد بن آدم عَن عبد الله بن الْمُبَارك قَالَ إِذا اجْتمع أَبُو حنيفَة وسُفْيَان على شَيْء فَمن يَقُول لَهما.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد حریری نے ہمیں خبردی کہا علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا قاضی نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا سلیمان بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہا حامد بن آدم نے ہم سے بیان کیا وہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے راوی آپ نے فرمایا: جب امام ابوحنیفہ اور امام سفیان کسی مسئلے پر اکٹھے ہوجائیں تو کس کی مجال ہے کہ ان کے لیے بات کرے!؟''۔

حضرت ابن المبارک کی ولادت:

حَدثنَا علىّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا أحمد بن الْحُسَيْن الزَّعْفَرَانِي نزيل وَاسِط قَالَ ثَنَا أحمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ سَمِعت أحمد بن حَنْبَل يَقُول ولد ابْن الْمُبَارك سنة ثَمَانِي عشرَة وَمِائَة.

(ترجمہ:)''علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن حسین زعفرانی ساکن واسط نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے امام احمد بن حنبل کوفرماتے ہوئے سنا کہ

حضرت عبداللہ بن مبارک کی ولادت ۱۱۸ھ میں ہوئی"۔

حدثنا علی بن الحسن قَالَ ثَنَا الزَّعْفَرَانِي قَالَ ثَنَا ابْن أَبِي خَيْثَمَة قَالَ سَمِعت الْوَلِيد بن شُجَاع يَقُول عبد الله بن الْمُبَارك يكنى أَبَا عبد الرَّحْمَن۔

(ترجمہ:) "علی بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہا زعفرانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا ولید بن شجاع کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی"۔

امام اعظم سے روایت کرنے والے ائمہ اور ابن المبارک کی ثقاہت امام یحیی بن معین کے نزدیک:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن الْحُسَيْن بن حَيَّان عَن أَبِيه قَالَ أنبأ يحيى بن معِين قَالَ روى عَن أبي حنيفَة سُفْيَان الثَّوْرِيّ وَعبد الله بن الْمُبَارك وَحَمَّاد بن زيد ووكيع وَعباد بن الْعَوام وَجَرِير قَالَ يحيى بن معِين ابْن الْمُبَارك أوثق عِنْدِي من عبد الرَّزَّاق وَمعمر كَذَا وَالله عِنْدِي هُوَ من أثبت النَّاس فِيمَا يحدث بِهِ وَهُوَ من خِيَار الْمُسلمين۔

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسین بن حیان نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے والد سے راوی کہا یحیی بن معین نے خبر دی کہا: حضرت ابوحنیفہ سے جناب سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع، عباد بن العوام اور جریر نے روایت کی۔ یحیی بن معین نے کہا: ابن مبارک میرے نزدیک عبدالرزاق اور معمر سے اتنے زیادہ ثقہ ہیں، اللہ کی قسم! وہ اپنی حدیث بیان کرنے میں میرے نزدیک دیگر لوگوں سے زیادہ ثبت ہیں اور وہ خیار مسلمین میں سے ہیں"۔

امام ابن المبارک ایک عظیم محدث تھے:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَلِيّ الْأَبَّار قَالَ ثَنَا أَبُو بكر الطَّالقَانِي قَالَ ثَنَا عبد الرَّحْمَن بن مهْدي قَالَ كل حَدِيث لَا يعرفهُ ابْن الْمُبَارك فإننا لَا نعرفه

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن علی الابار نے ہم سے بیان کیا کہا ابوبکر الطالقانی نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالرحمن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہا ہر حدیث جسے عبداللہ بن مبارک نہیں جانتے ہم بھی اسے نہیں جانتے"۔

فقہ وحدیث کے امام:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن صَالح الْبَغَوِيّ عَن الْحسن

بن عَرَفَة الْعَبْدی قَالَ قَالَ عبد الله بن الْمُبَارك لَا نکذب الله فِي أَنْفسنَا إمامنا فِي الْفِقْه أَبُو حنيفَة وَفِي الحَدِيث سُفْيَان فَإِذا اتفقا لَا أُبَالِي بِمن خالفهما۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن صالح بغوی نے ہم سے بیان کیا وہ حسن بن عرفہ العبدی سے راوی کہا حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: ہم اپنے نفوس کی خواہش کے لیے اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کرتے، فقہ میں ہمارے امام ابوحنیفہ ہیں اور حدیث میں حضرت سفیان ہیں جب یہ دونوں کسی مسئلے پر متفق ہو جائیں تو ان دونوں کی مخالفت کرنے والے کی میں پرواہ نہیں کرتا''۔

امام اعظم کی کتابیں اور حضرت عبداللہ بن المبارک:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْحلْوانِي قَالَ ثَنَا القَاضِي مكرم قَالَ حَدثنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الْحمانِي قَالَ قَالَ ابْن مقَاتل سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول كتبت كتب أبي حنيفَة غير مرّة فَكَانَت تقع فِيهَا زيادات فأكتبها قَالَ ابْن الْمُبَارك إِذا رَأَيْت الرجل يَقُول فِي أبي حنيفَة ويذكره بالسوء فَإِنَّهُ ضيق الْعلم فَلَا تعبأ بِهِ قَالَ وَكَانَ ابْن الْمُبَارك إِذا ذكر أَبَا حنيفَة بَكَى لحبه لَهُ۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد حلوانی نے ہمیں خبر دی کہا قاضی مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن مقاتل نے کہا میں نے حضرت ابن المبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی کتابیں متعدد بار لکھی ہیں، چنانچہ ان میں جو اضافے ہوتے میں انہیں بھی لکھ لیا کرتا۔ ابن المبارک نے فرمایا: جب تو ایسے آدمی کو دیکھے جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں بات کرے اور آپ کا برے لفظوں میں ذکر کرے جان لے کہ وہ علم کی تنگی والا ہے لہذا تو اس کی پرواہ نہ کرنا۔ ابن مقاتل کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک جب امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے تو آپ کی محبت کی وجہ سے روتے تھے''۔

أخبرنَا أَبُو الْقَاسِم عبد الله بن مُحَمَّد الشَّاهِد قَالَ ثَنَا عبد الله بن أَحْمد بن حَنْبَل قَالَ حَدثنِي حسن بن عِيسَى قَالَ حَضَرنَا بَاب سُفْيَان بن عُيَيْنَة لَيْلًا وَنحن ننتظره وَهَذَا عِنْد عشَاء الآخِرَة فَقَائِل يَقُول هُوَ عِنْد يحيى بن خَالِد وَقَائِل يَقُول هُوَ عِنْد جَعْفَر بن يحيى فَقَالَ رجل مِنْهُم يَا رب مَا يَنْبَغِي ترى عَيْنِي رجلا وَاحِدًا سوى هَذَا الْعلم بَين النَّاس فَقَالَ رجل ظَنَنْت أَنه من اهل الْبرة بلَى عبد الله بن الْمُبَارك فَقَالَ آخر فهات غَيره فَسكت فَقدمت الْكُوفَة فَحدثت بِهَذَا ابْن الْمُبَارك إِلَّا أَنِّي لم أقل سميت أَنْت قلت سموا رجلا فَكَأَنَّهُ أحس ثمَّ قَالَ أَلا قَالُوا فُضَيْل بن

عِيَاض قلت لم يَقُولُوا فسكت.

(ترجمہ:)''ابوالقاسم عبداللہ بن محمد الشاہد نے ہمیں خبر دی کہا عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہا حسن بن عیسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہا ایک رات ہم حضرت سفیان بن عیینہ کے دروازے پر حاضر ہوئے اور ہم آپ کا انتظار کرنے لگے اور یہ عشاء کا وقت تھا تو کہنے والے نے کہا: آپ یحیی بن خالد کے پاس ہیں اور ایک کہنے والے نے کہا: وہ جعفر بن یحیی کے پاس ہیں تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: اے رب! مناسب نہیں ہے کہ میری آنکھ لوگوں کے درمیان اس عالم کے سوا کسی آدمی کو دیکھے تو ایک آدمی نے کہا: میرا گمان ہے کہ وہ اہل برہ میں سے ہیں ہاں عبداللہ بن مبارک ہیں تو ایک اور آدمی نے کہا: ان کے علاوہ کو لاؤ! تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر میں کوفہ آیا تو یہ واقعہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے بیان کیا مگر میں نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے آپ کا نام لیا میں نے کہا: انہوں نے ایک آدمی کا نام لیا گویا کہ آپ نے محسوس کر لیا پھر آپ نے کہا: کیا انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض کا نام نہیں لیا؟ میں نے کہا: انہوں نے نہیں کہا تو آپ خاموش ہو گئے''۔

امام ابن المبارک کا قول: اگر میں امام ابوحنیفہ سے نہ ملا ہوتا تو بدعتی ہوتا:

أخبرنا عمر بن إبْرَاهِيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن مقَاتل قَالَ ثَنَا ابْن الْمُبَارك قَالَ لقِيت ألفا من الْعلمَاء فَمَا رَأَيْت أحدا يَفِي بعقل هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَة قلت من قَالَ ابْن عون الْوَرع الزَّاهِد الْعَالم وَأَبُو حنيفَة وسُفْيَان الثَّوْرِيّ قلت لَهُ أَبُو حنيفَة من هَؤُلَاءِ قَالَ أُفٍّ أُفٍّ أُفٍّ لَك لَوْلَا أَنِّي لقِيت أَبَا حنيفَة لَكُنْت من الفلاسين الَّذين يبيعون الْفُلُوس بِبَغْدَاد وَلَوْلَا أَنِّي لقِيت أَبَا حنيفَة لَكُنْت من المبتدعة.

(ترجمہ:)''عمر بن ابراہیم المقریٔ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہا ابن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ایک ہزار علماء سے ملاقات کی تو میں نے ان تین ہستیوں کی عقل کے برابر کسی کو نہیں دیکھا، میں نے کہا: وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابن عون متقی، زاہد عالم اور ابوحنیفہ اور سفیان ثوری میں نے آپ سے کہا: ابوحنیفہ ان میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تیرے لیے اف ہے اف، اف! اگر میں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات نہ کی ہوتی تو میں فلاسین میں سے ہوتا جو بغداد میں روپے پیسے کی خرید وفروخت کرتے ہیں اور اگر میں حضرت ابوحنیفہ سے نہ ملا ہوتا تو یقیناً میں بدعتیوں میں سے ہوتا''۔

علم کی بہترین درجہ بندی:

حَدثنَا عَليّ بن الْحسن الرَّازِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن الْحُسَيْن الزَّعْفَرَانِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن أبي خَيْثَمَة قَالَ ثَنَا سعيد بن قديد صَاحب دكان لأبي وليحيى بن معِين قَالَ سَمِعت عَليّ بن الْحسن بن شَقِيق قَالَ سَمِعت ابْن الْمُبَارك يَقُول أول الْعلم النِّيَّة ثمَّ الإستماع ثمَّ الْفَهم ثمَّ الْعَمَل بِهِ ثمَّ الْحِفْظ ثمَّ النشر.

(ترجمہ:) "علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ محمد بن حسین زعفرانی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا سعید بن قدید میرے باپ اور یحیی بن معین کی دکان والے نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن حسن بن شقیق سے میں نے سنا کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا علم کا آغاز نیت سے ہوتا ہے پھر اسے غور سے سننا ہے پھر سمجھنا ہے پھر اس پر عمل کرنا ہے پھر اسے یادرکھنا پھر اسے نشر کرنا ہے"۔

امام مالک بڑے فقیہ ہیں یا امام مالک؟:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد بن يَعْقُوب بن شيبَة عَن جده يَعْقُوب عَن بعض شُيُوخه عَن عَطِيَّة بن أَسْبَاط وَكَانَ على أُخْت ابْن الْمُبَارك قَالَ كَانَ ابْن الْمُبَارك إِذا قدم الْكُوفَة تقدم على زفر فيعيره كتبه عَن أبي حنيفَة فيكتبها حَتَّى كتبهَا مرَارًا وَسَأَلَهُ رجل فَقَالَ أَيّمَا أفقه أَبُو حنيفَة أم مَالك فَقَالَ أَبُو حنيفَة أفقه من ملْء الأَرْض مثل مَالك.

(ترجمہ:) "عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے دادا یعقوب سے راوی وہ اپنے بعض شیوخ سے وہ عطیہ بن اسباط سے راوی اور عطیہ بن اسباط حضرت عبداللہ بن مبارک کے بہنوئی (بہن کے شوہر) تھے آپ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک جب کوفہ تشریف لاتے تو حضرت امام زفر کے پاس آتے تو آپ سے امام ابوحنیفہ سے مروی کتب عاریۃً لیتے پھر انہیں لکھتے حتی کہ کئی بار ان کتابوں کو آپ نے لکھا اور ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کون بڑے فقیہ ہیں ابوحنیفہ یا مالک؟ تو آپ نے فرمایا: امام مالک کی مثل زمین بھر جائے تو ان سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ ہیں"۔

مشرق میں حضرت عبداللہ بن مبارک کی مثل نہیں ہے:

حدثنا علیّ بن الحسن الرّازِیّ قَالَ ثنا مُحَمّد بن الحُسین الزّعفرانِی قَالَ ثنا ابن أبی خیثمہ قَالَ ثنا موسی بن إسماعِیل قَالَ سمِعت سلام بن أبی مطِیع قَالَ ما خلف ابن المُبارك بالمشرق مثله۔

(ترجمہ:) ''علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حسین زعفرانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا موسی بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے سلام بن ابی مطیع سے سنا آپ نے کہا: مشرق میں ابن المبارک نے اپنی مثل پیچھے نہیں چھوڑا''۔

حدثنا علیّ بن الحسن قَالَ ثنا مُحَمّد بن الحُسین قَالَ ثنا ابن أبی خیثمۃ قَالَ سمِعت أبی قَالَ قَالَ لی شعبۃ عرفت ابن المُبارك قلت نعم قَالَ ما قدم علینا من ناحیته مثله۔

(ترجمہ:) ''علی بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن حسین نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہا مجھ سے امام شعبہ نے کہا: تو نے عبداللہ بن مبارک کو جانا؟ میں نے کہا: ہاں، آپ نے کہا: ان کی طرف سے ان کی مثل ہمارے پاس کوئی نہیں آیا''۔

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کے حالات:

أخبار إسماعِیل بن حمّاد بن أبی حنیفۃ

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کی خبریں

جنازے کو تعظیما چھونا:

أخبرنا أبو عبید الله مُحَمّد بن عمران بن موسی المرزبانی قَالَ ثنا مُحَمّد بن أحمد الکاتِب قَالَ ثنا أبو العیناء مُحَمّد بن القاسِم قَالَ حضر إسماعِیل بن حمّاد بن أبی حنیفۃ جنازۃ امرأۃ من العلویین بِالکوفۃِ وھو قاضیھا فازدحم النّاس علیھا وتمسحوا بھا فدنا من إسماعِیل بن حمّاد رجل فقَالَ أصلحك الله أما تری ما یصنع ھؤلاءِ الجھّال فقَالَ اسکت لو کان رسول الله صلی الله علیہِ وسلم حیا لعزی بِھذِہِ۔

(ترجمہ:) ''ابوعبیداللہ محمد بن عمران بن موسی مرزبانی نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء محمد بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہا جناب اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کوفہ میں علویوں کی ایک خاتون کے جنازے میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کوفہ کے قاضی تھے تو اس جنازے کے پاس

لوگوں کی بھیڑ ہوگئی اور اس جنازہ کی چارپائی کو لوگ (تعظیماً) چھونے لگے تو ایک آدمی نے جناب اسماعیل بن حماد کے قریب ہو کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو ٹھیک رکھے! کیا آپ نہیں دیکھ رہے یہ جاہل لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: خاموش ہوجا! اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو اس کی تعزیت کرتے''۔

حدثنا المرزبانی قَالَ ثنا الحکیمی قَالَ ثنا مُحَمَّد بن الْقَاسِم قَالَ لما عزل إِسْمَاعِيل ابْن حَمَّاد بن أبي حنيفَة عَن قَضَاء الْبَصْرَة شيعه يحيى بن أَكْثَم وَكَانَ هُوَ الصَّارِف لَهُ فَدَعَا لَهُ النَّاس وَقَالُوا عففت عَن أَمْوَالنَا وَعَن دمائنا فَقَالَ إِسْمَاعِيل وَعَن أَبْنَائِكُم يعرض بِيَحْيَى فِي اللواط۔

(ترجمہ:) ''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا الحکیمی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہا جب اسماعیل ابن حماد بن ابی حنیفہ بصرہ کے عہدہ قضاء سے معزول کیے گئے تو یحیی بن اکثم آپ کو رخصت کرنے کے لیے آگے تک آیا اور یہی یحیی بن اکثم آپ کے خلاف بھڑکانے والا تھا تو لوگوں نے جناب اسماعیل بن حماد کو پکارا اور کہا: ہمارے مال اور ہمارے خون آپ سے بچ گئے تو جناب اسماعیل نے یحیی بن اکثم کی لواطت کی تعریض کرتے ہوئے کہا: اور تمہارے بیٹے بھی بچ گئے!''۔

حدثنا المرزبانی قَالَ ثنا مُحَمَّد بن أَحْمد الْكَاتِب قَالَ ثنا أَبُو العيناء مُحَمَّد بن الْقَاسِم قَالَ قَالَ إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن أبي حنيفَة مَا ورد عَليّ مثل امْرَأَة تقدّمت إِلَيّ فَقَالَت أَيهَا القَاضِي ابْن عمي زَوجنِي من هَذَا وَلم أعلم فَلَمَّا علمت رددت قَالَ قلت لَهَا وَمَتى مَا رددت قَالَت وَقت مَا علمت قلت وَمَتى علمت قَالَت وَقت مَا رددت قَالَ فَمَا رَأَيْت مثلهَا۔

(ترجمہ:) ''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن احمد الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء محمد بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہا اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے کہا اس عورت کی مثل میرے پاس کوئی نہیں آیا جس نے میری طرف آگے بڑھ کر کہا: اے قاضی! میرے چچازاد نے اس آدمی سے میری شادی کردی اور مجھے نہیں بتایا جب مجھے علم ہوا تو میں نے رد کردیا۔ جناب اسماعیل کہتے ہیں: میں نے کہا: کس وقت تو نے رد کیا؟ اس نے کہا: جس وقت مجھے علم ہوا اسی وقت، میں نے کہا: تجھے کب علم ہوا؟ اس نے کہا: اسی وقت جب میں نے رد کیا۔ جناب اسماعیل نے فرمایا: میں نے اس کی مثل نہیں دیکھا''۔

حدثنا المرزبانی قَالَ ثنا الحکیمی قَالَ ثنا أَبُو العيناء قَالَ قَالَ رجل لإسماعيل بن حَمَّاد قد ذهب نصفك قَالَ لَو بقيت مني شَعْرَة لبقي فِيهَا مَا يقْضِي عَلَيْك۔

(ترجمہ:)''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا الحکیمی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء نے ہم سے بیان کیا کہا ایک آدمی نے جناب اسماعیل بن حماد سے کہا: آپ کا نصف حصہ چلا گیا، آپ نے فرمایا: اگر میرا ایک بال بھی باقی رہا تو یقیناً وہ تیرے خلاف فیصلہ کرنے کے لیے باقی رہے گا''۔

حَدثنَا المرزباني قَالَ أنبأ الصولي قَالَ حَدثنِي الْمبرد قَالَ حَدثنِي التوزي قَالَ كنت أسمع إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد يتَمَثَّل كثيرا بِهَذِهِ الأبيات فَيَقُول

(ترجمہ:)''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا الصولی نے خبر دی کہا المبرد نے مجھ سے بیان کیا کہا التوزی نے مجھ سے بیان کیا کہا میں جناب اسماعیل بن حماد سے سنا کرتا تھا آپ اکثر ان اشعار کیساتھ مثال دیا کرتے تھے چنانچہ آپ فرماتے:''

فَمَا تزَود مِمَّا كَانَ يجمعه...سوى حنوط غَدَاة الْبَين مَعَ خرق

(ترجمہ:)''اپنے جمع کردہ سامان سے تو کیا زادِ راہ لے کر جائے گا سوائے مردے کو لگائی جانے والی خوشبو، جدائی کی صبح کفن کیساتھ''۔

وَغير نفحة أَعْوَاد تشب لَهُ...وَقل ذَلِك من زَاد لمنطلق

(ترجمہ:)''اور سوائے لکڑی کے تختے سونگنے کے جو تیرے مقدر ہوگی اور مسافر سے کہو: کس نے زادِ راہ لے لیا ہے''۔

بِأَيّ بَلْدَة تقدر منيته...إِن لَا يسير إِلَيْهَا طَائِعا يسق

(ترجمہ:)''جس بھی شہر میں موت مقرر کی جائے اگر خوشی سے وہاں نہ جائے تو ہانک کر لے جایا جائے گا''۔

حَدثنَا المرزباني قَالَ ثَنَا الحكيمي قَالَ ثَنَا ابْن أبي خَيْثَمَة قَالَ أَخْبرنِي سُلَيْمَان بن أبي شيخ قَالَ أنشدني إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد

(ترجمہ:)''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا الحکیمی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہا مجھے سلیمان بن ابی شیخ نے خبر دی کہا حضرت اسماعیل بن حماد نے مجھ سے اشعار کہے:''

يَا وَيْح ميت لم يبكه أحد...أجل وَلم يفتقده مفتقد

(ترجمہ:)''ایسی میت کے لیے افسوس ہے جسے کوئی نہ روئے، ہاں گم ہونے والے کو تلاش نہ کیا جاتا''۔

لَا أم أوْلَادہ بکتہ وَلم ... یبك عَلَیْہِ لفقدہ ولد

(ترجمہ:) ''نہ اس کے بچوں کی ماں اس پر روئی اور نہ ہی اس کے بچھڑنے کی وجہ سے اس کے بچے روئے''۔

وَلَا ابْن أُخت بَکَی وَلَا ابْن أَخ ... وَلَا قریب رقت لَہُ کبد

(ترجمہ:) ''نہ اس کا بھانجا رویا اور نہ بھتیجا نہ ہی کسی قریبی رشتہ دار کا دل اس کے لیے نرم ہوا''۔

بل زَعَمُوا أَن أَھلہ فرحا ... لما أَتَاھُم نعیہ سجدوا

(ترجمہ:) ''بلکہ سب نے گمان کیا کہ اس کے گھر والے خوش ہوئے ہیں، جب ان کے پاس اس کی موت کی خبر آئی تو وہ سجدے میں گر گئے''۔

حَدثنَا أَبُو عبید اللہ مُحَمَّد بن عمرَان بن مُوسَی قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن إِبْرَاھِیم قَالَ ثَنَا عبد اللہ بن أبي سعد الْوراق عَن مُحَمَّد بن عمرَان قَالَ حَدثنِي عمار بن أبي مَالك الْجَنبی قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِیل بن حَمَّاد بن أبي حنیفَۃ قَالَ سَأَلَ عِیسَی بن مُوسَی بن أبي لیلی وَابْن شبْرمَۃ عَن مَسْأَلَۃ فَأصَاب ابْن شبْرمَۃ وھم ابْن أبي لیلی فَقَالَ ابْن شبْرمَۃ:

(ترجمہ:) ''ابوعبید اللہ محمد بن عمران بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا عبد اللہ بن ابی سعد الوراق نے ہم سے بیان کیا وہ محمد بن عمران سے راوی کہا عمار بن ابی مالک الجنبی نے مجھ سے بیان کیا کہا حضرت اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے ہم سے بیان کیا کہا عیسیٰ بن موسیٰ بن ابی لیلی اور ابن شبرمہ سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کیا تو ابن شبرمہ نے درست جواب دیا اور ابن ابی لیلی کو وہم ہو گیا تو ابن شبرمہ نے کہا:''

لم یطیقوا أَن ینزلُوا فنزلنا ... وأخو الْحَرب من أطَاق النزولا

(ترجمہ:) ''وہ اترنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تو ہم نے اتارا اور جنگ کا بھائی کون اتارنے کی طاقت رکھتا ہے''۔

ثمَّ سَأَلَھَا بعد عَن مَسْأَلَۃ فَأَخْطَأَ ابْن شبْرمَۃ وَأَصَاب ابْن أبي لیلی فَقَالَ ابْن أبي لیلی:

(ترجمہ:) ''پھر اس نے اس کے بعد ایک مسئلے کے متعلق سوال کیا تو ابن شبرمہ نے خطا کی اور ابن ابی لیلی نے درست جواب دیا تو ابن ابی لیلی نے کہا:''

وَابْن اللَّبُون إِذا مَا لز فِي قرن ... لم یسْتَطع صولۃ الْبزل القناعیس

(ترجمہ:) ''ابن لبون کو جب اونٹ کیساتھ ایک ہی رسی میں باندھا گیا تو بڑے فدا ہونے والے اونٹ کو بھی حملہ کی طاقت نہ رہی''۔

حدثنَا المرزباني قَالَ ثنَا الحكيمي قَالَ ثنَا أَبُو العيناء كَانَ قَالَ إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد يُسمى الْأُمَنَاء الكمناء۔

(ترجمہ:) ''المرزبانی نے ہم سے بیان کیا کہا الحکیمی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوالعیناء نے ہم سے بیان کیا کہا حضرت اسماعیل بن حماد کو الامناء الکمناء کہا جاتا تھا''۔

أخبرنَا القَاضِي عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثنَا أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثنَا أَبُو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ سَمِعت ابْن أبي عمرَان يَقُول سَمِعت مُحَمَّد بن مَرْوَان الْخفاف يَقُول وَكَانَ من فُقَهَاء أَصْحَابنَا قَالَ سَمِعت إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن أبي حنيفَة يَقُول كَانَ لي على رجل صك بِثَمَانِيَة آلَاف دِرْهَم فقضاني مِنْهَا سِتَّة آلَاف وَبقيت لي عَلَيْهِ ألفا دِرْهَم فجحدني وَالْقَاضِي يَوْمئِذٍ شريك بن عبد الله فقدمته إِلَيْهِ

(ترجمہ:) ''القاضی عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوجعفر الطحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابن ابی عمران کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ محمد بن مروان الخفاف [جو ہمارے فقہاء اصحاب میں سے ہیں] کو فرماتے ہوئے سنا کہا میں نے حضرت اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا میرا ایک آدمی کیساتھ تحریری اقرارنامہ تھا کہ اس نے میرے آٹھ ہزار درہم دینے ہیں، چنانچہ اس نے ان میں سے چھ ہزار درہم واپس کر دیئے اور دو ہزار درہم میرے اس کے پاس رہتے تھے تو اس نے انکار کر دیا۔ ان دنوں شریک بن عبداللہ، قاضی تھے۔ میں ان کے پاس مقدمہ لے کر گیا''۔

وَقلت أعز الله القَاضِي لي على هَذَا الرجل صك بِثَمَانِيَة آلَاف دِرْهَم وَأَنا أطالبه مِنْهَا بألفي دِرْهَم فَقَالَ لي شريك مَا هَذَا الْكَلَام وَأَنت يَا ابْن أبي حنيفَة تدع لأحد دِرْهَمَيْنِ فأقامني فَأتيت الْقَاسِم بن معن فَأَخْبَرته بقضيتي فَقَالَ لي الْقَاسِم كلفت شَرِيكا مَا لَا يفهم أَنا أكفيكه فَلَقِيَهُ ففهمه ذَلِك ثمَّ لَقِيَنِي فَأمرنِي بالتقدم إِلَيْهِ فتقدمت إِلَيْهِ فادعيت كَمَا ادعيت أول مرّة فَقَالَ لي نعم هَكَذَا يَا ابْن أبي حنيفَة ثمَّ دَعَانِي بِالْبَيِّنَةِ فأحضرته شهودي فَحكم لي

(ترجمہ:) ''اور میں نے کہا: اللہ تعالیٰ قاضی کو عزت عطا فرمائے! اس آدمی پر میرے آٹھ ہزار درہم

دینے کا اقرار نامہ ہے اور میں اس سے اپنے دو ہزار درہم کا مطالبہ کرتا ہوں، مجھ سے قاضی شریک نے کہا: اے ابن ابی حنیفہ! یہ کیا بات ہے، آپ کسی پر دو درہموں کا دعوی کرتے ہیں! پھر قاضی نے مجھے اٹھا دیا۔ میں جناب قاسم بن معن کے پاس آیا انہیں اپنے مسئلے کے متعلق بتایا تو مجھ سے جناب قاسم نے فرمایا: آپ نے قاضی شریک کو ایسی بات کا مکلف بنایا جس کی وہ سمجھ نہیں رکھتا، میں آپ کے لیے اس سے کافی ہوں۔ پھر جناب قاسم نے قاضی شریک سے ملاقات کی اور انہیں یہ مسئلہ سمجھایا پھر آپ مجھ سے ملے تو مجھے قاضی شریک کے پاس مقدمہ لے جانے کا حکم دیا تو میں ان کے پاس گیا تو ایسے ہی دعوی کیا جیسے پہلی بار دعوی کیا تھا تو آپ نے مجھے کہا: اے ابن ابی حنیفہ! ہاں ایسے دعوی ہوتا ہے پھر مجھے گواہوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا تو میں نے اپنے گواہ حاضر کیے تو آپ نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا''۔

وَقد كنت عِنْدَ مَا أردت التَّقَدُّم إِلَيْهِ منعت حَتَّى وهبت للَّذِي يقوم على رَأسه دَرَاهِم فَقَدَّمَنِي ثمَّ أتيت الْقَاسِم بن معن فَأَخْبَرته بذلك كُله وَقلت لَهُ رَأَيْت فِي مَجْلِسه مُنْكرا رَأَيْت الَّذِي يقوم على رَأسه يقدم من شَاءَ وَيُؤخر من شَاءَ وَأَنا مِمَّن قدمه بِدَرَاهِم أَخذهَا مني

(ترجمہ:) ''جب میں قاضی شریک کے پاس مقدمہ لے کر جانا چاہتا تھا تو مجھے روک دیا جاتا تھا حتی کہ وہ شخص جو قاضی کے سر کے پاس کھڑا رہتا ہے اسے کچھ درہم دیئے تو اس نے مجھے قاضی کے آگے کیا پھر میں جناب قاسم بن معن کے پاس آیا تو انہیں ساری بات بتائی اور میں نے آپ سے کہا: میں نے قاضی کی مجلس میں برائی دیکھی ہے میں نے اس شخص کو دیکھا جو قاضی کے پاس کھڑا رہتا ہے وہ جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے اور اس نے مجھ سے دراہم لے کر مجھے مقدم کیا''۔

فَقَالَ لي وَأَنت أَيْضا يَا إِسْمَاعِيل قد كَانَ مِنْك أَمر مُنكر لِأَنَّك أَعْطَيْت دَرَاهِم حَتَّى أخر عَنْك من كَانَ يجب أَن يقدم عَلَيْك فَلَمَّا كَانَ بعد ذَلِك عزل شريك من الْقَضَاء وَولي الْقَاسِم بن معن ثمَّ ولي إِسْمَاعِيل أَيْضا بعده فقضوا هَؤُلَاءِ جَمِيعًا على الْكُوفَة وَزَاد عَلَيْهِم فَقضى على جَوَانِب بَغْدَاد كلهَا وعَلى الْبَصْرَة فَلم يزل بهَا حَتَّى أَصَابَهُ الفالج فَكتب يسْتَأْذن فِي الِانْصِرَاف فَأذن لَهُ۔

(ترجمہ:) ''آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسماعیل! آپ سے بھی برے امر کا ارتکاب ہوا کیونکہ آپ نے اسے درہم دیئے یہاں تک کہ اس نے آپ سے ان کو مؤخر کیا جنہیں آپ سے مقدم کرنا واجب تھا۔ پھر اس کے بعد قاضی شریک کو قاضی کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور جناب قاسم بن معن اس پر عہدہ

پر فائز ہوئے پھر ان کے بعد جناب اسماعیل بن حماد اس عہدے پر فائز ہوئے چنانچہ جناب اسماعیل اسی عہدے پر قائم رہے حتی کہ آپ کو فالج کا اٹیک ہوا تو آپ نے عہدہ چھوڑنے کی اجازت کے لیے خط لکھا تو آپ کو اجازت دے دی گئی"۔

ابوموسیٰ عیسیٰ بن ابان بن صدقہ رضی اللہ عنہ کے حالات:

أَخْبَار أَبِي مُوسَى عِيسَى ابْن ابان بن صَدَقَة رَضِيَ اللهُ عَنهُ

حضرت ابوموسیٰ عیسیٰ ابن ابان بن صدقہ رضی اللہ عنہ کی اخبار کا بیان

قد تقدم فِي أَخْبَار مُحَمَّد بن الْحسن رَحمَه الله السَّبَب فِي تفقه عِيسَى بن أبان وَأَن مُحَمَّد بن سَمَّاعَة حمله إِلَى مُحَمَّد بن الْحسن كرها فَلَمَّا شَاهده وَسمع كَلَامه لزمَه وتفقه عَلَيْهِ۔

(ترجمہ:) "امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی اخبار میں حضرت عیسیٰ بن ابان کے فقہ حاصل کرنے کا سبب گزر چکا ہے کہ حضرت محمد بن سماعہ نے زبردستی آپ کو سوار کر کے حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کے پاس لائے تھے پھر جب جناب عیسیٰ بن ابان نے آپ کو دیکھا اور آپ کا کلام سنا تو آپ کی مجلس اختیار کر لی اور آپ سے فقہ حاصل کی"۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد الْأَسدي قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا أَحْمد ابْن مُحَمَّد بن سَلمَة بن سَلامَة قَالَ سَمِعت أَبَا خازم يَقُول إِنَّمَا لزم عِيسَى بن أبان مُحَمَّد بن الْحسن سِتَّة أشهر ثمَّ كَانَ يكاتبه إِلَى الرقة۔

(ترجمہ:) "عبداللہ بن محمد اسدی نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا احمد ابن محمد بن سلمہ بن سلامہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ابوخازم کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عیسیٰ بن ابان چھ مہینے تک امام محمد بن حسن شیبانی کیساتھ رہے پھر آپ، امام محمد سے رقہ کی طرف خط وکتابت کیا کرتے تھے"۔

عیسیٰ بن ہارون ہاشمی کی جمع کردہ کتاب:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ ثَنَا أَبُو خازم قَالَ ثَنَا عبد الرَّحْمَن بن نائل قَالَ كَانَ عِيسَى بن هَارُون الْهَاشِمِي ترب الْمَأْمُون وَكَانَ سمع الحَدِيث مَعَه وَمَعَ الْأمين لما كَانَ هَارُون أشخص النَّاس إِلَيْهِمَا من الْبلدَانِ حَتَّى يسمعا مِنْهُم قَالَ فَجمع عِيسَى بن هَارُون هَذَا أَحَادِيث مِقْدَار كتاب فَوَضعه بَين يَدي الْمَأْمُون فَقَالَ لَهُ أصلح الله امير الْمُؤمنِينَ هَذِه احاديث سَمعتهَا مَعَك من الْمَشَايِخ الَّذين كَانَ الرشيد

یختارهم لَكَ فقد صَارَت غاشية مجلسك الَّذين يخالفون هَذِهِ الْأَحَادِيث مِنْهُم إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد وَبشر بن الْوَلِيد وَبشر بن غياث وَمُحَمّد بن سَمَاعَة وَيحيى بن أَكْثَم وَذكر مَعَهم جمَاعَة من أمثالهم فَإِن كَانَ مَا هَؤُلَاءِ عَلَيْهِ هُوَ الْحق فقد كَانَ الرشيد فِيمَا كَانَ يخْتَار لَك على خطأ وان كان الرشيد على صواب فينبغي لك ان تنفي عنك اصحاب الخطا!۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے خبر دی کہا ابوخازم نے ہم سے بیان کیا کہا عبدالرحمن بن نائل نے ہم سے بیان کیا کہا عیسیٰ بن ہارون ہاشمی مامون الرشید کے دوست تھے اور آپ مامون اور امین کیساتھ احادیث سماعت کیا کرتے تھے، جب خلیفہ ہارون الرشید نے مختلف شہروں سے لوگ (علماء) متعین کر کے ان کی طرف بھیجے تا کہ وہ دونوں (مامون اور امین) ان سے سماعت کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن ہارون نے ان احادیث کو ایک کتاب کی مقدار جمع کر کے مامون الرشید کے سامنے رکھا اور اس سے کہا: اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی ان احادیث سے اصلاح فرمائے میں نے یہ احادیث تمہارے ساتھ ان مشائخ سے سماعت کی ہیں جنہیں خلیفہ ہارون رشید تمہارے لیے منتخب کیا کرتے تھے۔ پس تیری مجلس ان لوگوں سے لپیٹ دی گئی ہے جو ان احادیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ جن میں اسماعیل بن حماد، بشر بن ولید، بشر بن غیاث، محمد بن سماعہ، یحیی بن اکثم ہیں اور آپ نے ان کیساتھ ان کی مثل ایک جماعت کا ذکر کیا، اس میں شک نہیں کہ یہ حضرات جس پر ہوں وہی حق ہوتا ہے، لہٰذا ہارون رشید تیرے لیے استاد منتخب کرنے میں غلطی پر تھے اور خلیفہ ہارون رشید درستگی پر ہوتے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ اصحابِ خطاء کو تجھ سے دور کر دیتے''۔

عیسیٰ بن ہارون کی کتاب کا جواب:

فاخذ المامون الكتاب وقال لعيسى: لعل للقوم حجة وانا سائلهم عن ذلك! فكان اول من دخل عليه اسماعيل بن حماد فاخبر المامون الخبر. فقال اسماعيل: انا اكفيك هذا الكتاب يا امير المؤمنين واوضح لك الحجة. فقال له المامون: فشأنك بها! ودفع اليه الكتاب. فاقام عنده مدة ثم جاءه به وقرأه المامون فاذا هو ضرب من السب. فلم يحفل به وقال: ليس هذا من جواب القوم في شئ. ثم اخذ منه الكتاب. فدخل اليه بشر بن غياث. فاخبره الخبر. فقال بشر: انا اكفيك يا امير المومنين! فاخذه ثم جاء بعد ذلك بكتاب فقال: هذا جوابه.

(ترجمہ:)''مامون الرشید نے کتاب لے کر جناب عیسیٰ سے کہا: شاید ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل

ہو، میں اس بارے میں ان سے پوچھتا ہوں! چنانچہ مامون کے پاس سب سے پہلے حضرت اسماعیل بن حماد تشریف لائے تو مامون نے آپ کو ساری بات بتائی تو جناب اسماعیل نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! آپ کی طرف سے اس کتاب کو میں کافی ہوں اور آپ کے لیے حجت واضح کروں گا، مامون نے آپ سے کہا: آپ کے لیے اس کی بہت ضرورت ہے! یہ کہہ کر اس نے کتاب آپ کو دے دی، آپ ایک مدت تک اس کے پاس نہیں آئے پھر اس کا جواب لے کر آئے مامون نے اس کا جواب پڑھا تو وہ گالی کی ایک قسم تھی، اس میں جواب کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا اور کہا: یہ قوم کے جواب میں سے نہیں ہے پھر آپ سے اس نے کتاب لے لی، پھر اس کے پاس بشر بن غیاث آئے تو اس نے ساری بات ان کو بتائی تو بشر نے کہا: میں آپ کے لیے کافی ہوں اے امیر المومنین! یہ کہہ کر کتاب لے لی پھر اس کے بعد ایک کتاب لے کر آئے تو کہا: یہ اس کا جواب ہے"۔

فقرأه المامون فاذا فيه دفع قبول خبر الواحد .فقال له المامون :ليس هذا من جواب القوم في شئ ,لان اصحابك يحتجون به في بعض مسائل ويصدرون كتبهم بخبر الواحد .فان كان خبر الواحد مما يجوز العمل به في شئ جاز العمل به في امثال ذلك الشئ ,وان كان لا يجوز العمل في شئ فلم وضعوه في كتبهم؟ ثم اخذ منه الكتاب الذي كان دفعه اليه .فكان اول من دخل عليه بعد ذلك يحيى بن اكثم فاخبره المامون الخبر. فقال له :ادفعه الى وانا اكفيكه يا امير المومنين! فدفعه اليه .فاقام فيه دهرا طويلا .كلما ساله المامون قال :لم افرغ. فقال له المامون :ان هذا الامر طويل فما توجب لك الحكمة هذا عندي لو اقمت الحجة لان مخالفك انما بين خلافك والحجة عليك في كتاب واحد ,ولعلك انت لا تحتج عليه في مائة كتاب.!

(ترجمہ:) "مامون الرشید نے اسے پڑھا تو اس میں خبر واحد کے مقبول ہونے کو رد کیا گیا تھا تو مامون نے ان سے کہا: اس میں قوم کے جواب میں سے کچھ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اصحاب بعض مسائل میں خبر واحد سے حجت پکڑتے ہیں اور ان کی کتابیں خبر واحد سے بھری پڑی ہیں، اگر خبر واحد ان چیزوں میں سے ہو جس کی وجہ سے کسی چیز میں عمل کرنا جائز ہے تو پھر اس کی وجہ سے اس کی مثل چیزوں میں بھی عمل کرنا جائز ہوگا اور اگر خبر واحد سے کسی چیز میں عمل کرنا جائز نہیں تو انہوں نے اپنی کتابوں میں اسے بطور حجت کیوں رکھا ہے؟ پھر جو ان کو کتاب دی تھی وہ واپس لے لی۔ اس کے بعد سب سے پہلے ان کے پاس یحیی بن اکثم آئے تو مامون نے انہیں ساری بات بتائی تو یحیی بن اکثم نے اس سے کہا: وہ کتاب مجھے دو اے

امیر المومنین! میں آپ کے لیے اس کے جواب میں کافی ہوں گا! مامون نے کتاب انہیں دے دی تو وہ ایک لمبا زمانہ اپنے پاس لیے رکھی، جب کبھی مامون اس کے متعلق ان سے پوچھتا تو وہ کہتے: میں اس کے جواب سے فارغ نہیں ہوا تو مامون ان سے کہتا: یہ معاملہ لمبا ہو گیا تو آپ کے لیے کون سی حکمت کا باعث ہے یہ میرے نزدیک کاش آپ کو حجت قائم کر سکیں کیونکہ آپ کے مخالف کے آپ کے خلاف کو بیان کر دیا ہے اور آپ کے خلاف حجت ایک ہی کتاب میں ہے شاید کہ آپ اس کے خلاف سو کتابوں میں بھی حجت قائم نہیں کر سکتے!"۔

امام عیسیٰ بن ابان کی کتاب "الحجۃ الصغیر" اور اس کی خوبیاں:

فبلغ ذلك عيسى بن ابان ولم يكن يدخل على المامون قبل ذلك ،فوضع كتاب الحجة الصغير فابتدا فيه بوجوه الاخبار ،وكيف نقل ،وما يجب قبوله منها ،وما يجب رده ،وما يجب علينا وما اذا سمعنا المتضاد منها ،وكشف الاحوال في ذلك ،ثم وضع لتلك الاحاديث ابواباً وذكر في كل باب حجة ابي حنيفة ومذهبه وماله فيه من الاخبار وما له فيه من القياس ،حتى استقصى ذلك استقصاء حسنا وعمل في كتابه حتى صار الى يد المامون ،فلما قرأه قال :هذا جواب القوم اللازم لهم !ثم انشأ يقول:

(ترجمہ:) "جب یہ بات جناب عیسیٰ بن ابان تک پہنچی تو آپ اس سے پہلے مامون کے پاس نہیں آئے تھے تو آپ نے الحجۃ الصغیر کتاب لکھی جس کی ابتداء وجوہ اخبار سے کی اور ان چیزوں کا ذکر کیا کہ وہ کیسے نقل کی جاتی ہیں، ان میں سے کن کا قبول کرنا واجب ہے؟ کونسی اخبار کا رد کرنا واجب ہے؟ کونسی ہم پر واجب ہے؟ کیا حکم ہے جب ہم متضاد اخبار سنیں؟ اور آپ نے اس بارے میں تمام احوال کھول کر بیان کیے پھر ان احادیث کے لیے ابواب مقرر کیے اور ہر باب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حجت، آپ کا مذہب، اس میں آپ سے مروی حدیثیں اور اس میں آپ کا قیاس ذکر کیا یہاں تک آپ نے بہترین طریقے سے پورا پورا احاطہ کیا اور اس کتاب میں عمل کیا حتی کہ مامون کے ہاتھ میں وہ کتاب دی، جب مامون نے اسے پڑھا تو کہا: یہ اس قوم کا جواب ہے جو ان کے لیے لازم ہے پھر وہ شعر کہنے لگا:"

حسدوا الفتى اذلم ينالوا سعيه ...... فالقوم اعداء له وخصوم

(ترجمہ:) "جب وہ جوان کی کوشش کو نہ پہنچ سکے تو وہ اس سے حسد کرنے لگے چنانچہ ساری قوم ان کی دشمن اور ان سے جھگڑا کرنے والی ہوگئی"۔

کضرائر الحَسنَاءِ قُلْنَ لوجهها....... حسدا وبغیا إنّه لذمیمٌ

(ترجمہ:)''جیسے حسین چہرے والی سوتنوں کے چہرے کے متعلق دوسری سوتنیں حسد وبغاوت کی وجہ سے کہتی ہیں کہ وہ بدصورت ہے''۔

ثمّ سَأَلَ عَن وَاضع ذَلِكَ الْكتاب وَعَن أَحْوَاله فَأُخبر بِهِ فَأَمر بِهِ مُنْذُ يَوْمئِذٍ فَصَارَ يحضر مَعَ الْفُقَهَاء۔

(ترجمہ:)''پھر خلیفہ مامون الرشید نے اس کتاب کے لکھنے والے کے متعلق اوراس کے احوال کے متعلق سوال کیا تو اسے خبردی گئی، پس اسے اس دن سے فقہاء کی مجلس میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا پس آپ فقہاء کیساتھ حاضر ہونے لگے''۔

حضرت عیسیٰ بن ابان رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت:

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت أَبَا خازم الْقَاضِي يَقُول مَا رَأَيْت لأهل بَغْدَاد حَدثا أذكى من عِيسَى بن أبان وَبشر بن الْوَلِيد وَقَالَ أَبُو خازم كَانَ عِيسَى رجلا سخيا جدا وَكَانَ يَقُول وَالله لَو أتيت بِرَجُل يفعل فِي مَاله كفعلي فِي مَالِي لحجرت عَلَيْهِ قَالَ وَقدم إِلَيْهِ رجل مُحَمَّد بن عباد المهلبي فَادّعى عَلَيْهِ أَرْبَعمِائَة دِينَار فَسَأَلَهُ عِيسَى عَمَّا ادّعى عَلَيْهِ فَأقر لَهُ بذلك فَقَالَ لَهُ الرجل احبسه لي فَقَالَ لَهُ عِيسَى أما الْحَبْس فَوَاجِب لَك وَلَكِنِّي لَا أرى حبس أبي عبد الله وَأَنا أقدر على فدائه من مَالِي فغرمها عَنهُ عِيسَى من مَاله۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبردی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبردی کہا ہم سے امام طحاوی نے بیان کیا کہا میں نے قاضی ابوخازم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں بغداد والوں میں عیسیٰ بن ابان اور بشر بن ولید سے بڑا ذکی نوجوان نہیں دیکھا۔ ابوخازم نے کہا: جناب عیسیٰ بن ابان بہت زیادہ سخی تھے اور کہا کرتے تھے اگر میرے پاس ایسا آدمی لایا جو اپنے مال میں ایسی ہی سخاوت کرتا ہے جیسے میں اپنے مال میں کرتا ہوں تو یقیناً میں اس کا انکار کردوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے آپ کے عدالت میں محمد بن عباد مہلبی کو پیش کیا اوراس نے محمد بن عباد پر چارسو دینار ادا کرنے کا دعوی دائر کیا تو جناب عیسیٰ نے مدعا علیہ سے مطلوبہ مسئلے کے متعلق سوال کیا تواس نے اس کا اقرار کیا تواس آدمی نے آپ سے کہا: میرے لیے اسے قید کرلیجئے! جناب عیسیٰ نے اس سے فرمایا: تیرے لیے قید کرنا واجب ہے لیکن میں ابوعبداللہ کو قید نہیں کرنا

چاہتا، میں اپنے مال سے اس قرضے کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہوں چنانچہ جناب عیسیٰ نے اپنے مال سے اس کا قرضہ ادا کر دیا''۔

زندگی اغنیاء جیسی اور موت فقراء جیسی:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد الأَسدي قَالَ ثَنَا أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت ابْن أبي عمرَان يَقُول سَمِعت أَبَا عبد الله مُحَمَّد بن عبد الله الْكَلْبِيّ الْفَقِيه قَالَ حضرت عِيسَى بن أبان وَهُوَ يَمُوت فَقَالَ لي يَا كَلْبِي احص مَا لي من المَال فأحصيت فَإِذا مَال كثير ثمَّ قَالَ لي إحص مَا عَليّ من الدّين فأحصيت فَإِذا هُوَ قريب من مَاله فَقَالَ لي كَانُوا يحبونَ ان أَن يعيشوا عَيْش الْأَغْنِيَاء ويموتوا موت الْفُقَرَاء۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد الاسدی نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر الدامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا امام طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے جناب ابن ابی عمران کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے فقیہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الکلبی سے سنا آپ نے کہا: میں حضرت عیسیٰ بن ابان کی وفات کے وقت موجود تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے کلبی! میرے مال کی گنتی کرو وہ کتنا ہے؟ میں نے گنتی کی تو وہ بہت زیادہ مال تھا پھر مجھ سے فرمایا: شمار کرو کہ مجھ پر کتنا قرضہ ہے؟ میں نے قرضہ شمار کیا تو وہ ان کے مال کے قریب قریب تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: بزرگ اغنیاء کی زندگی بسر کرنا اور فقراء کی موت مرنا پسند کرتے تھے''۔

امام محمد بن سماعہ اور امام عیسیٰ بن ابان کی دوستی:

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْفَقِيه قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت أَبَا خازم يَقُول سَمِعت بكرا يَقُول مَا رَأَيْت أحدا قطّ فتمنيت أَن أكون مثله إِلَّا مُحَمَّد بن سَمَّاعَة وَمَا رَأَيْت قطّ فقيهين متواخيين كل وَاحِد مِنْهُمَا يُوجب لصَاحبه كإيجابه لنَفسِهِ غير مُحَمَّد بن سَمَّاعَة وَعِيسَى بن أبان۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوخازم کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہا میں نے جناب بکر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جس بھی ہستی کو دیکھا تو اس کی مثل ہونے کی تمنا کی سوائے امام محمد بن سماعہ کے، میں نے کبھی بھائی چارے والے دو فقیہ نہیں دیکھے جو اپنے ساتھی کے لیے ایسے ہی چیزیں لازم کرتے جیسے اپنے آپ کے لیے لازم کرتے ہیں سوائے امام محمد بن سماعہ اور امام عیسیٰ بن ابان کے۔ رحمۃ اللہ علیہما''۔

بصرہ کے سب سے بڑے فقیہ قاضی:

أخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا أبو بكر الدامغاني قال ثنا الطحاوي قال ثنا أبو بكرة بكار بن قتيبة قال سمعت هلال بن يحيى يقول ما ولي البصرة منذ كان الإسلام وإلى وقتنا هذا قاض أفقه من عيسى بن أبان.

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوبکرہ بکار بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے ہلال بن یحیی کو کہتے ہوئے سنا جب سے اسلام بصرہ میں آیا اس وقت سے لے کر ہمارے اس وقت تک امام عیسیٰ بن ابان سے بڑا فقیہ بصرہ کا قاضی مقرر نہیں ہوا''۔

أخبرنا عبيد الله بن محمد قال ثنا الدامغاني قال ثنا الطحاوي قال سمعت إبراهيم ابن حميد البصري المعروف بالكلابزي يقول سمعت أبي يقول كنا نخاصم إلى عيسى بن أبان وهو قاضي البصرة في ضيعتنا المعروفة بالكلابزية وفي الشرائط التي هو موقوفة عليها فكان يرددنا في ذلك فلما كان في يوم من الأيام تقدمنا إليه فقلنا أيها القاضي قد طال أمرنا في هذه الضيعة واحتجنا إلى أن يفصل القاضي بيننا فأنا لا ندري إلى من نرجع سواه قال فمد يده فأخذ طويلته من رأسه ثم قال والله ما يحسن القاضي جواب مسألتكم هذه فإن صبرتم إلى أن يفتح الله فيها شيئا لي ولكم وإن لم تفعلوا افشأنكم.

(ترجمہ:) ''عبیداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم ابن حمید بصری المعروف کلابزی کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اپنی مشہور کلابزی زمین اور ان شرائط کہ جن پر وہ وقف کی گئی تھی کے متعلق جناب عیسیٰ بن ابان کے پاس مقدمہ لے کر گئے جبکہ وہ بصرہ کے قاضی تھے۔ آپ اس مسئلے میں ہمیں لوٹاتے رہے۔ انہی ایام میں سے ایک دن جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو ہم نے کہا: اے قاضی! اس زمین کے مسئلے میں ہمارا مقدمہ لمبا ہو گیا اور ہمیں ضرورت پڑی کہ قاضی ہمارے درمیان فیصلہ کرے ہم نہیں جانتے کہ اس کے علاوہ کس کے پاس رجوع کریں، قاضی عیسیٰ بن ابان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنے سر کی کھوپڑی کو پکڑ کر کہا: اللہ کی قسم! تمہارے اس مسئلے کا جواب قاضی کے پاس اچھا نہیں لہذا اگر تم صبر کرو یہاں تک اللہ تعالیٰ اس معاملے میں میرے اور تمہارے لیے کوئی راستہ کھول دے لیکن اگر تم صبر نہ کرو تو جیسے تمہاری مرضی!''۔

امام عیسیٰ بن ابان اور شیخ ابن عائشہ التیمی:

أخبرنَا القَاضِي عبد الله بن مُحَمّد قَالَ ثَنَا أَبُو بكر الدّامغَانِي الشَّيْخ الْفَقِيه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت بكار بن قُتَيْبَة يَقُول تقدم رجل إِلَى عِيسَى بن أبان وَهُوَ يَلِي الْقَضَاء عندنَا بِالْبَصْرَةِ فِي خصومه فَأمر بِهِ يوجأ قفاهُ فَفعل ذَلِك وَادّعى ذهَاب بَصَره وَخرج إِلَى المعتصم رَافعا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ إِلَى من تحب أَن نكتب لَك من أهل الْبَصْرَة فَقَالَ إِلَى عبد الله بن مُحَمَّد بن عَائِشَة التَّيْمِيّ فَأمر لَهُ بِالْكتاب إِلَيْهِ فِي النّظر بَينه وَبَين عِيسَى فِي ذَلِك فأوصل الرجل الْكتاب إِلَى ابْن عَائِشَة لما قدم فَبعث ابْن عَائِشَة إِلَى عِيسَى فَأعلمهُ ذَلِك فوعده بالحضور إِلَى الْمَسْجِد الْأَعْظَم للنَّظر فِي ذَلِك

(ترجمہ:) ''القاضی عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا الشیخ الفقیہ ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا طحاوی نے خبر دی کہا بکار بن قتیبہ کو کہتے ہوئے میں نے سنا امام عیسیٰ بن ابان جب ہمارے پاس بصرہ کے عہدہ قضاء پر فائز تھے تو آپ کے پاس ایک آدمی ایک مقدمہ لے کر پیش ہوا تو آپ نے اس کی گدی پر سزا دینے کا حکم جاری کیا تو ایسا ہی کیا گیا اور اس نے اپنی نظر چلے جانے کا دعوی کر دیا اور مقدمہ لے کر خلیفہ معتصم کے دربار میں چلا گیا۔ معتصم نے کہا: اہل بصرہ کے کس آدمی کو تم پسند کرتے ہو کہ ہم تمہارے لیے اس کی طرف خط لکھیں؟ اس نے کہا: عبداللہ بن محمد بن عائشہ تیمی کی طرف، چنانچہ معتصم نے خط کے ذریعے ابن عائشہ کو حکم دیا کہ اس آدمی اور جناب عیسیٰ کے درمیان مسئلہ دیکھے! جب وہ آدمی آیا تو اس نے وہ خط ابن عائشہ کو پہنچایا، ابن عائشہ نے عیسیٰ بن ابان کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ اس کے متعلق بتائے۔ قاضی عیسیٰ نے اس مسئلے میں غور وفکر کرنے کے لیے بڑی مسجد میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا''۔

فَسبق ابْن عَائِشَة وَجلسَ إِلَى سَارِيَة من سواري الْمَسْجِد ثمَّ جَاءَ عِيسَى وَكنت يَوْمئِذٍ مَعَه وَمَعَهُ أمناؤه وَأَصْحَابه فَلم يتهيأ لَهُ الدُّخُول من بَاب من أَبْوَاب الْمَسْجِد لما فِيهِ من النَّاس فَدخل ودخلنا مَعَه من حَيْثُ يدْخل المؤذنون يَوْم الْجُمُعَة فَعمد عِيسَى إِلَى سَارِيَة الحكم الَّتِي كَانَ يجلس عِنْدهَا للحكم وَيجْلس الْحُكَّام عِنْدهَا قبله فَجَلَسَ عِنْدهَا فَجعل ابْن عَائِشَة ينتظره أَن يتَحَوَّل إِلَيْهِ وَقد كَانَ عِيسَى لما بعث إِلَيْهِ ابْن عَائِشَة يُعلمهُ مَا كتب بِهِ إِلَيْهِ أَجَابَهُ أَنه لَا يحضر إِلَّا بعد حُضُور الْأَمِير وَصَاحب الْبَرِيد فَحَضَرَ الْأَمِير وَصَاحب الْبَرِيد

(ترجمہ:) ''پس جناب ابن عائشہ مسجد میں پہلے چلے گئے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون

کے پاس بیٹھ گئے پھر جناب عیسیٰ تشریف لائے ، ان دنوں میں آپ کیساتھ ہوتا تھا اور آپ کیساتھ آپ کے بااعتماد افراد اور اصحاب بھی تھے ،لوگوں کی وجہ سے مسجد کے دروازوں میں سے کسی دروازے سے داخل ہونا آپ کو میسر نہ ہوسکا چنانچہ جمعہ کے دن موذن جہاں سے داخل ہوتے ہیں وہاں سے آپ داخل ہوئے اور ہم بھی آپ کیساتھ مسجد میں داخل ہوگئے ۔ جناب عیسیٰ نے فیصلے کے اس ستون کا ارادہ کیا جس کے پاس آپ فیصلے کے لیے بیٹھتے تھے اور آپ سے پہلے حکام اس کے پاس فیصلے کے لیے بیٹھتے تھے، جناب ابن عائشہ انتظار کرنے لگے کہ قاضی عیسیٰ ان کے پاس آئیں گے ۔ جب ابن عائشہ نے قاضی عیسیٰ کی طرف خط میں لکھے ہوئے حکم کی خبر دینے کے لیے ایلچی بھیجا تھا تو آپ نے جواباً کہا تھا: آپ امیر اور پوسٹ مین کے بعد ہی حاضر ہوں گے ،پس امیر اور پوسٹ مین حاضر ہوئے''۔

فَلَمَّا طَالَ الْأَمر على ابْن عَائِشَة بعث إِلَى عِيسَى إِن الرجل قد حضر يَعْنِي الْخصم وَإِنَّا منتظروك فَبعث إِلَيْهِ عِيسَى إِنِّي لم أصرف عَن الْعَمَل وَالْعَمَل إِلَيّ كَمَا كَانَ والسارية الَّتِي أَنا فِيهَا هِيَ السارية الَّتِي تعرف بجلوس الْحُكَّام عِنْدهَا فَإِن يكن إِلَيْك شَيْء مِمَّا إِلَى الْحُكَّام فعندها يكون جلوسك فَلَمَّا سمع ابْن عَائِشَة ذَلِك الْكَلَام علم أَنه قد أَخطَأ وأنف أَن يقوم من مقَامه الَّذِي كَانَ بِهِ إِلَى الْمَكَان الَّذِي فِيهِ عِيسَى فرأيته وَقد زحف يتَوَارَى عَنَّا حَتَّى صَار إِلَى الْموضع الَّذِي جلس فِيهِ وَحضر الْخصم مَا أدعى بمحضرهم جَمِيعًا فَقَالَ ابْن عَائِشَة لعيسى مَا تَقول فِيمَا ذكره هَذَا الرجل فَقَالَ عِيسَى مَا أَقُول حرفا إِلَّا مَا يَكْتُبهُ كَاتب الْأَمِير وَكَاتب صَاحب الْبَرِيد وكاتبي ثمَّ قَالَ عِيسَى فِي ذَلِك مَا قَالَ وكتبوه جَمِيعًا مَا وَنفذ الْكتاب فَلم يكن عِنْده شَيْء مِمَّا قدره ابْن عَائِشَة وَلَا مِمَّا قدره الْخصم وَعَاد الْأَمر إِلَى مَحْبُوب عِيسَى

(ترجمہ:)''جب ابن عائشہ پر معاملہ لمبا ہوگیا(یعنی وقت بہت زیادہ گزر گیا)تو ابن عائشہ نے قاضی عیسیٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ آدمی یعنی مدعی حاضر ہوگیا ہے اور میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں تو قاضی عیسیٰ نے ان کی طرف جواباً کہا: میں کام سے نہیں پھرا، کام میری طرف ہے جیسا تھا اور جس ستون کے پاس میں بیٹھا ہوں یہی وہ ستون ہے جس کے پاس حکام بیٹھنے کیساتھ مشہور ہیں لہٰذا اگر تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو حکام کے پاس ہوتی ہے تو اس ستون کے پاس تجھے بیٹھنا چاہیے تھا ۔ جب ابن عائشہ نے یہ بات سنی تو اسے معلوم ہوگیا کہ اس سے خطا ہوئی ہے اور ناپسند جانا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جگہ جائے جس میں جناب عیسیٰ بیٹھے تھے چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ ہم سے چھپتے ہوئے گھسٹتے ہوئے آنے لگا حتی کہ اسی جگہ پہنچ گیا

جس میں قاضی عیسیٰ بیٹھے ہوئے تھے اور خصم (مدمقابل) نے سب کی موجودگی میں اپنا دعوی پیش کیا تو ابن عائشہ نے قاضی عیسیٰ سے کہا: اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو اس آدمی نے ذکر کیا ہے؟ قاضی عیسیٰ نے کہا: میں ایک حرف بھی نہیں کہوں گا مگر امیر کا کاتب اور پوسٹ مین کا کاتب اور میرا کاتب اسے لکھے گا پھر اس بارے میں قاضی عیسیٰ نے کہا جو کہا ان سب نے لکھا اور مکتوب بند کر دیا، وہاں پر نہ تو ابن عائشہ کی قدر و منزلت ہوئی نہ خصم کی اور معاملہ قاضی عیسیٰ کے محبوب کی طرف لوٹ آیا''۔

فَذكرت ذَلِك لأبي خازم القَاضِي فعرفهُ وَصدق بكارا على جَمِيع مَا حَدثنِي بِهِ وَقَالَ لي مَعَ ذَلِك لقد حَدثنِي طَبِيب كَانَ بِالْبَصْرَةِ مِمَّن يرجع إِلَى قَوْله وَلَا يتهم خَبره إِنَّه كَانَ فِي دَار ابْن عَائِشَة بعد مَا نفذ كِتَابه بِمَا نفذ بِهِ فِي هَذَا الْأَمر قَالَ فَإِنِّي لفي صحنها إِذْ رَأَيْت ظهرا فَأَخَذته فَإِذا فِيهِ نُسْخَة مَا عمله ابْن عَائِشَة وَكتب بِهِ إِلَى المعتصم فِي هَذَا الْأَمر فوقفت فِيهَا على تزيد مِنْهُ كثير لم يكن جرى بَينه وَبَين عِيسَى ثمَّ رَجعْنَا إِلَى حَدِيث بكار فَلَمَّا كَانَ بعد ذَلِك خَاصم قوم من الهاشميين ابْن عَائِشَة فِي شَيْء كَانَ يَأْخُذهُ من وقف لَهُم وَكَانَت أمه مِنْهُم وَكَانَ يَأْخُذهُ بِأُمِّهِ لِأَن الْوَقْف كَانَ عَلَيْهِم وعَلى أَوْلَادهم وَأَوْلَاد أَوْلَادهم۔

(ترجمہ:) ''میں نے یہ بات قاضی ابوخازم سے ذکر کی تو آپ نے اسے پہچانا اور مجھ سے بیان کردہ تمام روایت میں بکار کو سچا قرار دیا اور آپ نے مجھ سے فرمایا: مجھ سے طبیب نے بیان کیا جو بصرہ میں تھا جس کے قول کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور اس کی خبر پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جاتی تھی کہ اس معاملے میں نفاذ حکم کیساتھ خط کے بند ہونے کے بعد میں جناب ابن عائشہ کے گھر تھا کہا میں اس گھر کے صحن میں تھا کہ اچانک میں نے لدی ہوئی سواری دیکھی تو میں نے اسے پکڑا میں نے اسے پکڑا تو اس میں ایک نسخہ تھا جسے ابن عائشہ نے تیار کیا تھا اور اس میں خلیفہ معتصم کی طرف اس معاملے کے بارے میں لکھا تھا چنانچہ اس میں بہت سی ایسی اضافی چیزوں پر میں مطلع ہوا جو ابن عائشہ اور قاضی عیسیٰ کے درمیان جاری نہیں ہوئی تھیں۔ پھر ہم نے جناب بکار کی روایت کی طرف رجوع کیا۔ پھر اس کے بعد ایک ہاشمی قوم نے کسی چیز میں ابن عائشہ سے جھگڑا کیا وہ ان کے وقف سے کچھ لیا کرتا تھا اور ابن عائشہ کی ماں ہاشمی قوم میں سے تھی اور وہ اپنی ماں کی وجہ سے اس وقف میں سے حصہ لیا کرتا تھا کیونکہ وقف ان پر تھا اور ان کی اولاد پر اور ان کی اولاد کی اولاد پر تھا''۔

فَقَالُوا لَهُ أَنْت رجل من بني تيم فَلَيْسَ لَك أَن تَأْخُذ من وقفنا الَّذِي علينا وعَلى أَوْلَادنَا

وَنحن قوم من بنی هَاشم وخاصموه فِي ذَلِك إِلَى عِيسَى بن أبان فَدَعَا عِيسَى بِالْحجَّةِ فِي أخذه من وقفهم مَا يَأْخُذهُ فَقَالَ أخذته بأمي لِأَن الْوَاقِف جدهم الَّذِي يرجعُونَ إِلَيْهِ بآبائهم وَهُوَ جدي لأمي أرجع إِلَيْهِ بهَا كَمَا يرجعُونَ إِلَيْهِ بآبائهم فَقَالَ لَهُ عِيسَى مَا أرى لَك فِي ذَلِك حَقًا إِنَّمَا هُوَ لأَوْلَاد أَوْلَاد الْوَاقِف الَّذين يرجعُونَ إِلَيْهِ بآبائهم لَا بأمهاتهم فَقَالَ لَهُ ابْن عَائِشَة قد كنت آخذه على أَيدي جمَاعَة من الْقُضَاة فَذكر اسماعيل بن حَمَّاد وَمُحَمّد بن عبد الله الْأنْصَارِيّ وَيحيى بن أَكْثَم

(ترجمہ:)''پس انہوں نے ابن عائشہ سے کہا: آپ بنی تیم کے ایک آدمی ہیں لہٰذا آپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ ہمارے اس وقف سے حصہ لیں جو ہم پر وقف ہے اور ہماری اولاد پر ہے اور ہم بنی ہاشم کی قوم ہیں اورانہوں نے یہ مقدمہ قاضی عیسیٰ بن ابان کی عدالت میں پیش کیا تو قاضی عیسیٰ نے ابن عائشہ سے ان ہاشمی افراد کے وقف سے جو وہ حصہ لیتا ہے اس کے لینے کے جواز پر حجت مانگی تو اس نے کہا: میں نے اپنی ماں کی وجہ سے حصہ لیا کیونکہ وقف کرنے والا ان کا دادا تھا جس کی طرف وہ اپنے آباء کیساتھ لوٹتے ہیں اور وہ میری والدہ کا دادا ہے میں بھی اس کی طرف ایسے ہی لوٹتا ہوں جیسے وہ اپنے آباء کیساتھ اس کی طرف لوٹتے ہیں۔ قاضی عیسیٰ نے اس سے کہا: میں اس بارے میں آپ کا حق نہیں دیکھتا یہ تو واقف کی اولاد کی اولاد کے لیے ہیں جو اس کی طرف اپنے آباء (باپ، دادا) کیساتھ لوٹتے ہیں نہ اپنے ماؤں کیساتھ۔ ابن عائشہ نے کہا: میں تو قاضیوں کی ایک جماعت کے ہاتھوں لیا کرتا تھا چنانچہ اس نے اسماعیل بن حماد، محمد بن عبداللہ انصاری اور یحییٰ بن اکثم کا ذکر کیا''۔

فَقَالَ لَهُ عِيسَى الْقَضَاء من هَؤُلَاءِ الْقُضَاة الَّذين ذكرتهم بذلك فَإِن كَانَ مَعَك بذلك حجَّة من وَاحِد مِنْهُم بِقَضَائِهِ بذلك أنفذته لَك وجعلتك من أهل هَذَا الْوَقْف وَإِن لم يكن ذَلِك مَعَك فَإِنَّمَا هَذَا تعد من أمنائهم فِي دفعهم إِلَيْك مَا كَانُوا يدفعونه من غلاته وَلَو خوصموا إِلَيّ فِي ذَلِك لضمنتهم إِيَّاه قَالَ فَأخْرجهُ من الْوَقْف ورده إِلَى الهاشميين دونه فَكَانَ ذَلِك سَببا لفقره۔

(ترجمہ:)''قاضی عیسیٰ نے ان سے کہا: ان قاضیوں کا فیصلہ جن کا تم نے اس فیصلے کیساتھ ذکر کیا ہے اگر تیرے پاس ان میں سے کسی ایک کے فیصلے کی حجت ہے تو میں اس فیصلے کو نافذ کردوں گا اور تجھے اس وقف والوں میں سے قرار دے دوں گا اور اگر تیرے پاس حجت نہ ہو تو پھر ان کے امین لوگوں کی طرف

سے ان کو تمہیں دینے میں زیادتی ہوگی جو وہ اس زمین کی پیداوار سے دیا کرتے تھے اور اگر ان کا مقدمہ میرے پاس لایا گیا تو میں ان سے اس کا ضمان لوں گا۔راوی کا بیان ہے کہ قاضی عیسیٰ نے وقف سے ابن عائشہ کو خارج کر دیا اور وہ وقف ہاشمی لوگوں کی طرف اس کے بغیر لوٹا دیا پس یہ ابن عائشہ کے فقر کا سبب بنا"۔

قَالَ بكار فكَانَ أَصْحَابنَا هِلَال وَغيره يَقُولُونَ إِن عِيسَى قد خرج بِقَضَائِهِ بذلك من قول أَصْحَابه لأَنهم كَانُوا يرَوْنَ أَوْلَاد الْبَنَات فِي ذَلِك كأولاد الْبَنِينَ يَقُولُونَ إِنَّمَا حمله على ذَلِك مَا كَانَ من ابْن عَائِشَة فِي الْقِصَّة الَّتِي بدأنا بذكرها وَذكر ذَلِك لعيسى فَقَالَ مَا خرجت من قول أَصْحَابنَا وَهَذَا القَوْل الَّذِي قضيت بِهِ هُوَ قول مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ بكار وَمَا عرفنَا ذَلِك من قول مُحَمَّد بن الْحسن وَلَا عرفه هِلَال وَلَا أُولَئِكَ الْفُقَهَاء الَّذين أنكروا على عِيسَى قَضَاءَهُ فَذكرت أَنا ذَلِك لأبي خازم فعرفهُ وَقَالَ مَا صَنَعُوا شَيْئا قد صدق عِيسَى فِي هَذِه الرِّوَايَة على مُحَمَّد هِيَ فِي كِتَابه الْكَبِير من السّير فِي الْحَرْبِيّ إِذا أومن على نَفسه وعَلى وَلَده وَولد وَلَده أَنه لَا يدْخل فِي ذَلِك أَوْلَاد بَنَاته فَرَجَعت أَنا إِلَى كتاب السّير فَوَجَدته كَمَا قَالَ أَبُو خازم۔

(ترجمہ:)"بکار نے کہا: ہمارے اصحاب ہلال وغیرہ کہا کرتے تھے کہ قاضی عیسیٰ اس فیصلے کی وجہ سے ہمارے اصحاب کے قول سے نکل گئے کیونکہ ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ بیٹیوں کی اولاد اس مسئلے میں بیٹوں کی اولاد کی طرح ہی ہے۔وہ کہتے ہیں: قاضی عیسیٰ کو اقوال اصحاب سے خروج کی طرف اس واقعے نے ابھارا جو ابن عائشہ کی طرف سے پیش آیا تھا جس کا شروع میں ذکر ہو چکا ہے اور یہ بات قاضی عیسیٰ سے بھی ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: میں اپنے اصحاب کے قول سے نہیں نکلا اور یہ قول جس پر میں نے فیصلہ کیا وہ امام محمد بن حسن کا قول ہے۔بکار نے کہا: ہم نے امام محمد بن حسن کے قول سے یہ بات نہیں پہچانی اور نہ ہلال نے پہچانی اور نہ ہی ان فقہاء نے پہچانی جنہوں نے جناب عیسیٰ نے اس فیصلے پر انکار کیا تھا پس میں نے یہ بات قاضی ابوخازم سے ذکر کی تو آپ نے وہ بات پہچان لی اور آپ نے کہا: انہوں (مذکورہ فقہاء) نے کچھ نہیں کیا کچھ شک نہیں کہ امام محمد کی اس روایت میں قاضی عیسیٰ نے سچ کہا ہے وہ روایت امام محمد کی کتاب السیر الکبیر میں ہے اس حربی کے بارے میں جسے اسے اور اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو امان دی گئی ہو تو اس میں اس کی بیٹیوں کی اولاد داخل نہیں ہوگی؛ پس میں نے کتاب السیر کی طرف رجوع کیا تو ایسا ہی پایا جیسے ابوخازم نے کہا تھا"۔

قَالَ الطَّحَاوِیّ وَقد قَالَ لی أَبُو عبد الرَّحْمَن الْبَصْرِیّ السَّاجِی وَكَانَ من وُجُوه من جَاءَنَا من الْبَصرِیین وَكَانَ متحققا بالفرائض فَقَالَ لی قد كَانَ ابْن عَائِشَة بعد قصَّته مَعَ عِیسَى شخص إِلَى الحضرة فَكَانَ هُنَاكَ مُدَّة وَبهَا سمع البغدادیون مِنْهُ مَا سمعُوا ثمَّ قدم الْبَصْرَة۔

(ترجمہ:)''امام طحاوی نے کہا مجھ سے ابوعبدالرحمن بصری ساجی نے کہا اور یہ ان سرداروں میں سے ایک تھے جو ہمارے پاس بصرہ سے آتے تھے اور وہ میراث میں محقق تھے چنانچہ ابوعبدالرحمن بصری ساجی نے مجھ سے کہا: ابن عائشہ کا قاضی عیسیٰ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آنے کے بعد ابن عائشہ نے خلیفہ کے دربار کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر ایک مدت تک رہے، اہل بغداد نے ان سے سماعت کی جو سماعت کی پھر وہ بصرہ واپس آ گئے''۔

قَالَ أَبُو خازم لما أَرَادَ ابْن عَائِشَة الرُّجُوع إِلَى الْبَصْرَة قَالَ لَهُ ابْن أبي دؤاد عِنْد وداعه هَل لَك من حَاجَة یَا أَبَا عبد الرَّحْمَن نقضی لَك قَالَ نعم وِلَایَة حكم بِالْبَصْرَة فَقَالَ لَهُ ابْن أبي دؤاد لَیْسَ وَالله إِلَى عزل أبي مُوسَى سَبِیل وَلَكِن سل مَا سوى ذَلِك فَلم یسْأَل شَیْئا۔

(ترجمہ:)''ابوخازم نے کہا: جب ابن عائشہ نے بصرہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا تو ابن ابی دواد نے الوداع کے وقت ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! آپ کو کوئی حاجت ہو تو بتاؤ ہم آپ کے لیے پوری کریں گے؟ ابن عائشہ نے کہا: ہاں حاجت ہے، بصرہ کے حکام کی گورنری چاہیے تو ابن ابی دواد نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! ابوموسیٰ کی معزولی کی کوئی سبیل نہیں لیکن آپ اس کے علاوہ کوئی سوال کیجئے؟ تو ابن عائشہ نے کسی چیز کا سوال نہیں کیا''۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا أَبُو بكر الدَّامغَانِی الْفَقِیه قَالَ أنبأ الطَّحَاوِیّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِیم بن مُحَمَّد بن یُونُس الْبَصْرِیّ قَالَ سَمِعت عِیسَى بن أبان وَهُوَ على بَاب مَسْجده یُرِید دُخُوله للصَّلَاة فَقَالَت لَهُ امْرَأَة أَیهَا القَاضِی الله الله فی أَمْرِی سل عَن قصتی الْفُقَهَاء قبل أَن تقضی عَلیّ سل عَن ذَلِك هلالا فَسَمعته یَقُول لَهَا أَیَّتهَا الْمَرْأَة مَا بِنَا إِلَى هِلَال من فاقة۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا فقیہ ابوبکر دامغانی نے ہم سے بیان کیا کہا طحاوی نے خبر دی کہا ابراہیم بن محمد بن یونس بصری نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے عیسیٰ بن ابان سے سنا جبکہ وہ اپنے مسجد کے دروازے پر تھے اور نماز کے لیے مسجد میں داخل ہونا چاہتے تھے تو ان سے ایک عورت نے کہا: اے قاضی! اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے معاملے میں میرے خلاف فیصلے کرنے سے پہلے فقہاء

سے میرا قصہ پوچھ لے،اس بارے میں ہلال سے پوچھ لے پس میں نے سنا کہ آپ نے اس عورت سے فرمایا:اے عورت!ہمیں فاقہ کی وجہ سے ہلال کے پاس جانے کی ضرورت نہیں"۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے طبقات مصنف کے زمانے تک:

طَبَقَات أَصْحَاب أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ إِلَى وقتنا هَذَا رَحِمهم الله

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کے طبقات ہمارے اس وقت تک

قَالَ القَاضِي أَبُو عبد الله الْحُسَيْن بن عَليّ الصَّيْمَرِيّ رَحمَه الله قد ذكرنَا أَخْبَار الْأَعْلَام من أَصْحَاب أبي حنيفَة وَقد أَخذ عَن أبي حنيفَة الْعلم عدد كثير من النَّاس غير أَنه لم يتَّفق لَهُ من الشُّهْرَة وَكَثْرَة الْأَصْحَاب والتقدم عِنْد السُّلْطَان مَا اتّفق لمن ذكرنَاهُ.

(ترجمہ:)"قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:ہم نے امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں بڑے بڑے اصحاب کی اخبار ذکر کی ہیں۔امام ابوحنیفہ سے کثیر تعداد میں لوگوں نے علم حاصل کیا،علاوہ ازیں شہرت،کثرت اصحاب اور تقدم میں سلطان کے نزدیک اتنا اتفاق نہیں ہوا جتنا اتفاق ان حضرات کا ہوا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے"۔

حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ:

فَمن أَخذ عَنهُ الْعلم وَكَانَ يُفْتِي بقوله وَكِيع بن الْجراح

جس نے آپ سے علم حاصل کیا اور آپ کے قول پر فتوی دیتے تھے وہ وکیع بن جراح ہیں

امام ابن المبارک،وکیع بن جراح اور یحیی بن سعید القطان کے متعلق امام یحیی بن معین کا قول:

أخبرنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ أنبأ مكرم قَالَ أنبأ عَليّ بن الْحُسَيْن بن حبَان عَن أَبِيه قَالَ سَمِعت يحيى بن معِين قَالَ مَا رَأَيْت أفضل من وَكِيع بن الْجراح قيل لَهُ وَلَا ابْن الْمُبَارك قَالَ قد كَانَ لِابْنِ الْمُبَارك فضل وَلَكِن مَا رَأَيْت أفضل من وَكِيع كَانَ يسْتَقْبل الْقبْلَة وَيحفظ حَدِيثه وَيقوم اللَّيْل ويسرد الصَّوْم ويفتي بقول أبي حنيفَة وَكَانَ قد سمع مِنْهُ شَيْئا كثيرا قَالَ يحيى بن معِين وَكَانَ يحيى بن سعيد الْقطَّان يُفْتِي بقول أبي حنيفَة أَيْضا.

(ترجمہ:)"عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے خبر دی کہا علی بن حسین بن حبان نے خبر دی وہ اپنے باپ سے راوی کہا میں نے امام یحیی بن معین سے سنا آپ نے فرمایا:میں نے وکیع بن جراح سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔آپ سے کہا گیا:عبداللہ بن مبارک افضل نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:حضرت ابن

مبارک کو فضیلت حاصل تھی لیکن میں نے حضرت وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا آپ قبلہ رخ بیٹھا کرتے، اپنی حدیث حفظ کرتے، رات کو قیام کرتے، ہمیشہ روزہ رکھتے اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، آپ نے حضرت ابوحنیفہ سے بہت زیادہ چیزیں سماعت کی ہیں۔ یحیی بن معین نے کہا: حضرت یحیی بن سعید القطان بھی امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے''۔

حضرت ابوعمرو اسد بن عمرو بجلی علیہ الرحمہ شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ:

وَمن أَصْحَاب أبي حنيفَة أَبُو عَمْرو أَسد بن عَمْرو البَجلِيّ

امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے ابوعمرو اسد بن عمرو بجلی بھی ہیں

امام ابو یوسف کے بعد قاضی:

ولي الْقَضَاء بعد أبي يُوسُف للرشيد وَحج مَعَه معادلا لَهُ ويكنى أَبَا عَمْرو۔

(ترجمہ:)''امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے بعد خلیفہ ہارون رشید کے لیے آپ عہدہ قضاء پر فائز ہوئے، آپ نے خلیفہ ہارون رشید کیساتھ سوار ہو کر حج کیا اور آپ کی کنیت ابوعمرو ہے''۔

عافیہ بن یزید اودی علیہ الرحمہ تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ:

وَمن أَصْحَابه أَيْضا عَافِيَة بن يزِيد الأودي

امام اعظم کے اصحاب میں سے عافیہ بن یزید اودی بھی ہیں

امام اعظم کی بارگاہ میں حضرت عافیہ بن یزید اودی کا مقام:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مُحَمَّد المسكي قَالَ ثَنَا عَليّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن مخلد الْبَلْخِي قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن سعيد الْخَوَارِزْمِيّ قَالَ ثَنَا إِسْحَاق بن إِبْرَاهِيم قَالَ كَانَ أَصْحَاب أبي حنيفَة يَخُوضُونَ مَعَه فِي الْمَسْأَلَة فَإِذا لم يحضر عَافِيَة قَالَ أَبُو حنيفَة لَا ترفعوا الْمَسْأَلَة حَتَّى يحضر عَافِيَة فَإِذا حضر عَافِيَة ووافقهم قَالَ أَبُو حنيفَة أثبتوها وَإِن لم يوافقهم قَالَ أَبُو حنيفَة لَا تثبتوها۔

(ترجمہ:)''عباس بن احمد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد مسکی نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن مخلد بلخی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن سعید خوارزمی نے ہم سے بیان کیا کہا اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہا: امام ابوحنیفہ کے اصحاب آپ کیساتھ مسئلہ میں غور و فکر کیا کرتے تھے، جب حضرت عافیہ موجود نہ ہوتے تھے تو امام ابوحنیفہ فرماتے: جب تک عافیہ حاضر

نہ ہوں اس وقت تک مسئلہ کو نہ اٹھانا یعنی اس کا حتمی فیصلہ نہ کرنا!، جب حضرت عافیہ حاضر ہوتے اوران کی رائے دیگر اصحاب کی رائے کے موافق ہوتی تو امام ابوحنیفہ فرماتے :اس کولکھ لو!اوراگر عافیہ دیگر اصحاب کی موافقت نہ کریں تو امام ابوحنیفہ فرماتے :اس کو نہ لکھنا!''۔

حضرت قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ:

وَمن أَصْحَابِ أبي حنيفَةَ الْقَاسِمِ بن معن

امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے قاسم بن معن بھی ہیں

حضرت قاسم بن معن کی عظمت وشان:

وَهُوَ من ولد عبد الله بن مَسْعُود وَهُوَ مَعَ تقدمه فِي الْفِقْه وتبحره فِيهِ إِمَام فِي الْعَرَبيَّة مقدم فِيهَا وَقد روى عَنهُ مُحَمَّد بن الْحسن فِي كتبه مُصَرحًا بِذكرِهِ ومكنيا عَنهُ وَولي قَضَاء الْكُوفَة بعد شريك بن عبد الله النَّخعِيّ.

(ترجمہ:)''آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں ،فقہ میں تقدم وتبحر رکھنے کے باوجود عربی کے امام ومقدم بھی تھے ۔امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نام وکنیت کے ذکر کی تصریح کرتے ہوئے اپنی کتب میں آپ سے روایت کی ہے ۔قاضی شریک بن عبداللہ نخعی کے بعد کوفہ میں آپ قاضی بنے''۔

یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما:

وَمن أَصْحَابِ أبي حنيفَة أَيْضا يحيى بن زَكَرِيَّا بن أبي زَائِدَة.

امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ بھی ہیں

محدث وفقیہ یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ:

أخبرنَا أَحْمد بن مُحَمَّد الصَّيْرَفِي قَالَ أنبأ عَليّ بن عَمْرو الحريري قَالَ ثَنَا ابْن كَأْس النَّخعِيّ عَن أَبِيه قَالَ حَدثنِي صَالح بن سُهَيْل قَالَ كَانَ يحيى بن زَكَرِيَّا ابْن أبي زَائِدَة احفظ أهل زَمَانه للْحَدِيث وأفقههم مَعَ مجالسة كَثِيرَة لأبي حنيفَة وَابْن أبي ليلى وَدين وورع.

(ترجمہ:)''احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبردی کہا علی بن عمرو حریری نے خبردی کہا ابن کاس نخعی نے ہم سے بیان کیا وہ اپنے باپ سے راوی کہا مجھ سے صالح بن سہیل نے بیان کیا کہا یحیی بن زکریا ابن ابوزائدہ اپنے معاصرین سے حدیث کے زیادہ حافظ تھے اور ان کے بڑے فقیہ تھے ،کثرت سے امام ابوحنیفہ

اورامام ابن ابی لیلی کی مجلس میں شریک ہوتے تھے، آپ دین دار اور متقی تھے"۔

چار زمانوں میں علم کی انتہاء:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو قال ثنا ابن كأس قال حدثني محمد بن النضر الأزدي قال سمعت علي بن المديني يقول انتهى العلم إلى ابن عباس في زمانه وإلى الشعبي في زمانه وإلى سفيان الثوري في زمانه وإلى يحيى بن زكريا بن أبي زائدة في زمانه.

(ترجمہ:) "احمد بن محمد صیرفی نے ہمیں خبر دی کہا علی بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کاس نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن نضر ازدی نے مجھ سے بیان کیا کہا امام علی بن مدینی کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں حضرت ابن عباس تک، اور امام شعبی کے زمانے میں امام شعبی تک، سفیان ثوری کے زمانے میں سفیان ثوری تک، یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ کے زمانے میں یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ تک علم کی انتہا ہوگئی"۔

امام یوسف بن خالد السمتی علیہ الرحمہ شاگرد امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ:

ومن أصحاب أبي حنيفة أيضا يوسف بن خالد السمتي

امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے امام یوسف بن خالد السمتی بھی ہیں

وكان قديم الصحبة لأبي حنيفة كثير الأخذ عنه ثم خرج إلى البصرة فلم يحسن أن يسوس أمره فأقيم من الجامع وهجر فلم يزل كذلك إلى أن دخل أبو يوسف البصرة مع الرشيد وهو نديمه وزميله وقاضي قضاته فركب إليه ونبه عليه وعاد ذكره في الناس ثم ترك الدنيا وأقبل على العبادة فلم يكن يكلم كبيرا أحدا إلى أن مات.

(ترجمہ:) "آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کرنے والے قدیم اصحاب میں سے ہیں، آپ نے امام ابوحنیفہ سے بہت کچھ حاصل کیا پھر آپ کوفہ سے بصرہ تشریف لے آئے وہاں آپ کے امر کا انتظام کرنا اچھا ثابت نہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کو جامع مسجد سے اٹھا دیا گیا اور آپ کو فتوی دینے سے روک دیا گیا۔ آپ مسلسل ایسے ہی رہے یہاں تک کہ امام ابو یوسف ہارون الرشید کیساتھ بصرہ تشریف لائے اور قاضی ابو یوسف، ہارون الرشید کے دوست، ساتھی اور اس کی قضاۃ کے قاضی تھے۔ پس آپ سوار ہوکر جناب یوسف بن خالد سمتی کی طرف گئے اور اس پر تنبیہ کی اور ان کا چرچہ لوگوں میں لوٹ آیا پھر آپ نے دنیا ترک کردی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوگئے پھر آپ کسی سے بہت زیادہ بات نہیں کرتے تھے

یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے"۔

امام یوسف بن خالد السمتی علیہ الرحمہ کے سوالات:

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحمد بن مُحَمَّد الحماني قَالَ سَمِعت عَلِيّ بن الْمَدِينِيّ قَالَ كُنَّا عِنْد يُوسُف بن خَالِد السَّمْتِي فجَاء ابو بكر هِلَال ابْن يحيى فدخل فتحوش لَهُ النَّاس فَقَالَ يُوسُف مَا شَأْنكُمْ قلت أَبُو بكر هِلَال بن يحيى فَقَالَ يَا أَبَا بكر إِنِّي أَسأَلك عَن مَسْأَلَة فتثبت فِيهَا ثُمَّ أجبنِي عَنْهَا فَقَالَ لَهُ هِلَال قل قَالَ مَا تَقول فِي عشرَة أَرْطَال تمر بِعشْرَة أَرْطَال تمر فَقَالَ هِلَال جَائِز قَالَ أَلَيْسَ قلت تثبت قَالَ فَمَا فِي عشرَة أَرْطَال تمر بِعشْرَة أَرْطَال تمر حَتَّى أتثبت فِيهِ فَقَالَ لَهُ يُوسُف أَلَيْسَ أَصله الْكَيْل قَالَ بلَى وهمت إِذا كَانَ الكيلان وَاحِدًا

(ترجمہ:)"عمر بن ابراہیم المقرئ نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن محمد الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہا میں نے جناب علی بن مدینی سے سنا آپ نے کہا: ہم جناب یوسف بن خالد السمتی کے پاس تھے کہ ابوبکر ہلال ابن یحیی آ گئے وہ اندر آئے تو لوگ ان کے لیے جمع ہو گئے تو جناب یوسف نے کہا: انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا: ابوبکر ہلال بن یحیی آئے ہیں تو آپ نے کہا: اے ابوبکر! میں آپ سے ایک مسئلے کے متعلق سوال کرتا ہوں لہذا آپ اس کی خوب چھان بین کرنا پھر مجھے اس کا جواب دینا تو ہلال نے آپ سے کہا: کہیے! آپ نے کہا: بیس رطل کھجوروں کو بیس رطل کھجوروں کے بدلے میں خرید وفروخت کرنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جناب ہلال نے کہا: جائز ہے۔ جناب یوسف نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ خوب چھان بین کر لینا جناب ہلال نے کہا: دس رطل کھجوروں کو دس رطل کھجوروں کے بدل لینے میں کیا حرج ہے کہ میں اس میں چھان بیّن کروں؟ تو جناب یوسف نے ان سے کہا: کیا اس کی اصل کیل (ماپ) نہیں ہے، ہلال نے کہا: کیوں نہیں، ہاں ہے، مجھے وہم لاحق ہو گیا تھا جب دو کیل ایک ہی ہوں تو بیع جائز ہے"۔

قَالَ فَمَا تَقول فِي رجل أسر فِي بِلَاد الرّوم فصَام شعْبَان على أَنه رَمَضَان قَالَ لَا يجْزِيه قَالَ فَإِن صَامَ شَوَّال على أَنه رَمَضَان قَالَ يجْزِيه قَالَ فَأَيْنَ نهي النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسلم عَن صَوْم الْفطر قَالَ وهمت إِذا صَامَ يَوْمًا من ذِي الْقعدَة قَالَ فَمَا تَقول فِي رجل قَالَ لامْرَأَته أَنْت طَالِق وَاحِدَة فِي أول يَوْم من آخر الشَّهْر وَفِي آخر يَوْم من أول الشَّهْر قَالَ وتفرقنا من الْمجْلس

وَمَاتَ یُوسُفُ فَلَقِیتُ ھلالا بعد سِنِینَ فَقَالَ لی أتعبتنی مَسْأَلَةُ صَاحِبكَ فَمَا انکشفت لی إِلا البارحة قلت الشَّهر ثَلَاثُونَ یَوْمًا فَإِذَا كَانَ یَوْمُ خمس عشرة وَقع عَلَيْهَا وَاحِدة وَهُوَ آخر یَوْمٍ من أول الشَّهر فَإِذا كَانَ یَوْمُ سِتَّة عشر يَقع عَلَيْهَا أُخرَى وَهُوَ أول یَوْمٍ من آخر الشَّهر۔

(ترجمہ:) ''جناب یوسف نے کہا: آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو بلاد روم کی سیر میں گیا تو شعبان کا روزہ اس بنیاد پر رکھا کہ وہ رمضان ہے تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟ ہلال نے کہا: اس کے لیے جائز نہیں ہے، آپ نے کہا: اگر شوال کا روزہ رکھا اس بنیاد پر کہ رمضان ہے پھر؟ کہا اس کے لیے جائز ہے، آپ نے کہا: پھر عید الفطر کے روزے سے نبی کریم ﷺ کا منع کرنا کہاں جائے گا؟ کہا: مجھے وہم ہو گیا تھا جب وہ ذی قعدہ کا ایک روزہ رکھے۔ جناب یوسف نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے کہا: مہینے کے آخر کے پہلے دن میں تجھے ایک طلاق ہے اور مہینے کے اول کے آخری دن میں تجھے ایک طلاق ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ بغیر جواب کے مجلس برخاست ہوگئی اور جناب یوسف بن خالد فوت ہو گئے تو کئی سالوں بعد میری جناب ہلال سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے کہا: تمہارے صاحب کے مسئلے نے مجھے تھکا دیا تو وہ گزشتہ رات مجھ پر منکشف ہوا، میں نے کہا: مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے جب پندرہواں دن ہوگا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ وہ مہینے کے اول کا آخری دن ہے پھر جب سولہواں دن ہوگا تو دوسری طلاق پڑ جائے گی اور وہ مہینے کے آخر کا پہلا دن ہے''۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد وصاحبزادے امام حماد رحمۃ اللہ علیہما:

وَمن أَصْحَاب أبي حنيفَة أَيْضا ابْنه حَمَّاد

امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے آپ کے بیٹے جناب حماد بھی ہیں

وَكَانَ الْغَالِب عَلَيْهِ الدّين والورع والزهد مَعَ علم بالفقه وَكِتَابَة للْحَدِيث۔

(ترجمہ:) ''آپ پر دیانت داری، تقویٰ اور زہد کا غلبہ تھا اس کے باوجود آپ عالم فقہ تھے اور حدیث لکھتے تھے''۔

أخبرنَا عمر بن شاهين قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن أَحْمد بن يَعْقُوب بن شيبَة قَالَ حَدثنِي جدي قَالَ سَمِعت أَبَا نعيم الْفضل بن دُكَيْن قَالَ تقدم حَمَّاد بن أبي حنيفَة إِلَى شريك بن عبد الله فِي شَهَادَة فَقَالَ لَهُ شريك وَالله إِنَّك لعفيف الْبَطن والفرج خِيَار مُسلم۔

(ترجمہ:) ''عمر بن شاہین نے ہمیں خبر دی کہا محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا

مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا کہا میں نے ابونعیم فضل بن دکین سے سنا آپ نے کہا: حماد بن ابی حنیفہ، شریک بن عبداللہ کے پاس گواہی کے لیے پیش ہوئے تو قاضی شریک نے آپ سے کہا: اللہ کی قسم! تو پیٹ اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا، بہترین مسلمان ہے"۔

حضرت علی بن مسہر تلمیذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما:

وَمن أَصْحَاب أبي حنيفة عَليّ بن مسْهر

امام اعظم ابوحنیفہ کے اصحاب میں جناب علی بن مسہر بھی ہیں

وَهُوَ الَّذِي أَخذ عَنهُ سُفْيَان علم أبي حنيفة وَنسخ مِنْهُ كتبه وَكَانَ أَبُو حنيفَة ينهاه عَن ذَلِك۔

(ترجمہ:) "یہی علی بن مسہر ہیں جن سے حضرت سفیان نے امام ابوحنیفہ کا علم اخذ کیا اور آپ سے ہی امام ابوحنیفہ کی کتب کے نسخے لکھے اور امام ابوحنیفہ اس سے منع کیا کرتے تھے"۔

وَمن اصحابه أَيْضا حبَان ومندل ابْنا عَليّ وَحَفْص ابْن غياث وابو عَاصِم الضَّحَّاك بن مخلد وَقد أَخذ عَنهُ الفضيل بن عِيَاض الْفِقْه وَعبد الله بن دَاوُد الْخُرَيْبِي۔

(ترجمہ:) "اور حضرت ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے حبان ابن علی، مندل ابن علی، حفص ابن غیاث، ابوعاصم الضحاک بن مخلد بھی ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے امام ابوحنیفہ سے فقہ حاصل کی اور عبداللہ بن داؤد الخریبی نے بھی"۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے چھتیس اصحاب:

حَدثنَا الْعَبَّاس بن أَحْمد الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحْمد بن مَنْصُور المنصوري قَالَ ثَنَا عَليّ ابْن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا عبد الله بن أَحْمد بن البهلول قَالَ ثَنَا الْقَاسِم بن مُحَمَّد البَجلِيّ قَالَ سَمِعت إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن أبي حنيفة قَالَ قَالَ أَبُو حنيفَة يَوْمًا أَصْحَابنَا هَؤُلَاءِ سِتَّة وَثَلَاثُونَ مِنْهُم ثَمَانِيَة وَعِشْرُونَ يصلحون للْقَضَاء وَمِنْهُم سِتَّة يصلحون للفتيا وَمِنْهُم اثْنَان يؤدبان الْقُضَاة وَأَصْحَاب الْفَتْوَى وَأَشَارَ إِلَى أبي يُوسُف وَزفر۔

(ترجمہ:) "عباس بن احمد الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن منصور منصوری نے ہم سے بیان کیا کہا علی ابن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا عبداللہ بن احمد بن بہلول نے ہم سے بیان کیا کہا قاسم بن محمد بجلی نے ہم سے بیان کیا کہا اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ سے میں نے سنا آپ نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے ایک

دن فرمایا: یہ ہمارے چھتیس (۳۶) اصحاب ہیں جن میں سے اٹھائیس (۲۸) قاضی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور چھ فتویٰ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اوران میں سے دو قاضی حضرات اوراصحاب فتوی کی تربیت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اوراس میں آپ کا اشارہ حضرت امام ابویوسف اورامام زفر کی طرف تھا"۔

جس کی مجلس میں ایسے حضرات ہوں وہ خطانہیں کرتا:

أخبرنا عبّاس بن الفضل الهاشِمِي قَالَ ثَنَا أَحمد بن مُحَمَّد قَالَ ثَنَا عَلِيّ بن مُحَمَّد النَّخعِيّ قَالَ ثَنَا نجيح قَالَ ثَنَا ابْن كَرَامَة قَالَ كُنَّا عِند وَكِيع يَوْمًا فَقَالَ رجل: أَخطأ أَبُو حنيفَة فَقَالَ وَكِيع يقدر أَبُو حنيفَة يخطىء وَمَعَهُ مثل أبي يُوسُف وَزفر فِي قياسهما وَمثل يحيى بن أبي زَائِدَة وَحَفْص بن غياث وحبان ومندل فِي حفظهم لِلْحَدِيث وَالقَاسِم بن معن فِي مَعْرفَته باللغة والعربية وفضيل بن عِيَاض وَدَاوُد الطَّائِي فِي زهدهما وورعهما من كَانَ هَؤُلَاءِ جلساءه لم يكن يخطىء لِأَنَّهُ إِن أَخطَأ ردُّوهُ.

(ترجمہ:) "عباس بن فضل ہاشمی نے ہمیں خبر دی کہا احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہا علی بن محمد نخعی نے ہم سے بیان کیا کہا نجیح نے ہم سے بیان کیا کہا ابن کرامہ نے ہم سے بیان کیا کہا ایک دن امام وکیع کے پاس ہم تھے کہ ایک آدمی نے کہا: ابوحنیفہ نے خطا کی۔ حضرت وکیع نے فرمایا: کیا امام ابوحنیفہ خطا کرسکتے ہیں جبکہ آپ کے پاس قیاس میں امام ابویوسف اورامام زفر جیسے موجود تھے اور یحیی بن زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اورمندل جیسے حدیث کے حافظ موجود تھے اور لغت وعربی کی پہچان رکھنے والے قاسم بن معن جیسے موجود تھے اور زہد وتقوی میں حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت داؤد طائی جیسے موجود تھے، جس کی مجلس میں ایسے حضرات موجود ہوں وہ خطانہیں کرتا کیونکہ اگر وہ خطا کرے گا تو ایسے حضرات رد کردیں گے"۔

أخبرنا عبد الله بن مُحَمَّد القَاضِي قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت أَبَا خازم يَقُول سَمِعت عبد الرَّحْمَن بن نائل القَاضِي يَقُول كنت أسأَل هلالا وَأَبَا عَاصِم عَن مسَائِل مُحَمَّد بن الْحسن من الْجَامِع الْكَبِير فَكَانَ أَبُو عَاصِم أحفظ لَهَا من هِلَال قَالَ وَكَانَا يقعدان فِي جَامع الْبَصْرَة إِلَى سَارِيَة وَاحِدَة وَلزِمَ أَبُو عَاصِم زفر بن الْهُذيْل بعد أبي حنيفَة وَعَلِيهِ تفقه وَهُوَ الَّذِي لقبه بِالنَّبِيل.

(ترجمہ:) "قاضی عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے خبر دی کہا

ابوخازم کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ قاضی عبدالرحمن بن نائل کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ ہلال اور ابوعاصم سے میں امام محمد بن حسن کی جامع کبیر کے مسائل کے متعلق سوال کیا کرتا تھا تو جناب ابوعاصم، جناب ہلال سے زیادہ حافظ تھے۔قاضی عبدالرحمن نے کہا: دونوں بصرہ کی جامع مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھتے تھے اور ابوعاصم نے امام ابوحنیفہ کے بعد حضرت زفر بن ہذیل کو لازم پکڑ لیا تھا اور انہی سے فقہ حاصل کی۔ امام زفر نے ہی جناب ابوعاصم کا لقب ''نبیل'' رکھا''۔

امام ابوعاصم کا لقب نبیل کیسے پڑا؟:

أَخْبَرَنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدَّامغَانِي قَالَ ثَنَا الطَّحَاوِيّ قَالَ أنبأ يزِيد بن سِنَان قَالَ كُنَّا يَوْمًا عِنْد أبي عَاصِم فتحدثنا شَيْئا وَقَالَ بَعْضنَا لبعض لم سمي أَبُو عَاصِم النَّبِيل فَسمع ذَلِك فسألنا عَمَّا نحن فِيهِ وَكَانَ إِذا عزم على شَيْء لم نقدر على خِلَافه فَذَكرنَا لَهُ ذَلِك فَقَالَ نعم كُنَّا نَخْتَلِف إِلَى زفر وَكَانَ مَعنا رجل من بني سعد يكنى أَبَا عَاصِم وَكَانَ ضَعِيف الْحَال فَكَانَ يَأْتِي زفر بِثِيَاب ثرية وَكنت انا آتِيَة بطويلة على دَابَّة بِثِيَاب سَرِيَّة فاستأذنت عَلَيْهِ يَوْمًا فأجابتني جَارِيَة لَهُ وَفِيه عجمة يُقَال لَهَا زهرَة فَقَالَ من هَذَا فَقلت لَهَا أَبُو عَاصِم فَدخلت على مَوْلَاهَا فَقَالَ لَهَا من بِالْبَابِ قَالَت أَبُو عَاصِم فَقَالَ لَهَا من أَبُو عَاصِم ليقف على المستأذن عَلَيْهِ من هُوَ أَنا أَو السَّعْدِيّ فَقَالَت لَهُ ذَاك النَّبِيل ثمَّ أُذنت لي عَلَيْهِ فَدخلت عَلَيْهِ وَهُوَ يضْحك فَقلت لَهُ مَا يضحكك أصلحك الله فَقَالَ إِن هَذِه الْجَارِيَة لقبتك بلقب لَا أرَاهُ يفارقك أبدا فِي حياتك وَلَا بعد موتك ثمَّ أخبرت خَبَرهَا فسميت مِنْهُ يَوْمئِذٍ النَّبِيل۔

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہا یزید بن سنان نے خبر دی کہا ایک دن ہم جناب ابوعاصم کے پاس تھے کہ آپ نے ہم سے کچھ چیزیں بیان کیں۔ہم میں سے بعض نے ایک دوسرے سے کہا: جناب ابوعاصم کا نام نبیل کیوں رکھا گیا تو آپ نے یہ بات سن لی چنانچہ آپ نے اس بارے میں سوال کیا جس کے متعلق ہم گفتگو کر رہے تھے،آپ جب کسی چیز پر عزم کر لیتے تو ہم آپ کے خلاف جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے،چنانچہ ہم نے یہ بات آپ سے ذکر کردی،آپ نے فرمایا: ہاں،ہم امام زفر کے پاس آیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بنی سعد کا ایک آدمی تھا جس کی کنیت ابوعاصم تھی اور وہ ضعیف الحال تھا،وہ امام زفر کے پاس قیمتی کپڑوں کیساتھ آتا تھا اور میں لمبے قد کیساتھ چوپائے پر بہترین کپڑوں میں آتا تھا،ایک دن میں اندر آنے کی اجازت مانگی تو ان کی

باندی نے مجھے جواب دیا جو عجمی تھے جسے زہرہ کہا جاتا تھا، اس نے کہا: کون ہے؟ میں نے اسے کہا: ابوعاصم!، وہ اپنے آقا کے پاس گئی، آپ نے اس سے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا: ابوعاصم ہے، آپ نے اس باندی سے کہا: کون سا ابوعاصم؟ تاکہ آپ معلوم کریں کہ آپ سے اجازت طلب کرنے والا کون ہے میں یا سعدی تو اس نے کہا: وہ نبیل؛ پھر اس نے امام زفر کے پاس آنے کی اجازت دی تو میں آپ کے پاس آیا جبکہ آپ ہنس رہے تھے، میں نے آپ سے کہا: اللہ آپ کو درست رکھے! کس چیز نے آپ کو ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس باندی نے تجھے ایسا لقب دیا ہے میرا نہیں خیال ہے کہ تیری زندگی میں یا تیری موت کے بعد یہ لقب کبھی تجھ سے جدا ہوگا! پھر اس نے اپنی خبر سنائی، امام زفر کی طرف سے اسی دن آپ کا نام نبیل رکھا گیا''۔

امام ابویوسف، امام زفر اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اصحاب کا تذکرہ:

ذكر أَصْحَاب أبي يُوسُف وَزفر وَمُحَمّد بن الْحسن

امام ابویوسف، امام زفر اور امام محمد بن حسن کے اصحاب کا ذکر

امام ابوسلیمان جوزجانی اور امام معلیٰ بن منصور رازی علیہما الرحمہ:

فَمِمَّنْ أَخذ الْفِقْه عَن أبي يُوسُف وَمُحَمّد جَمِيعًا أَبُو سُلَيْمَان مُوسَى بن سُلَيْمَان الْجوزجَاني وَمعلى بن مَنْصُور الرَّازِيّ رويا عَنْهُمَا الْكتب والأمالي وهما من الْورع وَالدّين وَحفظ الْفِقْه والْحَدِيث بالمنزلة الرفيعة۔

(ترجمہ:)''امام ابویوسف اور امام محمد دونوں سے فقہ حاصل کرنے والوں میں سے ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی اور معلیٰ بن منصور الرازی ہیں ان دونوں نے امام ابویوسف اور امام محمد دونوں سے کتب اور امالی روایت کیں۔ یہ دونوں حضرات بلند مرتبہ کیساتھ متقی، دیندار، فقہ وحدیث کے حافظ تھے''۔

امام ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی اور امام معلیٰ بن منصور رازی مامون الرشید کے دربار میں:

أَخْبَرَنَا عمر بن إِبْرَاهِيم قَالَ ثَنَا مكرم قَالَ ثَنَا أَحْمد بن عَطِيَّة قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن سعيد قَالَ أحضر الْمَأْمُون مُوسَى بن سُلَيْمَان وَمعلى الرَّازِيّ فَبَدَأَ بِأبي سُلَيْمَان لسنه وشهرته بالورع فَعرض عَلَيْهِ الْقَضَاء فَقَالَ يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ احفظ حُقُوق الله فِي الْقَضَاء وَلَا تول على أمانتك مثلي فَإِنِّي وَالله غير مَأْمُون الْغَضَب وَلَا ارضى نَفسِي لله إِن أحكم فِي عباده قَالَ صدقت وَقد أعفيناك فَدَعَا لَهُ بِخَير وَأَقْبل على مُعلى فَقَالَ لَهُ مثل ذَلِك فَقَالَ لَا أصلح قَالَ وَلم قَالَ لِأَنِّي

رجل أداين فأبيت مَطْلُوبا وطالبا قَالَ نأمر بِقَضَاء دينك وبتقاضى ديونك فَمن أَعْطَاك قبلناه وَمن لم يعطك عوضناك مَالك عَلَيْهِ قَالَ فَفِي شكوك فِي الحكم وَفِي ذَلِك تلف أَمْوَال النَّاس قَالَ يحضر مجلسك أهل الدّين إخوانك فَمَا شَككت فِيهِ سَأَلتهم عَنهُ وَمَا صَحَّ عنْدك أمضيته قَالَ أَنا أرتاد رجلا أوصِي إِلَيْهِ من أَرْبَعِينَ سنة مَا أجد من أوصِي إِلَيْهِ فَمن أَيْن أجد من يُعِيننِي على قَضَاء حُقُوق الله الْوَاجِبَة عَليّ حَتَّى أئتمنه على دينك وديني فأعفاه.

(ترجمہ:)"عمر بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہا مکرم نے ہم سے بیان کیا کہا احمد بن عطیہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابراہیم بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہا مامون الرشید نے جناب موسیٰ بن سلیمان اور جناب معلیٰ رازی کو اپنے دربار میں حاضر کیا تو جناب ابوسلیمان سے آغاز کیا کیونکہ آپ عمر میں بڑے اور تقوی میں مشہور تھے، چنانچہ اس نے آپ پر عہدہ قضاء پیش کیا تو آپ نے کہا: اے امیر المومنین! قضاء میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کیجئے! اپنی امانتوں پر میری طرح کا آدمی مقرر نہ کیجئے کیونکہ اللہ کی قسم! مجھے غصے سے امان نہیں ہے اور میرا نفس اللہ کے لیے راضی نہیں ہوتا کہ اس کے بندوں کے متعلق میں فیصلہ کروں۔ مامون نے کہا: آپ نے سچ کہا اور ہم نے آپ کو معاف کر دیا تو آپ نے اس کے لیے خیر کی دعا کی اور جناب معلیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ سے اس نے اسی کی مثل کہا تو جناب معلیٰ نے کہا: میں اس کے لائق نہیں ہوں، اس نے کہا: کیوں؟ آپ نے کہا: میں قرضے والا آدمی ہوں رات اس قرضے کا طالب و مطلوب بن کر گزارتا ہوں، اس نے کہا: ہم آپ کے قرضے کو پورا کرنے اور آپ کے قرضوں کو ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں پھر جو آپ کو دے گا ہم اسے قبول کریں گے اور جو نہ دے گا ہم اس کے عوض دیں گے، آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ آپ نے کہا: فیصلے میں مجھے شک لاحق ہوجاتا ہے اس میں لوگوں کے اموال تلف ہونے کا ڈر ہے اس نے کہا: مجلس میں تمہارے دینی بھائی حاضر ہوں گے پھر جس مسئلے میں آپ کو شک گزرے آپ اس کے متعلق ان سے سوال کرنا اور جو آپ کو ٹھیک لگے اسے نافذ کر دینا! کہا: میں گمنام آدمی ہوں میں نے چالیس سال سے وصیت کی ہے لیکن مجھے نہیں معلوم کس کے لیے میں نے وصیت کی تھی تو پھر میں اسے کیسے پاؤں گا وہ جو مجھ پر ضروری حقوق اللہ کے فیصلے کرنے پر میری مدد کرے حتی کہ میں آپ کے اور اپنے دین پر اسے امین بناؤں۔ پس مامون نے آپ کو معاف کر دیا"۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ:

وَمن أَصْحَاب أبي يُوسُف وَمُحَمّد جَمِيعًا أَبُو عبد الله مُحَمَّد بن سَمَّاعَة وَهُوَ من الْحفاظ الثِّقَات كتب النَّوَادِر عَن أبي يُوسُف وَعَن مُحَمَّد جَمِيعًا وروى الْكتب والأمالي وَولي الْقَضَاء بِبَغْدَاد

لأمیر الْمُؤمِنِینَ الْمَأْمُون فَلم یزل نَاظرا إِلَى أَن ضعف بَصَره فِي أَيَّام المعتصم فاستعفى قَالَ یحیی بن معِین لَو كَانَ أَصْحَاب الحَدِيث يصدقون فِي الحَدِيث كَمَا يصدق مُحَمَّد بن سَمَّاعَة فِي الرَّأْي لكانوا فِيهِ على نِهَايَة۔

(ترجمہ:)''امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے اصحاب میں سے ابوعبداللہ محمد بن سماعہ ہیں ۔آپ حفاظ وثقات میں سے ایک ہیں ۔آپ نے کتب النوادر امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں سے روایت کیں اور کتب اور امالی بھی روایت کیں اور امیر المومنین مامون کے لیے بغداد میں عہدہ قضاء پر فائز ہوئے ۔آپ مسلسل لوگوں کے معاملات دیکھتے رہے یہاں تک کہ خلیفہ معتصم کے دور خلافت میں آپ کی نظر کمزور ہوگئی تو آپ نے استعفیٰ دے دیا۔امام یحیی بن معین نے فرمایا: اگر اصحاب حدیث، حدیث میں ایسے سچے ہوں جیسے جناب محمد بن سماعہ فقہ میں سچے ہیں تو وہ انتہاء درجے پر پہنچ جائیں''۔

کتب نوادر لکھنے کا سبب:

سَمِعت الشَّيْخ أَبَا بكر مُحَمَّد بن مُوسَى الْخَوَارِزْمِيّ إمامنا وأستاذنا يَقُول كَانَ سَبَب كتب ابْن سَمَّاعَة النَّوَادِر عَن مُحَمَّد أَنه رَآهُ فِي النّوم كَأَنَّهُ ينقب الأبر فاستعبر ذَلِك فَقيل لَهُ هَذَا رجل ينْطق بالحكمة فاجهد ان لَا يفوتك مِنْهُ لَفْظَة فَبَدَأَ حِينَئِذٍ فكتب عَنهُ النَّوَادِر۔

(ترجمہ:)''میں نے شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی سے سنا جو ہمارے امام اور ہمارے استاذ ہیں آپ فرماتے ہیں جناب ابن سماعہ کا امام محمد سے کتب نوادر راویت کرنے کا سبب یہ کہ ہے آپ نے نے خواب دیکھا گویا کہ آپ بچھو کے کاٹنے کی کھوج لگا رہے ہیں ،آپ نے اس کی تعبیر پوچھی تو آپ سے کہا: یہ ایسا آدمی ہے جو حکمت کیساتھ گفتگو کرے گا لہٰذا کوشش کر کہ تجھ سے ایک لفظ بھی فوت نہ ہو چنانچہ آپ نے اس وقت آغاز کیا تو آپ نے امام محمد سے کتب نوادر لکھیں''۔

ہشام بن عبیداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ:

وَمِمَّنْ أَخذ عَنْهُمَا جَمِيعًا هِشَام بن عبيد الله الرَّازِيّ غير أَنه لين فِي الرِّوَايَة وَفِي منزله مَاتَ مُحَمَّد بن الْحسن بِالريِّ وَدفن فِي مقبرتهم سَمِعت الشَّيْخ أَبَا بكر مُحَمَّد بن مُوسَى رَحمَه الله يذكر عَن الشَّيْخ أبي بكر الرَّازِيّ أَنه كَانَ يكره أَن يقْرَأ عَلَيْهِ الْأُصُول من رِوَايَة هِشَام لما فِيهِ من الِاضْطِرَاب فَكَانَ يَأْمر أَن يقْرَأ الْأُصُول من رِوَايَة أبي سُلَيْمَان أَو رِوَايَة مُحَمَّد بن سَمَّاعَة لصِحَّة ذَلِك وضبطهما۔

(ترجمہ:)''امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں سے جنہوں نے اکتساب فیض کیا ان میں سے ہشام بن عبیداللہ رازی ہیں علاوہ ازیں آپ راویت حدیث میں ضعیف ہیں۔آپ ہی کے گھر رہے میں امام محمد بن حسن شیبانی فوت ہوئے اورانہی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔میں نے شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے سنا آپ شیخ ابوبکر رازی کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ ان پر جناب ہشام بن عبیداللہ رازی کی روایت سے مسائل اصول پڑھے جائیں کیونکہ جناب ہشام میں اضطراب تھا چنانچہ آپ ابوسلیمان یا محمد بن ساعہ کی روایت سے اصول پڑھنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ وہ ان کے نزدیک صحیح اورضبط والے تھے''۔

امام حسن بن ابی مالک علیہ الرحمہ:

وَمن أَصْحَاب أَبِي يُوسُف خَاصَّة الْحسن بن أَبِي مَالك وَهُوَ ثِقَة فِي رِوَايَته غزير الْعلم وَاسع الرِّوَايَة وَكَانَ أَبُو يُوسُف يُشبههُ بجمل حمل أَكثر مِمَّا يُطيق وسيربه فِي حل مرّة تذْهب يَده هَكَذَا وَمرّة تذْهب رجله هَكَذَا ثمَّ يرجع وَعنهُ وَعَن غَيره أَخذ ابْن شُجَاع الْعلم۔

(ترجمہ:)''صرف امام ابویوسف کے اصحاب میں حسن بن ابی مالک ہیں۔آپ اپنی روایت میں ثقہ،کثیرعلم والے اوروسیع روایت والے تھے۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اس اونٹ سے تشبیہ دیتے تھے جو اپنی طاقت سے زیادہ وزن اٹھالے اوراسے لے کر راستے میں چلے کبھی اس کا ہاتھ ادھر جائے اورکبھی اسکی ٹانگ اُدھر جائے پھر وہ لوٹ آئے۔ابن شجاع نے آپ سے اورآپ کے علاوہ سے علم حاصل کیا''۔

شیخ ابوالولید بشر بن ولید کندی علیہ الرحمہ:

وَمن أَصْحَاب أَبِي يُوسُف خَاصَّة أَبُو الْوَلِيد بشر بن الْوَلِيد الْكِنْدِيّ ولي الْقَضَاء بِمَدِينَة السَّلَام لِلْمَأْمُونِ وَكَانَ متحاملا على مُحَمَّد بن الْحسن منحرفا عَنهُ وَكَانَ الْحسن بن أَبِي مَالك ينهاه عَن ذَلِك وَيَقُول قد عمل مُحَمَّد هَذِه الْكتب فاعمل أَنْت مَسْأَلَة وَاحِدَة۔

(ترجمہ:)''صرف امام ابویوسف کے اصحاب میں سے ابوالولید بشر بن ولید کندی ہیں مدینہ السلام میں مامون کے عہد خلافت میں عہدہ قضا پر فائز ہوئے۔آپ امام محمدؒ بن حسن شیبانی پر زیادتی کرتے تھے اوران سے اعراض کرتے تھے اورجناب حسن بن ابی مالک اس سے انہیں منع کرتے تھے اور کہتے تھے: امام محمد نے ان کتابوں میں کام کیا ہے تو ایک مسئلہ میں ایسا کام کر کے دکھا!''۔

شیخ بشر بن غیاث المریسی:

وَمن أَصْحَاب أبي يُوسُف خَاصَّة بشر بن غياث المريسي وَله تصانيف وَرِوَايَات كَثِيرَة عَن أبي يُوسُف وَكَانَ من أهل الْوَرع والزهد غير أَنه رغب النَّاس عَنهُ فِي ذَلِك الزَّمَان لاشتهاره بِعلم الْكَلَام وخوضه فِي ذَلِك وَعنهُ أَخذ حُسَيْن النجار مذْهبه۔

(ترجمہ:) ''خاص طور پر امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے جناب بشر بن غیاث مریسی ہیں۔آپ کی کئی تصانیف ہیں اور آپ نے امام ابو یوسف سے بہت زیادہ روایات کیں ہیں اور آپ متقی وزاہدوں میں سے ہیں علاوہ ازیں لوگوں نے آپ سے اعراض کیا کیونکہ اس زمانے میں آپ علم کلام کیساتھ مشہور تھے اور اس میں غور وخوض کرتے تھے اور آپ سے حسین النجار نے آپ کا مذہب روایت کیا''۔

شیخ ابراہیم بن الجراح:

وَمن أَصْحَاب أبي يُوسُف أَيْضا إِبْرَاهِيم بن الْجراح ولي الْقَضَاء بِمصْر وَهُوَ لين فِي رِوَايَته وَكَانَ أَبُو يُوسُف يَقُول لَهُ تَأْخُذ الْمَسْأَلَة من عندنَا طرية وتردها مكحلة وَقد كتب الأمالي عَنهُ عَليّ بن الْجَعْد وَغَيره۔

(ترجمہ:) ''امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے ابراہیم بن جراح بھی ہیں آپ مصر میں عہدہ قضا پر فائز ہوئے اور آپ روایت میں ضعیف ہیں۔امام ابو یوسف ان سے فرمایا کرتے تھے: تم ہم سے مسئلے سوئی کی طرح لیتے ہو اور اسے سرمہ دانی میں ڈال دیتے ہو۔ان سے علی بن الجعد وغیرہ نے کتب الامالی لکھیں''۔

شیخ ہلال بن یحیی المعروف ہلال رائے:

وَمن أَصْحَاب أبي يُوسُف وَزفر هِلَال بن يحيى وَالْمَعْرُوف ب هِلَال الرَّأْي وَقد ذكرنَا فِي أَخْبَار أبي يُوسُف قصَّته مَعَه عِنْد دُخُوله الْبَصْرَة۔

(ترجمہ:) ''امام ابو یوسف اور امام زفر کے اصحاب میں سے جناب ہلال بن یحیی ہیں جو ہلال رائ سے مشہور ہیں ہم نے امام ابو یوسف کی اخبار میں آپ کا قصہ ذکر کیا ہے کہ آپ بصرہ میں داخل ہوتے وقت امام ابو یوسف کیساتھ تھے''۔

أخبرنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ أنبأ أَبُو بكر الدامغاني قَالَ أنبأ الطَّحَاوِيّ قَالَ سَمِعت أَبَا بكرَة بكار بن قُتَيْبَة يَقُول سَمِعت هِلَال بن يحيى يَقُول حججْت فِي زمن هَارُون بعد موت أبي يُوسُف وَحج

مَعَ هَارُون سنتئذ أَسد بن عَمْرو وَكَانَ على الْقَضَاء فَرَأَيْت هَارُون وَهُوَ يطوف طواف الْقدوم وَقد فَاتَهُ الرمل وَالنَّاس متباعدون عَنهُ وَخَلفه خَادِم فجر ثَوْبه إِن ارْجع فارمل وَكنت أَنا فِي أخريات النَّاس فناديت يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ إِنَّك إِن مضيت كَانَ جَائِزا فَسمع ندائي فَمضى وَترك مَا أَرَادَ مِنْهُ الْخَادِم فَذكرت ذَلِك لأبي خازم

(ترجمہ:)''عبداللہ بن محمد نے ہمیں خبر دی کہا ابوبکر دامغانی نے خبر دی کہا طحاوی نے خبر دی کہا ابوبکر بکار بن قتیبہ کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے ہلال بن یحیی کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابویوسف کی وفات کے بعد میں نے ہارون الرشید کے زمانے میں حج کیا ان دنوں ہارون الرشید کیساتھ اسد بن عمرو نے حج کیا وہ عہدہ قضاء پر فائز تھے چنانچہ میں نے ہارون الرشید کو طواف قدوم کرتے دیکھا جبکہ آپ سے رمل فوت ہوگیا تھا اور لوگ آپ سے دور تھے اور آپ کے پیچھے آپ کا خادم تھا اس نے آپ کا کپڑا کھینچا کہ واپس لوٹ کر رمل کیجئے !اور میں لوگوں میں سے پیچھے تھا تو میں نے پکار کر کہا: اے امیر المومنین !اگر آپ طواف جاری رکھیں تو جائز ہے ،آپ نے میری ندا سنی تو طواف جاری رکھا اور خادم کے ارادے کو ترک کردیا پس میں نے یہ بات قاضی ابوخازم سے ذکر کی''۔

فَقَالَ حَدثنِي عمر بن يحيى أَخُو هِلَال قَالَ أَنا حَاضر هَذَا كُله فَلَمَّا هم بالنداء جمعت ثوبي فأدخلته فِي فِيهِ قَالَ فوَاللَّه مَا صَبر أَن نَادَى بذلك قَالَ أَبُو بكر فِي حَدِيثه فَلَمَّا فرغ هَارُون من الطّواف وَالسَّعْي دخل الْكَعْبَة وَمَعَهُ أَسد بن عَمْرو وَسَائِر قواده وَبَنُو عَمه وأغلقت عَلَيْهِم فاطلعت من شقّ الْبَاب فَرَأَيْت هَارُون قَاعِدا وَأسد بن عَمْرو قَاعد قبالته وَسَائِر النَّاس من الهاشميين وَغَيرهم قيام على أَرجلهم فَعلمت أَن لَا أحد أنبل من فَقِيه وَوَقع لأسد بن عَمْرو فِي قلبِي من الْجَلالَة مَا لَا يُعلمهُ إِلَّا الله.

(ترجمہ:)'' آپ نے فرمایا: مجھ سے عمر بن یحیی ہلال کے بھائی نے بیان کیا کہا اس سارے واقعے میں میں موجود تھا، پھر جب نداء کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے کپڑا اسمیٹا اور اسے اپنے منہ میں داخل کیا اور کہا: اللہ کی قسم !وہ ندا دینے پر اس سے صبر نہ ہوسکا۔ابوبکر نے اپنی روایت میں کہا: جب ہارون الرشید طواف اور سعی سے فارغ ہوئے تو کعبہ میں داخل ہوگئے اور ان کیساتھ اسد بن عمرو اور تمام سردار اور اس کے چچازاد بھائی بھی تھے جب وہ اندر گئے تو دروازہ ان پر بند کردیا گیا پس میں دروازے کے سوراخ سے مطلع ہوا تو میں نے دیکھا ہارون الرشید بیٹھے ہوئے اور اسد بن عمرو ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور ہاشمی وغیر ہاشمی

تمام لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے تھے پس مجھے معلوم ہوگیا کہ اس فقیہ سے بڑا نبیل کوئی نہیں ہوسکتا اور جناب اسد بن عمرو کی عظمت وجلالت میرے دل میں اتنی واقع ہوئی کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

ثُمَّ خرج هَارُون فِي موكبه وَركب أَسد ركُوب الْقُضَاة وَالْفُقَهَاء فتبعته وَهُوَ على دَابَّته فَقلت لَهُ لم فرق أَبُو حنيفَة بَين الْخِيَانَة فِي التَّوْلِيَة والمرابحة قَالَ فوَاللَّه مَا عرف ذَلِك من قَول أبي حنيفَة فَقل فِي عَيْني فَأَتَيْت يُوسُف بن خَالِد وَكَانَ حَاجا فِي تِلْكَ السّنة فَأَخْبَرته بالْخبر كُله فَقَالَ لي وَمَا يدْرِي أَسد مَا هَذَا فرق أَبُو حنيفَة بَينهمَا لِأَنَّهُ جعل التَّوْلِيَة نقل بيع لِأَنَّهَا بِالثّمن الأول فَكَأَن البَائِع نقل إِلَى الْمولى مَا ملكه بِحَق الْمَبِيع بِمَا ملكه من الثّمن الأول وَجعل الْمُرَابَحَة بيعا ثَانِيًا إِذْ كَانَ بِثمن غير الثّمن الأول ولهلال كتاب الشُّرُوط وَأَحْكَام الْوُقُوف وَكَانَ مقدما فِي علم الشُّرُوط.

(ترجمہ:)''پھر ہارون الرشید اپنی جماعت میں نکلے اور جناب اسد قاضیوں اور فقہاء کی سواریوں پر سوار ہوئے تو میں بھی ان کے پیچھے ہوگیا جبکہ وہ اپنے چوپائے پر تھے تو میں نے آپ سے کہا: امام ابوحنیفہ نے بیع تولیہ اور بیع مرابحہ میں خیانت کا فرق کیوں کیا؟ آپ نے کہا: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ کا قول مجھے معلوم نہیں۔ پس میری نظر میں آپ کی عزت کم ہوگئی تو میں جناب یوسف بن خالد کے پاس آیا اور آپ بھی اس سال حج کرنے والے تھے تو میں نے اس تمام واقعہ کی آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: اسد کیا جانے کہ امام ابوحنیفہ نے ان کے درمیان فرق کیسے کیا؟ اس لیے کہ آپ نے بیع تولیہ کو نقل بیع قرار دیا کیونکہ وہ پہلے ثمن کے بدلے میں ہوتی ہے پس بائع حق مبیع کے ذریعے جس کا مالک ہوا ہے اسے مولیٰ کی طرف نقل کرتا ہے اس کیساتھ جس کا وہ ثمن اول سے مالک ہوا اور مرابحہ کو دوسری بیع قرار دیا کیونکہ وہ پہلے ثمن کے علاوہ ثمن سے ہوتی ہے۔

جناب ہلال کی کتاب الشروط اور کتاب احکام الوقوف ہے اور آپ علم الشروط میں مقدم سمجھے جاتے تھے''۔

حضرت محمد بن عبداللہ انصاری اور عبیداللہ بن عبدالمجید حنفی:

وَمن أَصْحَاب زفر خَاصَّة مُحَمَّد بن عبد الله الْأَنْصَارِيّ من ولد أنس بن مَالك ولي الْقَضَاء بِالْبَصْرَةِ وَعبيد الله بن عبد الْمجِيد الْحَنَفِيّ وَكَانَ من أَصْحَاب البتي ثُمَّ أنتقل إِلَى زفر

(ترجمہ:)''خاص طور پر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے محمد بن عبداللہ انصاری ہیں جو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں ۔آپ بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے اور عبید اللہ بن عبد المجید حنفی بھی امام زفر کے اصحاب میں سے تھے ۔آپ پہلے شیخ عثمان البتی کے اصحاب میں سے تھے پھر امام زفر کی طرف منتقل ہو گئے تھے"۔

شیخ موسیٰ بن نصر رازی، محمد بن مقاتل رازی، عمرو بن ابی عمرو، سلیمان بن شعیب کسائی اور علی بن معبد:

وَمن أَصْحَاب مُحَمَّد بن الْحسن خَاصَّة مُوسَى بن نصر الرَّازِيّ وَمُحَمّد بن مقَاتل الرَّازِيّ أَيْضا وَمن أَصْحَابه عَمْرو بن أبي عمر جد أبي عرُوبَة الْحَرَّانِي وَسليمَان بن شُعَيْب الكيساني وَله النَّوَادِر عَنهُ وَعلي بن معبد۔

(ترجمہ:)"امام محمد بن حسن شیبانی کے اصحاب میں سے خاص طور پر موسی بن نصر رازی ہیں اور محمد بن مقاتل رازی بھی ہیں ۔اور آپ کے اصحاب میں سے عمرو بن ابی عمر ہیں جو ابوعروبہ الحرانی کے دادا ہیں۔ اور سلیمان بن شعیب بھی آپ کے اصحاب میں سے ہیں اور انہوں نے آپ سے کتب نوادر روایت کیں اور جناب علی بن معبد بھی آپ کے اصحاب میں سے ہیں"۔

شیخ محمد بن شجاع الثلجی:

وَمن أَصْحَاب الْحسن بن زِيَاد مُحَمَّد بن شُجَاع الثَّلْجِي وَهُوَ الْمُقدم فِي الْفِقْه والْحَدِيث وَقِرَاءَة الْقُرْآن مَعَ ورع وَعبادَة مَاتَ فَجْأَة فِي سنة سِتّ وَخمسين وَمِائَتَيْنِ وَدفن فِي نَاحيَة دَار الرَّقِيق من بَغْدَاد۔

(ترجمہ:)"امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے محمد بن شجاع ثلجی ہیں ۔آپ تقویٰ وعبادت کیساتھ ساتھ فقہ، حدیث اور قراءتِ قرآن میں مقدم درجہ رکھتے ہیں ۔۲۵۶ھ میں اچانک آپ کی وفات ہوئی اور بغداد کے دار الرقیق کی ایک جانب دفن ہوئے"۔

وَمن أَقْرَان مُحَمَّد بن شُجَاع: عَليّ الرَّازِيّ وَكَانَ عَارِفًا بمذاهب أَصْحَابنَا وَقد طعن على مسَائِل من الْجَامِع الْكَبِير وَمن الْأُصُول مَعَ زهد وورع وسخاء وإفضال۔

(ترجمہ:)"جناب محمد بن شجاع کے معاصرین میں سے علی الرازی ہیں ،آپ ہمارے اصحاب کے مذاہب کے عارف تھے۔ زہد، تقویٰ، سخاوت وفضیلت کیساتھ ساتھ آپ نے الجامع الکبیر اور مسائل اصول کے کچھ مسائل پر اعتراض بھی کیا ہے"۔

حضرت ابوبکر احمد بن عمرو الخصاف:

وَمِمَّنْ تَأَخّر عَن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو بكر أَحْمد بن عَمْرو الْخصاف وَله التصانيف المرضية فِي الشُّرُوط وَأَحْكَام الْوُقُوف وآداب الْقُضَاة وَالرَّضَاع والنفقات.

(ترجمہ:) ''اس طبقہ سے جو بعد ہوئے ان میں سے ابوبکر احمد بن عمرو الخصاف ہیں، آپ کی الشروط، احکام الوقوف، آداب القضاۃ، الرضاع اور النفقات میں پسندیدہ تصانیف ہیں''۔

قاضی ابوالعباس احمد بن عیسیٰ البرتی:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو الْعَبَّاس أَحْمد بن عِيسَى البرتي الْقَاضِي روى الْكتب عَن أبي سُلَيْمَان الْجوزجَاني وَكَانَ إِلَيْهِ أحد جَانِبي بَغْدَاد والجانب الآخر إِلَى إِسْمَاعِيل بن إِسْحَاق ثمَّ استعفى فِي أَيَّام الْمُعْتَمد ورد عَلَيْهِم الْعَهْد وَلزِمَ بَيته واشتغل بِالْعبَادَة حَتَّى مَاتَ.

(ترجمہ:) ''اس طبقہ کے افراد میں سے ابوالعباس احمد بن عیسیٰ البرتی القاضی ہیں، آپ نے کتب ابوسلیمان جوزجانی سے روایت کی، بغداد کی ایک جانب آپ ہی کے پاس تھے اور اس کی دوسری جانب اسماعیل بن اسحاق کے پاس تھی پھر آپ نے خلیفہ معتمد کے دور خلافت میں استعفیٰ دے دیا۔ اور ان کی طرف عہدہ لوٹا دیا اور آپ نے اپنے گھر میں تنہائی اختیار کر لی اور عبادت میں مشغول ہو گئے حتی کہ آپ وفات پا گئے''۔

قاضی ایسے ہوتے ہیں:

حَدثنَا الْقَاضِي أَبُو عبد الله الضَّبِّيّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد بن صَالح الْهَاشِمِي قَالَ ثَنَا أَبُو عمر مُحَمَّد بن يُوسُف الْقَاضِي قَالَ ركبت يَوْمًا من الْأَيَّام مَعَ إِسْمَاعِيل بن إِسْحَاق إِلَى أَحْمد بن عِيسَى البرتي وَهُوَ ملازم لبيته فرأيته شَيخا مصفارا أثر الْعِبَادَة عَلَيْهِ وَرَأَيْت إِسْمَاعِيل أعظمه إعظاما شَدِيدا وَسَأَلَهُ عَن نَفسه وَأَهله وعجائزه وَجَلَسْنَا عِنْده سَاعَة ثمَّ انصرفنا فَقَالَ لي إِسْمَاعِيل يَا بني تعرف هَذَا الشَّيْخ قلت لَا قَالَ هَذَا البرتي الْقَاضِي لزم بَيته واشتغل بِالْعبَادَة هَكَذَا تكون الْقُضَاة لَا كَمَا نَحن.

(ترجمہ:) ''القاضی ابوعبداللہ الضبی نے ہم سے بیان کیا کہا محمد بن صالح الہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہا ابوعمر محمد بن یوسف القاضی نے ہم سے بیان کیا کہا دنوں میں سے ایک دن میں اسماعیل بن اسحاق کیساتھ سوار ہو کر احمد بن عیسیٰ البرتی کے پاس گیا جبکہ آپ نے اپنے گھر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ میں

نے آپ کو زرد رنگ کا شیخ دیکھا جس پر عبادت کے اثرات نمایاں تھے۔ اور میں نے اسماعیل بن اسحاق کو دیکھا انہوں نے آپ کی بہت زیادہ تعظیم کی اور اُن سے ان کے اپنے بارے میں اور ان کے گھر والوں اور بوڑھیوں کے متعلق سوال کیا اور ہم ان کے پاس ایک گھڑی بیٹھے پھر ہم لوٹ آئے۔ مجھ سے جناب اسماعیل نے کہا: اے بیٹے اس شیخ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے کہا: یہ البرتی القاضی ہیں، آپ نے گھر میں تنہائی اختیار کر لی اور عبادت میں مشغول ہو گئے ہیں، قاضی ایسے ہیں ہوتے ہیں نہ کہ ہمارے جیسے!''۔

شیخ ابوجعفر احمد بن ابی عمران:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو جَعْفَر أَحْمد بن ابی عمرَان أستاذ أبي جَعْفَر الطَّحَاوِيّ وَكَانَ شيخ أَصْحَابنَا بِمصْر فِي وقته وَأخذ الْعلم عَن مُحَمَّد بن سَمَاعَة وَبشر بن الْوَلِيد وأضرابهما وَله كتاب مَجْمُوع يعرف بالحجج هُوَ من حسان الْكتب وَقيل إِنَّه كَانَ ضَرِيرا۔

(ترجمہ:) ''اس طبقہ کے افراد میں سے ابوجعفر احمد بن ابی عمران ہیں جو امام ابوجعفر طحاوی کے استاذ ہیں، آپ اپنے وقت میں مصر میں ہمارے اصحاب کے شیخ تھے۔ آپ نے جناب محمد بن سماعہ، بشر بن الولید اور ان کے ہم مثل افراد سے علم حاصل کیا، آپ کی کتاب مجموع ہے جو حجج سے معروف ہے، یہ بہترین کتابوں میں سے ایک ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی نظر میں مسئلہ تھا''۔

شیخ علی بن موسیٰ القمی:

وَمن أقرانه عَليّ بن مُوسَى القمي وَقد تكلم على كتب الشَّافِعِي ونقضها وَله تصانيف كَثِيرَة مُبتدأة۔

(ترجمہ:) ''آپ کے معاصرین میں سے علی بن موسیٰ القمی ہیں، آپ نے امام شافعی کی کتب پر کلام کیا اور ان کا رد کیا اور آپ کی کئی ابتدائی تصانیف ہیں''۔

شیخ ابوعلی الدقاق الرازی:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو عَليّ الدقاق الرَّازِيّ صَاحب كتاب الْحيض وَكَانَت قِرَاءَته على مُوسَى بن نصر الرَّازِيّ وَعَن أبي عَليّ أَخذ الْعلم أَبُو سعيد البردعي۔

(ترجمہ:) ''اس طبقہ کے افراد میں سے ابوعلی الدقاق الرازی صاحب کتاب الحیض ہیں۔ آپ نے موسیٰ بن نصر الرازی پر پڑھا ہے۔ اور ابوعلی الدقاق الرازی سے ابوسعید البرذعی نے علم حاصل کیا''۔

قاضی ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز:

وَمن الْمُتَأَخِّرين عَن هَذِهِ الطبعة أَبُو خازم عبد الحميد بن عبد العزيز القاضي أصله من الْبَصْرَة وَأخذ الْعلم عَن بكر الْعمي وَعَن الشُّيُوخ الْبَصرِيين وَهُوَ جليل الْقدر ولي الْقَضَاء بِالشَّام والكوفة والكرخ من مَدِينَة السَّلَام وَكَانَ عبد الله بن سُلَيْمَان خاطبه فِي بيع ضَيْعَة ليتيم تجاور بعض ضيَاعه فَكتب إِلَيْهِ إِن رأى الْوَزير أعزه الله أَن يَجْعَلنِي أحد رجلَيْنِ إِمَّا رجلا صين الحكم بِهِ أَو صين الحكم عَنهُ وَالسَّلَام وَعنهُ أَخذ الْفُقَهَاء أَبُو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ وَأَبُو طَاهِر الدباس وَقد لقِيه أَبُو الْحسن الْكَرْخِي وَحضر مَجْلِسه وَكَانَ مُنْقَطِعًا إِلَى البرذعي

(ترجمہ:)''اس طبقہ کے متاخرین میں سے ابوخازم عبدالحمید بن عبدالعزیز القاضی ہیں، آپ کی اصل بصرہ سے ہے۔آپ نے بکر العمی اور بصرہ کے شیوخ سے علم حاصل کیا ہے۔آپ بلند رتبے والے تھے ،شام ،کوفہ اور مدینۃ السلام کے علاقہ کرخ کے آپ قاضی رہے ہیں۔اور عبداللہ بن سلیمان نے آپ کو مخاطب کیا یتیم کی زمین کی بیع کے بارے میں کہ اس کی زمین کے حصے پر ظلم کیا تو آپ نے اس کی طرف خط لکھا: اگر وزیر [اللہ اسے عزت عطا فرمائے] کی رائے دو آدمیوں میں سے ایک آدمی مجھے بنادے یا تو ایسا آدمی بنادے کہ اس کیساتھ فیصلہ محفوظ کروں یا اس سے فیصلہ محفوظ کروں۔والسلام۔

آپ سے فقہاء ،ابوجعفر الطحاوی اور ابوطاہر الدباس نے اکتساب فیض کیا۔امام ابوالحسن کرخی نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور آپ برزعی سے جدا تھے''۔

حضرت ابوسعید احمد بن حسین البرذعی:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو سعيد أَحْمد بن الْحُسَيْن البرذعي أَخذ الْعلم عَن أبي عَليّ الدقاق وَعَن مُوسَى بن نصر فَأخذ عَنهُ أَبُو الْحسن الْكَرْخِي وَأَبُو طَاهِر الدباس وَأَبُو عَمْرو والطبري وأضرابهم وَكَانَ قدم بَغْدَاد حَاجا فَدخل الْجَامِع ووقف على دَاوُد بن عَليّ صَاحب الظَّاهِر وَهُوَ يكلم رجلا من اصحاب أبي حنيفَة وَقد ضعف فِي يَده الْحَنَفِيّ فَجَلَسَ فَسَأَلَهُ عَن بيع أُمَّهَات الْأَوْلَاد فَقَالَ يجوز فَقَالَ لَهُ لم قلت قَالَ لأَنا أجمعنا على جَوَاز بيعهنَّ قبل الْعلُوق فَلَا نزُول عَن هَذَا الْإِجْمَاع إِلَّا بِإِجْمَاع مثله فَقَالَ لَهُ أجمعنا بعد الْعلُوق قبل وضع الْحمل أَنه لَا يجوز بيعهَا فَيجب أَن نتمسك بِهَذَا الْإِجْمَاع وَلَا نزُول عَنهُ إِلَّا بِإِجْمَاع مثله فَانْقَطع دَاوُد وَقَالَ نَنْظُر فِي هَذَا

(ترجمہ:)''اس طبقہ میں سے ابوسعید احمد بن حسین برذعی ہیں، آپ نے ابوعلی الدقاق اور موسیٰ بن

نصر سے علم حاصل کیا پھر آپ سے ابوالحسن کرخی، ابوطاہر الدباس، ابوعمرو الطبری اور ان جیسے افراد نے علم حاصل کیا۔ آپ حج کرنے کے لیے جاتے ہوئے بغداد آئے تو جامع مسجد میں تشریف لائے اور داؤد بن علی ظاہری المذہب کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے کسی شخص سے بات کر رہے تھے اور اس کی گرفت میں حنفی کمزور ہوگیا تھا تو آپ بیٹھ گئے اور داؤد ظاہری سے امہات الاولاد کی خرید وفروخت کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا: جائز ہے تو آپ نے اس سے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ ہمارا اجماع ہے اس بات پر کہ ان کی خرید وفروخت جائز ہے علوق سے پہلے لہذا ہم اس اجماع کو اسی وقت چھوڑیں گے جب اسی کی مثل اجماع ہوگا تو آپ نے اس سے فرمایا: ہمارا اجماع تو علوق کے بعد وضع حمل سے پہلے ہے کہ ان کی بیع جائز نہیں لہذا واجب ہے کہ ہم اس اجماع کیساتھ مضبوطی سے چمٹے رہیں اور اس اجماع سے اسی وقت ہٹیں جب اسی کی مثل اجماع ہو جائے۔ پس داؤد ظاہری آپ سے جدا ہو گئے اور کہا: ہم اس بارے میں غور وفکر کریں گے"۔

اصحاب ظواہر کی تردید میں امام ابوسعید البرذعی کا کردار:

وَقَامَ أَبُو سعيد فعزم على الْقعُود بِبَغْدَاد والتدريس لما رأى من غَلَبَة أَصْحَاب الظَّاهِر فَلَمَّا كَانَ بعد مُدَّة رأى فِي النّوم كَأَن قَائِلا يَقُول لَهُ {فَأَما الزّبد فَيذْهب جفَاء وَأما مَا ينفع النَّاس فيمكث فِي الأَرْض} فانتبه بدق الْبَاب وَإِذا قَائِل يَقُول لَهُ قد مَاتَ دَاوُد بن عَليّ صَاحب الْمَذْهَب فَإِن أردْت أَن تصلي عَلَيْهِ فأحضر وَأقَام أَبُو سعيد سِنِين كَثِيرَة يدرس ثمَّ خرج إِلَى الْحَج فَقتل فِي وقْعَة القرامطة مَعَ الْحَاج.

(ترجمہ:) "اور جناب ابوسعید وہاں سے اٹھ آئے تو جب آپ نے بغداد میں اصحاب ظواہر کا غلبہ دیکھا تو آپ نے بغداد میں مجلس قائم کرنے اور تدریس کا پختہ ارادہ کر لیا، ایک مدت گزرنے کے بعد آپ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا آپ سے کہتا ہے: "تو جھاگ جل کر ختم ہو جاتی ہے اور جو لوگوں کو نفع دیتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے"۔ چنانچہ آپ دروازہ کھٹکٹانے کی آواز سے بیدار ہوئے تو کہنے والے نے آپ سے کہا: داؤد بن علی صاحب مذہب فوت ہوگیا ہے اگر آپ اس کے جنازہ کی نماز میں جانا چاہتے ہیں تو حاضر ہو جایئے! جناب ابوسعید کئی سال وہاں رہے تدریس کرتے رہے پھر حج کرنے چلے گئے تو آپ حجاج کیساتھ قرامطہ کے حادثے میں شہید کر دیئے گئے"۔

امام ابوالحسن عبیداللہ بن حسین کرخی:

وَصَارَ التدريس بِبَغْدَاد بعد أبي حَازِم وَأبي سعيد إِلَى أبي الْحسن عبيد الله بن الْحُسَيْن الْكَرْخِي وَإِلَيْهِ أنتهت رئاسة أَصْحَاب أبي حنيفَة وانتشر أَصْحَابه فِي الْبِلَاد وولوا الحكم فِي الْآفَاق ودرسوا وَكَانَ أَبُو الْحسن مَعَ غزارة علمه وَكَثْرَة رواياته عَظِيم الْعِبَادَة كثر الصَّوْم وَالصَّلَاة شَدِيد الْوَرع صبورا على الْفقر وَالْحَاجة عزوفا عَمَّا فِي أَيدي النَّاس۔

(ترجمہ:) ''بغداد میں ابوحازم اور ابوسعید کے بعد تدریس ابوالحسن عبیداللہ بن حسین کرخی کے پاس چلی گئی اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب کی ریاست کی انتہاء آپ سے ہوئی اور آپ کے اصحاب مختلف شہروں میں پھیل گئے اور اطراف عالم میں فیصلے کرنے والے عہدوں پر فائز ہوئے اور انہوں نے فقہ حنفی کی تدریس کی۔

جناب ابوالحسن کرخی بے پایاں علم اور کثرت روایات کے باوجود بڑے عبادت گزار، کثرت سے روزے رکھنے والے نماز پڑھنے والے، سخت احتیاط فرمانے والے، فقر وحاجت پر صبر کرنے والے اور اس سے کنارہ کشی کرنے والے تھے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے''۔

امام ابوالحسن کرخی مرض الموت میں:

حَدثنَا أَبُو الْقَاسِم عَليّ بن مُحَمَّد بن عَلان الوَاسِطِيّ وَمَا رَأَتْ عَيْنَايَ فِي مَعْنَاهُ مثله قَالَ لما أَصَابَهُ الفالج فِي آخر عمره حَضَرته فِي بَيته وَحضر أَصْحَابه أَبُو بكر الدَّامغَانِي وَأَبُو عَليّ الشَّاشِي وَأَبُو عبد الله الْبَصْرِيّ فَقَالُوا هَذَا مرض يحْتَاج إِلَى نَفَقَة وعلاج وَهُوَ مقل وَلَا نحب أَن نبذله للنَّاس فَنحب أَن نكتب إِلَى سيف الدولة ونطلب مِنْهُ مَا ينْفق عَلَيْهِ فَفَعَلُوا ذَلِك وأحس أَبُو الْحسن بِمَا هم فِيهِ فَسَأَلَ عَن ذَلِك فَأُخْبر بِهِ فَبكى وَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تجْعَل رِزْقِي إِلَّا من حَيْثُ عودتني فَمَاتَ قبل أَن يحمل سيف الدولة شَيْئا ثمَّ ورد كتاب سيف الدولة وَمَعَهُ عشرَة آلَاف دِرْهَم ووعد أَن يمد ذَلِك بأمثاله فَتصدق بِهِ۔

(ترجمہ:) ''ابوالقاسم علی بن محمد علان الواسطی نے ہم سے بیان کیا [میری آنکھ نے ان کی مثل ان کے مقام ومرتبے والا نہیں دیکھا] کہا جب آپ (ابوالحسن کرخی) کو آخری عمر میں فالج کا دورہ پڑھا تو میں آپ کے گھر میں حاضر ہوا اور آپ کے اصحاب ابوبکر دامغانی، ابوعلی الشاشی اور ابوعبداللہ بصری حاضر ہوئے انہوں نے آپس میں کہا: اس مرض میں نفقہ اور علاج کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ کم ہے اور ہم پسند نہیں

کرتے کہ لوگوں سے لے کر خرچ کریں لہذا ہم چاہتے ہیں کہ سیف الدولہ کی طرف خط لکھیں اور اس سے مال طلب کریں جو امام ابوالحسن کرخی پر خرچ کیا جائے، وہ ایسا کرنے لگے اور امام ابوالحسن کرخی نے ان کے ارادے کو بھانپ لیا تو اس بارے میں ان سے پوچھا انہوں نے ساری بات بتادی تو آپ رونے لگے اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! میرا رزق وہاں سے ہی مقرر فرمانا جہاں سے تو پہلے مجھے دیتا رہا ہے! پس سیف الدولہ کے ہاں سے کسی چیز کے آنے سے پہلے ہی آپ فوت ہو گئے پھر سیف الدولہ کا خط آیا اور اس کے ساتھ دس ہزار درہم تھے اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اسکی مثل اور دے گا چنانچہ وہ درہم آپ کی طرف سے صدقہ کر دیئے گئے"۔

حکومتی عہدوں سے نفرت اور اس کے اسباب:

حَدثنِي أَبُو الْقَاسِم عَلِيّ بن مُحَمَّد بن عَلان قَالَ كَانَ أَبُو الْحسن شَدِيد المقت لمن ينظر فِي الْقَضَاء وَكَانَ إِذا ولي أحد من أَصْحَابه هجره وأبعده فولي الحكم من أَصْحَابه أَبُو الْقَاسِم عَلِيّ بن مُحَمَّد التنوخي وَكَانَ مقدما فِي الْفِقْه وَالْكَلَام مَعَ مَعْرفَته بِالْعَرَبِيَّةِ وقوته فِي الشّعْر فهجره أَبُو الْحسن وَقطع مَا كتبه مُكَاتبَة وَكَانَ يدْخل بَغْدَاد فَلَا يُمكنهُ الدُّخُول عَلَيْهِ فَإِذا سُئِلَ فِي بَابه يَقُول كَانَ يعاشرني على الْفقر وَالْحَاجة وَبَلغنِي أَنه الان ينْفق على مائدته فِي كل يَوْم دَنَانِير وَمَا علمته ورث مِيرَاثا وَلَا أتجر فربح وَمَا أعرف لهَذِهِ النَّفَقَة وَجها۔

(ترجمہ:) "ابوالقاسم علی بن محمد بن علان نے مجھ سے بیان کیا کہا امام ابوالحسن اس کو سخت ناپسند کرتے تھے جو قاضی بننے میں غور وفکر کرے اور جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی عہدہ قضاء پر فائز ہوتا تو آپ اس کا انکار کرتے اور اپنے سے دور کر دیتے چنانچہ آپ کے اصحاب میں ابوالقاسم علی بن محمد التنوخی قاضی ہوئے آپ فقہ وکلام میں مقدم سمجھے جاتے تھے عربی زبان کی معرفت اور شعر وشاعری میں قوت رکھنے کے ساتھ ساتھ۔ پس امام ابوالحسن کرخی نے آپ کو چھوڑ دیا اور اس سے پہلے مکاتبت میں جو لکھا تھا اسے ختم کر دیا اور آپ بغداد آتے تو جناب ابوالحسن کرخی کے پاس نہیں آسکتے تھے۔ جب اس بارے میں آپ سے سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے: وہ ہمارے ساتھ فقر وحاجت کی زندگی گزارتا تھا اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اب ہر روز اس کے دستر خوان پر کئی دینار خرچ ہوتے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ کسی وراثت کا وارث ہوا نہ ہی اس نے کوئی چیز کرائے پر دی جس سے اسے نفع ہوا اور میں اس خرچے کی کوئی صورت نہیں دیکھتا"۔

قَالَ لنا الشَّيْخ أَبُو الْقَاسِم عَلِيّ بن مُحَمَّد الوَاسِطِيّ فلعهدي بِهِ وَقد دخل آخر دخلة دَخلهَا

بَغْدَادوَحضر الْمجَالِس و کلم ابْن أَبِي هُرَيْرَة وَكَانَ ينْقل مَا يجْرِي بَينهمَا إِلَى أبي الْحسن رَحمَه الله فَكَأَنَّهُ لَان قلبه لأبي الْقَاسِم التنوخي فخوطب فِي أَن يَأْذَن لَهُ فِي الدُّخُول عَلَيْهِ فَسكت قَالَ فَرَأَيْت أَبَا الْقَاسِم وَقد دخل مَجْلِسه وَعَلِيهِ ثِيَابه ومرقعته وَقد انكب فباس رَأسه وَقعد بَين يَدَيْهِ فَتَبَسَّمَ فِي وَجهه وَمَا كلمهُ بِحرف وودعه أَبُو الْقَاسِم وَخرج.

(ترجمہ:) ''شیخ ابوالقاسم علی بن محمد الواسطی نے ہم سے کہا: مجھے اپنے زمانے کی قسم! جب بغداد میں آپ آخری مرتبہ داخل ہوئے اور مجالس میں حاضر ہوئے اور ابن ابی ہریرہ نے بات کی، آپ وہ باتیں امام ابوالحسن رحمہ اللہ کی طرف پہنچاتے جو ان دونوں کے درمیان ہوتی تھیں گویا کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دل جناب ابوالقاسم التنوخی کے لیے نرم ہوا تو ابوالقاسم کے آنے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ خاموش رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابوالقاسم کو دیکھا آپ امام ابوالحسن کرخی کی مجلس میں داخل ہوئے کہ آپ نے پیوند والے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ مصیبت زدہ تھے چنانچہ ابوالقاسم نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے پس آپ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر ہوئی اور ایک حرف کی بات بھی نہیں ہوئی۔ ابوالقاسم نے الوداع کہا اور باہر نکل گئے''۔

امام ابوالحسن کرخی علیہ الرحمہ کی وفات:

وَلَو ذكرنَا مَا عندنَا من أَخْبَار أبي الْحسن وأخبار أبي خازم لاحتجنا إِلَى كتاب مُفْرد وَإِنَّمَا ذكرنَا مَا لَا بُد مِنْهُ وَتوفى أَبُو الْحسن لَيْلَة النّصْف من شعْبَان سنة أَرْبَعِينَ وثلاثمائة وَصلى عَلَيْهِ القَاضِي أَبُو تَمام الْحسن بن مُحَمَّد الْهَاشِمِي الزَّيْنَبِي وَكَانَ من أَصْحَابه وَقيل إِن مولده سنة سِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ.

(ترجمہ:) ''ہمارے پاس جو ابوالحسن اور ابوخازم کی اخبار ہیں اگر ہم انہیں ذکر کریں تو ہمیں ایک الگ کتاب کی ضرورت پڑے گی اور ہم نے ان کا ضروری ذکر کر دیا۔ امام ابوالحسن کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان کی پندرہویں رات ۳۴۰ھ میں وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ قاضی ابوتمام حسن بن محمد ہاشمی زینی نے پڑھائی اور یہ آپ کے اصحاب میں سے تھے۔ بعض نے کہا: آپ کی پیدائش ۲۶۰ھ میں ہوئی''۔

امام ابوالحسن کرخی علیہ الرحمہ کا جنازہ:

حَدثنِي الشَّيْخ أَبُو الْقَاسِم الوَاسِطِيّ قَالَ حضر ابو عبد الله بن الدَّاعِي جَنَازَة أبي الْحسن الْكَرْخِي وَأَرَادَ أَن يُصَلِّي عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابه هَذَا الشَّيْخ إِمَام أَصْحَاب أبي حنيفَة ومتقدمهم

غیر مدافع فَإِن صلیت عَلَیْهِ وَ کبرت علی مذْهبه فتقدم فَقَالَ أنا لَا أُخَالِف مَذَاهِب آبَائِي وَغَضب وَقدمُوا القَاضِي أَبَا تَمام فصلى عَلَيْهِ وَحمله أَصْحَابه على أَعْنَاقهم وَكَانَ المتولي لغسله إِبْرَاهِيم بن شهَاب وَأَبُو عبد الله ابْن رزام وَدفن بحذاء مَسْجده فِي درب الْحسن بن زيد على نهر الواسطيين۔

(ترجمہ:)''شیخ ابوالقاسم الواسطی نے مجھ سے بیان کیا کہا ابوعبداللہ الداعی ،امام ابوالحسن کرخی کے جنازے میں حاضر ہوئے اورآپ نے نماز جنازہ پڑھانی چاہی توآپ کے اصحاب نے کہا: یہ شیخ امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے امام ہیں اوران میں مقدم درجہ رکھتے ہیں بغیر کسی اعتراض کےلہذا اگر آپ ان کے مذہب کے مطابق نماز جنازہ پڑھاتے ہیں اور تکبیریں کہتے ہیں تو آگے بڑھئے !انہوں نے کہا: میں اپنے آباء کے مذاہب کی مخالفت نہیں کروں گا اوروہ غصہ میں آگئے ،آپ کے اصحاب نے قاضی ابوتمام کو آگے کیا پس قاضی ابوتمام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اورآپ کے اصحاب نے اپنی گردنوں پر آپ کو اٹھایا اورآپ کو غسل دینے والے ابراہیم بن شہاب اورابوعبداللہ ابن رزام ہیں ۔آپ اہل واسط کی نہر کے کنارے درب الحسن بن زید میں مسجد کے بالمقابل دفن کئے گئے''۔

شیخ ابوطاہر محمد بن محمد بن سفیان:

وَمن أقرانه أَبُو طَاهِر مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن سُفْيَان وَكَانَ أَكثر أَخذه عَن القَاضِي أبي خازم ويوصف بِالْحِفْظِ وَمَعْرِفَة الرِّوَايَات بَخِيلًا بِعِلْمِهِ ضنينا بِهِ وَولي الْقَضَاء بِالشَّام وَخرج إِلَى هُنَاكَ فَمَاتَ بهَا۔

(ترجمہ:)''آپ کے معاصرین میں سے ابوطاہر محمد بن محمد بن سفیان تھے ۔آپ نے اکثر اکتساب فیض قاضی ابوخازم سے کیا ۔آپ حفظ اور معرفت روایات میں اپنے کیساتھ بخیلی کرنے والے وصف سے موصوف تھے ۔شام کے قاضی مقرر ہوئے اوروہاں گئے تو وہاں پر ہی آپ کی وفات ہوئی''۔

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی:

وَمن هَذِه الطَّبَقَة بل يتقدمهم فِي الْمولد وَالسّن أَبُو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ وَهُوَ أَحْمد ابْن مُحَمَّد بن سَلمَة الطَّحَاوِيّ وَكَانَ مُقيما بِمصْر وَإِلَيْهِ انْتَهَت رئاسة أَصْحَاب أبي حنيفَة هُنَاكَ أَخذ الْعلم عَن أبي جَعْفَر بن أبي عمرَان وَعَن أبي خازم القَاضِي وَعَن جمَاعَة آخَرين۔

(ترجمہ:)''اس طبقہ کے افراد میں سے بلکہ پیدائش اورعمر میں ان سے مقدم امام ابوجعفر طحاوی ہیں۔

آپ احمد ابن محمد بن سلمہ الطحاوی ہیں۔ آپ نے مصر میں قیام فرمایا اور مصر میں اصحاب ابی حنیفہ کی سرداری آپ پر ختم ہو جاتی ہے۔ آپ نے ابوجعفر بن ابی عمران، قاضی ابوخازم اور دوسری جماعت سے علم حاصل کیا"۔

امام طحاوی کا شافعی المذہب چھوڑ کر حنفی المذہب اختیار کرنے کا سبب:

وَكَانَ فِي أصل تفقهه يتفقه على مَذْهَب الشَّافِعِي فَحَدثنِي الشَّيْخ أَبُو بكر مُحَمَّد بن مُوسَى الْخَوَارِزْمِيّ قَالَ كَانَ سَبَب انْتِقَاله إِلَى مَذَاهِب أَصْحَابنَا أَن أَبَا إِبْرَاهِيم الْمُزنِيّ قَالَ لَهُ يَوْمًا وَالله لَا جَاءَ مِنْك شَيْء فَغَضب أَبُو جَعْفَر من ذَلِك وأنف لنَفسِهِ وانتقل إِلَى أبي جَعْفَر بن أبي عمرَان فَأول مَا صنف من كتبه مختصرة الَّذِي هُوَ على تَرْتِيب كتاب الْمُزنِيّ فَلَمَّا فرغ مِنْهُ قَالَ رحم الله أَبَا إِبْرَاهِيم لَو كَانَ حَيا لكفر عَن يَمِينه۔

(ترجمہ:) "آپ پہلے امام شافعی کے مذہب پر فقہ حاصل کرتے تھے چنانچہ مجھ سے شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے بیان کیا کہا ہمارے اصحاب کی طرف منتقل ہونے کا سبب یہ ہے کہ جناب ابوابراہیم مزنی نے آپ سے ایک دن کہا: تجھ سے کچھ نہیں ہو سکے گا تو ابوجعفر طحاوی کو اس سے غصہ آ گیا، وہ خوددار ہو گئے اور ابوجعفر بن ابی عمران کے پاس چلے گئے چنانچہ آپ نے اپنی کتابوں میں سے سب سے پہلے مختصر تصنیف کی جو امام مزنی کی کتاب کی ترتیب پر ہے، جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو کہا: اللہ تعالیٰ ابوابراہیم پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے"۔

امام ابوجعفر طحاوی کی تصانیف:

وَلأبي جَعْفَر كتب جليلة مثل إختلاف الْعلمَاء وَمَا عمل مثله أحد وَكتابه الْكَبِير فِي الشُّرُوط وَكتابه فِي أَحْكَام الْقُرْآن وَفِي شرح مَعَانِي الْآثَار وَغير ذَلِك من الْكتب الجليلة وَكَانَت وَفَاته سنة إِحْدَى وَعشْرين وثلاثمائة ومولده سنة ثَمَان وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ۔

(ترجمہ:) "امام ابوجعفر طحاوی کی عمدہ کتابیں ہیں جیسے اختلاف العلماء، اس جیسی کتاب کسی نے نہیں لکھی اور شروط میں آپ کی کتاب الکبیر ہے اور آپ کی ایک کتاب احکام القرآن کے بارے میں ہے اور شرح معانی الآثار ہے اور اس کے علاوہ آپ کی معتبر کتب ہیں۔ آپ کی وفات ۳۲۱ھ ہے اور آپ کی ولادت ۲۳۸ھ میں ہوئی"۔

شیخ ابوعمرو طبری:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَةِ أَبُو عَمْرو الطَّبَرِيّ وَكَانَ مُقيما بِبَغْدَاد يدرس وَالشَّيْخ أَبُو الْحسن الْكَرْخِي يدرس وَله شرح الجامعين جَمِيعًا وَشهد عِنْد القَاضِي أَحْمد ابْن عبد الله الْخرقِيّ.

(ترجمہ:)''اس طبقہ کے افراد میں سے ابوعمرو طبری ہیں ،آپ بغداد میں مقیم تدریس کرتے تھے اور شیخ ابوالحسن الکرخی بھی تدریس کرتے تھے۔آپ کی جامعین [جامع الصغیر اور جامع الکبیر] کی شرح ہے آپ قاضی احمد ابن عبداللہ الخرقی کے پاس حاضر ہوئے''۔

حَدثنِي القَاضِي أَبُو عبد الله الْحُسَيْن بن هَارُون الضَّبِّيّ قَالَ ركب أَحْمد بن عبد الله الْخرقِيّ إِلَى أبي عَمْرو يسْأَله أَن يشْهد عِنْده فَامْتنعَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ دَعَانِي أَبُو عمر إِلَى هَذَا الْأَمر فَلم أجبه فَكيف أُجِيب الْآن فَقَالَ لَهُ أَحْمد بن عبد الله إِن أَبَا عمر أَرَادَ أَن يجملك بِالشَّهَادَةِ وَكَانَ مُخَالفا لَك فِي مذهبك وَأَنا أُرِيد أَن تجملني بشهادتك عِنْدِي مَعَ موافقتي لَك فِي الدّين فَركب إِلَيْهِ من يَوْمه وَشهد عِنْده وَتُوفِّي أَبُو عَمْرو فِي سنة أَرْبَعِينَ.

(ترجمہ:)''قاضی ابوعبداللہ حسین بن ہارون الضبی نے مجھ سے بیان کیا کہا احمد بن عبداللہ الخرقی ابوعمرو کی طرف سوار ہوکر گئے اوران سے سوال کیا کہ وہ انکے پاس گواہی دیں تو آپ نے منع کردیا اور آپ نے ان سے فرمایا: ابوعمر نے اس معاملے کی طرف مجھے بلایا تھا تو میں نے اسے قبول نہیں کیا تھا تو اب کیسے قبول کرلوں؟ تو احمد بن عبداللہ نے آپ سے کہا: ابوعمر نے ارادہ کیا تھا کہ وہ آپ کی گواہی کے ذریعے خوبصورتی حاصل کرے اور وہ آپ کے مذہب کا مخالف تھا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس اپنی گواہی دے کر مجھے خوبصورت بنائیں کیونکہ میں دین میں آپ کے موافق ہوں پس اسی دن آپ سوار ہوکر ان کیساتھ چلے گئے اوران کے ہاں گواہی دی۔اور ابوعمرو نے ۳۴۰ھ میں وفات پائی''۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ الضریر:

وَمِمَّنْ كَانَ يدرس مَعَ هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو عبد الله بن أبي مُوسَى الضَّرِير وَاسمه مُحَمَّد بن عِيسَى وَولي الحكم فِي الْجَانِب الشَّرْقِي ثمَّ وجد مقتولا فِي دَاره وَكَانَت وَفَاته قبل وَفَاة أبي الْحسن الْكَرْخِي فِي سني نَيف وَثَلَاثِينَ.

(ترجمہ:)''اس طبقہ کیساتھ تدریس کرنے والے افراد میں سے ابوعبداللہ بن ابی موسی الضریر ہیں، آپ کا نام محمد بن عیسیٰ ہے۔آپ بغداد کی مشرقی جانب فیصلے کے لیے مقرر ہوئے پھر اپنے گھر میں مقتول

پائے گئے۔ امام ابوالحسن کرخی کی وفات سے تقریباً تیس سال پہلے آپ کی وفات ہوئی''۔

شیخ ابوعلی الشاشی اور شیخ وفقیہ ابوبکر دامغانی:

ثُمَّ صَارَ التدريس بعد أبي الْحسن الْكَرْخِي رَحمَه الله إِلَى أَصْحَابه فَمنهمْ أَبُو عَليّ الشَّاشِي وَكَانَ شيخ الْجَمَاعَة وَكَانَ أَبُو الْحسن جعل التدريس لَهُ حِين فلج وَالْفَتْوَى إِلَى ابي بكر الدَّامغَانِي وَكَانَ يَقُول مَا جَاءَنَا احفظ من أبي عَليّ.

(ترجمہ:)''امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد تدریس آپ کے اصحاب کی طرف منتقل ہوگئی۔ ان میں سے ابوعلی الشاشی ہیں اور آپ جماعت کے شیخ تھے جب امام ابوالحسن کرخی کو فالج ہوا تو تدریس پر آپ کو مقرر فرمایا اور فتوی پر ابوبکر دامغانی کو مقرر فرمایا اور آپ فرمایا کرتے تھے: ابوعلی سے بڑا حافظے والا ہمارے پاس نہیں آیا''۔

مسائل اصول نوک زبان پر:

حَدثنِي الْقَاضِي أَبُو مُحَمَّد الْعمانِي قَالَ حضرت أَبَا عَليّ الشَّاشِي فِي مَجْلِسه وَقد جَاءَهُ أَبُو جَعْفَر الهندواني مُسلما عَلَيْهِ فَمَا قَامَ إِلَيْهِ فَأخذ يمتحنه بمسائل الْأُصُول وَكَانَت على طرف لِسَانه فَلَمَّا فرغ امتحن أَبَا جَعْفَر بِشَيْء من مسَائِل النَّوَادِر فَلم يحفظها فَكَانَ ذَلِك سَبَب حفظ الهندواني للنوادر وَقَالَ لأبي عَليّ جِئْتُك زَائِرًا لَا متعلما فَلَمَّا قَامَ نَهَضَ لَهُ أَبُو عَليّ الشَّاشِي وَتوفى أَبُو عَليّ الشَّاشِي فِي سنة أَربع وَأَرْبَعين وثلاثمائة.

(ترجمہ:)''قاضی ابومحمد العمانی نے مجھ سے بیان کیا کہا میں ابوعلی الشاشی کی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس ابوجعفر الہندوانی سلام کرتے ہوئے آئے پس ان کی طرف اٹھے نہیں تھے کہ وہ مسائل اصول کیساتھ ان کا امتحان لینے لگے اور وہ مسائل آپ کی نوک زبان پر تھے جب وہ فارغ ہوئے تو آپ نے مسائل نوادر میں سے کچھ مسائل کیساتھ امتحان لیا جو انہیں یاد نہیں تھے۔ ہندوانی کا کتب نوادر کو یاد کرنے کا یہی سبب تھا اور ابوجعفر ہندوانی نے ابوعلی الشاشی سے کہا: میں آپ کی زیارت کرنے والا بن کر آیا ہوں متعلم بن کر نہیں۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو ابوعلی شاشی بھی ان کے لیے اٹھے اور ابوعلی الشاشی نے ۳۴۴ھ میں وفات پائی''۔

حَدثنِي أَبُو الْفرج الْعمانِي وَكَانَ قد أدْرك الشَّيْخ أَبَا الْحسن ودرس عَلَيْهِ قَالَ أوصى أَبُو عَليّ الشَّاشِي أَن يرجعوا من مواراته ويفرقوا دفاتره على أَصْحَابه ويتصدقوا بِتَرِكَتِهِ وَكَانَت تسع مائَة

دِرْهَم عِنْد ثَلَاثَة أنفس يعِيش من فضل ذَلِك وَأن لَا يجلسوا لَهُ فِي عزاء فَفَعَلُوا ذَلِك وَحضر أَبُو عبد الله الدَّاعِي وَأَبُو تَمام الزَّيْنَبِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جنَازَته وتفرقة كتبه وتركته ثمَّ تفرقُوا.

(ترجمہ:)''ابوالفرج العمانی نے مجھ سے بیان کیا کہا آپ نے شیخ ابوالحسن کرخی کو پایا اوران پر سبق پڑھا کہا: ابوعلی الشاشی نے وصیت کی تھی کہ جب وہ دفن سے لوٹیں اورآپ کے دفاتر (کتب) اپنے اصحاب پر تقسیم کردیں اورآپ کا ترکہ صدقہ کردیں اور تین لوگوں کے پاس نو ہزار درہم ہیں وہ اس فضل سے زندگی گزارتے رہیں اوروہ آپ کی تعزیت کے لیے نہیں بیٹھیں گے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعبداللہ الداعی اور ابوتمام زینی رضی اللہ عنہما آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے اورآپ کی کتب اورترکہ تقسیم ہوا پھر وہ چلے گئے''۔

فقیہ ابوبکر دامغانی انصاری:

وَمن طبقته أَبُو بكر الدَّامغَانِي الْأَنْصَارِيّ وَكَانَ أَقَامَ على الطَّحَاوِيّ سِنِين كَثِيرَة ثمَّ أَقَامَ على أبي الْحسن وَكَانَ إِمَامًا فِي الْعلم وَالدّين مشارا إِلَيْهِ فِي الْوَرع والزهادة ولي الْقَضَاء بواسط لِأَنَّهُ ركبته دُيُون وَخرج إِلَيْهَا فَحَدثني الشَّيْخ أَبُو الْقَاسِم عَليّ بن مُحَمَّد الوَاسِطِيّ أَنه كَانَ ينظر بَين الْخُصُوم على وَجه التَّحْكِيم كَانَ يَقُول لِلْخَصْمَيْنِ أنظر بَيْنكُمَا فَإِذا قَالَا نعم نظر بَينهمَا وَرُبمَا قَالَ حكمتماني فَإِذا قَالَا نعم نظر بَينهمَا وَكَانَ عِنْد أَصْحَابنَا أَنه غض من نَفسه بولايته للْحكم.

(ترجمہ:)''اسی طبقہ میں سے ابوبکر دامغانی انصاری بھی ہیں۔آپ نے امام طحاوی کے پاس کئی سال قیام کیا پھرآپ نے ابوالحسن کرخی کے پاس قیام کیا۔آپ علم ودین میں امام تھے،تقوی وزہد میں آپ کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا،واسط کے قاضی مقرر ہوئے کیونکہ آپ مقروض ہوگئے تھے اورآپ ان کی طرف نکلے چنانچہ ابوالقاسم علی بن محمد واسطی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ تحکیم کے طریقے پر خصوم (مدعی اور مدعا علیہ) کے درمیان غوروفکر کرتے تھے،آپ خصمین سے کہتے: میں تمہارے درمیان غورکروں جب وہ دونوں ہاں کہتے توآپ ان دونوں کے درمیان غورکرتے اور بسااوقات کہتے: تم دونوں مجھے حکم بناتے ہو جب وہ ہاں کہتے توان کے درمیان غورفرماتے۔آپ ہمارے اصحاب کے درمیان اپنے آپ کو قاضی بننے کی وجہ سے کم حیثیت قراردیتے تھے''۔

شیخ ابومحمد بن عبدک:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة ابو مُحَمَّد بن عَبدك وَكَانَ متروحا إِلَى أبي عَمْرو الطَّبَرِيّ وَله شرح الجامعين وَكتاب الِاقْتِدَاء بعلي وَعبد الله رَضِي الله عَنْهُمَا خرج إِلَى الْبَصْرَة وَكَانَ من أَهلهَا فدرس بهَا وَمَات بهَا سنة سبع وَأَرْبَعين وثلاثمائة۔

(ترجمہ:)''اس طبقہ میں سے ابومحمد بن عبدک ہیں،آپ ابوعمرو الطبری کے پاس شام کو جاتے تھے اوران کی جامعین کی شرح ہے اورکتاب الاقتداء بعلی وعبداللہ رضی اللہ عنہما ہے۔آپ بصرہ کی طرف گئے اورآپ اہل بصرہ میں سے ہی تھے وہاں پرآپ نے تدریس کی اور ۳۴۷ھ میں فوت ہوئے''۔

شیخ المتکلمین ابوعبداللہ حسین بن علی بصری:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو عبد الله الْحُسَيْن بن عَليّ الْبَصْرِيّ شيخ الْمُتَكَلِّمين فِي عصره وَكَانَ مقدما فِي العلمين مَعَ كَثْرَة أَمَالِيهِ فيهمَا وتدريسه لَهما وَمَا بلغ أحد مبلغه فِي هذَيْن العلمين أَعنِي الْكَلَام وَالْفِقْه مَعَ سَعَة النَّفس وَكَثْرَة الأفضال والتقدم عِنْد السُّلْطَان وانتشار الْأَصْحَاب فَلَو لم يكن لَهُ صَاحب إِلَّا عَليّ بن مُحَمَّد الْوَاسِطِيّ الْمجمع على دينه والمقبول عِنْد الْمُوَافق والمخالف حَتَّى كَانَ يُقَال إِنَّه عَمْرو بن عبيد زَمَانه لَكَانَ فِيهِ كِفَايَة فَكيف وَقد رزق الْعدَد الْكثير من الْأَصْحَاب وتوجهوا فِي الْعلم وبلغوا فِيهِ كل مبلغ وَتوفي فِي ذِي الْحجَّة من سنة تسع وَسِتِّينَ وثلاثمائة وَصلى عَلَيْهِ أَبُو عَليّ الْحسن بن أَحْمد بن عبد الْغفار الْفَارِسِي النَّحْوِيّ وَدفن فِي تربة أبي الْحسن الْكَرْخِي رَحْمَة الله عَلَيْهِمَا۔

(ترجمہ:)''اس طبقے میں سے ابوعبداللہ حسین بن علی بصری ہیں جو اپنے زمانے میں شیخ المتکلمین تھے دونوں علوم میں آپ مقدم مانے جاتے تھے ان دونوں علوم میں کثرت امالی کیساتھ اورتدریس کیساتھ، وسعت نفسی،کثرت فضائل،بادشاہ کے ہاں مقدم درجہ اوراصحاب کے پھیلنے کیساتھ ساتھ ان دونوں علوم یعنی کلام وفقہ میں آپ کے درجے تک کوئی نہیں پہنچا،پس اگران کا علی بن محمد واسطی کے سوا کوئی صاحب نہ ہوتا[جس کے دین پر اجماع ہے اورموافق ومخالف کے ہاں مقبول ہے حتی کہ کہا جاتا کہ وہ اپنے زمانے کا عمرو بن عبید ہے] تو یہی انہیں کافی ہوتا،کیسے نہ ہو بڑی تعداد میں آپ کو اصحاب ملے،انہوں نے علم میں توجہ کی اوراس میں بلند درجے کو پہنچے۔آپ نے ماہ ذوالحجہ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔ابوعلی حسن بن احمد بن عبدالغفار فارسی نحوی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اورابوالحسن کرخی کی تربت میں دفن ہوئے۔رحمۃ اللہ علیہما''۔

شیخ ابوبکر بن شاہویہ:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو بكر بن شاهوية مَاتَ بنيسابور سنة إِحْدَى وَسِتِّينَ وثلاثمائة وَإِلَيْهِ انْتهى علم الْحساب وَحل الزيج وَعمل الأشكال من كتاب إقليدس مَعَ حفظه للْمَذْهَب وَعلمه بالنكت وَكَانَ عضد الدولة أخرجه مَعَ جمَاعَة من الْفُقَهَاء إِلَى بُخَارى فِي رِسَالَة فزينت لَهُ بِلَاد خُرَاسَان.

(ترجمہ:) ''اس طبقے میں سے ابوبکر بن شاہویہ ہیں آپ نے نیشاپور میں ۳۶۱ھ میں وفات پائی۔ علم ریاضی، حل زیج، کتاب اقلیدس کی اشکال کا چیپٹر آپ پر ختم تھا اس کیساتھ ساتھ آپ مذہب کے حافظ اور باریکیوں کیساتھ اسے جانتے تھے۔ عضد الدولہ نے فقہاء کی ایک جماعت کیساتھ آپ کو قافلے میں بخارا بھیجا چنانچہ آپ کے لیے بلاد خراسان مزین ہو گئے''۔

زمین پر آپ کی مثل کوئی نہیں:

فَحَدثنِي إِسْمَاعِيل الزَّاهِد قَالَ رَأَيْت أَبَا بكر مُحَمَّد بن الْفضل البُخَارِيّ وَقد حمل إِلَيْهِ جُزْءا فِيهِ مشكلات الْكتب فأملى أَبُو بكر جوابها من سَاعَته فَقبل ابْن الْفضل رَأسه وَقَالَ مَا ظَنَنْت أَن على وَجه الارض مثلك.

(ترجمہ:) ''چنانچہ مجھ سے اسماعیل زاہد نے بیان کیا کہا میں نے ابوبکر محمد بن فضل بخاری کو دیکھا کہ آپ ان کے پاس ایک جزء لے کری گئے جس میں کتب فقہ حنفی پر اشکالات وارد تھے تو جناب ابوبکر نے اسی ساعت اس کا جواب املاء کروایا تو ابن فضل نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا: میرا گمان نہیں ہے کہ روئے زمین پر آپ کی مثل کوئی ہے''۔

شیخ ابوسہل الزجاجی:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو سهل الزجاجي صَاحب كتاب الرياضة درس على أبي الْحسن الْكَرْخِي وَرجع إِلَى نيسابور فَمَاتَ بهَا سَمِعت الصاحب أَبَا الْقَاسِم إِسْمَاعِيل ابْن عباد يَقُول كَانَ أَبُو سهل الزجاجي إِذا دخل مجَالِس النّظر تَغَيَّرت وُجُوه الْمُخَالفين لقُوَّة نَفسه وَحسن جدله وَبَلغنِي أَن أَبَا بكر الرَّازِيّ رَحمَه الله درس عَلَيْهِ.

(ترجمہ:) ''اس طبقے میں سے ابوسہل زجاجی صاحب کتاب الریاضۃ ہیں ہیں۔ امام ابوالحسن کرخی پر سبق پڑھا اور واپس نیشاپور لوٹ آئے اور یہاں پر ہی آپ نے وفات پائی۔ میں نے ان کے ساتھی

ابوالقاسم اسماعیل بن عباد کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوسہل زجاجی جب مناظرہ کی مجالس میں داخل ہوتے تو آپ کی قوت نفسی اور حسن مناظرہ کی وجہ سے مخالفین کے چہروں کی رنگت تبدیل ہو جاتی تھی۔ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سبق پڑھا ہے''۔

قاضی الحرمین ابوالحسین نیشاپوری:

وَمن هَذِهِ الطَّبَقَة أَبُو الْحُسَيْن قَاضِي الْحَرَمَيْنِ كَانَ عِنْد أبي الْحسن الْكَرْخِي ثمَّ انْتقل إِلَى أبي طَاهِر الدباس ثمَّ ولي الْقَضَاء بالحرمين وَعَاد إِلَى نيسابور فَمَاتَ بهَا وفقهاء نيسابور كلهم ينتسبون إِلَى أبي سهل أَو إِلَى أبي الْحُسَيْن لَا يخرجُون عَنْهُمَا۔

(ترجمہ:) ''اس طبقے میں سے ابوالحسین قاضی الحرمین ہیں آپ امام ابوالحسن کرخی کے پاس ہوتے تھے پھر ان سے جناب ابوطاہر الدباس کی طرف منتقل ہو گئے پھر حرمین کے قاضی مقرر ہوئے اور پھر نیشاپور واپس لوٹ آئے، یہاں پر ہی آپ کی وفات ہوئی۔ نیشاپور کے تمام فقہاء ابوسہل یا ابی الحسین کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، ان دونوں سے نہیں نکلتے''۔

شیخ ابوبکر احمد بن علی رازی:

ثمَّ أستقر التدريس بِبَغْدَاد لأبي بكر أَحْمد بن عَليّ الرَّازِيّ وانتهت الرحلة إِلَيْهِ وَكَانَ على طَرِيقَة من تقدمه فِي الْوَرع والزهادة والصيانة وخوطب على قَضَاء الْقُضَاة مرَّتَيْنِ فَامْتنعَ۔

(ترجمہ:) ''پھر ابوبکر احمد بن علی رازی بغداد کی تدریس پر قائم ہوئے، سفر آپ کے پاس آ کر ختم ہوتے۔ آپ تقوی، زہد اور حفاظت میں متقدمین کے طریقے پر تھے آپ کو دو مرتبہ چیف جسٹس کا خطاب دیا گیا لیکن آپ نے انکار کر دیا''۔

قاضی القضاۃ کا خطاب:

حَدثنِي أَبُو إِسْحَاق إِبْرَاهِيم بن أَحْمد الطَّبَرِيّ قَالَ حَدثنِي أَبُو بكر مُحَمَّد بن صَالح الْأَبْهَرِيّ قَالَ خاطبني الْمُطِيع على قَضَاء الْقُضَاة وَكَانَ السفير فِي ذَلِك أَبُو الْحسن ابْن أبي عَمْرو الشراني فأبيت عَلَيْهِ وأشرت بِأبي بكر أَحْمد بن عَليّ الرَّازِيّ فأحضر للخطاب على ذَلِك وسألني أَبُو الْحسن بن أبي عَمْرو معونته عَلَيْهِ فخوطب فَامْتنعَ وخلوت بِهِ ورفقت فَقَالَ لي تُشِير عَليّ بذلك فَقلت لَا أرى لَك ذَلِك ثمَّ قمنا إِلَى بَين يَدي أبي الْحسن بن أبي عَمْرو وَأعَاد خطابه وعدت إِلَى معونته فَقَالَ لي أَلَيْسَ قد شاورتك فأشرت على أَن لَا أفعل فَوَجَمَ أَبُو الْحسن بن أبي عَمْرو من ذَلِك وَقَالَ تُشِير

علینا بانسان ثُمَّ تُشِیرُ عَلَیۡهِ ان لَا یفعل

(ترجمہ:)''ابواسحاق ابراہیم بن احمد طبری نے مجھ سے بیان کیا کہا ابوبکر محمد بن صالح ابہری نے مجھ سے بیان کیا کہا مطیع نے مجھے قاضی القضاۃ کا خطاب دیا اور اس بارے میں ابوالحسن ابن ابی عمرو الشرانی سفیر تھا تو میں نے اس کا انکار کردیا اور ابوبکر احمد بن علی رازی کے متعلق مشورہ دیا اس خطاب کے لیے آپ کو حاضر کیا گیا۔ مجھ سے ابوالحسن بن ابی عمرو نے اس پر مدد کا سوال کیا چنانچہ آپ کو یہ خطاب دیا گیا تو آپ نے انکار کردیا اور میں آپ کے ساتھ تنہا ہوا اور آپ رفاقت اختیار کی تو آپ نے مجھ سے کہا: اس معاملے میں نے آپ مجھے مشورہ دیں تو میں نے کہا: اس معاملے میں میری رائے آپ کے حق میں نہیں ہے پھر ہم اٹھ کر ابوالحسن بن ابی عمرو کے سامنے آگئے تو اس نے خطاب کا اعادہ کیا اور میں اس کی مدد کے لیے لوٹا تو آپ نے مجھ سے کہا: کیا میں نے آپ سے مشاورت نہیں کی تھی کہ آپ نے مجھے اشارہ دیا کہ میں ایسا نہ کروں تو ابوالحسن بن ابی عمرو کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے کہا: آپ ہم پر ایک انسان کے متعلق مشورہ دیتے ہو پھر اسی انسان سے کہتے ہو کہ وہ ایسا نہ کرے''۔

اس مسئلہ میں میرے امام میں امام مالک ہیں:

قلت نعم إمامي فِي ذَلِك مَالك بن أنس أَشَارَ على أهل الْمَدِينَة أَن يقدموا نَافِعًا القارىء فِي مَسْجِد رَسُول الله صلى الله عَلَيۡهِ وَآلِهِ وَسلم وَأَشَارَ على نَافِع أَن لَا يفعل فَقيل لَهُ فِي ذَلِك فَقَالَ أَشرت عَلَيۡكُم بِنَافِع لِأَنِّي لَا أعرف مثله وأشرت عَلَيۡهِ أَن لَا يفعل لِأَنَّهُ يحصل لَهُ أَعدَاء وحساد فَكَذَلِك أَنا أَشرت عَلَيۡكُم بِهِ لِأَنِّي لَا أعرف مثله وأشرت عَلَيۡهِ أَن لَا يفعل لِأَنَّهُ أسلم لدينِهِ

(ترجمہ:)''میں نے کہا: ہاں اس بارے میں میرے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، (جب اہل مدینہ نے آپ سے مشورہ لیا کہ قاری نافع کو مسجد نبوی میں مقدم کرتے ہیں تو) آپ نے اہل مدینہ کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں قاری نافع کو مقدم کردیں اور جناب نافع کو آپ نے مشورہ دیا کہ وہ ایسا نہ کریں پھر آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں جناب نافع کا مشورہ دیا کیونکہ ان کی مثل کسی کو میں نہیں پہنچانتا اور جناب نافع کو میں نے ایسا نہ کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ ان کے دشمن وحاسدین بن جائیں گے پس اسی طرح میں نے تمہیں انہیں قاضی القضاۃ کا خطاب وعہدہ دینے کا مشورہ دیا کیونکہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں جانتا اور ان کو میں نے مشورہ دیا وہ ایسا نہ کریں کیونکہ ان کے دین کی زیادہ سلامتی اسی میں ہے''۔

وحدثني الشَّيْخ أَبُو بكر مُحَمَّد بن مُوسَى الْخَوَارِزْمِيّ أَن مولد أبي بكر أَحْمد بن عَليّ كَانَ فِي سنة خمس وثلاثمائة وَأَنه دخل بَغْدَاد سنة خمس وَعشْرين وثلاثمائة ودرس على أبي الْحسن الْكَرْخِي ثمَّ خرج إِلَى الأهواز ثمَّ عَاد إِلَى بَغْدَاد بعد أَن زَالَ الغلاء وَخرج إِلَى نيسابور مَعَ الْحَاكِم النَّيْسَابُورِي بِرَأْي أبي الْحسن الْكَرْخِي ومشورته وَإِن أَبَا الْحسن مَاتَ وَهُوَ بنيسابور ثمَّ عَاد إِلَى بَغْدَاد سنة أَربع وَأَرْبَعين وثلاثمائة وَأَبُو عَليّ الشَّاشِي عليل عِلّة الْمَوْت فَجَلَسَ للتدريس فِي مَسْجِد أبي الْحسن الْكَرْخِي وَكَانَ الْموضع متماسكا ثمَّ انْتقل إِلَى سويقة غَالب ودرس فِي درب المقير

(ترجمہ:) ''اور مجھ سے شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے بیان کیا کہ ابوبکر احمد بن علی کا ولادت ۳۰۵ھ میں ہوئی اور آپ بغداد میں ۳۱۵ھ میں تشریف لائے اور امام ابوالحسن کرخی سے سبق پڑھا پھر اہواز کی طرف نکل گئے پھر جب بغداد میں حد سے متجاوز ہونا ختم ہوگیا تو آپ بغداد لوٹ آئے اور حاکم نیشاپوری کیساتھ امام ابوالحسن کرخی کی رائے اور مشورے سے نیشاپور چلے گئے۔ جب امام ابوالحسن کرخی فوت ہوئے تو آپ نیشاپور میں تھے پھر ۳۴۴ھ میں آپ بغداد واپس آگئے اور امام ابوعلی الشاشی مرض الموت میں مبتلا تھے تو آپ (یعنی ابوبکر احمد بن علی) امام ابوالحسن کرخی کی مسجد میں تدریس کے لیے بیٹھ گئے، آپ وہیں پر تدریس کرتے رہے پھر غالب کے شہر چلے گئے اور درب المقیر میں تدریس کرنے لگے''۔

ثمَّ انْتقل فِي سنة سِتِّينَ إِلَى درب عَبدة ودرس فِي مَسْجِد درب عَبدة وَكَانَ يدرس فِي مَسْجِد درب عَبدة أَبُو سعيد البردعي وَفِيه تفقه أَبُو الْحسن الْكَرْخِي ودرس فِيهِ أَبُو عَمْرو الطَّبَرِيّ وَأَبُو مُحَمَّد سهل بن إِبْرَاهِيم الْقَاضِي وبعدهما أَبُو عَليّ الشَّاشِي ثمَّ الشَّيْخ أَبُو بكر الرَّازِيّ ثمَّ شَيخنَا واستاذنا أَبُو بكر مُحَمَّد بن مُوسَى الْخَوَارِزْمِيّ وَهُوَ مَسْجِدنَا الَّذِي ندرس فِيهِ الْآن وَنَرْجُو أَن يلحقنا وَمن يغشانا بَرَكَات هَؤُلَاءِ الْأَئِمَّة الَّذين سبقونا فِي الْجُلُوس فِيهِ۔

(ترجمہ:) ''پھر آپ ۳۶۰ھ میں درب عبدہ کی طرف چلے گئے اور درب عبدہ کی مسجد میں تدریس کرنے لگے اور درب عبدہ کی مسجد میں جناب ابوسعید البرذعی تدریس کیا کرتے تھے اور امام ابوالحسن کرخی نے آپ ہی سے فقہ حاصل کی تھی اور اس میں ابوعمرو طبری اور ابومحمد سہل بن ابراہیم القاضی نے تدریس کی اور ان دونوں کے بعد ابوعلی الشاشی نے تدریس کی پھر شیخ ابوبکر رازی نے تدریس کی پھر ہمارے شیخ اور ہمارے استاذ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوازمی تدریس کرنے لگے اور وہ ہماری مسجد ہیں جس میں اب ہم تدریس

کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ان سے ملادے اور اس مسجد میں بیٹھنے والے سابقہ ائمہ کرام کی برکات سے ہمیں ڈھانپے"۔

وَتوفي الشَّيْخ أَبُو بكر أَحْمد بن عَليّ الرَّازِيّ فِي ذِي الْحجَّة سنة سبعين وثلاثمائة وَصلى عَلَيْهِ الشَّيْخ أَبُو بكر مُحَمَّد بن مُوسَى الْخَوَارِزْمِيّ وألحده بِيَدِهِ وَجلسَ فِي مَسْجده بعد أَن كَانَ أجلسه فِيهِ حُدُود الْعشْر سِنِين يدرس فِيهِ آخر النَّهَار فِيهِ.

(ترجمہ:) "شیخ ابوبکر احمد بن علی رازی نے ذوالحجہ ۳۷۰ھ میں وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے پڑھائی اور آپ کو اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا اور جناب خوارزمی ان کی مسجد میں تدریس کے لیے بیٹھے بعد اس سے کہ جناب رازی نے آپ کو بٹھایا تھا، تقریباً بیس سال تک اپنی زندگی کے آخری دن تک اسی مسجد میں تدریس کرتے رہے"۔

امام ابوبکر محمد بن خوارزمی:

فَصَارَ إِمَام أَصْحَاب أبي حنيفَة ومدرسهم ومفتيهم بعد وَفَاة أبي بكر أَحْمد بن عَليّ الرَّازِيّ شَيخنَا وإمامنا أَبُو بكر مُحَمَّد بن الْخَوَارِزْمِيّ وَمَا شَاهد النَّاس مثله فِي حسن الْفَتْوَى والإصابة فِيهَا وَحسن التدريس وَقد دعِي إِلَى وِلَايَة الحكم مرَارًا فَامْتنعَ مِنْهُ وَكَانَ مُعظما فِي النُّفُوس مقدما عِنْد السُّلْطَان والعامة وَلَا يكَاد يقبل لأحد من النَّاس برا وَلَا صلَة وَلَا هَدِيَّة وَتوفي فِي لَيْلَة الْجُمُعَة الثَّامِنَة عشرَة من جُمَادَى الأولى سنة ثَلَاث وَأَرْبَعمِائَة وتوليت غسله وتجهيزه مَعَ جمَاعَة من أَصْحَابه وَصلى عَلَيْهِ ابْنه أَبُو الْقَاسِم مَسْعُود بن مُحَمَّد فِي جَامع الْمَنْصُور قبل صَلَاة الْجُمُعَة ورد إِلَى منزله فِي درب عَبدة وَدفن فِيهِ رَضِي الله عَنهُ ونفعه بِمَا علمنَا ونفعنا بذلك

(ترجمہ:) "ابوبکر احمد علی رازی کی وفات کے بعد اصحاب امام ابوحنیفہ کے امام، مدرس اور مفتی ہمارے شیخ وامام ابوبکر محمد بن خوارزمی ہوئے۔ حسن فتوی، درستگی فتوی اور بہترین تدریس میں لوگوں نے آپ کی مثل کو نہیں دیکھا۔ آپ کو فیصلے کرنے کی ولایت (قاضی بننے) کی کئی مرتبہ دعوت دی گئی لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ آپ لوگوں میں قابل تعظیم اور بادشاہ وعوام کے ہاں مقدم درجہ رکھتے تھے۔ آپ لوگوں میں سے کسی کا تحفہ، صلہ اور ہدیہ قریب نہیں ہے کہ قبول فرماتے۔ شب جمعہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۴۰۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے غسل اور تجہیز وتکفین میں آپ کے اصحاب کی جماعت کیساتھ میں بھی مقرر تھا اور آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے ابوالقاسم مسعود بن محمد نے جمعہ کی نماز سے پہلے جامع المنصور

میں پڑھائی اور اپنے گھر درب عبدہ کی طرف لوٹائے گئے اور وہیں پر دفن کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور آپ نے جو ہمیں تعلیم دی اس کا نفع عطا فرمائے اور اس سے ہمیں بھی نفع عطا فرمائے''۔

ابوزکریا یحیی بن محمد الضریر البصری:

وَمن طبقته أَبُو زَكَرِيَّا يحيى بن مُحَمَّد الضَّرِير الْبَصْرِيّ وَإِن كَانَ قد درس فِي حَيَاة أبي بكر الرَّازِيّ وَكَانَ مثل شَيخنَا فِي الْإِسْنَاد لِأَنَّهُ أَخذ الْعلم عَن أَصْحَاب أبي الْحسن وَكَانَ أَبُو زَكَرِيَّا حَافِظًا لمذاهب أَصْحَابنَا عَارِفًا بالأصول والجامعين والنوادر مَعَ ورع صِيَانة وعفاف وتواضع وَكَانَ ضَرِيرا قد رحلت إِلَيْهِ وقرأت عَلَيْهِ وَكَانَ عَالما بالفرائض قيمًا بِالْحِسَابِ والجبر والمقابلة إِمَامًا فِي ذَلِك۔

(ترجمہ:) ''اس طبقے میں سے ابوزکریا یحیی بن محمد الضریر البصری ہیں۔ اگرچہ آپ نے ابوبکر رازی کی حیات میں تدریس کی اور آپ آپ اسناد میں ہمارے شیخ کی مثل تھے کیونکہ آپ نے بھی امام ابوالحسن کرخی کے اصحاب سے علم حاصل کیا تھا۔ اور جناب ابوزکریا ہمارے اصحاب کے مذاہب کے حافظ کتب اصول، جامع الصغیر، جامع الکبیر اور کتب النوادر کی معرفت رکھنے والے تھے تقوی، حفاظت، پاکدامنی اور تواضع کیساتھ ساتھ۔ آپ نابینا تھے۔ میں نے آپ کی طرف سفر کیا اور آپ پر پڑھا ہے۔ آپ علم میراث کے عالم، حساب، جبر و مقابلہ کے ماہر تھے اور ان علوم میں امام تھے''۔

فَهَذَا آخر مَا ذكرنَاهُ من طَبَقَات أَصْحَابنَا بالعراق وَمَا قرب مِنْهُ مِمَّن وَقع إِلَيْنَا أخبارهم وأشتهر فِي النَّاس ذكرهم فَأَما بخراسان وَمَا وَرَاء النَّهر فخلق عَظِيم لم نذكرهم۔

(ترجمہ:) ''یہ آخری باتیں ہیں جو ہم نے اپنے عراقی اور اس کے قریب کے اصحاب کے طبقات کے احوال ذکر کیے جن کی ہم تک اخبار پہنچی اور لوگوں میں ان چرچا ہوا لیکن خراسان اور ماوراء النہر میں ہمارے اصحاب کی بڑی مخلوق ہے جن کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا''۔

وَكَانَ فراغنا من هَذَا الْكتاب فِي شهر رَمَضَان سنة أَربع وَأَرْبَعمِائَة نسْأَل الله خَاتِمَة خير ومنقلبا إِلَى خير وَأَن يجعلنا مِمَّن يعْمل بِعِلْمِهِ وَأَن لَا يَجْعَل مَا تعلمنا وبالا علينا وَالله ولي التَّوْفِيق وَعَلِيهِ توكلي وَهُوَ حسبي وَنعم الْوَكِيل۔

(ترجمہ:) ''اس کتاب سے ہمیں فراغت ماہ رمضان ۴۰۴ھ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے اچھے خاتمے اور خیر کی طرف پلٹنے کا سوال کرتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے

جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اور جو ہم نے علم حاصل کیا اسے ہمارے لیے وبال نہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ مجھے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے"۔

الحمد للہ رب العالمین وصلاتہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ وسلامہ

(ترجمہ:) "تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور اس کی طرف سے درود وسلام حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک پر نازل ہو"۔

وَوَافَقَ الْفَرَاغ مِنْهُ بِمَدِينَةِ السَّلَام بالجانب الشَّرْقِي بمشهد الامام أبي حنيفة رضوان الله عَلَيْهِ فِي شهر رَمَضَان من سنة إِحْدَى وَثَلَاثِينَ وَخَمْسِمِائَة كتبه مُحَمَّد بن طَاهِر الْخَوَارِزْمِيّ.

(ترجمہ:) "مدینۃ السلام کی مشرقی جانب امام ابو حنیفہ رضوان اللہ علیہ کے روضہ پاک کے پاس ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس سے فراغت کی توفیق ملی۔ اسے محمد بن طاہر خوارزمی نے لکھا"۔

اللہ رب العالمین کے فضل وکرم اور حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کے طفیل بروز جمعہ بوقت اذان عصر شام پانچ بجے مؤرخہ ۳۰ اگست ۲۰۱۹ء بمطابق ۲۸ ذوالحجہ شریف ۱۴۴۰ھ قاضی ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ" کے ترجمہ کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری اس ادنی کاوش کو قبول فرمائے اور میرے کوتائیوں سے صرف نظر فرمائے اور ائندہ خطاؤں سے بچنے کی ہمت وتوفیق عنایت فرمائے۔ میری، میرے والدین، اساتذہ، جملہ احباب اور کل مسلمانوں بالخصوص امت محمدیہ کی بخشش عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

مفتی حامد حسین القادری الشاذلی

ساکن بند پوسٹ آفس نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۳۰ اگست ۲۰۱۹ء بمطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ

❖❖❖❖❖

قال رسول اللہ ﷺ: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ (صحیح مسلم: 2546)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا کی بلندی پر بھی ہوا تو اہلِ فارس (یا فرمایا: ابناءِ فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔

عقائد اہل سنت بزبان امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:

شَرْحُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

مصنف:

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی: ۱۵۰ھ

شارح:

شارح ہدایہ علامہ اکمل الدین بابرتی متوفی: ۷۸۶ھ

مترجم:

مفتی حامد حسین القادری الشاذلی

محرک:

مولانا عاطف سلیم نقشبندی

فہرست

عنوانات	صفحہ

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مقدمہ

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی کئی وصیتیں ہیں جن میں سے کچھ آپ نے اپنے شاگردوں کے لیے لکھیں ہیں۔ آپ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت آپ نے اہل سنت وجماعت کے عقائد پر لکھی ہے؛ جس میں آپ نے بارہ عقائد بیان کیے ہیں کہ جو بھی اہل سنت وجماعت میں سے ہوگا اس کے یہ بارہ عقائد وہی ہوں گے جو امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی اس وصیت میں لکھے ہیں اور جو ان میں سے کسی عقیدے کو نہیں مانتا اس کا تعلق اہل سنت وجماعت سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل بدعت وضلالت میں سے ہے۔

اسی بات کو امام اعظم علیہ الرحمہ نے وصیت کے آغاز میں بایں الفاظ بیان کیا:

"اعلموا یا اصحابی واخوانی! ان مذھب اھل السنۃ والجماعۃ علی اثنتی عشرۃ خصلۃ ،فمن کان یستقیم علیٰ ھذہ الخصال لایکون مبتدعا، ولا صاحب ھوی، فعلیکم بھذہ الخصال حتی تکونوا فی شفاعۃ سیدنا محمد علی الصلوٰۃ والسلام"۔

(ترجمہ:) ''اے میرے اصحاب! اور اے میرے بھائیو! جان لو کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب بارہ خصائل (عقائد) پر مشتمل ہے، جو ان خصائل پر کاربند رہا وہ نہ تو بدعتی ہوگا اور نہ ہی خواہش پرست، لہذا ان خصائل کو پکڑنا تم پر لازم ہے تاکہ تم حضور سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کے حق دار بن سکو!''۔

اس وصیت میں عقائد کے بارہ مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱): ایمان کی تعریف، ایمان میں کمی واضافہ کا بیان، ایمان میں استثناء کا بیان اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کا حکم۔

(۲): اعمال: فرائض، فضائل اور معاصی۔

(۳): استواء علی العرش کا عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمایا لیکن استواء عرش پر بیٹھنے وغیرہ کے معنی میں نہیں ہے۔

(۴): قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

(۵): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(۶): بندوں کے افعال کی تخلیق کا بیان۔

(۷): رزق۔

(۸): بندے کو فعل کی طاقت، فعل کیساتھ حاصل ہوتی نہ پہلے اور نہ بعد۔

(۹): موزوں پر مسح ثابت ہے اور سفر میں قصر اور افطار رخصت ہے۔

(۱۰): قلم حق ہے۔

(۱۱): قبر کا عذاب، جنت، دوزخ، میزان اور نامہ اعمال کا پڑھنا حق ہے۔

(۱۲): قیامت کے دن زندہ ہونا، اللہ تعالیٰ کا قیامت میں دیدار، شفاعت، سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی براءت اور اہل جنت اور اہل دوزخ کا جنت و دوزخ میں ہمیشہ رہنا حق ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی اس وصیت پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ کے دور میں اہل بدعت وضلالت کے جو جو عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف تھے آپ نے ان کے درمیان حد فاصل قائم کرتے ہوئے ان عقائد کو واضح بیان کیا ہے تاکہ ہر ایک سنی کو اپنے عقائد معلوم ہوں اور اہل بدعت اور غیر اہل سنت کے عقائد کی پہچان ہو سکے۔

عصر حاضر میں بھی کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت سے کہتے ہیں لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے بیان کردہ عقائد سے کچھ عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں حالانکہ سنی وہی ہے جو امام اعظم علیہ الرحمہ کے بیان کردہ عقائد پر سختی سے کاربند ہو۔ ہمارے دور میں کچھ سنی کہلانے والے حضرات نے مسئلہ تفضیل صحابہ پر بڑا زور دیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں افضل کون ہے؟ حالانکہ اہل سنت کے مسلمات میں سے ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بشمول حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔ ان حضرات نے کچھ شاذ اقوال

اکٹھے کر کے یہ تاثر دیا ہے کہ تفضیل شیخین کریمین صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کا عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین مختلف فیہ رہا ہے۔اوران شاذ اقوال کے سہارے کچھ تو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ بعض صحابہ حضرت ابوبکر صدیق کو تمام صحابہ سے افضل مانتے تھے اور بعض آپ کو نہیں بلکہ حضرت حیدار کرار سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ کرام کو افضل مانتے تھے لہذا اس میں سے جو بھی عقیدہ رکھا جائے وہ اہل سنت وجماعت سے خارج نہیں ہوگا بلکہ وہ سنی ہی رہے گا ہاں اہل سنت سے خارج وہ ہوگا جو شیخین کو برا بھلا کہے گا۔

ان حضرات نے اہل سنت کے مسلک کے خلاف ایک راہ ہموار کی پھر ان کے بعد آنے والوں نے یہ عقیدہ قائم کرلیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق سے بھی افضل ہیں۔اور یہ باور کرانے لگے کہ یہ بھی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔معاذ اللہ۔ہمیں انتہائی حیرت ہوتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا عقیدہ رکھنے والوں سے کہ وہ یہ عقیدہ کیسے رکھتے ہیں حالانکہ یہ عقیدہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عقیدے کے سراسر خلاف ہے کیونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر کیساتھ ثابت ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے آپ سے افضل قرار دیتے تھے بلکہ ایک صحیح السند روایت میں تو آپ نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ جو مجھے یعنی حضرت سیدنا علی کو حضرت ابوبکر وحضرت عمر سے افضل قرار دے گا میں اسے بہتان طراز کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔

اس سے جہاں حضرت سیدنا علی کا عقیدہ معلوم ہوا وہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ مسئلہ اختلافی نہیں تھا کیونکہ اگر اختلافی ہوتا تو پھر ہر ایک کے لیے گنجائش ہوتی کہ لوگ جسے چاہیں افضل قرار دیں وہاں حد لگانے کی بات ہی نہیں ہوسکتی؛لیکن ہم دیکھتے ہیں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ تفضیل شیخین کے منکر کو حد لگانے کا حکم سناتے ہیں جس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ صحابہ کے درمیان مختلف فیہ ہرگز نہیں تھا۔

میری ایک صاحب سے بات ہوئی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ کا عقیدہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے تفضیل شیخین کے منکر کے لیے اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا اعلان کیا تھا؟ جواب میں وہ صاحب کہنے لگے:حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی پر یہ حد نہیں لگائی ،اصل بات یہ ہے کہ حضرت علی کے دور میں شیخین کے بے ادب زیادہ ہوگئے تھے اس لیے آپ نے یہ اعلان کیا تھا یہ محض

ڈرانے کی خاطر آپ نے اعلان کیا۔ میں نے ان کے جواب میں کہا: جناب! اس میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی ہے کہ آپ کے قول کے مطابق معاذ اللہ سیدنا علی کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے! اور آپ کے نزدیک چونکہ شیخین کریمین کے افضل ہونے کا عقیدہ درست نہیں ہے معاذ اللہ استغفر اللہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جھوٹ بولا ہے۔ اور رہی بات شیخین کے بے ادبوں کو ڈرانے کی تو اتنی بات کہہ دینا کافی تھا کہ جس نے شیخین کی بے ادبی کی میں اسے سزا دوں گا۔ اتنی بات سے بھی مقصد پورا ہو جاتا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی کو پالیا کہ وہ مجھے حضرت ابوبکر وعمر سے افضل قرار دیتا ہے تو میں اسے حد مفتری لگاؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان بے ادبوں کی بے ادبی یہ تھی کہ وہ شیخین سے حضرت علی کو افضل کہتے تھے تو آپ نے فرمایا: اب اگر کسی نے ایسا کہا تو اسی کوڑے ماروں گا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔

ایک صاحب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حد مفتری والی روایت پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ روایت خبر واحد ہے اور خبر واحد سے حدود ثابت نہیں ہوتیں کیونکہ خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے اور حدود کے لیے قطعی دلیل درکار ہے اور پھر حدود مقرر کرنے کا اختیار نبی کو ہوتا ہے غیر نبی کو نہیں ہوتا۔ اس صاحب کا یہ تبصرہ بھی درست نہیں ہے قطع نظر اس سے کہ غیر نبی حد مقرر کر سکتا ہے یا نہیں ہماری طرف سے ان صاحب کے تبصرے پر تبصرہ یہ ہے کہ کوئی بھی سنی اس روایت سے حد ثابت نہیں کرتا بلکہ وہ اس روایت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اپنا عقیدہ ثابت کرتا ہے، خواہ مخواہ کی بحث میں الجھنے سے کیا حاصل؟ ان صاحب نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے کہ حدود قطعی دلیل سے ثابت ہوتی ہیں۔ اس ضابطے کی روشنی میں ہم اس روایت کو دیکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے منکر کو حد مفتری لگانے کا اعلان کیا ہے اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی یہ کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے کیونکہ حد دلیل قطعی کے بغیر نہیں لگ سکتی۔ دوسری یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس افضلیت شیخین کی کوئی قطعی دلیل موجود ہے جس کی بناء پر آپ حد لگانے کی بات کرتے ہیں۔

ایک صاحب نے حقائق مسخ کرنے کی انتہاء کر دی کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے شیخ سیدنا امام زید رضی اللہ عنہ ہیں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مولا علی بشمول حضرت ابوبکر وعمر تمام صحابہ

کرام سے افضل ہیں۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں:

اولاً: حضرت امام زید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تفضیل علی بر شیخین تھا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ بعض ائمہ نے بلاسند آپ کا قول نقل کیا ہے اور بلاسند قول حجت نہیں ہوتا۔

ثانیاً: اس وصیت کا پانچ نمبر عقیدہ خود امام اعظم علیہ الرحمہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بشمول حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اسی طرح فقہ اکبر وغیرہ میں امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنا یہی عقیدہ بیان کیا ہے۔

تعصب کی انتہاء دیکھئے! مجھے ایک صاحب کہنے لگے: جو کتابیں بنو عباس کے دور سے گزر کے آئیں ہیں ان میں شاہانہ مزاج کا بہت دخل ہے اور وہ خرد برد سے محفوظ نہیں ہیں اس وجہ سے ان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ معاذ اللہ۔

یہ اتنی قبیح بات ہے کہ جو لائق تبصرہ نہیں کیونکہ اس میں اولیاء اللہ، محدثین اور ائمہ کرام پر طعن کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کی بے ادبی سے بچائے!۔

ممکن ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں اس بات کا حقیقت سے تعلق نہیں ہے زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے شیخ اہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے کہ امام اعظم کی پانچ کتابیں ہیں۔

چلیں اس کو بھی چھوڑیں! آگے چلتے ہیں: عقیدہ طحاویہ میں امام ابو جعفر طحاوی نے جو عقیدے بیان کیے ہیں وہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہیں جیسا کہ خود امام طحاوی نے آغاز میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس میں امام اعظم اور صاحبین کا عقیدہ یہی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی امام طحاوی کی مسلمہ کتاب عقیدہ طحاویہ کو رد کردے تو ایسے حضرات کی توجہ ہم قاضی حسین بن علی صیمری کی کتاب اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ اور امام ابن عبدالبر مالکی کی کتاب الانتقاء کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں میں باقاعدہ اسناد کیساتھ بیان کیا گیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں حضرت علی سے افضل ہیں۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا گیا ہے کہ مسئلہ تفضیل میں امام اعظم کا عقیدہ کیا تھا؟ اور جو آپ کی طرف

عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے اس کا حقیقت کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی ذات پر بہت بڑا بہتان لگایا گیا تھا کہ وہ اہل تشیع وروافض کے عقیدے کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں اس لیے یہاں آپ سے یہ بہتان دور کرنا ضروری تھا بنابریں کچھ تفصیل سے لکھا گیا۔امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک وہ آدمی بدعتی واہل سنت سے خارج ہے جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر وعمر سے افضل قرار دیتا ہے کیونکہ آپ وصیت میں فرماتے ہیں کہ جو یہ عقائد مضبوطی سے تھامے رکھے گا وہ اہل بدعت اورخواہش پرست لوگوں سے محفوظ رہے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی کتاب وصیت کی ایک شرح علامہ حسین اسکندر رومی متوفی: ۱۰۸۴ھ نے لکھی اوراس کے علاوہ مشہور ومعروف شرح شارح ہدایہ علامہ اکمل الدین البابرتی متوفی: ۷۸۶ھ نے لکھی ہے جس کا ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ اکمل الدین بابرتی علیہ الرحمہ کی یہ شرح علم کلام وعقائد پر ایک عمدہ شرح ہے جو بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱): اس شرح میں مختلف مسالک کے عقائد کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲): معتزلہ، خوارج، کرامیہ، جہمیہ اورروافض وغیرہ کے عقائد کو دلائل کیساتھ بیان کیا ہے۔

(۳): اہل سنت وجماعت کے عقائد کو دلائل کیساتھ بیان کیا ہے۔

(۴): معتزلہ وغیرہ دیگر مسالک کے دلائل کا احسن انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

(۵): یہ شرح مختصر مگر جامع ہے۔

(۶): جو شخص کم وقت میں تمام مسالک کے عقائد اوران کے دلائل سے آگہی حاصل کرنا چاہے اس کے لیے یہ کتاب لاجواب کتاب ہے۔

(۷): اشاعرہ وماتریدیہ عقائد کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔

(۸): شارح وصیت علامہ اکمل الدین بابرتی خود ماتریدی ہیں اور ماتریدی عقائد کو عقلی وسمعی (قرآن وسنت سے ماخوذ) دلائل سے ترجیح دیتے ہیں۔

المختصر یہ کہ ماتریدی عقائد کی کتابوں میں سے یہ عمدہ شرح ہے جو اپنے فن کی باریکیوں کو آسان لفظوں میں واضح کرتی ہے اورقاری کو صحیح عقائد کی پہچان کراتی ہے اورقرآن وسنت کے خلاف عقائد واضح کرکے آدمی کو صراط مستقیم کی راہ پر گامزن کراتی ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت کی خیر وفلاح شامل حال فرمائے ہمارے استاد محترم حضرت علامہ مولانا عاطف سلیم نقشبندی زید مجدہ کے، آپ نے مجھے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی کتاب ''وصیت'' اور اس کی شرح از علامہ اکمل الدین البابرتی علیہ الرحمہ اپنے ذاتی لائبریری سے عنائت کی اور ترجمہ کرنے کا کہا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے اس وصیت اور اس کی شرح کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کی امید کی جاتی ہے۔

آخر میں شکر گزار ہوں ادارہ پریسوبکس کی پوری ٹیم بالخصوص میاں جواد رسول صاحب کا ایک عرصے سے دین متین کی خدمت میں مصروف ہیں اور بڑی محبت سے ہماری کتابیں منظر عام پر لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید عروج اور ترقیاں عطا فرمائے اور مزید اخلاص کیساتھ دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ادارے کی پوری ٹیم پر فضل وکرم فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خالق کائنات ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہماری کوتائیوں سے درگزر فرمائے، ہماری، ہمارے والدین، اساتذہ، دوست احباب اور تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مفتی حامد حسین القادری الشاذلی
ساکن بند پوسٹ آفس نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

❖❖❖❖❖

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله المتوحد بوجوب الوجود والبقاء، المتفرد بالقدرة الكاملة والعزو الكبرياء، مبدع نظام الموجودات علىٰ احسن الترتيب والولاء، ومخصص نوع الانسان بادراك حقائق الاشياء، والصلوٰة والسلام علىٰ خير البرية محمد اشرف الانبياء، وعلىٰ اٰله واصحابه البررة الاتقياء۔

(ترجمہ:) ''تمام تعریفات وستائش اللہ تعالیٰ کے لیے جو واجب الوجود اور بقاء کیساتھ اکیلا ہے، قدرت کاملہ اور عزت وکبریائی کیساتھ یکتا ہے، موجودات کے نظام کو بہترین ترتیب اور تسلسل کیساتھ چلانے والا ہے، نوع انسانی کی حقائق اشیاء کے ادراک کیساتھ تخصیص فرمانے والا ہے، اور درود وسلام ہو تمام مخلوق سے بہتر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر اور آپ ﷺ کی آل، آپ ﷺ کے اصحاب پر جو نیک اور متقی ہیں''۔

يقول العبد الفقير النحيف الحنيف، المرتجي من لطف ربه الخفي، محمد بن محمود بن احمد المدعو بالاكمل الحنفي يسر الله امنيته، وسهل عليه منيته: لما رايت كتاب الوصية المنسوب الى الامام الاعظم اقدم المجتهدين سراج الملة الحنفية ابي حنيفة قدس الله روحه ونور ضريحه، وافيا لما يحتاج اليه في اصول الدين، كافيا لما يجب الاعتقاد به المسلمين، جمعت له من كلام المشائخ فوائد تبدين ميامن فوائده، وتعين مكامن فرائده تقرر ما اراد معانيه، وتحرر ما افاد من مبانيه، تفصح عن معاقد القواعد، وتوضح وجه الاستدلال على العقائد، مجيبا عما يرد على مافيه مشيرًا الى مذاهب مخالفيه، وشرطت على نفسي ان لا اتجاوز المراد ليكون سهل الماخذ سلس القياد وسالت الله تعالىٰ ان يجلعه لي ذخر الدار يوم القرار ويحشرني به مع البررة الاخيار، انه علىٰ ذلك قدير وبالاجابة جدير، وهو حسبنا ونعم الوكيل۔

(ترجمہ:) ''بندہ فقیر، کمزور، باطل سے دور رہنے والا، اپنے رب سے لطف خفی کا امیدوار محمد بن محمود بن احمد جسے الاکمل الحنفی نے نام سے بلایا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ اس کی امیدیں پوری کرے اور اس کی موت میں آسانی فرمائے) کہتا ہے کہ جب میں نے کتاب الوصیۃ دیکھی جو امام اعظم، اقدم المجتھدین، سراج الملۃ الحنفیۃ ابوحنیفہ قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ کی طرف منسوب ہے اصول دین میں جن امور کی ضرورت

ہوتی ہے ان میں یہ پوری ہے اور مسلمانوں پر جن چیزوں کا اعتقاد رکھنا واجب ہے ان کے لیے کافی ہے تو میں نے اس کی شرح میں کلامِ مشائخ سے ایسے فوائد جمع کیے جو اسکے فوائد کی برکات کو واضح کرتے ہیں اور پوشیدہ موتیوں کے مقامات کو متعین کرتے ہیں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن معانی کا ارادہ کیا انہیں ثابت کرتے ہیں جن مقاصد کا آپ نے فائدہ دیا انہیں پختہ کرتے ہیں قواعد کی مشکلات کو ظاہر کرتے ہیں اورعقائد پر وجہ استدلال کی وضاحت کرتے ہیں مذکورہ باتوں میں پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے مذاہبِ مخالفین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔اور میں نے اپنے آپ پر یہ شرط لگائی کہ مراد سے تجاوز نہیں کروں گا تاکہ ماخذ میں آسانی ہو اور مقصود میں دشواری نہ ہو۔میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے میرے لیے ہیشگی کے دن والے جہان کے لیے ذخیرہ بنائے اور نیک وچنیدہ بندوں کیساتھ میرا حشر فرمائے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اس پر قادر ہے اور دعا قبول فرمانے والا ہے وہی ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے"۔

ایمان کی تعریف اور اس کے واجب ہونے کے طرق کا بیان:

قال الامام الاعظم رضی اللہ عنہ: "الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالجنان" اقول: الکلام ھاھنا فی ماھیۃ الایمان وطریق الوجوب:اما الاول فانہ فی اللغۃ عبارۃ عن التصدیق، قال اللہ تعالیٰ خبرًا عن اخوۃ یوسف علیہ السلام :"وما انت بمؤمن لنا" (یوسف: 17)،ای بمصدق۔وعند المتکلمین:ھو تصدیق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیما جاء بہ من عند اللہ ،فان فیہ تصدیق ما یجب التصدیق بہ علی التفصیل،فمن صدق الرسول فیما جاء بہ من عند اللہ فھو مؤمن بینہ وبین اللہ تعالیٰ،والاقرار شرط اجراء احکام الاسلام علیہ،ھذا ھو المروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ،والیہ ذھب الشیخ ابومنصور الماتریدی وابوالحسن الاشعری والقاضی ابوبکر الباقلانی وابواسحاق الاسفرائینی۔وان کان ظاھر کلامہ فی ھذا الکتاب یدل علی ان الایمان مجموع الجزاین:الاقرار والتصدیق۔

(ترجمہ:)"امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایمان زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کا نام ہے۔ میں کہتا ہوں: یہاں پر کلام ایمان کی ماہیت اور اس کے وجوب کے طریق میں ہے۔بہرحال پہلا یعنی ایمان کی ماہیت تو اسکی وجہ یہ ہے کہ ایمان تصدیق سے عبارت ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے حوالے سے خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وما انت بمؤمن لنا (یوسف:17)

ترجمہ: ''تو ہم پر ایمان لانے والا نہیں یعنی تصدیق کرنے والا (اس آیت میں ایمان تصدیق کے معنی میں ہے''۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ایمان تصدیق کا نام ہے) اور متکلمین کے نزدیک: حضرت سیدنا محمد ﷺ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے (یعنی ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان ہے) کیونکہ اس میں ان تمام چیزوں کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے جن کی تفصیلاً تصدیق کرنا واجب ہے۔ (جیسے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان لانا اور اس کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن پر تفصیلاً ایمان لانا واجب ہے) لہٰذا جس نے رسول اللہ ﷺ کی ان امور میں تصدیق کی جو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر تشریف لائے ہیں تو وہ ایمان لانے والا ہے اس کی جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور زبان سے اقرار کرنا اس پر احکامِ اسلام کے اجراء کے لیے شرط ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے اور اسی کی طرف امام شیخ ابو منصور الماتریدی، امام ابوالحسن الاشعری، قاضی ابوبکر الباقلانی اور امام ابواسحاق الاسفرائینی رحمہم اللہ تعالیٰ گئے ہیں اگرچہ اس کتاب (الوصیۃ) میں آپ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ) کے کلام کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایمان: اقرار اور تصدیق دو اجزاء کے مجموعے کو کہتے ہیں (جبکہ حقیقت یہی ہے جو بیان ہو چکی ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار احکام اسلام کے اجراء کے لیے شرط ہے)''۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

فان قیل: علی کلا التقدیرین شطرا کان اوشرطاً لم قدم الاقرار علی التصدیق فان الاقرار وان کان جزءاً لکنہ یحتمل السقوط بعذ الاکراہ والتصدیق لایحتملہ؟

اجیب: بأن التصدیق القلبی لما کان امراً باطناً لایطلع علیہ، وکان الاقرار باللسان دلیلاً علیٰ ذلك کما سیجیئ تقریرہ قدم علی التصدیق، ویمکن ان یکون ھذا محمل قولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم "الایمان بضع وسبعون شعبۃ، اعلاھا لا الہ الا اللہ، وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق، لم یذکر التصدیق وان کان ھو الاصل۔

(ترجمہ:) ''اگر کہا جائے: اقرار ایمان کا جزء ہو یا شرط دونوں صورتوں میں اقرار کو تصدیق پر مقدم کیوں کیا گیا کیونکہ اقرار اگرچہ جزء ایمان ہے لیکن عذرِ اکراہ کی وجہ سے ساقط ہونے کا احتمال رکھتا ہے

اور تصدیق ساقط ہونے کا احتمال نہیں رکھتی؟ (لہٰذا تصدیق کو پہلے ذکر کرنا چاہیے تھا جو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی)۔

اس کا جواب یوں دیا گیا کہ تصدیق قلبی جب امرِ باطنی ہے جس پر اطلاع نہیں پائی جاسکتی اور اقرار لسانی اس تصدیق قلبی پر دلالت کرتا ہے- جیسا کہ اس کی تقریر آگے آئے گی- اس وجہ سے اسے تصدیق پر مقدم کیا۔ ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان- ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ درجہ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنی درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے- کا بھی یہی محمل ہو (اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اقرار پر اکتفاء کیا) تصدیق کا ذکر نہیں کیا اگرچہ یہ تصدیق ہی اصل ایمان ہے (صرف اقرار کا ذکر کیا کیونکہ اقرار لسانی تصدیق قلبی کی دلیل ہوتا ہے)"۔

ایمان لانا عقلاً واجب ہے یا شرعاً؟:

واما وجوبه فقد اختلفوا فی طریقه هل هو واجب عقلاً او سمعاً ،فذهبت المعتزلة الی الاول والاشاعرة الی الثانی .واختلفوا ایضاً فی انه هل یعرف حسن الایمان وشکر المنعم وقبح الکفر عقلا اولا ؛فقالت الاشاعرة والمشبهة والخوارج والملاحدة والرافضة:لایجب بالعقل شیٔ ولا یعرف به حسن الایمان وقبح الکفر وانما یعرف بالشرع.

(ترجمہ:) "ایمان کے واجب ہونے کے طریق میں اختلاف ہے کہ کیا عقلاً (ایمان لانا) واجب ہے یا سمعاً (شریعت کے آنے سے واجب ہے) معتزلہ پہلی بات کی طرف گئے ہیں (کہ عقلاً ایمان لانا واجب ہے) اور اشاعرہ دوسری کی طرف (کہ سمعاً ایمان لانا واجب ہے)۔

پھر انہوں نے اس میں بھی اختلاف کیا کہ ایمان کا حسن، منعم کا شکر اور کفر کی قباحت یہ بھی عقلاً ہے یا نہیں؟ اشاعرہ، مشبہہ، خوارج، ملاحدہ اور روافض نے کہا: عقل سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اور نہ ہی عقل کے ذریعے حسنِ ایمان اور قباحتِ کفر کی معرفت ہوتی ہے اس کی معرفت صرف شریعت سے ہوتی ہے"۔

عقل کے متعلق معتزلہ کا عقیدہ:

وقالت المعتزلة:العقل یوجب الایمان وشکر المنعم وقبح الکفر ،ویعرف بذاته حسن الاشیاء ویثبت الاحکام حسب ما یقتضیه صلاح الخلق.

(ترجمہ:) "معتزلہ نے کہا: عقل ایمان کو واجب کرتی ہے اور منعم کے شکر اور قباحت ایمان کو بھی اور وہ

اپنی ذات سے ہی اشیاء کے حسن کی معرفت رکھتی ہے اور مخلوق کے صلاح کے تقاضے کے مطابق احکام ثابت کرتی ہے"۔

ماتریدیہ کا عقیدہ:

وقال اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ: العقل آلة يعرف حسن بعض الاشياء وقبحه ووجوب الايمان وشكر المنعم۔

(ترجمہ:) "ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقل آلہ ہے جس سے بعض اشیاء کا حسن وقبح، ایمان کا واجب ہونا اور منعم کا شکر پہچانا جاتا ہے"۔

ماتریدیہ اور معتزلہ کے مابین فرق:

والفرق بين قولنا وقول المعتزلة انهم يقولون: العقل موجب لذاته لانهم يقولون: ان العبد موجد لافعاله وعندنا العقل آلة للمعرفة ،والموجب هو الله تعالیٰ لكن بواسطة العقل، كما ان الرسول معرف للوجوب والموجب هو الله تعالیٰ حقيقة لكن بواسطة الرسول۔

(ترجمہ:) "ہمارے اور معتزلہ کے قول کے درمیان فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں عقل اپنی ذات کے اعتبار سے واجب کرنے والی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں بندہ اپنے افعال کا موجد ہے اور ہمارے نزدیک عقل معرفت کا آلہ ہے اور موجب اللہ تعالیٰ ہے لیکن عقل کے واسطے سے جیسے رسول وجوب کی پہچان کرانے والا ہے اور موجب اللہ تعالیٰ ہے حقیقی طور پر لیکن رسول کے واسطے سے"۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب:

ووجوب الايمان بالعقل مروی عن ابی حنيفة رحمه الله ،فقد ذكر الحاكم الشهيد فی المنتقیٰ ان اباحنيفة رحمه الله قال: لاعذر لاحد فی الجهل بخالقه لما يری من خلق السماوات وخلق نفسه وغيره۔ وروی انه قال: لولم يبعث رسول لوجب علی الخلق معرفته بعقولهم۔ وعليه مشايخنا۔

(ترجمہ:) "عقل سے ایمان کا واجب ہونا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ امام حاکم شہید نے منتقیٰ میں ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی کے لیے اپنے خالق کی جہالت کا عذر نہیں کیونکہ وہ آسمانوں اور اپنی ذات وغیرہ کی تخلیق دیکھتا ہے۔ اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر کوئی بھی رسول مبعوث نہ ہوتا تو بھی مخلوق پر واجب تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی عقلوں سے

پہچانیں۔یہی ہمارے مشائخ کا مذہب ہے“۔

کیا عقلمند بچے پر بھی معرفت خداوندی واجب ہے؟:

وقال الشیخ ابو منصور فی الصبی العاقل:انه تجب علیه معرفة الله تعالیٰ وهو قول کثیر من المشائخ العراق،لان الوجوب علی البالغ باعتبار العقل،فاذا کان الصبی عاقلاً کان کالبالغ فی وجوب الایمان علیه،وانما التفاوت بینهما فی ضعف البنیة وقوتها،فلاجرم یفترقان فی عمل الارکان فیمالایتعلق بالجنان۔

(ترجمہ:)”شیخ ابومنصور ماتریدی نے عقلمند بچے کے بارے میں فرمایا:اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے اوریہی بہت سے مشائخ عراق کا قول ہے کیونکہ بالغ پر ایمان لانے کا واجب ہونا یہ عقل کے اعتبار سے ہے چنانچہ جب بچہ عقلمند ہوگیا تو اس پر ایمان لانے کے وجوب میں وہ بالغ کی طرح ہوگیا ان دونوں بالغ ونابالغ میں فرق اس کی شکل وصورت اورقوت میں ہے لہذا یقینی طور پر وہ اعضاء کے عمل میں ایک دوسرے سے جدا ہوں گے ان امور میں جو دل سے متعلق نہیں ہیں (اور جو امور دل سے متعلق ہیں ان میں وہ دونوں برابر ہوں گے ان میں کوئی فرق نہیں ہے)“۔

وذهب کثیر من مشایخنا الیٰ انه لایجب علی الصبی شئ قبل البلوغ لقوله صلی الله علیه واله وسلم:"رفع القلم عن ثلاث:عن الصبی حتی یحتلم "الحدیث۔وحمله الشیخ ابو منصور علی الشرائع۔ولاخلاف بین اصحابنا فی صحة ایمان الصبی العاقل۔

(ترجمہ:)”ہمارے بہت سے مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ بچے پر بلوغت سے پہلے کچھ بھی واجب نہیں ہے اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا: بچے سے حتی کہ وہ بالغ ہوجائے۔الحدیث۔شیخ ابومنصور نے اس حدیث کواحکام پرمحمول کیا اور عقلمند بچے کے ایمان کے صحیح ہونے کے متعلق ہمارے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے“۔

احتجت المعتزلة علی ان الایمان حسن عقلاً بوجوه،وانا اوردها هنا وجهین اختصارًا: احدهما: ان شکر الله واجب عقلاً،ودفع الخوف عن نفسه واجب کذلك،وشکر المنعم ودفع الخوف العقلیین متوقفان علی معرفة الله تعالیٰ،فتکون معرفة الله واجبة بالعقل۔والثانی:لو ثبت الحسن والقبح شرعاًلزم انتفاؤهما مطلقاً،لانهما لو ثبتا بالشرع لم یحکم العقل بقبح الکذب،فجاز وقوعه من الشارع،فاذا حکم الشرع بقبح شئ لم یجزم بقبحه لجواز صدور

الكذب حينئذ من الشارع.فلم يثبت الحسن والقبح اصلاً۔

(ترجمہ:)''ایمان عقلاً اچھا ہے اس پر معتزلہ نے کئی وجوہ سے دلیل پکڑی ہم یہاں اختصار کیساتھ دو وجوہ پیش کرتے ہیں:

پہلی وجہ:اللہ تعالیٰ کا شکر عقلاً واجب ہے اور اپنے آپ سے خوف دور کرنا بھی اسی طرح (یعنی عقلاً) واجب ہے اور شکر منعم اور دفع خوف یہ دونوں عقلی چیزیں اللہ تعالیٰ کی معرفت پر موقوف ہیں (کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منعم واحسان کرنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ کے منعم ہونا معلوم ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا واجب ٹھہرا عقلی طور پر ایسے ہی دفع خوفِ عذاب)لہذا اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل سے واجب ٹھہری۔

دوسری وجہ:اگر حسن وقبح شرعاً ثابت ہوتے تو پھر ان دونوں کا منتفی ہونا مطلقاًلازم آتا کیونکہ اگر شریعت ان دونوں کو ثابت کرے تو عقل جھوٹ کی قباحت پر کوئی حکم نہیں لگاسکتی تو شارع سے اس کا وقوع جائز (ممکن) ٹھہرا پھر جب شریعت نے کسی چیز کی قباحت کا حکم لگایا تو اس کی قباحت پر جزم نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس وقت بھی شارع سے کذب کا صدور ممکن ہے (عقلاً)لہذا حسن وقبح اصلاً ہی ثابت نہ ہوئے''۔

وقالت الاشاعرة:الحسن والقبيح يطلقان على امور:منها ما يكون صفة كمال او صفة نقص،يمدح بها اويذم،ومنها ما يكون ملائماً للطبع او منافر اله،ومنها مايتعلق به في لآجل ثواب اوعقاب۔فان كان المراد بالحسن ما يكون صفة كمال وبالقبيح مايكون صفة نقص،او كان المراد بالحسن ما يكون ملائما للطبع وبالقبيح مايكون منافر اله،فلا خلاف في كونهما عقليين۔

(ترجمہ:)''اشاعرہ نے کہا:حسن وقبح کا اطلاق کئی امور پر ہوتا ہے:ایک یہ ہے کہ جو صفت کمال ہو(وہ حسن ہے) یا صفت نقص ہو(یہ قبح ہے) جس کے ذریعے تعریف کی جاتی ہے یا مذمت کی جاتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جو طبیعت کے موافق ہو(وہ حسن ہے) اوراس کے مخالف ہو(وہ قبح ہے)۔تیسرا یہ ہے کہ آخرت میں جس کے متعلق ثواب ہو(وہ حسن ہے) یا عقاب ہو(وہ قبح ہے)۔پس اگر حسن سے مراد صفت کمال ہو اور قبیح سے مراد صفت نقص ہو یا حسن سے مراد وہ ہو جو طبیعت کے موافق ہو اور قبیح سے مراد وہ ہو جو اس کے مخالف ہو تو ان دونوں کے عقلی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

وان كان المراد بالحسن والقبيح ما يثاب به في الآجل او يعاقب عليه فالعقل لا مجال له

فی ادراك ذلك ،لقوله تعالیٰ:"وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا"(الاسراء: 15)، نفی التعذيب الا ببعثة الرسل ،فلو كان الفعل قبيحاً بالعقل لزم وقوع التعذيب وان لم يوجد الرسل۔

(ترجمہ:)''اور اگر حسن وقبیح سے مراد ہو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے آخرت میں ثواب دیا جائے گا یا اس پر عقاب کیا جائے گا تو عقل کو اس کے ادراک میں کوئی مجال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (الاسراء:15)

ترجمہ:''اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج لیں''۔

اس آیت میں عذاب کی نفی کی مگر بعثت رسول کیساتھ لہٰذا اگر فعل عقلاً قبیح ہوتا تو لازم آتا کہ عذاب دینا واقع ہوجائے اگرچہ رسول نہ پایا جائے''۔

ولان شكر المنعم لووجب لوجب لفائدة،والا لكان عبثا وهو قبيح۔والفائدة:اما ان تعود الى الرب وهو منزه عنها ،اوالى العبد،اما فى الدنيا او فى العقبى ،والاول ممنوع لانه اتعاب النفس بلافائدة،و كذا الثانى لانه لا مجال للعقل فى درك احوال الآجل ،و كذا دفع الخوف عن نفسه۔

(ترجمہ:)''ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ منعم کا شکر اگر (عقلاً) واجب ہو تو وہ کسی فائدے کی وجہ سے واجب ہوگا ورنہ وہ عبث ٹھہرے گا جو کہ قبیح ہے اور فائدہ یا تو رب تعالیٰ کی طرف لوٹے گا اور وہ تو فائدے سے منزہ ہے یا بندے کی طرف لوٹے گا دنیا میں یا عقبیٰ میں پہلی صورت (یعنی دنیا میں فائدہ ہونا) یہ ممنوع ہے کیونکہ بغیر کسی فائدے کے نفس کو مشقت میں ڈالنا ہے (کہ شکرِ منعم کا فائدہ دنیا میں ہوتا ہی نہیں) ایسے ہی دوسری صورت (بھی ممنوع ہے کہ اپنے آپ کو بغیر کسی فائدے کے مشقت میں ڈالنا ہے) کیونکہ احوال آخرت کے ادراک میں عقل کو کوئی مجال نہیں اور ایسے ہی اپنے آپ سے خوف دور کرنے کا معاملہ ہے''۔

ولقائل ان يقول:احتمال العقاب بعدم الشكر قائم ،ودفع الخوف عن ذلك من اجلّ الفوائد لان احتمال العقاب اما ان يكون واقعاً فى نفس الامر او لا فان كان واقعاً فدفعه من الفوائد،وان لم يكن واقعاً لزم ورود الشرع علىٰ خلاف الواقع ،وهو محال۔

(ترجمہ:)''اگر کہنے والا یہ کہے: شکر نہ بجالانے کیساتھ بھی عقاب کا احتمال قائم ہے (کہ اللہ تعالیٰ شکر نہ بجالانے کی وجہ سے عقاب فرمائے) اور اپنے آپ سے خوف دور کرنا بڑے فوائد میں سے ہے کیونکہ

عقاب کا احتمال یا تو نفس الامر میں واقع ہوگا یا نہیں ہوگا اگر نفس الامر میں واقع ہو تو اس کا دور کرنا فوائد میں سے ہے اور اگر نفس الامر میں واقع نہ ہو تو شریعت کا خلاف واقع ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے؟"

والجواب عما تلوا: انه محمول علی عذاب الدنیا کما جری للمتقدمین من مکذبی الرسل. اوھو محمول علی الشرائع.

(ترجمہ:) "اس کا جواب جو انہوں نے تلاوت کی (یعنی آیت: وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا الاسراء:15) یہ ہے کہ یہ عذاب دنیا پر محمول ہے جیسا کہ رسولوں کے جھٹلانے والے پہلے لوگوں کے ساتھ ہوا یا پھر یہ آیت احکام پر محمول ہے"۔

واعلم ان اصحابنا قد ذکروا انا لا نعنی بوجوب الایمان بالعقل انه یستحق الثواب بفعله والعقاب بترکه اذھما یعرفان بالسمع وانما نعنی به ان یثبت بالعقل نوع رجحان للاتیان بالایمان، بحیث لا یحکم العقل ان الترك والاتیان فیھما سیّان، بل یحکم بان الایمان یوجب نوع مدح، والامتناع عنه نوع ذم، فعلی ھذا لا خلاف بیننا وبین الاشاعرۃ فی ھذہ المسالۃ۔

(ترجمہ:) "جان لے کہ ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ عقل سے وجوب ایمان سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے فعل کی وجہ سے مستحق ثواب ہے اور اپنے ترک کی وجہ سے مستحق عقاب ہے (یہ مراد نہیں ہے) کیونکہ ان دونوں ثواب وعقاب کی معرفت سمع (شریعت) سے ہوتی ہے اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ ایمان لانے کے لیے عقل کے ذریعے ترجیح کی ایک نوع ثابت ہوتی ہے اس حیثیت سے کہ عقل یہ حکم نہیں لگاتی کہ ترک کرنا اور بجالانا ان میں دونوں برابر ہو بلکہ وہ یہ حکم لگاتی ہے کہ ایمان لانا مدح کی نوع کو واجب کرتا ہے اور اس سے رک جانا مذمت کی نوع کو واجب کرتا ہے۔لہذا اس بنیاد پر اس مسئلہ میں ہمارے اور اشاعرہ کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

کیا صرف اقرار ایمان کے لیے کافی ہے؟:

الاقرار وحدہ لا یکفی فی الایمان۔

صرف اقرار ایمان کے لیے کافی نہیں

قال: (والاقرار وحدہ لا یکون ایماناً لانه لو کان ایماناً لکان المنافقون کلھم مومنین، وکذلك المعرفۃ وحدھا لا تکون ایماناً، لانھا لو کانت ایماناً لکان اھل الکتاب کلھم مؤمنین، قال اللہ تعالیٰ فی حق المنافقین: "واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون" (المنافقون: 1) وقال

تعالٰی فی حق اهل الکتاب: "الذین اٰتیناهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم" (البقرة:146)۔

(ترجمہ:) ''امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: صرف اقرار ایمان نہیں ہوگا کیونکہ اگر یہ ایمان ہوتا تو سارے منافقین مؤمن ہوتے اور ایسے ہی صرف معرفت بھی ایمان نہیں ہوگی کیونکہ اگر یہ ایمان ہوتی تو اہل کتاب سارے مؤمن ہوتے۔ اللہ تعالٰی نے منافقین کے حق میں فرمایا:''

واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (المنافقون:1)

ترجمہ: ''اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں''۔

اور اللہ تعالٰی نے اہل کتاب کے حق میں فرمایا:

الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (البقرة:146)

ترجمہ: ''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں ک پہچانتا ہے''۔

اقول: اذا عرف ان الایمان عبارة عن التصدیق فمن جعله عبارة عن مجرد الاقرار کالکرامیة او عن الاقرار بشرط المعرفة والتصدیق کعبد الله بن سعید القطان او عن المعرفة وحدها کجهم بن صفوان والمعتزلة، فقد صرف الاسم عن المفهوم اللغوی بلا ضرورة، ولو جاز ذلك لجاز فی کل اسم لغوی ،وفیه ابطال اللغات ورفع الوصول الی الدلائل السمعیة۔

(ترجمہ:) ''علامہ اکمل الدین البابرتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: جب یہ پہچان لیا گیا کہ ایمان تصدیق سے عبارت ہے تو جس نے ایمان کو محض اقرار سے عبارت قرار دیا جیسے کرامیہ یا معرفت وتصدیق کی شرط کیساتھ اقرار کو ایمان قرار دیا جیسے عبداللہ بن سعید القطان یا صرف معرفت کو ایمان قرار دیا جیسے جہم بن صفوان اور معتزلہ تو اس نے اسم ایمان کو مفہوم لغوی سے بغیر کسی ضرورت کے پھیرا ہے، اگر یہ تصرف جائز ہوتا تو پھر ہر لغوی اسم میں جائز ہوتا اس مین لغات کو باطل کرنا ہے اور دلائل سمعیہ تک وصول اٹھ جانا ہے (یعنی پھر دلائل سمعیہ ثابت ہی نہیں ہوں گے کہ جب کوئی دلیل سمعی پیش کی جائے گا تو جواباً یہ کہہ کر دلیل سمعی رد کردی جائے گی کہ اس میں اس لفظ کا وہ معنی مراد نہیں ہے جو ظاہر ومتبادر ہے بلکہ یہ اپنے اصلی معنی سے پھرا ہوا ہے وغیرہ ذلک اس طرح تو کوئی بھی دلیل سمعی اپنے مقصد میں ثابت نہیں ہوگی)''۔

وایضاً فان الدلائل تدل علیٰ ذلك:اما علی ان الاقرار لیس وحدہ بایمان فیدل علیه قوله تعالیٰ فی حق المنافقین:"واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون"(المنافقون:1)،اثبت لھم الکذب ،ولا شك فی قیام الاقرار بھم ،وقوله تعالیٰ:"الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان" (النحل:106)،فانه یدل علی ان موضع الایمان القلب لا اللسان،و کذلك قوله تعالیٰ:"ولما یدخل الایمان فی قلوبکم" (الحجرات: 14)، وقوله: "اولئك کتب فی قلوبھم الایمان" (المجادلة:22)۔

(ترجمہ:)''اور یہ بات بھی ہے کہ کئی دلائل سمعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں (کہ یہ مذاہب درست نہیں ہیں):

صرف اقرار ایمان نہیں ہے اس کی دلیل منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے:

واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (المنافقون:1)

ترجمہ:''اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کذب ثابت کیا اور اس میں شک نہیں کہ وہ اقرارِایمان کیساتھ قائم تھے۔

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان (النحل:106)

ترجمہ:''مگر جو مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کیساتھ مطمئن ہو''۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان کا مقام دل ہے نہ کہ زبان۔

تیسری دلیل:اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (الحجرات:14)

ترجمہ:''جب کہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا''۔

چوتھی دلیل:اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اولئك کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلة:22)

ترجمہ:''یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے''۔

وکانّ الکرامیّة انما قالوا ذلك لِمَا راوا من اجراء احکام الاسلام علی الذین شھدوا باللسان، ولا کلام فیه، وانما الکلام فی اعتبارہ فی حق احکام الآخرۃ ،وھم فی احکام الآخرۃ

كفار لقوله تعالیٰ: "استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم "(التوبة:80) و قوله: "ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار "(النساء:145)، وقد قال تعالى في حقهم :من الذين قالوا امنّا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (المائدة: 141) ولو لم يكن بالقلب ايمان لم يكن لهذا القول فائدة. كمن يقول لآخر :لم تؤمن يدك او رجلك.

(ترجمہ:) ''گویا کہ کرامیہ نے یہ بات (ایمان محض اقرار کا نام ہے) اس لیے کی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ احکامِ اسلام اس پر جاری ہوتے ہیں جنہوں نے زبان سے اسلام کی گواہی دی اور اس میں تو کوئی کلام نہیں، کلام تو احکامِ آخرت کے حق میں ایمان کے (محض اقرار سے) معتبر ہونے کے بارے میں ہے اور وہ احکامِ آخرت میں کافر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم (التوبہ:80)

ترجمہ:''تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار (النساء:145)

ترجمہ:''بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

من الذين قالوا آمنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (المائدہ:41)

ترجمہ:''ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا ہم اپنے مونہوں سے ایمان لائے اور ان کے دل ایمان نہیں لائے''۔

اگر دل کیساتھ ایمان نہ ہوتا تو پھر اس فرمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے جیسے وہ شخص جو دوسرے کو کہے: تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں ایمان نہیں لایا''۔

واما انه ليس المعرفة وحدها ،فيدل عليه قوله تعالى:"الذين ءاتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم "(البقرة:146) فان اهل الكتاب كانوا يعرفون النبي صلى الله عليه واله وسلم بنعته ومبعثه واسمه معرفة جليّة يميزون بينه وبين غيره بالوصف المعين المشخص، كما يعرفون ابناءهم لا يشتبه عليهم ابناؤهم من بين الصبيان.

کفار لقوله تعالیٰ: "استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم "(التوبة:80) و قوله: "ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار "(النساء:145)، وقد قال تعالى في حقهم :من الذين قالوا امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (المائدة: 141) ولو لم يكن بالقلب ايمان لم يكن لهذا القول فائدة. كمن يقول لآخر :لم تؤمن يدك اورجلك.

(ترجمہ:)''گویا کہ کرامیہ نے یہ بات (ایمان محض اقرار کا نام ہے)اس لیے کی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ احکامِ اسلام اس پر جاری ہوتے ہیں جنہوں نے زبان سے اسلام کی گواہی دی اور اس میں تو کوئی کلام نہیں، کلام تو احکامِ آخرت کے حق میں ایمان کے (محض اقرار سے)معتبر ہونے کے بارے میں ہے اور وہ احکام آخرت میں کافر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم (التوبہ:80)

ترجمہ:''تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار (النساء:145)

ترجمہ:''بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

من الذين قالوا آمنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (المائدہ:41)

ترجمہ:''ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا ہم اپنے مونہوں سے ایمان لائے اور ان کے دل ایمان نہیں لائے''۔

اگر دل کیساتھ ایمان نہ ہوتا تو پھر اس فرمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے جیسے وہ شخص جو دوسرے کو کہے: تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں ایمان نہیں لایا''۔

واما انه ليس المعرفة وحدها ،فيدل عليه قوله تعالى:"الذين ءاتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم"(البقرة:146)فان اهل الكتاب كانوا يعرفون النبي صلى الله عليه واله وسلم بنعته ومبعثه واسمه معرفة جليّة يميزون بينه وبين غيره بالوصف المعين المشخص، كما يعرفون ابناءهم لا يشتبه عليهم ابناؤهم من بين الصبيان.

اور صرف معرفت بھی ایمان نہیں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (البقرۃ:146)

ترجمہ:''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے''۔

کیونکہ اہل کتاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت، مبعث اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ایسی روشن معرفت سے پہچانتے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرں کے مابین وصف معین مشخص سے تمیز کر لیتے تھے جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچان لیتے ہیں کہ مختلف بچوں کے درمیان ان کے بیٹے ان پر مشتبہ نہیں ہوتے''۔

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما: لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم المدینۃ، قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعبد اللہ بن سلام: قد انزل اللہ عزوجل علی نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: "الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم" (البقرۃ:146)، فکیف یا--عبد اللہ--ھذہ المعرفۃ؟ فقال عبد اللہ بن سلام: یا عمر لقد عرفتۃ حین رایتہ کما اعرف ابنی اذا رایتہ مع الصبیان یلعب، وانا اشد معرفۃ بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منی بابنی، فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وکیف ذلک یا ابن سلام؟ قال لانی اشھد ان محمداً رسول اللہ حقا ویقیناً، وانا لا اشھد بذلک علی ابنی، لانی لا ادری ما احدث النساء، فلعل والدتہ قد خانت۔ فقبل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راسہ، وقال: وفقک اللّٰہ یا ابن سلام، فقد صدقت واصبت۔ ومع ذلک ما کانوا مؤمنین حیث لم یصدقوا۔ وقال تعالیٰ: "وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم" (النمل: 14) وقال: "فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ، فلعنۃ اللہ علی الکافرین" (البقرۃ:89)۔

(ترجمہ:)''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا:

الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (البقرۃ:146)

ترجمہ:''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے''۔

اے عبداللہ! یہ پہچان کیسے ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: جب میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو پہچان گیا جیسے میں اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہوں جب اسے بچوں کیساتھ کھیلتا دیکھتا ہوں اور مجھے حضرت محمد ﷺ کی پہچان اپنے بیٹے کی پہچان سے بہت زیادہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن سلام! یہ کیسے ہے؟ (کہ آپ کو اپنے بیٹے کی پہچان سے زیادہ حضرت سیدنا محمد ﷺ کی پہچان ہے) تو آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد اللہ تعالیٰ کے سچے اور یقینی رسول ہیں (ﷺ) اور میں حق ویقین کی گواہی اپنے بیٹے پر نہیں دیتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ عورتوں نے کیا کیا ہوسکتا ہے اس کی والدہ نے خیانت کی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ (حضرت عبداللہ بن سلام) کے سر کو بوسہ دیا اور کہا: اے ابن سلام! اللہ تعالیٰ آپ کے موافق ہو آپ نے سچ اور درست کہا ہے۔

اتنی معرفت رکھنے کے باوجود جن اہل کتاب نے آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کی وہ مؤمن نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم (النمل:14)

ترجمہ: ’’اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا‘‘۔

اور ارشاد فرمایا:

فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين (البقرة:89)

ترجمہ: ’’تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر‘‘۔

واعلم ان تحقيق معنى قولنا: "الاقرار شرط اجراء الاحكام" هو ان الله تعالىٰ خلق الانسان ضعيفا لايستقل بامر معاشه، محتاجا الى تعاضد وتعارض وتعاون وتعاوض، ولا يتيسر الا بتعريف ما في نفسه من المقاصد والحاجات لصاحبه بطريق، كاشارات او امثلة او كتابة او الفاظ تكون علامات للمقاصد الباطنة، وكانت الالفاظ اسهل، لانها اصوات مقطعة هي كيفيات مسموعة حادثة من اخراج النفس الضروري الممتد من آلة التنفس دون تكلف اختياري يحدث عند الحاجة وينعدم عند عدمها، وافيد لانها يعبر بها عن الموجود والمعدوم والمعقول والمحسوس والغائب والشاهد، بخلاف الاشارة والمثال، اذلا تمكن الاشارة الى المعدوم والمعقول والغائب، وليس لكل شئ مثال. فانعم الله تعالىٰ على

العباد ولطف بهم بأحداث الموضوعات اللغوية ،بأن وضع الالفاظ بازاء المعاني ووقفهم عليها ،اوباحداث قدرتهم عليها على اختلاف الرايين ،ليتوصلوا بها الى تحصيل مقاصدهم۔

(ترجمہ:) ''جان لو کہ ہمارا قول: اقرار اجراء احکام کے لیے شرط ہے، کے معنی کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمزور پیدا کیا جو اپنے امرِ معاش میں مستقل نہیں ہے وہ ایک دوسرے کی مدد، باہمی معارضہ، باہمی تعاون اور ایک دوسرے کو عوض دینے کا محتاج ہے یہ چیز اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جو کچھ اس کے دل میں اپنے ساتھی سے مقاصد وحاجات ہیں ان کی پہچان ہو کسی طریقے سے جیسے اشارات یا مثالیں یا کتابت یا الفاظ جو مقاصدِ باطنیہ کی علامات ہوتے ہیں اور الفاظ سب سے آسان ہیں کیونکہ یہ ٹوٹی ہوئی آوازیں ہیں جو سنی جانے والی کیفیات ہوتی ہیں جو سانس لینے والے آلہ کے ذریعے پھیلے ہوئے ضروری سانس کے نکالنے سے پیدا ہوتی ہیں بغیر کسی اختیاری تکلف کے جو حاجت کے وقت پیدا ہوتا ہے اور اس کے معدوم ہوتے وقت یہ بھی معدوم ہوتا ہے اور یہ (الفاظ) سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں کیونکہ انہی کے ذریعے موجود، معدوم، معقول محسوس، غائب اور حاضر کو تعبیر کیا جاتا ہے بخلاف اشارہ ومثال کے کیونکہ معدوم، معقول اور غائب کی طرف (ظاہری) اشارہ نہیں ہوسکتا اور ہر چیز کی مثال نہیں ہوسکتی پس اللہ تعالیٰ نے بندوں پر انعام فرمایا اور موضوعات لغویہ کے ایجاد کرنے سے ان پر مہربانی فرمائی بایں طور کہ الفاظ کو معانی کے مقابلے میں وضع کیا اور ان بندوں کو ان الفاظ کی توفیق بخشی یا ان بندوں کی ان پر قدرت کو پیدا کیا -یہ دو رائے کے اختلاف پر بات ہوئی ہے- تاکہ وہ ان الفاظ کے ذریعے اپنے مقاصد کے حصول تک پہنچیں''۔

وكان حقيقة الايمان ،وهو التصديق القلبي ،امرا باطنا لا يطلع عليه ،وقد رتب الله تعالىٰ للعباد عليها مصالح ،كالارث والتزويج والابتداء بالتسليم ورده حقن الدماء ،والاموال وغير ذلك فجعل الاقرار دليلاً على ما في الباطن ليعلم به وتترتب عليه المصالح المتعلقة بوجوده وهذا ما وعدناه فيما تقدم من تقريره۔

(ترجمہ:) ''اور حقیقت ایمان -جو تصدیق قلبی ہے- یہ امر باطنی ہے جس پر اطلاع نہیں پائی جاتی اور اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے بندوں پر کچھ مصالح مرتب کیے ہیں جیسے وارث بنانا، شادی کرنا، سلام سے کلام کا آغاز کرنا اور سلام کا جواب دینا اور لوگوں کے خون ومال محفوظ رکھنا اور ان کے علاوہ دیگر امور پس اقرار کو اس کی دلیل بنایا گیا جو باطن میں ہے تاکہ ایمان کی پہچان ہو اور اس پر وہ مصالح مرتب ہوں جو

وجود ایمان سے متعلق ہیں۔ یہ وہ ہمارا وعدہ تھا جس کی تقریر کا ہم نے پیچھے وعدہ کیا تھا"۔

کیا ایمان میں کمی واضافہ ہوتا ہے؟:

زیادۃ الایمان ونقصانہ:

ایمان کی کمی وزیادتی

قال:(والایمان لایزید ولاینقص ،لانہ لایتصور نقصانہ الا بزیادۃ الکفر ،ولاتتصور زیادتہ الا بنقصان الکفر ،وکیف یجوز ان یکون الشخص الواحد فی حالۃ واحدۃ مؤمناً وکافراً؟!)۔

(ترجمہ:)"امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم کیونکہ ایمان کی کمی کفر کی زیادتی کیساتھ ہی متصور ہوسکتی ہے اور ایمان کی زیادتی کفر کی کمی کیساتھ ہی متصور ہوسکتی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی شخص ایک ہی حالت میں مؤمن بھی ہو اور کافر بھی؟"۔

ایمان میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی:

اقول:اذا ثبت ان الایمان عبارۃ عن تصدیق العبد ،وھو لا یتزاید فی نفسہ ،دل ان الایمان لایزید بانضمام الطاعات الیہ،ولا ینقص بارتکاب المعاصی،لان التصدیق قائم فی الحالین کما کان قبلھما ،واستدل الامام رحمہ اللہ علی ھذا بان زیادۃ الایمان لاتتصور الابنقصان الکفر ونقصانہ الا بزیادۃ الکفر،واجتماعھما فی ذات واحدۃ فی حالۃ واحدۃ محال، وھذا لان الکفر ضد الایمان، وھو التکذیب والجحود، ولھذا قابل اللہ تعالیٰ الکفر بالایمان فی قولہ: "فمن یکفر باالطاغوت ویؤمن باللہ" (البقرۃ:256) والمراد بھما التصدیق والتکذیب، واجتماع الضدین فی محل واحد فی حالۃ واحدۃ محال۔ واشار الی ھذا بقولہ: "وکیف یجوز ان یکون الشخص الواحد مؤمنا وکافرا فی حالۃ واحدۃ"۔

(ترجمہ:)"علامہ بابرتی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں: جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایمان بندے کی تصدیق سے عبارت ہے اور بذاتہ تصدیق میں اضافہ نہیں ہوتا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طاعات کے ملنے سے ایمان میں اضافہ نہیں ہوتا نہ ہی گناہوں کے ارتکاب سے اس میں کمی ہوتی ہے کیونکہ تصدیق ان دونوں حالتوں میں ایسے ہی قائم ہے جیسے ان سے پہلے تھی۔اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی بات پر استدلال یوں کیا کہ ایمان کی زیادتی کفر کی کمی سے ہی متصور ہوگی اور ایمان کی کمی کفر کے اضافے سے ہی

متصور ہوگی اوران دونوں کا ایک ذات میں ایک ہی حالت میں جمع ہوجانا محال ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کفر ایمان کی ضد ہے اور وہ یعنی کفر جھٹلانا اور انکار کرنا ہے (جبکہ ایمان ماننا اور تصدیق کرنا ہے) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ایمان کے مقابلے میں کفر ذکر کیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ (البقرۃ:256)

ترجمہ:"تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے"۔

ان دونوں سے مراد تصدیق تکذیب ہے اور دوضدوں کا ایک محل میں ایک ہی حالت میں جمع ہوجانا محال ہے اسی بات کی طرف امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا: یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص ایک ہی حالت میں مومن بھی ہو اور کافر بھی"۔

ایمان کی کمی وزیادتی کے متعلق شوافع کا مذہب اور اس کے دلائل:

وذهب الشافعية واصحاب الظاهر الى ان الايمان يزيد وينقص ،مستدلين بقوله تعالىٰ: "زادتهم ايمانا" (الانفال: 2)، وقوله :"ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم" (الفتح: 4) وامثالهما ،وبقوله صلى الله عليه واله وسلم: "الايمان بضع وسبعون شبعة" الحديث، قالوا: انا نعلم بالضرورة ان التصديق وحده لم يكن كذلك، فدل ان الايمان يزيد ويتشعب بانضمام الطاعات۔

(ترجمہ:)"شوافع اور اصحاب ظواہر اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں:

(1): زادتهم ايمانا (الانفال:2)

ترجمہ:"ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے"۔

(2): اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم (الفتح:4)

ترجمہ:"(وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا) تا کہ انہیں یقین (ایمان) پر یقین (ایمان) بڑھے (اضافہ ہو)"۔

(3): حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں۔ الحدیث۔

یہ کہتے ہیں کہ بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ صرف تصدیق کا معاملہ ایسا نہیں ہے (کہ اس میں اضافہ

ہو اور اس کے ستر سے زائد شعبے (شاخیں) ہوں) لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور طاعت کے ملنے سے اس کی شاخیں پھیلتی ہیں"۔

شوافع کے دلائل کا جواب:

والجواب :ان المراد من الزيادة في الآيتين الزيادة بتجدد الامثال، فان بقاء الايمان لا يتصور الا بهذا الطريق ،لانه عرض وهو لايبقى زمانين،فكان بقاءه بتجدد امثاله كسائر الاعراض۔او يكون المراد الزيادة من حيث ثمرات الايمان واشراق نوره وضيائه في القلوب بالاعمال الصالحة،اذ الايمان له نور وضياءٌ قال الله تعالىٰ:"افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه"(الزمر:22)۔

(ترجمہ:)"ان کا جواب یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں اضافہ تجدد امثال کیساتھ اضافہ ہے کیونکہ ایمان کی بقاء صرف اسی طریقے سے متصور ہوسکتی ہے کیونکہ ایمان عرض ہے جو دو زمانے باقی نہیں رہتا تو اس کی بقاء نئی نئی مثالوں کے ذریعے ہی ہوگی تمام اعراض کی طرح۔

یا ایمان کے ثمرات اور اس کے نور وضیاء کا اعمال صالحہ کے ذریعے دلوں میں پھیل جانے کی حیثیت سے اضافہ سے مراد ہے (یعنی ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اس سے مراد ایمان کے نور کا دل میں پھیل جانا مراد ہے نہ کہ اصل ایمان) کیونکہ ایمان کا نور اور روشنی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه (الزمر:22)

ترجمہ:"تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے"۔

وروى عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما وابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ:انهم كانوا آمنوا في الجملة ثم ياتى فرض بعض فرض فيومنون بكل فرض خاص،فزادهم ايماناً بالتفصيل مع ايمانهم في الجملة۔

(ترجمہ:)"اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ لوگ اجمالی طور پر ایمان لائے پھر ایک فرض کے بعد دوسرا فرض آتا تو وہ سارے ہر خاص فرض پر ایمان لاتے تو اس تفصیل کی وجہ سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوا باوجود یہ کہ اجمالی طور پر ان کا ایمان تھا"۔

واما الجواب عن الحديث فبان معنى الحديث:شعب الايمان بضع وسبعون شعبة،لا ان

الایمان نفسه بضعا وسبعين شعبة ،اذلو كان الايمان نفسه بضعا وسبعين شعبة لكانت اماطة الاذى من الطريق داخلة فيه،وليس كذلك بالاتفاق.

(ترجمہ:)''اورحدیث کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایمان کے شعبے ستر سے زائد ہیں نہ کہ خود ایمان ستر سے زائد شعبوں میں منقسم ہے کیونکہ اگر خود ایمان ستر سے زائد شعبوں میں منقسم ہوتا تو راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی ایمان میں داخل ہوتا (کیونکہ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ سب سے کم شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے) اور بالاتفاق معاملہ ایسا نہیں ہے (کہ جو بھی راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرے اسے مومن قرار دیا جائے)''۔

واعلم ان ايماننا مثل ايمان الملائكة والرسل عليهم السلام،نص عليه ابوحنيفة رحمه الله تعالى فى "العالم والمتعلم" لانا صدقنا وحدانيته وربوبيته وقدرته كما صدق الانبياء والرسل عليهم السلام.

(ترجمہ:)''جان لو کہ ہمارا ایمان فرشتوں اور رسل علیہم السلام کے ایمان کی طرح ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے العالم والمتعلم میں اس کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ ہمارا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ربوبیت اور قدرت کی تصدیق کرنا ایسے ہی ہے جیسے انبیاء ورسل علیہم السلام نے تصدیق کی ہے''۔

والايمان مخلوق،لان العبد بجميع افعاله مخلوق، ولايجوز ان يكون الايمان اسماً للهداية او التوفيق،وان كان لايوجد الا بهما. كمازعم من قال انه غير مخلوق،لانه مامور به والامر انما يكون بما هو داخل تحت قدرته،وما كان كذلك كان مخلوقاً.

(ترجمہ:)''اور ایمان مخلوق ہے کیونکہ بندہ اپنے جمیع افعال کیساتھ مخلوق ہے اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ایمان ہدایت یا توفیق کا نام ہو-اگرچہ ایمان انہی کیساتھ ہی پایا جاتا ہے-جیسا کہ گمان کرنے والے نے کہا کہ ایمان مخلوق نہیں ہے (ایمان مخلوق اس لیے ہے) کیونکہ اس کا حکم دیا گیا ہے اور امر قدرت باری تعالیٰ کے تحت داخل ہوتا ہے اور جو ایسا ہو وہ مخلوق ہوتا ہے''۔

ایمان میں استثناء کرنا کیسا ہے؟:

الاستثناء فی الایمان:

ایمان میں استثناء:

قال:(والمؤمن مؤمن حقا، والكافر كافر حقا ، وليس فى الايمان شك كما انه ليس فى

الایمان نفسه بضعا وسبعین شعبة ،اذلو کان الایمان نفسه بضعا وسبعین شعبة لکانت اماطة الاذی من الطریق داخلة فیه،ولیس کذلك بالاتفاق.

(ترجمہ:)''اورحدیث کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایمان کے شعبے ستر سے زائد ہیں نہ کہ خود ایمان ستر سے زائد شعبوں میں منقسم ہے کیونکہ اگر خود ایمان ستر سے زائد شعبوں میں منقسم ہوتا تو راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی ایمان میں داخل ہوتا (کیونکہ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ سب سے کم شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے)اور بالاتفاق معاملہ ایسانہیں ہے (کہ جو بھی راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرے اسے مومن قرار دیا جائے)''۔

واعلم ان ایماننا مثل ایمان الملائکة والرسل علیهم السلام،نص علیه ابوحنیفة رحمه الله تعالیٰ فی "العالم والمتعلم" لانا صدقنا وحدانیته وربوبیته وقدرته کما صدق الانبیاء والرسل علیهم السلام.

(ترجمہ:)''جان لو کہ ہمارا ایمان فرشتوں اور رسل علیہم السلام کے ایمان کی طرح ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے العالم والمتعلم میں اس کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ ہمارا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ،ربوبیت اور قدرت کی تصدیق کرنا ایسے ہی ہے جیسے انبیاء ورسل علیہم السلام نے تصدیق کی ہے''۔

والایمان مخلوق،لان العبد بجمیع افعاله مخلوق،ولایجوز ان یکون الایمان اسماً للهدایة اوالتوفیق،وان کان لایوجد الابهما. کمازعم من قال انه غیر مخلوق،لانه مامور به والامر انما یکون بما هو داخل تحت قدرته،وما کان کذلك کان مخلوقاً.

(ترجمہ:)''اورایمان مخلوق ہے کیونکہ بندہ اپنے جمیع افعال کیساتھ مخلوق ہے اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ایمان ہدایت یا توفیق کا نام ہو-اگر چہ ایمان انہی کیساتھ ہی پایا جاتا ہے-جیسا کہ گمان کرنے والے نے کہا کہ ایمان مخلوق نہیں ہے (ایمان مخلوق اس لیے ہے) کیونکہ اس کا حکم دیا گیا ہے اور امر قدرت باری تعالیٰ کے تحت داخل ہوتا ہے اور جو ایسا ہو وہ مخلوق ہوتا ہے''۔

ایمان میں استثناء کرنا کیسا ہے؟:

الاستثناء فی الایمان:

ایمان میں استثناء:

قال:(والمؤمن مؤمن حقا، والکافر کافر حقا ، ولیس فی الایمان شك کما انه لیس فی

الکفر شك ,لقوله تعالیٰ:"اولئك هم المؤمنون حقا"(الانفال: 4)، و"اولئك هم الكافرون حقاً"(النساء: 151)، والعاصون من امة محمد صلی الله علیه واله وسلم كلهم مؤمنون ولیسو ابكافرین۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: مومن سچا مومن ہے اور کافر پکا کافر ہے ایمان میں کوئی شک نہیں جیسے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئك هم المؤمنون حقا (الانفال:4)۔

ترجمہ:''یہی سچے مؤمن ہیں''۔

اور فرمایا:

اولئك هم الكافرون حقاً (النساء:151)

ترجمہ:''یہی پکے کافر ہیں''۔

اور حضرت محمد پاک ﷺ کی امت کے سبھی گناہگار مؤمن ہیں (گناہوں کے وجہ سے) کافر نہیں ہیں''۔

اقول: لما كان الایمان امرا حقیقیا معلوم الحد ,وهو تصدیق محمد صلی الله علیه واله وسلم فیما جاء به من عند الله، والكفر علی ضد ذلك فمن قام به التصدیق فهو مؤمن حقا ومن قام به خلافه فهو كافر حقا كالقعود والسواد والبیاض,لما كانت معانی معلومة الحد كان الذات بها قاعدا اسود ابیض اذا وجدت بحقیقتها, قال الله تعالیٰ: "اولئك هم المؤمنون حقا"(الانفال:4) اتی بالجملة الاسمیة مبتدئاً باسم الاشارة مفصلا بضمیر الفصل معرفا الخبر مؤكدا بالمصدر، وقال: "اولئك هم الكافرون حقا"(النساء: 151) وكل ذلك یدل علی قیام الایمان والكفر بهم حقیقة علی ما عرف فی موضعه۔

(ترجمہ:)''علامہ بابرتی کہتے ہیں: میں کہتا ہوں: جب ایمان ایک ایسا امر حقیقی ہے جس کی حد معلوم ہے اور وہ حضرت سیدنا محمد ﷺ کی ان امور میں تصدیق کرنا جو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اور کفر اس کی ضد کا نام ہے لہٰذا جو اس کی تصدیق کیساتھ قائم ہوا وہ سچا مؤمن ہے اور جو اس کے خلاف کیساتھ قائم ہوا وہ پکا کافر ہے جیسے بیٹھنا، سیاہی اور سفیدی جب ان الفاظ کے معانی کی حد معلوم ہے تو ذات ان کیساتھ بیٹھی ہوگی، سیاہ ہوگی سفید ہوگی جب ان کی حقیقتیں پائی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئك هم المؤمنون حقا (الانفال:4)

ترجمہ: ''یہی سچے مؤمن ہیں''۔

یہاں جملہ اسمیہ لایا گیا اسم اشارہ کیساتھ ابتداء کرتے ہوئے ضمیر فصل کیساتھ تفصیل کرتے ہوئے خبر کو معرف باللام بناتے ہوئے مصدر سے اس کی تاکید کرتے ہوئے۔اور فرمایا:

اولئك هم الكافرون حقا (النساء:151)

ترجمہ: ''یہی پکے کافر ہیں''۔

یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان وکفران کیساتھ حقیقی طور پر قائم ہے جیسا کہ اپنے مقام میں اسے پہچانا گیا ہے۔

قوله:(وليس في الايمان شك) اي:لايصح ان يقال :انا مؤمن ان شاء الله. وهذا لان هذا الكلام انما يلحق فيمايشك ثبوته في الحال,او في معدوم على خطر الوجود. لافيما هو ثابت في الحال قطعاً.

(ترجمہ:)''آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ایمان میں شک نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ درست نہیں ہے کہ یوں کہا جائے: ان شاء اللہ میں مؤمن ہوں اس لیے کہ یہ کلام ان امور میں لاحق ہوتا ہے جن کے ثبوت میں فی الحال شک ہو یا فی الحال معدوم اور وجود خطرے پر ہو (کہ ہو بھی سکتا ہو اور نہ بھی ہو) نہ کہ ان امور میں یہ جملہ ہوتا ہے فی الحال قطعی طور پر ثابت ہوں''۔

وروي عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه انه كان يقول:انا مؤمن ان شاء الله۔ وهو قول الشافعي رحمه الله، واستدل بانا لانحمل هذا على الشك,بل على التبرك. كقوله تعالىٰ:"لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله" (الفتح:27). ولم يرد به الشك لانه مستحيل على الله تعالىٰ,بل هو للتبرك والتعليم .او يحمل على الشك في المآل لافي الحال,لان الايمان المنتفع به هو الباقي عند الموت وكل احد شاك في ذلك. فنسال الله ابقاءه علي في تلك الحالة.

(ترجمہ:)''حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں ان شاء اللہ مؤمن ہوں اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ہم اس سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ ہم اسے شک پر محمول نہیں کرتے بلکہ تبرک پر محمول کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله (الفتح:27)

ترجمہ: ''تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ نے چاہا''۔

یہاں پر شک مراد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے بلکہ یہ تبرک و تعلیم کے لیے ہے یا (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو) شک پر محمول کیا جائے گا انجام میں نہ کہ فی الحال کیونکہ قابل انتفاع ایمان وہی ہے جو موت تک باقی رہے اور ہر ایک کو اس بارے میں شک ہے (کہ اس کا انجام کیا ہو گا ایمان پر یا کفر پر معاذ اللہ تعالیٰ) ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وقت موت ایمان پر باقی رکھے''۔

والحق ان هذا الاختلاف بنائی، لان الاعمال لما كانت من الايمان عند الشافعي رحمه الله، كان حصول الشك في العمل يقتضي الشك في حصول الايمان، وعند ابي حنيفة رحمه الله تعالیٰ واصحابه رحمهم الله تعالیٰ لما كان الايمان عبارة عن التصديق لم يكن الشك في العمل موجب الوقوع الشك في الايمان۔

(ترجمہ:) ''حق یہ ہے کہ یہ اختلاف بنائی ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب اعمال ایمان کا حصہ ہیں تو عمل میں شک کا آنا حصول ایمان میں شک کا تقاضہ کرتا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ جب ایمان کو تصدیق سے عبارت سے قرار دیتے ہیں تو عمل میں شک ایمان میں شک واقع ہونے کا موجب نہیں ہے''۔

کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہے مومن ہے یا کافر؟:

حكم مرتكب الكبيرة:

کبیرہ گناہ کے مرتکب کا حکم:

قوله: (والعاصون من امة محمد عليه السلام كلهم مؤمنون) اختلف الناس في مقترف الكبيرة عمدا غير مستحيل لها ولا مستخف بمن نهى عنها هل يبقى مؤمنا اولا؛ فذهب اهل السنة الى انه لا يخرج من الايمان لبقاء التصديق، والعاصي اذا مات بغير توبة فهو في مشيئة الله، ان شاء عفا عنه وادخله الجنة بفضله و كرمه، او ببركة ما معه من الايمان والطاعات، او بشفاعة بعض الاخيار، وان شاء عذبه بقدر ذنبه صغيرة كان او كبيرة ثم عاقبة امره الجنة ،ولا يخلد في النار۔

(ترجمہ:) ''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت محمد علیہ السلام کی امت کے گناہگار سارے کے سارے مومن ہیں۔ لوگوں کا اختلاف ہے اس شخص کے بارے میں جو جان بوجھ کر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو

اور اسے حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ ہی جس سے منع کیا گیا ہو اسے ہلکا جانتا ہو کیا وہ مؤمن رہے گا یا نہیں؟ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تصدیق کے باقی رہنے کی وجہ سے وہ ایمان سے نہیں نکلے گا اگر گناہگار جب بغیر توبہ کے مرگیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے تو معاف کردے اور اپنے فضل وکرم سے یا جو اس کے کیساتھ ایمان وطاعات ہیں ان کی برکت سے یا بعض اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے اس کی گناہوں کی مقدار خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ پھر وہ آخر کار جنت میں جائے گا اور دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا''۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرجیہ ہونے کی حقیقت:

وکان ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ یسمی مرجئاً لتاخیره امر صاحب الکبیرة الی مشیئة الله تعالیٰ، والارجاء هو التاخیر، وکان یقول: انی لارجو لصاحب الذنب الصغیر والکبیر واخاف علیهما۔

(ترجمہ:)''اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام مرجیہ رکھا جاتا ہے کیونکہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کا معاملہ آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف مؤخر کرتے ہیں اور ارجاء، تاخیر کو کہتے ہیں اور آپ فرمایا کرتے تھے: میں گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کے ارتکاب کرنے والے کے لیے امید رکھتا ہوں اور ان دونوں پر خوف بھی رکھتا ہوں''۔

خوارج کا مذہب کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے بارے میں:

وذهب الخوارج الی ان من عصی صغیرة او کبیرة فهو کافر مخلد فی النار، لقوله تعالیٰ: "ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله ناراً خالداً فیها" (النساء:14)، والذنوب کلها فی تحقیق اسم العصیان واحدة ،وقال تعالیٰ: "واتقوا النار التی اعدت للکافرین" (آل عمران: 131) فلما کانت للکافرین فکل من اوعدها فهو کافر، فثبت بمجموع الآیتین ان العاصی کافر، وحکمه الخلود فی النار۔

(ترجمہ:)''خوارج کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گناہ صغیرہ سے ہو یا کبیرہ سے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا خالداً فیها (النساء:14)

ترجمہ:''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے

آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا"۔

اور گناہ سارے کے سارے ایک اسم عصیان (نافرمانی) میں متحقق ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واتقوا النار التی اعدت للکافرین (آل عمران:131)

ترجمہ: "اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہے"۔

جب یہ جہنم کی آگ کافروں کے لیے ہے تو ہر وہ شخص جس سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا گیا وہ کافر ہے لہٰذا ان دونوں آیتوں کے مجموعے سے ثابت ہوا کہ گناہگار کافر ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا"۔

کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے بارے میں معتزلہ کا مذہب:

وقالت المعتزلة: ان كانت المعصية كبيرة فاسم مقترفها الفاسق، لا المؤمن ولا الكافر، فيخرج بها عن الايمان ولا يدخل فى الكفر، فيكون له منزلة بين منزلتين، لان الناس اختلفوا فى تسميته، فالسنية قالوا: انه مؤمن بما معه من التصديق فاسق بما اكتسب من الذنب. والخوارج قالوا: انه كافر وهو فاسق، والحسن البصرى قال: انه منافق لمخالفة فعله قوله ولقوله صلى الله عليه واله وسلم: "ثلاث من علامات النفاق: اذا اؤتمن خان، واذا وعد اخلف، واذا حدث كذب" وهو فاسق، فاتفق الكل على اطلاق اسم الفاسق واختلفوا فيما وراء ذلك، فاخذنا بالمتفق عليه وتركنا المختلف فيه وحكمه انه يخلد فى النار ان مات بغير توبة لقوله تعالى: "ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدا فيها" (النساء:93) وان كانت المعصية صغيرة واجتنب الكبائر لا يجوز التعذيب عليها، لقوله تعالى: "ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما" (النساء:31).

(ترجمہ:) "اور معتزلہ نے کہا: اگر معصیت کبیرہ ہو تو اس کے مرتکب کا نام فاسق ہے نہ مؤمن نہ کافر وہ اس کی وجہ سے ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا تو وہ ایک مقام میں ہوتا ہے جو دو مقاموں (اسلام وکفر) کے درمیان ہے کیونکہ لوگوں نے اس کے نام رکھنے میں اختلاف کیا سنیوں نے کہا: اس کیساتھ جو تصدیق ہے اسکی وجہ سے وہ مؤمن ہے اور کسب گناہ کی وجہ سے وہ فاسق ہے اور خوارج نے کہا: وہ کافر اور فاسق ہے اور حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ منافق ہے کیونکہ اس کا فعل

اس کے قول کے مخالف ہے اور اس وجہ سے بھی وہ منافق ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامات ہیں جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور وہ فاسق ہے چنانچہ سارے کے سارے اس پر کہ فاسق ہے متفق ہو گئے اور اس کے بعد میں مختلف ہو گئے بہذا ہم نے متفق علیہ کو لیا اور مختلف فیہ کو چھوڑ دیا [illegible] ہے کہ اگر وہ بغیر توبہ کے مر گیا تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا (النساء:93)

ترجمہ: ''جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کا بدلہ جہنم ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے''۔

اور اگر معصیت صغیرہ ہو اور کبائر سے اس نے اجتناب کیا ہو تو اسے عذاب دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلا کریما (النساء:31)

ترجمہ: ''اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں کی جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے''۔

والصحيح ماذهب اليه اهل السنة لقوله تعالى: "يايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص في القتلى" (البقرة:178) فسمي قاتل النفس عمدا مؤمنا مع انه كبيرة ابقى الاخوة الثابتة بالايمان بقوله: "فمن عفى من اخيه شئ" (البقرة:178)، وما اخرج من استهال التخفيف والرحمة بقوله: "ذلك تخفيف من ربكم ورحمة" (البقرة:178) والاستدلال بهذه الوجوه مروى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما.

(ترجمہ:) ''اور صحیح مذہب وہ ہے جو ہمارے اصحاب اہل سنت کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ (البقرۃ:178)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو''۔

اس آیت میں جان بوجھ کر جان کو قتل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے مؤمن کا نام دیا ہے باوجود یہ کہ یہ قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کے لیے وہ اخوت باقی رکھی جو ایمان کی وجہ سے تھی اپنے اس فرمان میں:

فمن عفی لہ من اخیہ شیء (البقرۃ:178)

ترجمہ: ''تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے''۔

اور اسے تخفیف و رحمت کے استحقاق سے خارج نہیں کیا اپنے اس فرمان میں:

ذلك تخفيف من ربكم و رحمة (ایضا)

ترجمہ: ''یہ تمہارے رب کی طرف بوجھ ہلکا کرنا اور رحمت ہے''۔

اس آیت سے انہی وجوہ سے استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے''۔

ولان الله تعالىٰ قال: "يايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا عسى ربكم ان يكفر عنكم سيئاتكم "(التحريم: 8)، وقال: "توبوا الى الله جميعاً".(النور: 31)، والامر بالتوبة لمن لاذنب له محال، والصغائر من اجتناب الكبائر مغفورة عندهم ،فدل انها فى اصحاب الكبائر.

(ترجمہ:) ''ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يا ايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحاً عسى ربكم ان يكفر عنكم سيئاتكم (التحریم:8)

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے''۔

اور فرمایا: توبوا الى الله جميعاً (النور:31)

ترجمہ: ''اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب''۔

اور توبہ کا حکم اسے دینا جس کا کوئی گناہ نہ ہو یہ محال ہے اور صغائر کبائر کے اجتناب کے ساتھ ان کے نزدیک بھی بخشے جاتے ہیں تو (تمہارے مذہب کے مطابق) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ آیت اصحاب کبائر کے بارے میں (جبکہ ہمارے مذہب میں یہ آیت اصحابِ صغائر و کبائر دونوں کے لیے ہے)''۔

ولان الايمان هو التصديق والكفر هو التكذيب،ومن ارتكب كبيرة كان التصديق معه باقيا، وما دام التصديق موجودا كان التكذيب معدوما لتضادهما ،فبطل القول بكفره، والتكذيب معدوم ،او بزوال الايمان والتصديق موجود او بثبوت النفاق والتصديق فى القلب باق،ولان الفسق فى اللغة الخروج ، فمن خرج عن ائتمار امر من اوامر الله تعالىٰ يكون فاسقاً ،والعصيان مخالفة الامر فعلا لا جحودا وتكذيبا ،وليس من ضرورة مخالفة الامر

والخروج عن ائتمار التکذیب ،فکان التصدیق باقیا فکان مؤمنا ضرورۃ،والاخذ بالمتفق علی وترك المختلف فیه خروج عن جمیع اقاویل السلف فکان باطلا۔

(ترجمہ:)''ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور کفر تکذیب کا اور جس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا تصدیق اس کیساتھ باقی ہے اور جب تک تصدیق موجود ہوگی تو تکذیب معدوم ہوگی کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں لہذا اس کے کفر کا قول باطل ہوگیا جبکہ تکذیب معدوم ہے یا زوال ایمان کا قول باطل ہوگیا جبکہ تصدیق موجود ہے یا ثبوت نفاق کا قول باطل ہوگیا جبکہ تصدیق دل میں باقی ہے اور ایک یہ وجہ بھی ہے کہ فسق لغت میں نکلنے کو کہتے ہیں چنانچہ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کسی امر کو بجالانے سے نکلا وہ فاسق ہوگا اور (یہاں پر) عصیان (نافرمانی) امر کی فعل کے ذریعے ہے نہ کہ انکار وتکذیب کے طور پر اور امر کی مخالفت اور اسے بجالانے سے نکلنے کی بدیہیات سے یہ بات نہیں ہے کہ تکذیب ہو لہذا تصدیق باقی ہے تو وہ بدیہی طور پر مؤمن ہوا اور متفق علیہ کو لینا اور مختلف فیہ کو چھوڑ دینا یہ سلف کے تمام اقوال سے نکلنا ہے جو کہ باطل ہے''۔

واذا ثبت بقاء الایمان فنقول:انه یدخل الجنة لامحالة لقوله تعالیٰ:"ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنات الفردوس نزلا" (الکهف:107)،وصاحب الکبیرۃ مؤمن وقد عمل الصالحات۔

(ترجمہ:)''جب بقاءِ ایمان ثابت ہوگیا تو ہم کہتے ہیں:وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنات الفردوس نزلا (الکهف:107)

ترجمہ:''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے''۔

اور کبیرہ گناہ کا مرتکب آدمی مؤمن ہے اور اس نے اعمال صالحہ کیے ہیں''۔

والجواب عما تمسکوا به ان الاصل عندنا ان ماورد من الآیات فی الوعید مقروناً بذکر الخلود فهو فی المستحلین لذلك ،لما انهم کفروا باستحلالهم ذلك فاوعدوا علی کفرهم فی الحقیقة، وقد قیل فی قوله تعالیٰ:"ومن یقتل مؤمنا متعمدا" (النساء: 139) ای متعمداً لایمانه ،ای: قصد قتله لان انه مؤمن،ومن هذا قصده یکون کافراً، فامامن لم یقصد لایمانه فحکمه مامر فی قوله تعالیٰ:"یایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی" (البقرۃ:178)۔

(ترجمہ:) ''انہوں نے جن دلائل سے دلیل پکڑی ان کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اصل یہ ہے کہ آیات میں جو وعید ہمیشہ جہنم میں رہنے کیساتھ ملی ہوئی وارد ہوئی ہے تو وہ گناہوں کو حلال سمجھنے والوں کے لیے ہے کیونکہ وہ انہیں حلال سمجھنے کی وجہ سے کافر ہو گئے تو ان سے حقیقت میں ان کے کفر کی وجہ سے یہ وعدہ کیا (کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

ومن يقتل مؤمنا متعمدا (النساء:39)

ترجمہ: ''جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے''۔

اس کے بارے میں کہا گیا ہے: یعنی جان بوجھ کر اس کے ایمان کی وجہ سے مراد یہ ہے کہ اس نے اس کے قتل کا ارادہ اس لیے کیا کہ وہ مومن ہے جس نے یہ ارادہ کیا وہ کافر ہوگا لیکن جس نے اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کا ارادہ نہیں کیا (بلکہ کسی اور وجہ سے کیا) تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں گزر چکا ہے:

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلى (البقرة:178)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو''۔

عمل ایمان کا جزء ہے یا نہیں؟

العمل ليس جزءاً من الايمان:

عمل جزء ایمان نہیں ہیں:

قال: (العمل غير الايمان، والايمان غير العمل، بدليل ان كثيرا من الاوقات يرتفع العمل عن المؤمن، ولا يجوز ان يقال: ارتفع عنه الايمان، فان الحائض رفع الله سبحانه وتعالى عنها الصلاة. ولا يجوز ان يقال: رفع عنها الايمان وامرها بترك الايمان، وقد قال لها الشارع: دعي الصوم ثم اقضيه، ولا يجوز ان يقال: دعي الايمان ثم اقضيه، ويجوز ان يقال: ليس على الفقير الزكاة، ولا يجوز ان يقال: ليس على الفقير الايمان، وتقدير الخير والشر كله من الله تعالى، لانه لو زعم احد ان تقدير الخير والشر من غيره لصار كافرًا بالله تعالى وبطل توحيده).

(ترجمہ:) ''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: عمل ایمان کا غیر ہے اور ایمان عمل کا غیر ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ بہت سے اوقات میں مؤمن سے عمل اٹھ جاتا ہے اور یہ کہنا جائز نہیں کہ اس کا ایمان اٹھ گیا ہے

کیونکہ حائضہ عورت سے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نماز اٹھالی اور یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے ایمان اٹھالیا اور ترکِ ایمان کا اسے حکم دیا اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت سے فرمایا: روزہ چھوڑ دے پھر اسکی قضاء کرنا اور یہ کہنا جائز نہیں کہ ایمان چھوڑ دے پھر اسکی قضاء کرنا۔ یہ کہنا جائز ہے کہ فقیر پر زکوٰۃ نہیں اور یہ کہنا جائز نہیں کہ فقیر پر ایمان نہیں۔ اچھی بری ساری کی ساری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ اگر کسی نے یہ گمان کیا کہ اچھی اور بری تقدیر غیر اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا کفر کرنے والا ہوجائے گا اور اس کی توحید باطل ہوجائے گی"۔

اقول: اختلف العلماء في ان الاعمال هل هي من الايمان ام لا؟ فنفى ذلك الامام رحمه الله، وذهب اليه اهل الحديث، ويحكى ذلك عن مالك والشافعي والاوزاعي واهل الظاهر واحمد بن حنبل رحمهم الله. فانهم قالوا: الايمان هو التصديق بالجنان والاقرار باللسان والعمل بالاركان. ونقل ان المعتزلة جعلوا الايمان اسما للتصديق بالله وبرسوله وللكف عن المعاصي.

(ترجمہ:) "علامہ بابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں یا نہیں؟ پس امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی کی اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اور اہل ظواہر سے حکایت کی جاتی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ایمان تصدیقِ قلبی، اقرار لسانی اور ارکان سے عمل کا نام ہے اور نقل کیا گیا ہے کہ معتزلہ نے ایمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق اور گناہوں سے رک جانے کا نام دیا ہے"۔

ثم القائلون بان الاعمال داخلة تحت اسم الايمان اختلفوا: فقال الشافعي رحمه الله: الفسق لا يخرج عن الايمان، وهذا في غاية الصعوبة، لانه اذا كان اسما لمجموع امور فعند فوات بعضها يفوت ذلك المجموع، اذ المجموع ينتفي بانتفاء جزئه، فوجب ان ينتفي الايمان.

(ترجمہ:) "پھر اعمال کو اسمِ ایمان کے تحت داخل کہنے والوں نے اختلاف کیا چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فسق ایمان سے خارج نہیں کرتا یہ انتہائی مشکل امر ہے (امام شافعی علیہ الرحمہ کے لیے) کیونکہ جب (تصدیق، اقرار اور عمل کے) مجموعی امور کا نام ایمان ہے تو بعض کے فوت ہوجانے کے وقت یہ مجموعہ فوت ہوتا ہے کیونکہ مجموعہ اپنے جزء کے منتفی ہونے سے منتفی ہوجاتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس سے ایمان بھی منتفی ہوجائے"۔

واما المعتزلة فاصلهم مطرد لانهم قالوا: ان الفاسق يخرج من الايمان ولا يدخل في الكفر كما تقدم، وتشبثوا على مدعاهم بقوله تعالىٰ: "وما كان الله ليضيع ايمانكم" (البقرة: 143)، ووجه الاستدلال انه لولم يكن العمل من مفهوم الايمان لم يكن العمل نفس مدلول الايمان ولا جزء مدلوله ولا لازم مدلوله فلم يصح اطلاق الايمان عليه .لكن اطلق الله الايمان عليه بقوله: "وما كان الله ليضيع ايمانكم" (البقرة: 143)، اي: صلاتكم الى بيت المقدس بالنقل عن المفسرين فيكون العمل ايماناً۔

(ترجمہ:) ''رہا معاملہ معتزلہ کا تو ان کی اصل ہی درست نہیں کیونکہ انہوں نے کہا: فاسق ایمان سے نکل سے جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا جیسا کہ اس بیان گزر چکا ہے اور اپنے مدعا پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی:

وما كان الله ليضيع ايمانكم (البقرة:143)

ترجمہ: ''اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے''۔

وجہِ استدلال یہ ہے کہ کہ اگر عمل مفہومِ ایمان سے نہ ہوتے تو عمل مدلولِ ایمان کی ذات نہ ہوتے نہ اس کے مدلول کا جزء ہوتا نہ ہی اس کے مدلول کا لازم ہوتے لہذا ایمان کا اطلاق اس پر درست نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے عمل پر ایمان کا اطلاق کیا ہے اپنے فرمان:

وما كان الله ليضيع ايمانكم (البقرة:143)

ترجمہ: ''اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے''۔

یعنی تمہارا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اللہ ضائع کرنے والا نہیں۔مفسرین سے نقل کرتے ہوئے۔پس عمل ایمان ہوگیا''۔

والجواب: انا لانسلم انه اطلق الايمان على الصلاة بل معناه التصديق ايضاً، اي: ما كان الله ليضيع ايمانكم بالصلاة الى بيت المقدس، فلم يطلق الايمان على العمل. وايضاً هذا الدليل مقلوب بان يقال: لو كان العمل جزء مفهوم الايمان لم يصح اطلاق الايمان عليه، وقد اطلق .لا يقال: لانسلم انه لو كان العمل جزء مفهوم الايمان لم يصح اطلاقه عليه .فانه يصح اطلاق اسم الكل على الجزء مجازاً لان نقول حينئذ يكون حمل الايمان على الصلاة وحدها بطريق المجاز .والاصل عدمه .فالترجيح معنا لما فيه من مراعاة معنى اللغة .لانه في اللغة

التصدیق،لاالعبادۃ۔

(ترجمہ:)''جواب: ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ایمان کا اطلاق نماز پر ہوا ہے بلکہ اس کا معنی تصدیق بھی ہے یعنی (آیت کا معنی ہے) اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے۔لہٰذا ایمان کا اطلاق عمل پر نہیں ہوا۔

اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ یہ دلیل مقلوب ہے بایں طور کہ کہا جائے اگر عمل مفہوم ایمان کا جزء ہے تو ایمان کا اطلاق اس پر درست نہیں حالانکہ اس کا اطلاق کیا گیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگر عمل مفہوم ایمان کا جزء ہوتا تو اِس کا اطلاق اُس پر درست نہ ہوتا کیونکہ اسمِ کل کا اطلاق جزء پر مجازاً درست ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اس وقت ایمان کو صرف نماز پر محمول کرنا ہوگا مجاز کے طریقے پر اور اصل اس کا عدم ہے لہٰذا ترجیح ہمارے ساتھ ہے کیونکہ اس میں لغوی معنی کی رعایت ہے کیونکہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں نہ کہ عبادت کو''۔

ولنا ان الاعمال عطفت علی الایمان فی غیر موضع ،قال اللہ تعالیٰ:"الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ"(البقرۃ: 3) وقال تعالیٰ:"ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات" (البقرۃ:277)،وامثالھما کثیرۃ،والمعطوف یغایر المعطوف علیہ۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ متعدد مقامات میں اعمال کا عطف ایمان پر ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ (البقرۃ:3)

ترجمہ:''وہ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات (البقرۃ:277)

ترجمہ:''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے''۔

ان کی مثل کثیر آیات ہیں اور معطوف ،معطوف علیہ کے مغایر ہوتا ہے''۔

فان قیل:العمل جزء لمفھوم الایمان والجزء مغایر للکل،فلا یلزم من عطف العمل علی الایمان خروج العمل عن مفھوم الایمان۔اجیب:بانا لانسلم ان الجزء مغایر للکل فلو سلم فلو لم یکن العمل خارجاً عن الایمان لزم تکرار بلا فائدۃ،ولانہ شرط لصحۃ الاعمال،قال اللہ تعالیٰ:"ومن یعمل من الصالحات وھو مؤمن "(طہٰ:112)،ولشرط یغایر المشروط،وقد

خاطب الله تعالىٰ باسم الايمان ثم اوجب الاعمال فقال:"يايها الذين اٰمنوا كتب عليكم "(البقرة178)، وذا دليل التغاير وقصر اسم الايمان على التصديق، ولهذا فزع اعداء الله لما عاينوا العذاب الى التصديق دون غيره من الاعمال ،نحو قول الله تعالىٰ حكاية عن فرعون حين ادركه الغرق:"اٰمنت انه لا اله الا الذى اٰمنت به بنو اسرائيل"(يونس: 90) وعن قوم يونس: "اٰمنا بالله وحده و كفرنا بما كنا به مشركين"(غافر: 84)۔

(ترجمہ:)''اگر کہا جائے کہ عمل مفہوم ایمان کا جزء ہے اور جزء کل کے مغایر ہوتا ہے لہذا عمل کے ایمان پر عطف سے عمل کا مفہوم ایمان سے نکلنا لازم نہیں آتا۔

جواب دیا جائے گا: ہمیں یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ جزء، کل کے مغایر ہوتا ہے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے تو اگر عمل کو ایمان سے خارج نہ قرار دیا جائے تو بغیر فائدے کے تکرار لازم آئے گا اور یہ وجہ بھی ہے کہ اعمال کی صحت کے لیے ایمان شرط ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن يعمل من الصالحات وهو مؤمن (طٰہٰ:112)

ترجمہ:''اور جو نیک عمل کرے اور وہ مومن ہو''۔

اور شرط مشروط کے مخالف ومغایر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان کے نام سے مخاطب کیا پھر اعمال واجب فرمائے چنانچہ ارشاد فرمایا:

يايها الذين اٰمنوا كتب عليكم (البقرۃ:178)

ترجمہ:''اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا ہے''۔

یہ تغایر کی دلیل ہے اور اسمِ ایمان کا تصدیق پر حصر ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے جب عذاب دیکھا تو وہ اعمال چھوڑ کر تصدیق کی طرف متوجہ ہوئے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے جب اسے غرق نے پالیا:

اٰمنت انه لا اله الا الذى امنت به بنوا اسرائيل (یونس:90)

ترجمہ:''(جب اسے ڈوبنے نے آلیا تو بولا) میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے''۔

اور حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

امنا بالله وحده و كفرنا بما كنا به مشركين (غافر:84)

ترجمہ: "(پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے) ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے ہیں ان کے منکر ہوئے"۔

وقد استدل الامام رحمہ اللہ تعالیٰ فی المتن بجواز ارتفاع الاعمال عن المؤمن کارتفاع الصلاة عن الحائض والصوم عنها، وسقوط الزکاة والحج عن الفقیر، والصلاة عن المریض العاجز عن الایماء، مع عدم ارتفاع الایمان عنهم فلو کان العمل ایمانا لم یکن الفقراء کلهم مؤمنین، وهذا خلف من القول۔

(ترجمہ:) "اورامام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے متن میں مؤمن سے اعمال کے اٹھ جانے کے امکان سے استدلال کیا جیسے حائضہ عورت سے نماز اور روزے کا اٹھ جانا اور زکوۃ وحج کا فقیر سے اٹھ جانا اور اور اشارے سے عاجز مریض سے نماز کا اٹھ جانا باوجود یہ کہ ان سے ایمان نہیں اٹھتا پس اگر عمل ایمان ہوتا تو فقراء سارے کے سارے مؤمن نہ ہوتے یہ قول کے خلاف ہے"۔

عقیدہ تقدیر کا بیان:

تقدیر الخیر والشر من اللہ:

اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

(واعلم ان تقدیر الخیر والشر کله من اللہ تعالیٰ)لانه خالق جمیع الممکنات،ومن جملته الشر فیکون خالقا له ایضاً،فمن زعم ان الشر لایکون من اللہ تعالیٰ یکون کافرا لاشرا که باللہ تعالیٰ، ولهذا قال الامام رحمه اللہ تعالیٰ:(لانه لو زعم احد ان تقدیر الخیر والشر من عنده لصار کافر باللہ تعالیٰ وبطل توحیده)وکیف ذلك وقد قال اللہ تعالیٰ:"انا کل شئ خلقناه بقدر"(القمر:49)،وقال النبی علیه السلام:"القدر خیره وشره من اللہ تعالیٰ"وهو حدیث مشهور،وتمام البحث فی هذا یجئ مستوفی فی الفصل الذی یلیه ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(ترجمہ:) "جان لو کہ اچھی اور بری تقدیر ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ وہ جمیع ممکنات کا خالق ہے منجملہ ان میں شر بھی ہے تو وہ اس کا بھی خالق ہوا جس نے یہ گمان کیا کہ شر اللہ تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہے وہ کافر ہوگا اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہرانے کی وجہ سے اسی وجہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر کسی نے یہ گمان کیا کہ اچھی اور بری تقدیر غیر اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا کفر کرنے والا ہوجائے گا اور اس کی توحید باطل ہوجائے گی۔

اور یہ گمان کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا کل شئ خلقنا بقدر (القمر:49)

ترجمہ: ''ہم نے ہر چیز کو تقدیر سے پیدا کیا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل کل من عند اللہ (النساء:78)

ترجمہ: ''فرمادو! سب اللہ کی طرف سے ہے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ مشہور حدیث ہے۔ اس کی مکمل بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ فصل آئے گی''۔

اعمال کی تین اقسام ہیں:

الاعمال فرائض، وفضائل ومعاص:

اعمال فرائض، فضائل اور معاصی ہیں

قال: (والثانی: نقر بان الاعمال ثلاثة: فريضة، وفضيلة ومعصية)۔

(ترجمہ:) ''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: دوسری خصلت: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اعمال تین طرح کے ہیں فرض، فضیلت اور معصیت''۔

اقول: اراد الاعمال ما يتعلق بالآخرة يثاب به اويعاقب عليه والا فالاعمال ليست منحصرة في ثلاثة۔

(ترجمہ:) ''علامہ اکمل الدین البابرتی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو آخرت سے متعلق ہیں جن کی وجہ سے ثواب دیا جائے گا یا عقاب کیا جائے گا ورنہ مطلقاً اعمال تین اقسام میں منحصر نہیں ہیں''۔

والفريضة مشتقة من الفرض، وهو القطع والتقدير، قال الله تعالیٰ: "سورة انزلناها وفرضناها" (النور: 1) ای: قدرنا وقطعنا الاحكام فيها، وكل ما ثبت بدليل قطعي لا شبهة فيه يسمى فرضا وفريضة لانه مقطوع علينا، فيكفر جاحده ويفسق تاركه۔

(ترجمہ:) ''فریضۃ، فرض سے مشتق ہے یہ قطعیت و حکم دینا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سورة انزلناها وفرضناها (النور:1)

ترجمہ: ''یہ سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا اور اسکے احکام فرض کیے''۔یعنی ہم نے حکم دیا اور اس میں قطعی طور پر احکام بیان کیے اور ہر وہ چیز جو دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو اس کا نام فرض اور فریضہ رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ قطعی طور پر ہم پر فرض کیا گیا ہے لہذا اس کا منکر کافر ہوگا اور تارک فاسق ہوگا''۔

والفضيلة من الفضل، وهو الزيادة ،والمراد به السنن والنوافل، والسنة نوعان:سنة الهدى وتاركها يستوجب اساءة كالجماعة والاذان،وزوائد وتاركها لايستوجب اساءة كسير النبي عليه السلام في لباسه وقيامه وقعوده.والنفل :مايثاب على فعله ولايعاقب على تركه.

(ترجمہ:)''اور فضیلت فضل سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے اضافہ۔ اس سے مراد سنن ونوافل ہیں اور سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت ہدی کہ اس کا تارک عقاب کو واجب کرنے والا ہے جیسے جماعت اور اذان اور دوسری سنت زوائد اس کا تارک عقاب کو واجب کرنے والا نہیں ہے جیسے نبی ﷺ کی سیرت لباس ،اٹھنے اور بیٹھنے میں۔

اور نفل جس کے فعل پر ثواب دیا جائے اور اس کے ترک پر عقاب نہ کیا جائے''۔

فان قيل: هذاالتقسيم ينبئ ان المشروعات عند الامام ايضاً ثلاثة ,كما هي عند الشافعي،لانه ماذكر الواجب -اجيب :بانه يمكن ان يكون الواجب داخلاًتحت الفريضة لانه فرض عنده عملاً۔

(ترجمہ:)''اگر کہا جائے کہ یہ تقسیم اس بات کی خبر دیتی ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مشروع چیزوں کی بھی تین قسمیں ہوں جیسا کہ یہ قسمیں امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ہیں کیونکہ اس میں واجب کا ذکر نہیں کیا۔

جواب دیا جائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ واجب فرض کے تحت داخل ہو کیونکہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے نزدیک فرض عملی بھی ہوتا ہے''۔

والمعصية:فعل قبيح منهي عنه يعاقب باتيانه۔

(ترجمہ:)''اور معصیت:وہ فعل قبیح ہے جس سے منع کیا گیا ہو جس کے کرنے سے عقاب کیا جائے''۔

قال:(فالفريضة بامر الله ومشيته ,ومحبته ورضاه وقضائه وقدره وتخليقه وحكمه

وعلمه وتوفيقه وكتابته في اللوح المحفوظ. والفضيلة ليست بأمر الله تعالىٰ ولكن بمشيئته ومحبته ورضاه وقضائه وقدره وحكمه وعلمه وتوفيقه وتخليقه وكتابته في اللوح المحفوظ).

(ترجمہ:) "امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: پس فرض اللہ تعالیٰ کے امر (حکم)، مشیت، محبت، رضا، قضاء، قدر، تخلیق، حکم، علم، توفیق اور لوح محفوظ میں لکھنے سے ہے اور فضیلت اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہے لیکن اس کی مشیت، محبت، رضا، قضاء، قدر، حکم، علم، توفیق، تخلیق اور لوح محفوظ میں لکھنے سے ہے"۔

اقول: اتفق المسلمون على ان الفرض انما هو بأمر الله تعالىٰ لكنهم اختلفوا في مدلول الامر ،فذهبت المعتزلة الى ان مدلول الامر هو الارادة. فكل ما امر الله به اراد وجوده وكل ما لم يرد لم يامر به.

(ترجمہ:) "میں کہتا ہوں: مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے لیکن امر کے مدلول میں ان کا اختلاف ہے۔

معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ مدلول امر ارادہ ہے لہذا ہر وہ چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کا ارادہ کیا اور ہر وہ چیز جس کا اس نے ارادہ نہیں کیا اس کا حکم بھی نہیں دیا"۔

وذهب اهل السنة الى ان الامر قد ينفك عن الارادة كالحاكم اذا قتل ابنه رجلاً عمدا فانه يامر بقتله ولا يكون مريدا له والمنازع مكابر مقتضى الوجدان. وعرفوه بانه قول القائل لغيره على سبيل الاستعلاء: افعل.

(ترجمہ:) "اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ امر کبھی ارادے سے جدا ہوتا ہے جیسے حاکم کہ جب اسکے بیٹے نے کسی آدمی کو جان بوجھ کر قتل کیا تو وہ اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دیتا ہے لیکن اس کا ارادہ نہیں ہوتا (بادل ناخواستہ وہ یہ حکم دیتا ہے) اور جھگڑالو مکابر وجدان کا تقاضہ کرنے والا ہے انہوں نے امر کی تعریف یہ کی کہ قائل کا دوسرے کو غلبے کے طور پر کہنا: یہ کام کر!"۔

والمشيئة والارادة واحدة عند المتكلمين خلا الكرامية فانهم قالوا: المشيئة: صفة ازلية واحدة لله تعالىٰ، وارادته حادثة في ذاته متعددة على عدد المرادات، يحدث كل ارادة منها قبل حدوث ما هو المراد بها، ثم يعقبها حدوث ما هو المراد بها ،وهو باطل لان الارادة لو حدثت في ذات البارى لكان محلا للحوادث ،وهو يؤدي الى القول بحدوث البارى، وهو باطل بالاتفاق.

(ترجمہ:) ''مشیت وارادہ متکلمین کے نزدیک ایک ہی ہیں سوائے کرامیہ کے کیونکہ انہوں نے کہا: مشیت اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ازلی ہے اور اس کا ارادہ اس کی ذات میں متعدد بار پیدا ہوتا ہے مرادوں کی تعداد کے مطابق، اس کا ہر ارادہ پیدا ہوتا ہے اس کی مراد کے پیدا ہونے سے پہلے پھر اس کے بعد اس کی مراد وجود میں آتی ہے اور یہ عقیدہ باطل ہے کیونکہ اگر ارادہ ذات باری تعالیٰ میں پیدا ہو تو ذات باری تعالیٰ حوادث کا محل ہو جائے گی اور یہ بات باری تعالیٰ کے حادث ہونے کی طرف پہنچادے گی اور یہ بالاتفاق باطل ہے''۔

وذهبت المعتزلة الى ان ارادته قائمة بذاتها حادثة لا في محل، وهو محال لان وجود كل محدث موقوف على تعلق الارادة به .فلو كانت الارادة محدثة احتاجت الى ارادة اخرى ولزم التسلسل،وايضاً فان الارادة الحادثة صفة،وقيام الصفة بنفسها غير معقول۔

(ترجمہ:) ''معتزلہ کا مذہب ہے کہ ارادہ اس کی ذات کیساتھ قائم ہے جو پیدا ہوتا ہے لیکن کسی محل میں نہیں۔ یہ محال ہے کیونکہ ہر حادث کا وجود اس کے ارادے کے تعلق پر موقوف ہے پس اگر ارادہ حادث ہو تو وہ دوسرے ارادے کا محتاج ہوگا اور اس طرح تسلسل لازم آئے گا اور یہ بات بھی ہے کہ ارادہ حادثہ صفت ہے اور صفت (موصوف کے بغیر) اپنے آپ سے قائم یہ غیر معقول بات ہے''۔

وفسرها الكعبي بانه اذا وصف الله تعالىٰ بالارادة .فان كان ذلك فعله فمعناه انه فعل وهو غير ساه ومكره ولا مضطر .وان كان فعل غير الله فمعناه انه امر به .وهو مبني على ان الارادة مدلول الامر وقد مر بطلانه۔

(ترجمہ:) ''اور ابوالقاسم کعبی (فرقہ کعبیہ کے بانی) نے اس کی تفسیر یوں کی کہ جب اللہ تعالیٰ کے لیے ارادہ کا وصف بیان کیا جاتا ہے اگر وہ اس کا فعل ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس نے یہ کام بغیر بھولے، اور بغیر مجبور و مضطر ہوئے کیا اور اگر وہ غیر اللہ کا فعل ہو تو اس کا معنی ہے اس نے اس کا حکم دیا۔ یہ اس بنیاد پر ہے کہ ارادہ امر کا مدلول ہے جس کا بطلان گزر چکا ہے''۔

وقال النجار: انه غير مغلوب ولا مستكره .وهو فاسد لان الجماد غير مغلوب ولا مستكره،مع انه ليس بمريد۔

(ترجمہ:) ''اور (فرقہ نجاریہ کے بانی) ابوعبداللہ النجار نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا معنی ہے: وہ مغلوب و مجبور نہیں ہے۔ یہ معنی بھی فاسد ہے کیونکہ پتھر بھی مغلوب و مجبور نہیں ہیں باوجود یہ کہ وہ ارادہ

رکھنے والے بھی نہیں"۔

وعندنا هی صفة توجب تخصیص المفعولات بوجه دون وجه ووقت دون وقت .اذلولا الارادة لوقعت المفعولات لكلها فی وقت علی صفة واحدة، لاسیما عند تجانس المفعولات ،ولما كان وقت لوجوده اولی من وقت ،ولا كیفیة ولا كمیة اولی مما سواهما .فاذا خرجت علی الترتیب والتوالی علی حسب ما تقتضیه الحكمة البالغة كان ذلك دلیلا علی اتصاف الفاعل بالارادة، قال الله تعالیٰ: "ویفعل الله مایشاء" (ابراهیم: 27) وقال: "یحكم ما یرید" (المائدة: 1)،وقال: "یرید الله بكم الیسر "(البقرة:185)،فیبطل به قول منكرها۔

(ترجمہ:)"ہمارے نزدیک ارادہ ایسی صفت ہے جو مفعولات کی تخصیص کی موجب ہے ایک وجہ سے نہ کہ دوسری وجہ سے ایک وقت میں نہ کہ دوسرے وقت میں کیونکہ اگر ارادہ نہ ہوتا تو سارے کے سارے مفعولات ایک وقت میں ایک صفت پر واقع ہوتے خصوصی طور پر جب مفعولات ہم جنس ہوں اور اس کے وجود کا وقت دوسرے وقت سے بہتر نہیں ہے اور نہ ہی کیفیت وکمیت اپنے ماسوا سے بہتر ہے پھر جب یہ ترتیب وتسلسل کیساتھ حکمت بالغہ کے تقاضوں کے مطابق نکلتی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فاعل ارادہ کیساتھ متصف ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ویفعل الله مایشاء (ابراہیم:27)

ترجمہ:"اللہ جو چاہتا کرتا ہے"۔

اور فرمایا:

یحكم مایرید (المائدۃ:1)

ترجمہ:"جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے"۔

اور فرمایا:

یرید الله بكم الیسر (البقرۃ:185)

ترجمہ:"اللہ تم سے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے"۔

پس اسوجہ سے اس کے منکر کا قول باطل ہوجاتا ہے"۔

فالرضا من الله :هو ارادة الثواب علی الفعل او ترك الاعتراض.المحبة قریب منه، والقضاء،عبارة عن وجود جمیع المخلوقات فی الكتاب المبین واللوح المحفوظ مجتمعة

ومجملة على سبيل الابتداع. والقدر: عبارة عن وجودها منزلة فى الاعيان بعد حصول شرائطها مفصلة واحدا بعد واحد على سنن القضاء، والى هذا اشار بقوله تعالىٰ: "وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم "(الحجر: 21).

(ترجمہ:) ''اللہ تعالیٰ کی رضا کا معنی ہے: فعل پر ثواب کا ارادہ کرنا یا اعتراض ترک کرنے کا ارادہ کرنا۔ اور محبت اسی کے قریب ہے۔

قضاء: جمیع مخلوقات کے وجود سے عبارت ہے کتاب مبین اور لوح محفوظ میں اکٹھے اجمالی طور پر وجود میں لانے کے طریقے پر۔

قدر: مخلوقات کے وجود سے عبارت ہے جنہیں اعیان میں اتارا جاتا ہے یکے بعد دیگرے تفصیلی طور پر شرائط کے پائے جانے کے بعد قضاء کے طریقے پر اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے:

وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم (الحجر:21)

ترجمہ: ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے''۔

والتخليق: هو التكوين، وهو عندنا صفة غير القدرة، خلافا للاشعرية، وقد استخرجه علماؤنا من قوله تعالىٰ: "انما قولنا لشئ اذا اردناه ان نقول له كن فيكون"(النحل: 40)، والحاصل من مفهومه ان القدرة نسبتها الى جانب الوجود والعدم سواء، والتكوين انما هو باعتبار النظر الى جانب الوجود. وحكمه وعلمه وتوفيقه كلها صفات ازلية ثابتة لذاته تعالىٰ وتقدس والفريضة مستلزمة لها كلها۔

(ترجمہ:) ''تخلیق: تکوین ہی ہے یہ ہمارے نزدیک قدرت کے علاوہ ایک صفت ہے بخلاف اشاعرہ کے۔ ہمارے علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اس صفت کا استخراج کیا ہے:

انما قولنا لشئ اذا اردناه ان نقول له كن فيكون (النحل:40)

ترجمہ: ''جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہوجا! وہ فوراً ہوجاتی ہے''۔

اس کے مفہوم کا حاصل یہ ہے کہ قدرت کی نسبت وجود وعدم دونوں کی جانب برابر ہوتی ہے اور تکوین جانب وجود کی طرف نظر کے اعتبار سے ہے۔ اور اس کا حکم، علم اور توفیق ساری کی ساری صفات ذات باری

تعالیٰ کی ازلی ثابت ہیں اور فرض ان سب کو مستلزم ہے"۔

والفضیلة لیست بأمر الله والا لکانت فریضة لکنها بمشیئته ومحبته، ورجائه وقضائه وقدره وحکمه وعلمه وتوفیقه بأعطاء سلامة الاسباب والاستطاعة المقارنة وتخلیقه ای تکوینه ،لان الله تعالیٰ خالق افعال العباد کما سیجیئ البحث فی ذلك ،و کتابته فی اللوح المحفوظ۔

(ترجمہ:) "اور فضیلت اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہے ورنہ وہ بھی فرض بن جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت، محبت، رضا، قضاء، قدر، حکم، علم، سلامتی اسباب اور ملی ہوئی استطاعت کے عطاء کرنے سے اس کی توفیق، اس کی تخلیق یعنی اس کی تکوین، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے جیسا کہ اس کی بحث عنقریب آئے گی اور لوح محفوظ میں لکھنے سے ہے"۔

معصیت کے متعلق عقیدہ اہل سنت:

قال:(والمعصیة لیست بامر الله، ولکن بمشیئته لابمحبته وبقضائه لابرضاه، وبتقدیره لابتوفیقه، وبخذلانه وعلمه و کتابته فی اللوح المحفوظ)۔

(ترجمہ:) "امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: اور معصیت اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہے لیکن اس کی مشیت سے ہے نہ کہ محبت سے اس کی قضاء سے نہ ہے نہ کہ اس کی رضا سے اس کی تقدیر سے ہے نہ کہ اس کی توفیق سے اور اس کے بندے کو رسوا کرنے کیساتھ اور اس کے علم اور لوح محفوظ میں لکھنے سے ہے"۔

کیا معصیت اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے یا نہیں؟

اقول: اختلفوا فی ان المعصیة هل هی بارادة الله تعالیٰ او لا؟ فذهب اهل السنة الی الاول والمعتزلة الی الثانی، ثم اختلفوا فی المباحات، فمنهم من زعم انه تعالیٰ مریدلها ،ومنهم من زعم انه تعالیٰ غیر مریدلها ،والحاصل ان عند المعتزله: کل ما امر الله تعالیٰ به ارادة وجوده وان علم انه لا یوجد، وکل ما نهی عنه کره وجوده وارادان لا یوجد وان علم انه یوجد۔

(ترجمہ:) "علامہ بابرتی نے فرمایا: میں کہتا ہوں: اس بارے میں اختلاف ہے کہ معصیب، اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے یا نہیں؟ اہل سنت پہلی بات کی طرف گئے ہیں اور معتزلہ دوسری بات کی طرف۔ پھر انہوں نے مباحات میں اختلاف کیا کچھ وہ ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ کرنے والا ہے اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کا ارادہ کرنے والا نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ

معتزلہ کے نزدیک ہر وہ چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس کے وجود کا اس نے ارادہ کیا اگر چہ اس نے یہ جان لیا ہے کہ وہ وجود میں نہیں آئے گی اور ہر وہ جس سے اس نے منع کیا اس کے وجود کو وہ ناپسند کرتا ہے اور اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ موجود نہ ہو اگر چہ وہ جانتا ہے کہ یہ وجود میں آئے گی''۔

وعندنا كل ما علم الله تعالىٰ انه يوجد ارادہ وجوده سواء امر به اولم يامر ,وما علم انه لايوجد لم يرد وجوده سواء امر به اولم يامر .فالله سبحانه اراد الكفر من الكافر كسبا له قبيحا مذموما .و كذا في غيره من المعاصي ,واليه ذهب الاشعري.

(ترجمہ:)''اور ہمارے نزدیک ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ موجود ہوگی اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کا ارادہ کیا ہے برابر ہے کہ اس نے اس کا حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو اور جس کو اس نے جانا کہ اس کا وجو دنہیں ہوگا اس نے اس کے وجود کا ارادہ نہیں کیا برابر ہے اس کا حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کافر سے کفر کا ارادہ فرمایا اسکے کسب سے قباحت و مذمت کرتے ہوئے اور ایسے ہی اس کے علاوہ معاصی میں ۔اسی کی طرف امام اشعری علیہ الرحمہ گئے ہیں''۔

تمسك المعتزلة بقوله تعالىٰ:"وما الله يريد ظلما للعباد"(غافر: 31) فانه نص في نفي ارادة الظلم وعندكم هو مريد للكل ظلما كان او غيره,بان ارادة السفه وما لا يرضى به والامر بما لا يريد:سفه في الشاهد,فكذا في الغائب.

(ترجمہ:)''معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی:

وما الله يريد ظلماً للعباد (غافر:31)

ترجمہ:''اللہ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں فرماتا''۔یہ آیت ارادہ ظلم کی نفی میں نص ہے اور تمہارے نزدیک وہ ہر ایک کا ارادہ کرنے والا ہے وہ ظلم ہو یا نہ ہو اور یہ بات بھی ہے کہ بے وقوفی کی ارادہ ،ناپسندیدہ امور کا ارادہ اور اس کا حکم دینا جس کا ارادہ نہ کرتا ہو یہ حاضر کے بارے میں بے وقوفی ہے پس غائب کے بارے میں بھی سفاہت ہے''۔

ولنا قوله تعالىٰ:"فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجاً"(الانعام:125)، اخبر انه يريد ضلال بعض ويجعل ما به يحصل ضلاله ,وهو ضيق القلب,وقوله تعالىٰ حكاية عن نوح عليه السلام:"ولا ينفعكم نصحي ان اردت ان انصح لكم ان كان الله يريد ان يغويكم"(هود: 34) فانه نص في ارادة الاغواء.وقوله

تعالیٰ:"ولو شاء الله ما اشركوا" (الانعام: 107)،"ولو شاء ربك لامن من فی الارض كلهم جميعا" (يونس: 99) فعندهم الله شاء عدم شركهم ومع ذلك اشركوا ،وشاء ايمان من فی الارض وما اٰمنوا ،وهو تكذيب لله تعالیٰ فی خبره،وهو كفر۔

(ترجمہ:)''ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد الله ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا (الانعام:125)

ترجمہ:''جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ وہ بعض گمراہیوں کا ارادہ فرماتا ہے اور اس کے لیے وہ چیز تیار کرتا ہے یعنی دل کی تنگی جس سے اس کی گمراہی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ولا ينفعكم نصحی ان اردت ان انصح لكم ان كان الله يريد ان يغويكم (ھود:34)

ترجمہ:''اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جبکہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے''۔

یہ آیت گمراہ کرنے کے ارادے میں نص ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولو شاء الله ما اشركوا (الانعام:107)

ترجمہ:''اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے''۔

اور یہ فرمان:

ولو شاء ربك لامن من فی الارض كلهم جميعا (یونس:99)

ترجمہ:''اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے''۔

پس ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ شرک نہ کریں لیکن اس کے باوجود انہوں نے شرک کیا اور (ان کے نزدیک) اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اہل زمین ایمان لائیں لیکن وہ ایمان نہ لائے اور یہ اللہ تعالیٰ کو اپنی خبر میں جھوٹا قرار دینا ہے اور یہ کفر ہے''۔

والجواب عما تمسكو ابه من الآية ان اهل اللغة قالوا:اذا قيل:لااريد ظلمك فمعناه:

لااريد ان تظلم انت من غير تعيين الفاعل ،واذاقيل:لااريد ظلما لك .فمعناه: لااريد ان اظلمك،ونحن نقول: لايريد الله ان يظلم احدا .فهذا اللفظ وان احتمل المعنيين،فنحن نعين احدهما،وهو ان المراد :لااريد ان اظلمك .بما مر من الدلائل .فيكون معنى الآية :وما الله يريدان يظلم عبادهفيعذبهم بغير ذنب،اويزيد على قدر مايستحقون من العذاب.

(ترجمہ:)''انہوں نے جس آیت سے دلیل پکڑی اس کا جواب یہ ہے کہ اہل لغت نے کہا: جب کہا جائے :لااريدظلمك(میں نے تیرے ظلم کا ارادہ نہیں کیا) تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے میں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ پر ظلم کیا جائے ،فاعل کو متعین کیے بغیر اور جب کہا جائے :لااريدظلماًلك (میں نے تجھ پر ظلم کا ارادہ نہیں کیا) تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ: میں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ پر ظلم کروں اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ وہ کسی پر ظلم کرے یہ لفظ اگرچہ دو معانی کا احتمال رکھتا ہے لیکن ہم اسے ان میں سے ایک کیساتھ متعین کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ پر ظلم کروں، اس کے دلائل گزر چکے ہیں لہذا آیت کا معنی یہ ہوگا: اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں فرماتا کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے پھر انہیں عذاب دے بغیر گناہ کے یا قدر استحقاق سے زیادہ عذاب دے''۔

وعن المعقول ان ارادة السفه وما لايرضى به حكمة اذا تعلقت به حميدة،وهي تحقيق ما علم على ما علم ،والامر بما لايريدليتحقق به علمه،وهو واقع،فان ابراهيم عليه السلام امر بذبح الولد بدليل:"يابت افعل ما تؤمر "(الصافات:102)،وارادة الله تعالىٰ ان لايوجد ذبح ولده ،بل ذبح كبش ،على ان السفه عند الاشعرى ما نهى عنه،ولا نهى لاحد على الله تعالىٰ،فلا يتصور فى فعله السفه۔

(ترجمہ:)''اور عقلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ: سفاہت اور ایسے امر کا ارادہ کرنا جس سے وہ راضی نہیں ہے یہ بھی حکمت ہے جب اس کیساتھ کوئی ستائش متعلق ہوجائے یہ اس علم کو ثابت رکھنا ہے جس کو وہ جانتا ہے اور ایسی بات کا امر جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا اس لیے ہے تا کہ اس کا علم متحقق ہوجائے اور یہ بات واقع ہوچکی ہے کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

يابت افعل ماتؤمر (الصافات:102)

ترجمہ:''(حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا:) اے ابا جان! جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کیجیے!۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام کا بیٹا ذبح نہ ہو بلکہ مینڈھا ذبح ہو۔
امام اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سفاہت اس کام کے کرنے کو کہتے ہیں جس سے منع کیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی منع نہیں کرتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فعل میں سفاہت متصور نہیں ہو سکتی''۔

روی ان جماعة من القدرية دخلوا على ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ شاهرين سيوفهم، فقالوا: انت الذی يقول: ان الله تعالیٰ شاء الكفر من عباده، ثم يعاقبهم على ذلك؟ فقال رحمه الله تعالیٰ: اتحاربون بسيوفكم ان تناظرون بعقولكم؟ فقالوا: نناظر بعقولنا، وغمدوا سيوفهم، فقال: اخبرونی، هل علم الله فی الازل ما يوجد من هولاء ام لا؟ قالوا: نعم، قال: فاذا علم الله منهم الكفر، فهل شاء ان يحقق علمه كما علم ام شاء ان يصير علمه جهلاً، فعرفوا صحة كلامه وبطلان مذهبهم، فرجعوا عن ذلك وتابوا۔

(ترجمہ:) ''روایت کی گئی ہے کہ قدریہ کی ایک جماعت حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تلواریں نکالے ہوئے آئی اور کہا: آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کفر چاہا پھر وہ انہیں اس پر عذاب دے گا؟ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنی تلواروں سے جنگ کرو گے یا اپنی عقلوں سے مناظرہ کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم اپنی عقلوں سے مناظرہ کریں گے اور انہوں نے تلواریں میانوں کے اندر ڈال لیں۔ امام اعظم نے فرمایا: جو ان لوگوں میں پایا جاتا ہے (یعنی کفر) وہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا یا نہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں جان لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کفر جان لیا تھا تو کیا اس نے چاہا کہ جیسا اس نے جانا ایسے اپنے علم کو ثابت رکھے یا یہ چاہا کہ اپنے علم کو جہالت میں بدل دے۔ چنانچہ وہ آپ کے کلام کی صحت اور اپنے مذہب کے بطلان کو پہچان گئے اور انہوں نے اپنے مذہب سے رجوع کیا اور تائب ہو گئے''۔

فان قيل: لو كان الكفر مرادا لوجب الرضا به، والرضا بالكفر كفر، وايضاً لو كان الكفر مرادا لكان الكافر مطيعا بكفره، لان الطاعة تحصيل مراد المطاع۔ فالجواب عن الاولى: ان الرضا بالكفر من حيث هو قضاء الله طاعة، والرضا بالكفر من هذه الحيثية ليس بكفر۔ وعن الثانی: ان الطاعة موافقة الامر، والامر غير الاراة، فالطاعة تحصيل المامور به لا تحصيل المراد۔

(ترجمہ:) ''اگر کہا جائے کہ اگر کفر اللہ تعالیٰ کی مراد ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رضا ثابت ہوگی اور کفر پر

راضی ہونا بھی کفر ہے اور یہ بات بھی ہے کہ اگر کفر مراد ہو تو کافر اپنے کفر کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار ہوگا (نہ کہ نافرمان) کیونکہ مطاع (جس کی اطاعت کی جائے) کی مراد کا حاصل ہونا ہی اطاعت ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء ہے یہ طاعت ہے اور اس حیثیت سے کفر پر راضی ہونا کفر نہیں ہے۔ اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ طاعت امر کی موافقت کو کہتے ہیں اور امر ارادہ نہیں ہے لہذا اطاعت مامور بہ کے حاصل ہونے کا نام ہے نہ کہ مراد کے حاصل ہونے کا''۔

قیل فی بیان کیفیة وقوع الشر فی قضائه تعالیٰ ان الامور الممکنة فی الوجود.منها امور یجوز ان یتعری وجودها عن الشر اصلاً کالملائکة. ومنها امور لایمکن ان تکون فاضلة فضیلتها اللائقة بها الا وتکون بحیث یعرض منها شر عند ملاقاتها لما یخالفها.وذلك مثل النار.فانها لاتفضل فضیلتها ولاتکمل معاونتها فی تکمیل الوجود .الاان تکون تؤذی وتؤلم۔

(ترجمہ:)''اللہ تعالیٰ کی قضاء سے وقوعِ شر کی کیفیت کے بیان میں کہا گیا ہے کہ وہ امور جو وجود میں ممکن ہیں کئی طرح کے ہیں کچھ وہ ہیں جن کا وجود شر سے اصلاً خالی ہے جیسے فرشتے اور کچھ وہ امور ہیں کہ ممکن نہیں کہ وہ فاضل ہوں ان کے لائق فضیلت ہو مگر وہ اس حیثیت سے ہوں گے کہ ان کی ملاقات کے وقت شر پیش ہو وہ اس کی مخالفت نہ کریں یہ آگ کی مثل ہے کیونکہ ان کی فضیلت انہیں فاضل نہیں کرتی اور نہ ہی ان کی معاونت تکمیل وجود میں مکمل کرتی ہے ہاں وہ اذیت والم دینے والے ہوں گے''۔

والاشیاء باعتبار الشر وعدمه تنقسم :الی ما لاشر فیه.والی مایغلب الخیر فیه علی شره. وهما قد ذکرناهما .والیٰ ما یکون شرا علی الاطلاق.والی ما یکون الشر فیه غالباً. والی ما یتساوی فیه الخیر والشر۔

(ترجمہ:)''اشیاء شر اور عدم شر کے اعتبار سے ان امور کی طرف تقسیم ہوتی ہیں: (1): ایسے امور جن میں شر ہے ہی نہیں۔ (2): وہ امور جن میں شر پر خیر غالب ہو۔ ان دونوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ (3): وہ امور جو علی الاطلاق شر ہیں۔ (4): وہ امور جن میں شر غالب ہے۔ (5): وہ امور جن میں خیر وشر برابر ہے''۔

واذا كان الجود المحض الالهي مبدالفيضان الوجود الخيري الصواب. كان وجود القسم الاول واجبا فيضانه. مثل وجود جواهر العقلية. و كذا القسم الثاني يجب فيضانه. فان ترك الخير الكثير تحرزا من شر قليل شر كثير. وذلك مثل النار والاجسام الحيوانية. فانه لا يمكن ان تكون لها فضيلتها الا ان تكون بحيث يمكن ان تتادى احوالها في حركاتها وسكناتها الى اجتماعات ومصادمات مؤذية. وان تتادى احوالها واحوال الامور التي في العالم الى ان يقع لها خطاعقد ضار في المعاد او في الحق او فرط هيجان غالب عاجل من شهوة او غضب ضار في امر المعاد. وتكون القوى المذكورة لاتغني غناها. الا ان تكون بحيث لها عند التلاقي مثل هذه الاشياء. ويكون ذلك في اشخاص اقل من اشخاص السالمين واوقات اقل من اوقات السلامة. ولان هذا معلوم في العناية الاولى. فهو كالمقصود بالعرض. فالشر داخل في القدرة بالعرض. كانه مرضى به بالعرض۔

(ترجمہ:) ''جب وجود خیر وصواب کا مبتدأ محض جودِ الٰہی ہے تو قسم اوّل کے وجود کا فیضان واجب ہو گا جواہر عقلیہ کے وجود کی طرح اور اسی طرح قسم ثانی کے وجود کا فیضان بھی واجب ہو گا کیونکہ قلیل شر سے بچنے کیلئے کثیر خیر کو ترک کرنا بذاتِ خود کثیر شر ہے اور یہ آگ اور اجسامِ حیوانیہ کی مثل ہے' کیونکہ ممکن نہیں کہ انہیں فضیلت حاصل ہو مگر ان کی فضیلت اس حیثیت سے ہو کہ ممکن ہے کہ ان کی حرکات وسکنات کے احوال اجتماعات اور تکلیف دینے والے ٹکراؤ تک پہنچا دیں۔ اور ان کے احوال اور ان اُمور کے احوال جو جہان میں اس بات کی طرف پہنچا دیں جس سے خطاء واقع ہو جو معاد میں نقصان دِہ ہو' یا حق کے معاملے میں نقصان دِہ ہو یا ہیجان کی زندگی غالب وجلدی کرنے والی ہو جو ایسی شہوت یا غصے کی وجہ سے جو امر معاد میں نقصان دِہ ہو اور مذکورہ قوی اس سے نہیں بچا سکتے' ہاں ان اشیاء سے ملنے کے وقت بچا سکتے ہیں۔ اور یہ سلامت دینے والے اشخاص میں کم ترین اشخاص میں ہوتا ہے اور سلامتی کے اوقات میں سے کم ترین اوقات میں ہوتا ہے اور اس لیے کہ یہ پہلی عنایت میں معلوم ہے تو وہ عرض کی طرح مقصود ہے' لہٰذا شر عرض کے ساتھ قدرت میں داخل ہے گویا کہ عرض کے ساتھ اسے پسند کیا گیا ہے''۔

وفي الجملة الحاصل في المذهب ان كل حادث كان بارادة الله على اى وصف كان الا ان الطاعة بمشيئته وارادته وارضاه ومحبته وامره وقضائه وقدره. والمعصية بقضائه قدرته وارادته ومشيئته. وليس بامره ورضاه. ومحبته لان محبته ورضاه يرجعان الى كون الشئ

مستحسناً وذا یلیق بالطاعات دون المعاصی۔

(ترجمہ:)''ہمارے مذہب کا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر حادث جس بھی وصف پر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتا ہے مگر طاعت اس کی مشیت، ارادے، رضا، محبت، امر، اور اس کی قضاوقدر سے ہوتی ہے اور معصیت اس کی قضاء وقدر اور ارادے ومشیت سے ہوتی ہے لیکن اس کے امر، اس کی رضا مندی، اس کی محبت سے نہیں ہوتی کیونکہ اس کی محبت ورضا دونوں اس بات کی طرف لوٹتے ہیں کہ وہ چیز اچھی ہو اور یہ بات طاعات کے مناسب ہے معاصی کے نہیں''۔

وعند الاشعری المحبة والرضا بمعنی الارادہ فیعمان کل موجود کالارادة. واول قوله تعالیٰ:"ولا یرضی لعبادہ الکفر"(الزمر:7) بعبادہ المؤمنین بدلیل الاضافة الیه ۔والحق ما ذکرناہ۔

(ترجمہ:)''اور امام اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبت ورضا، ارادہ کے معنی میں ہیں لہذا یہ دونوں ہر موجود کے لیے عام ہوں گے ارادہ کی طرح اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کفر پر راضی نہیں ہوتا اس سے مراد اس کے مؤمن بندے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس نے عباد کی اضافت اپنی طرف کی ہے۔علامہ بابرتی فرماتے ہیں: حق وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کردیا ہے''۔

الاستواء علی العرش:

قال: (والثالث:نقر بان اللہ تعالیٰ علی العرش استویٰ ،من غیر ان تکون له حاجة واستقرار علیه ،وھو حافظ العرش وغیر العرش من غیر احتیاج ،فلو کان محتاجاً لما قدر علیٰ ایجاد العالم وتدبیرہ کالمخلوقین ،ولو کان محتاجاً الیٰ الجلوس والقرار فقبل خلق العرش این کان اللہ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا)۔

(ترجمہ:)''حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیسری بات: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا بغیر اس کے کہ اسے کوئی حاجت اور اس پر ٹھہرنا ہو اور وہ عرش اور غیر عرش کی حفاظت فرمانے والا ہے بغیر کسی محتاجی کے پس اگر وہ (اس عرش کا) محتاج ہوتا تو کائنات کے ایجاد اور اس کی تدبیر میں مخلوق کی طرح قادر نہ ہوتا اور اگر وہ عرش پر بیٹھنے اور قرار پکڑنے کا محتاج ہوتا تو عرش کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے بہت بلند وبالا ہے''۔

اقول:اعلم ان العالم -وھو ما سوی اللہ تعالیٰ- محدث ،لانه متغیر وکل متغیر حادث

وحینئذ یستحیل ان یکون الباری تعالیٰ وتقدس متمکنا فی مکان لان العراء عن المکان ثابت فی الازل، اذھو غیر المتمکن، وقد تبین ان ما سوی اللہ حادث، فلو تمکن بعد خلق المکان لتغیر عما کان علیہ، ولحدث فیہ مماسۃ والتغیر وقبول الحوادث من امارات الحدث، وھو علی القدیم محال، والیٰ ھذا اشار بقولہ: فقبل خلق العرش این کان اللہ؟

(ترجمہ:) ''علامہ بابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں جان لے کہ عالَم یعنی جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہے وہ حادث ہے کیونکہ یہ تغیر پذیر ہونے والا ہے اور ہر تغیر پذیر ہونے والی چیز حادث ہوتی ہے اور اس وقت محال ہے کہ اللہ باری تعالیٰ کسی مکان میں ٹھہرے کیونکہ اس کے لیے مکان سے خالی ہونا ازل میں ثابت ہے (کیونکہ جب مکان نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ تھا) کیونکہ وہ متمکن نہیں ہے۔ بلاشبہ اس سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ حادث ہے پھر اگر وہ مکان پیدا کرنے کے بعد اس میں تمکن اختیار کرے تو وہ جس حالت میں تھا اس سے تغیر آگیا اور یقیناً اس میں چھونا پیدا ہوگیا جبکہ تغیر اور حوادثات کو قبول کرنا حادث کی نشانیاں ہیں جو قدیم پر محال ہیں اسی بات کی طرف امام اعظم نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا: تو اللہ تعالیٰ عرش کی تخلیق سے پہلے کہاں تھا؟''

استواء علی العرش کے متعلق مشبہہ، مجسمہ اور کرامیہ کا مذہب:

وذھبت المشبھۃ والمجسمۃ والکرامیۃ الیٰ انہ تعالیٰ متمکن علی العرش، واحتجوا بقولہ تعالیٰ: الرحمن علی العرش استویٰ (طہ: 5) وبانہ موجود قائم بنفسہ والعالم موجود قائم بنفسہ ولن یعقل القائمان بانفسھما من غیر ان یکون احدھما فی جھۃ من صاحبہ۔

(ترجمہ:) ''مشبہہ، مجسمہ اور کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہے۔

پہلی دلیل: انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی: رحمن نے عرش پر استواء فرمایا۔

دوسری دلیل: ان کی ایک دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود قائم بنفسہ ہے اور عالَم بھی موجود قائم بنفسہ ہے اور ہرگز یہ تصور نہیں کیا جاسکتا ہے دو چیزیں جو اپنی ذات کیساتھ قائم ہوں لیکن ان میں سے ایک دوسرے کی جہت میں نہ ہو''۔

مشبہہ، مجسمہ اور کرامیہ کے مذہب کا رد:

والجواب ان الآیۃ من المتشابھات وما یکون کذلک لایصلح دلیلاً علیٰ امرٍ قطعی، والدلائل العقلیۃ تخالفہ. علیٰ ان مذھب السلف-الذین کان متجشمین بخرط القتاد وعرق

القربة فی اظہار ما ھو الحق فی امر الدین -فی المتشابہات :التصدیق وتفویض تاویلھا الی اللہ تعالیٰ، وما ذلک الا لتعذر ادراکھا ،واما علی مذھب الخلف فانہ لاتکون ثبتًا ایضاً .لان الآیة محتملة فان الاستواء جاء بمعنی التمام کمال قال تعالیٰ: ولما بلغ اشدہ واستویٰ (القصص: 14) والاستیلاء کقول الشاعر:

قداستوی بشر علی العراق   من غیر سیف ودم مھراق

والاستقرار کقولہ تعالیٰ:واستوت علی الجودی (ھود: 44) ومع الاحتمال لا یکون حجة لان تأویل کل مجتھد لکونہ ثابتا بالرای لایکون حجة علیٰ غیرہ .علیٰ ان الترجیح للاستیلاء لانہ تعالیٰ تمدح بہ ،والاستواء للمدح فیما بینھم یفھم منہ الاستیلاء ،و تخصیصہ باعتبار اعظم المخلوقات۔

(ترجمہ:)''پہلی دلیل کا رد: ان کی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت متشابہات کے قبیل سے ہے اور جو ایسے ہو وہ کسی امرِ قطعی پر دلیل کی صلاحیت نہیں رکھتا اور دلائل عقلیہ اس کے مخالف ہیں مزید براں سلف صالحین- جو امر دین کے بارے میں حق کے اظہار کے لیے بہت زیادہ مشقت وتکلیف اٹھاتے تھے- کا متشابہات کے بارے میں مذہب یہ ہے کہ ان کی تصدیق کرنا اور ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور اس کی تاویل کا ادراک متعذر رہے (اور خلف کا مذہب یہ ہے کہ ہم متشابہات کے وہ معانی مراد لیں گے جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں اور ان کے ظاہری معانی جو اعضاء و جوارح کے معانی ہیں وہ مراد نہیں ہیں) اور خلف کے مذہب پر بھی اس سے یہ مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں کئی احتمالات ہیں اس لیے کہ استواء تمام ومکمل کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا۔اور استواء، غلبہ کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

بغیر تلوار و بغیر خون بہائے بشر نے عراق پر غلبہ پایا۔

اور کبھی قرار پکڑنے کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :اور (حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی ۔ان احتمالات کے ہوتے ہوئے یہ آیت ایک معنی میں حجت نہیں ہوگی کیونکہ ہر مجتہد کی تاویل وہ اس کی رائے سے ثابت ہونے کی وجہ سے دوسرے پر حجت نہیں ہوگی اس کے علاوہ آیت میں غلبہ کے معنی کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیساتھ مدح بیان فرمائی جن امور کے مابین استواء مدح کے لیے آیا ہے اس سے غلبے کا مفہوم حاصل ہوتا ہے اور غلبے کو عرش کیساتھ خاص اس

اعتبار سے کیا گیا ہے کہ وہ تمام مخلوقات سے بڑا ہے‘‘۔

دوسری دلیل کا رد:

وقولهم: القائمان بالذات يكون كل واحد منهما بجهة من صاحبه لا محالة ۔ قلنا: مطلقًا ام بشرط تناهيهما؛ الاول ممنوع والثاني مسلم، لكن التناهي على الباري محال۔

(ترجمہ:) ’’ان کا یہ کہنا کہ دو بالذات قائم چیزوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جہت میں ہوں تو ہم کہتے ہیں: یہ بات مطلقاً ہے (کہ جہاں بھی دو بالذات قائم چیزیں پائی جائیں گی وہ ایک دوسرے کی جہت میں ہوں گی) یا ان دونوں کے متناہی ہونے کی شرط کیساتھ؟ (یعنی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے) پہلی صورت تو ممنوع ہے (کیونکہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا) اور دوسری صورت قابل تسلیم ہے لیکن تناہی باری تعالیٰ پر محال ہے‘‘۔

وكلام الامام رحمه الله يشير الى مذهب السلف فانه قال: (نقر بأن الله استوى على العرش من غير ان يكون له حاجة واستقر عليه) اى: من غير ان استقر عليه فانه اقر بالمحتمل وصدقه واعتقد حقيته فيما هو عند الله تعالىٰ، وانكر المحتمل المخالف للدليل العقلي، ونفى في ضمن ذلك الاحتياج عن البارى تعالىٰ، لان الاحتياج يستلزم الاستكمال وهو على الله محال۔

(ترجمہ:) ’’حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مذہب سلف کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا بغیر اس کے کہ اسے کوئی حاجت اور اس پر ٹھہرنا ہو یعنی اس نے عرش پر قرار نہیں پکڑا کیونکہ آپ نے اس بات کا اقرار کیا جس کا کلام احتمال رکھتا ہے، اس کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو اس کی حقیقت ہے اس کا اعتقاد رکھا اور دلیل عقلی کے مخالف محتمل کا انکار کیا اور اسی کے ضمن میں باری تعالیٰ سے محتاج ہونے کی نفی بھی کر دی کیونکہ محتاج ہونا استکمال (طلب کمال) کو مستلزم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے‘‘۔

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق:

قال: الرابع: نقر بأن القرآن كلام الله غير مخلوق ووحيه وتنزيله، لا هو ولا غيره، بل هو صفته على التحقيق، مكتوب في المصاحف، مقروء بالالسنة، محفوظ في الصدور، غير حال فيها، والحبر والكاغذ والكتابة كلها مخلوقة لانها افعال العباد، وكلام الله سبحانه وتعالىٰ غير مخلوق،

لان الكتابة والحروف والكلمات والآيات دلالة القرآن لحاجة العباد اليها ،وكلام الله تعالىٰ قائم بذاته، ومعناه مفهوم بهذه الاشياء ،فمن قال بان كلام الله تعالىٰ مخلوق فهو كافر بالله العظيم، والله تعالىٰ معبود لا يزال عما كان وكلامه مقروء ومكتوب ومحفوظ من غير مزايلة عنه۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: چوتھی بات: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق اس کی وحی اور اس کا نازل کردہ ہے نہ وہ (خود) ہے نہ اس کا غیر ہے بلکہ تحقیق طور پر اس کی صفت ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے، زبانوں پر پڑھا جاتا ہے، سینوں میں محفوظ ہے اس میں حلول کیے بغیر۔ سیاہی، کاغذ اور کتابت ساری کی ساری مخلوق ہیں کیونکہ یہ بندوں کے افعال ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے کیونکہ کتابت، حروف، کلمات اور آیات قرآن پر دلالت کرنے والی ہیں کیونکہ بندوں کو ان کی ضرورت ہے اور کلام اللہ تعالیٰ اس کی ذات کیساتھ قائم ہے اور اس کا معنی ان اشیاء سے سمجھا جاتا ہے پس جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے وہ اللہ العظیم سے کفر کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے جیسا تھا معبود ہے اور اس کا کلام جو پڑھا جاتا ہے، لکھا جاتا ہے اور محفوظ کیا جاتا ہے وہ اس سے زائل ہونے والا نہیں ہے''۔

اقول: اجماع الانبياء صلوات الله تعالىٰ عليهم وسلامه وتوافقهم تواتر علىٰ ان الله تعالىٰ متكلم بكلام ازلي واحد، وثبوت نبوتهم غير متوقف على كلامه تعالىٰ ،لان الانبياء عليهم السلام اذا ادعوا النبوة واظهروا المعجزة علىٰ وفق دعواهم يعلم صدقهم من غير ان يتوقف صدقهم علىٰ كلامه تعالىٰ ،فيجب الاقرار بكلامه تعالىٰ۔

(ترجمہ:)''علامہ اکمل الدین البابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کا اجماع واتفاق بالتواتر اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کلام ازلی کیساتھ متکلم ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی نبوت کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے کلام پر موقوف نہیں ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نے جب دعویٰ نبوت کیا اور اپنے دعوی کے مطابق معجزہ ظاہر کیا ان کا سچا ہو معلوم ہو گیا بغیر اس کے کہ ان کا صدق کلامِ باری تعالیٰ پر موقوف ہو لہذا کلامِ باری تعالیٰ کا اقرار ضروری ہے''۔

واتفق المسلمون علىٰ اطلاق لفظ المتكلم علىٰ الله، واختلفوا في معناه: فعندنا كلامه تعالىٰ صفة قائمة بذاته غير مخلوقة ليست من جنس الحروف والاصوات، غير متجز، مناف

للسکوت والخرس، مکتوب فی المصاحف، مقروء بالالسن، محفوظ فی الصدور، غیر حال فیھا لاھو ولا غیرہ، کسائر صفاتہ المقدسۃ عن شائبۃ الحدوث والحلول والتغیر، وھو بہ آمر ناہ مخبر ولیس ببدع حیث المرجع واحد، وھو الاخبار اذ الامر عبارۃ عن تعریف انہ لو فعلہ استحق المدح ولو ترکہ استحق الذم، والنھی بالعکس وقد جاز فی الشاھد کمن اصطلح مع غلمانہ انہ اذا قال: زید کان امراً بالصوم لبشر بالنھار، وامراً بالفطر فی اللیل، وھیاً عن الخروج، واخباراً بدخول الامیر البلد، واستخباراً من مبارك عن اولادہ، ثم قال: زید فھم منہ ھذہ الاشیاء کلھا، فکان امراً ونھیاً وخبراً واستخباراً بلا استحالۃ، فکذا فی الغائب۔

(ترجمہ:)''اللہ تعالیٰ پر لفظِ متکلم کے اطلاق پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اس کے معنی میں اختلاف ہے: ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی صفت ہے جو اس کی ذات کیساتھ قائم ہے مخلوق نہیں ہے، حروف اور آوازوں کی جنس سے نہیں ہے، متجزی نہیں ہے، سکوت اور گونگے پن کے منافی ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے، زبانوں پر پڑھا جاتا ہے، سینوں میں محفوظ ہے ان میں حلول کیے بغیر، نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات جیسے اس کی تمام صفات ہیں کہ حدوث، حلول اور تغیر کے اختلاط سے پاک ہیں اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ اسی کیساتھ حکم دینے والا، منع کرنے والا، خبر دینے والا ہے اور وہ الگ الگ نہیں ہیں کیونکہ ان کا مرجع ایک ہے اور وہ خبر دینا ہے کیونکہ امر اس تعریف سے عبارت ہے کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو مدح کا مستحق ہے اگر ترک کیا تو مستحق مذمت ہے اور نہی اس کا عکس ہے اور ظاہر میں بھی جائز ہے جیسے کسی نے اپنے بچوں کیساتھ یہ اصطلاح بنائی کہ جب وہ زید کہے گا تو وہ کسی آدمی کو دن میں روزہ رکھنے کا حکم دینے والا، رات میں افطار کرنے کا حکم دینے والا، نکلنے سے منع کرنے والا، امیر کے شہر میں داخل ہونے کی خبر دینے والا اور اپنی اولاد سے برکت کی خبر طلب کرنے والا ہوگا پھر اس نے کہا: زید، تو اس ایک لفظ سے یہ تمام چیزیں سمجھی گئی تو وہ بغیر کسی استحالہ کے امر، نہی، خبر اور استخبار ہو گیا اور ایسے ہی غائب میں''۔

والحبر والکاغذ والعبارات مخلوقۃ لانھا افعال العباد، وسیاتی کونھا مخلوقۃ للہ تعالیٰ، وسمیت العبارات کلام اللہ تعالیٰ لانھا دلالۃ علیٰ کلام اللہ لحاجۃ العباد الیھا، فان معناہ انما یفھم بھا، فان عبر عنہ بالعربیۃ فھو قرآن لانہ علمہ بالغلبۃ، وان عبر عنہ بالعبریۃ فھو توراۃ، وان عبر عن السوریۃ فھو انجیل، واختلاف العبارات لا یستلزم اختلاف الکلام، کما ان اللہ یسمی بعبارات مختلفۃ مع ان ذاتہ واحدۃ۔

(ترجمہ:)''سیاہی ،کاغذ اور عبارات مخلوق ہیں کیونکہ یہ بندوں کے افعال ہیں اورعنقریب یہ بات آئے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور عبارات کو اللہ تعالیٰ کے کلام کا نام دیا گیا ہے کیونکہ عبارات اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرتی ہیں اس لیے کہ بندوں کو عبارات کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا معنی انہی سے سمجھا جاتا ہے پھر اگر اسکی تعبیر عربی میں کی گئی تو وہ قرآن ہے کیونکہ غلبے کی وجہ سے یہ اس کا نام ہے اور اگر عبرانی میں اس کی تعبیر کی گئی تو وہ تورات ہے اور اگر سریانی زبان میں اسے تعبیر کیا گیا تو وہ انجیل ہے اور عبارات کا اختلاف کلام کے اختلاف کو مستلزم نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہونے کے باوجود مختلف عبارات میں اس کا نام لیا جاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کلام کے متعلق معتزلہ کا عقیدہ:

وقالت المعتزلة: كلام الله تعالىٰ مخلوق غير قائم بذاته ،وقبل خلقه ما كان متكلما ،وانما صار متكلماً باحداث الحروف فى اللوح المحفوظ لقوله تعالىٰ :انا جعلناه قرءانا عربيا (الزخرف:3) والجعل والتخليق واحد ،ولان الكلام فى الشاهد من جنس الحروف والاصوات فى الغائب كذلك ،ويستحيل قيام الصوت والحرف بالقديم ۔

(ترجمہ:)''معتزلہ نے کہا:اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے جو اس کی ذات کیساتھ قائم نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق سے پہلے متکلم نہیں تھا اور وہ حروف کو لوح محفوظ میں پیدا کرنے کیساتھ متکلم ہوا۔

معتزلہ کی پہلی دلیل: کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :ہم نے اسے عربی قرآن بنایا۔جعل اور تخلیق کا ایک ہی معنی ہے۔

دوسری دلیل: مشاہدہ میں کلام حروف واصوات (آوازیں) کی جنس سے ہوتا ہے تو غائب میں بھی ایسے ہی ہوگا۔

تیسری دلیل: آواز اور حرف کا قدیم کیساتھ قائم ہونا محال ہے''۔

معتزلہ کے دلائل کا جواب:

والجواب :ان الآية محمولة على العبارات المحدثة ،ولاننازعهم فى ذلك ،ويويد هذا قوله ﷺ: القرآن كلام الله غير مخلوق۔ وقولهم: الكلام فى الشاهد من جنس الحروف والاصوات ،ممنوع بل الكلام فى الشاهد هو المعنى القائم بالذات بدليل قول الاخطل:

ان الكلام لفى الفؤاد وانما　　　جعل اللسان على الفؤاد دليلا

وكذا اخبر الله عن اليهود بقوله: ويقولون فی انفسهم لولا يعذبنا الله بما نقول (المجادلة: 8) ای: يقولون فی قلوبهم: لولا يعذبنا الله بما نقول لمحمد فی خبثنا اياه. ويقول الرجل لغيره: لی معك كلام اريد ان اخبرك به. ولان التعری عن الكلام لو ثبت فی الازل ثم اتصف به لتغير به عما كان عليه، وهو من امارات الحدث.

(ترجمہ:) ''پہلی دلیل کا جواب: یہ آیت پیدا کی جانے والی عبارات پر محمول ہے اور اس بارے میں ہمارا ان سے جھگڑا نہیں ہے اور اس کی تائید نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان کرتا ہے: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے۔

دوسری دلیل کا جواب: ان کا یہ کہنا کہ مشاہدے میں کلام حروف واصوات کی جنس سے ہوتا ہے یہ ممنوع ہے بلکہ کلام مشاہدے میں بھی ایسا معنی ہے جو ذات کیساتھ قائم ہے اس کی دلیل اخطل شاعر کا یہ قول ہے:

کلام تو دل میں ہوتا ہے اور زبان کو دل پر دلالت کرنے والی بنایا گیا۔

اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے یہود کے متعلق اپنے اس فرمان میں خبر دی: وہ اپنے نفسوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔ یعنی اپنی دلوں میں کہتے ہیں اللہ ہمیں کیونکر عذاب نہیں دیتا جو ہم (حضرت) محمد (ﷺ) کے بارے میں اپنے خبث کا اظہار کرتے ہیں۔ اور عرب کا مقولہ ہے کہ آدمی دوسرے کو کہتا ہے: میرا تجھ سے کلام (بات) ہے میں چاہتا ہوں کہ تجھے اس کی خبر دوں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل میں کلام سے خالی تھا پھر اس سے متصف ہوا تو اس وجہ سے اس میں تغیر آ گیا جس پر وہ تھا اور یہ حدث کی نشانیاں ہیں''۔

کلام باری تعالیٰ کے بارے میں حنابلہ اور کرامیہ کا مذہب:

وقالت الحنابلة والكرامية: كلام الله تعالیٰ ليس غير الحروف المؤلفة والاصوات المقطعة وانه حال فی المصاحف والالسنة، ومع ذلك هی قديمة لان كلام الله مسموع، لقوله تعالیٰ: فاجره حتی يسمع كلام الله (التوبة: 6).

(ترجمہ:) ''حنابلہ اور کرامیہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کا کلام تالیف کیے گئے حروف اور ٹوٹی ہوئی اصوات کا غیر نہیں ہے اور وہ مصاحف اور زبانوں میں حلول کیے ہوئے ہے اس کے باوجود وہ قدیم بھی ہے۔

حنابلہ اور کرامیہ کی دلیل: کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: تو

اسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سنے}}۔

حنابلہ اور کرامیہ کی دلیل کا رد:

وقد دل الدليل علىٰ ان كلامه قديم فوجب ان تكون الحروف المسموعة قديمة ,وهو باطل لانها تتوالى ويقع بعضها مسبوقاً ببعض, وكل مسبوق حادث ,والآية محمولة علىٰ العبارات المحدثة كما تقدم۔

(ترجمہ:) ''اور دلیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا کلام قدیم ہے لہذا لازم ٹھہرا کہ سنے جانے والے حروف بھی قدیم ہوں اور یہ باطل ہے کیونکہ حروف پے در پے ہوتے ہیں اور بعض بعض سے مسبوق (سبقت لے جانے والے) ہیں اور ہر مسبوق حادث ہے اور یہ آیت پیدا کی جانے والی عبارات پر محمول ہے جیسا کہ گزرا''۔

فان قيل: اخبر الله عن امور ماضية كقوله تعالىٰ: انا ارسلنا نوحاً (نوح: 1) وقال تعالىٰ: انا انزلناه, وهو انما يصح اذا سبق المخبر عنه على الخبر والا يلزم الكذب, وان سبق يكون الازلي مسبوقاً بغيره وهو محال:

(ترجمہ:) ''اعتراض: اللہ تعالیٰ نے گذشتہ امور کی خبر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ اور فرمایا: ہم نے اسے نازل کیا۔ یہ اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب مخبر عنہ (جس کی خبر دی جا رہی ہے) خبر سے سابق (پہلے) ہو ورنہ کذب لازم آئے گا اور اگر وہ سابق ہو تو ازلی اپنے غیر کیساتھ مسبوق ہوگا اور یہ محال ہے''۔

والجواب: ان اخبار الله تعالىٰ لايتعلق بزمان لانه ازلي, والمخبر عنه متعلق بزمان, والتغير على المخبر عنه لا على الاخبار الازلي, كما ان الله تعالىٰ كان عالما في الازل بانه سيخلق العالم, ثم لما خلقه فيما يزال كان عالماً به بانه قد خلقه ,والتغير على المعلوم لا على العلم عندنا ولا على الذات عندهم۔

(ترجمہ:) ''جواب: اللہ تعالیٰ کا خبر دینا کسی زمانے سے متعلق نہیں ہے کیونکہ وہ ازلی ہے اور جس کے متعلق خبر دی گئی وہ زمانے سے متعلق ہے اور تغیر مخبر عنہ پر ہے نہ اخبارِ ازلی پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ ازل میں جانتا تھا کہ عنقریب وہ عالَم پیدا کرے گا پھر جب اس نے اسے پیدا کر دیا تو وہ ہمیشہ جانتا ہے کہ اس نے اسے پیدا کیا ہے تغیر و تبدیلی معلوم پر ہے نہ کہ علم پر ہمارے نزدیک اور ان کے نزدیک نہ کہ ذات پر''۔

امام ابومنصور الماتریدی علیہ الرحمہ کا کلام باری تعالیٰ کے متعلق نظریہ:

ثم عند الشیخ ابی منصور الماتریدی : کلامه غیر مسموع لاستحالة سماع ما لیس بصوت، اذالسماع فی الشاھد یتعلق بالصوت ویدور معه وجوداً وعدماً، وذکر فی التاویلات ان موسیٰ علیه السلام سمع صوتاً یدل علیٰ کلام اللہ تعالیٰ، وخص بکونه کلیم اللہ لانه سمع من غیر واسطة الکتاب والملك، لا انه لیس فیه واسطة الصوت والحرف۔

(ترجمہ:)''پھر امام شیخ ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیک کلام باری تعالیٰ نہیں سنا جاسکتا کیونکہ اس کو سننا محال ہے جو آواز نہیں رکھتا کیونکہ مشاہدہ میں سننا آواز کیساتھ متعلق ہوتا ہے اور وجود وعدم میں اسی کیساتھ گھومتا ہے اور تاویلات میں ذکر کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسی آواز سنی جو اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرتی ہے اور آپ علیہ السلام کلیم اللہ ہونے کیساتھ خاص کیے گئے کیونکہ آپ نے کلام باری بغیر کتاب اور فرشتے کے واسطے کے سنا نہ یہ کہ اس میں آواز اور حرف کا واسطہ نہیں تھا''۔

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام باری تعالیٰ کے متعلق نظریہ:

وعند الشیخ ابی الحسن الاشعری کلامه مسموع لما ان کل موجود کما یجوز ان یری یجوز ان یسمع۔ وعند فورك: عند قراءة القاری شیئان: صوت القاری و کلام اللہ تعالیٰ۔

(ترجمہ:)''امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جاتا ہے کیونکہ ہر موجود کا جس طرح دیکھا جانا ممکن ہے اس کا سنا جانا بھی ممکن ہے۔

اور امام ابن فورک کے نزدیک قاری کی قراءت کے وقت دو چیزیں ہوتی ہیں ایک قاری کی آواز اور دوسری اللہ تعالیٰ کا کلام''۔

وقول الامام رحمه اللہ تعالیٰ: غیر حال فیھا ای: فی المصاحف والالسن والصدور۔

والحبر والکاغذ والکتابة مخلوقة: اشارة الیٰ نفی مذھب الحنابلة۔

فمن قال بان کلام اللہ تعالیٰ مخلوق فھو کافر: اشارة الیٰ رد مذھب المعتزلة۔

وقوله: باللہ العظیم متعلق بکافر، ویمکن ان یکون قسماً۔

(ترجمہ:)''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول: وہ ان میں حلول نہیں کرتا یعنی مصاحف، زبانوں اور سینوں میں حلول نہیں کرتا۔

آپ کا فرمان: سیاہی، کاغذ اور کتابت مخلوق ہیں۔ یہ حنابلہ کے مذہب کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔

آپ کا فرمان: جس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے تو وہ کافر ہے۔ یہ مذہبِ معتزلہ کے رد کی طرف اشارہ ہے۔

آپ کا فرمان: باللہ العظیم یہ کافر کے متعلق ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قسم ہو (یعنی اللہ العظیم کی قسم وہ کافر ہے)''۔

خلقِ قرآن کے مسئلہ پر امام اعظم اور امام ابو یوسف کے مابین مناظرہ:

قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ: ناظرت اباحنیفۃ فی خلق القرآن ستۃ اشھر فاتفق رابی ورایہ ان من قال بخلق القرآن فھو کافر ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ترجمہ:) ''امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلقِ قرآن کے مسئلہ پر چھ مہینے تک مناظرہ کیا تو میری اور آپ کی رائے اس بات پر متفق ہوگئی کہ جس نے کہا قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!''

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

افضل الامۃ بعد النبی ﷺ:

نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں افضل کون؟

قال: والخامس: نقر بأن افضل ھذہ الامۃ بعد نبینا محمد ﷺ: ابوبکر الصدیق، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علی رضوان اللہ علیھم اجمعین، لقولہ تعالیٰ: والسابقون السابقون، اولئک المقربون، فی جنت النعیم (الواقعۃ: 10-12) وکل من کان اسبق فھو افضل، ویحبھم کل مؤمن تقی وبغضھم کل منافق شقی۔

(ترجمہ:) ''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: پانچویں بات: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو سبقت لے گئے وہ سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں۔ اور ہر وہ جو قرب میں زیادہ سبقت لے جانے والا ہے وہ افضل ہے اور ان سے ہر مؤمن متقی محبت رکھتا ہے اور ہر منافق بدبخت بغض رکھتا ہے''۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اہل سنت کا اجماع:

اقول: اجمع اھل السنۃ والجماعۃ علیٰ ان افضل ھذہ الامۃ بعد النبی ﷺ ابوبکر رضی

الله تعالیٰ عنه واکثر المعتزلة وجمیع الروافض یزعمون ان افضل الامة علی کرم الله وجهه والامامية يزعمون ان من سوى علی وابنيه وفاطمة ونفر يسير من الصحابة ارتدوا بعد وفاة النبی صلی الله علیه واله وسلم۔

(ترجمہ:)''علامہ بابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اکثر معتزلہ اور تمام روافض یہ گمان کرتے ہیں کہ تمام امت سے افضل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔اور امامیہ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی، آپ کے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے (معاذ اللہ تعالیٰ)''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضلیت کا بیان:

پہلی حدیث:

لنا ان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: کنا فی زمن النبی صلی الله علیه واله وسلم لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبی صلی الله علیه واله وسلم لانفاضل بينهم۔ اورده البخاری فی الصحیح۔ (صحیح بخاری رقم:3655، 3697، ابوداؤد رقم:4627، 4528)

(ترجمہ:)''ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کسی ایک کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں قرار دیتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر پھر ہم نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے ان کے مابین کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔اس کو امام بخاری نے صحیح میں روایت کیا''۔

دوسری حدیث:

وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم: ادعی لی ابا بکر واخاك حتى اكتب كتاباً فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل: انا. ویابی الله والمؤمنون الا ابابکر۔ (مسلم رقم:2387، بخاری رقم:5666)

(ترجمہ:)''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں انہیں کچھ لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے

عنہ کے صدیق ہونے کا تواتر آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے (ثبوت کے) قائم مقام ہے"۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان:

ثم بعده عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

(ترجمہ:) "پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں"۔

پہلی حدیث:

فانه قال صلی الله علیه واله وسلم: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

(ترمذی رقم:3686)

(ترجمہ:) "کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب ہوتے"۔

دوسری حدیث:

وقال علیه السلام: ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین۔ (ترمذی رقم:3665)

(ترجمہ:) "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے علاوہ تمام اولین وآخرین جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں"۔

تیسری حدیث:

وقال علیه السلام: ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر۔

(ترجمہ:) "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہیں بہر حال میرے آسمانی وزیر حضرت جبرئیل وحضرت میکائیل ہیں اور میرے زمینی وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں"۔

چوتھی حدیث:

وقال: انی لانظر الی شیاطین الانس والجن قد فروا من عمر۔

(ترجمہ:) "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر سے بھاگتے ہیں"۔

پانچویں حدیث:

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما :انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول: یرحمك اللہ ان کنت لارجوا ان یجعلك اللہ مع صاحبیك، لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول: کنت وابوبکر وعمر، وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابو بکر وعمر، ودخلت وابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر، فالتفت فاذا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ۔

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا: میں لوگوں میں کھڑا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چار پائی پر رکھا گیا تھا اچانک میرے پیچھے ایک آدمی آیا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی تھی وہ کہہ رہے تھے: اللہ آپ پر رحم کرے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کیساتھ ملائے گا کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا: میں، ابوبکر اور عمر تھے، میں، ابوبکر اور عمر نے کیا، میں، ابوبکر اور عمر چلے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں) میں نے توجہ کی تو وہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تھے''۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان:

ثم بعدہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھو الظاھر من مذھب اصحابنا ،بخلاف ما روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ کان یفضل علیا علی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(ترجمہ:) ''پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔یہی ہمارے اصحاب کے مذہب کا ظاہر ہے ہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے خلاف ایک روایت مروی ہے کہ آپ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے تھے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہما''۔

پہلی حدیث:

وجہ الظاھر قولہ علیہ السلام: الا استحیی من رجل تستحی من الملائکۃ حین سالتہ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن تسویۃ ثیابہ وجلوسہ بدخول عثمان رضی اللہ عنہ، ولم یفعل ذلك بدخول ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(ترجمہ:) ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ہے: کیا میں اس

آدمی سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں ۔یہ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا جب آپ ﷺ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داخل ہونے کی وجہ سے آپ نے اپنے کپڑے درست کیے اور سیدھے بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی داخل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا''۔

دوسری حدیث:

وقوله عليه السلام: لكل نبي رفيق ورفيقي. يعني في الجنة. عثمان.

(ترمذی رقم:3698،ابن ماجہ رقم:1099)

(ترجمہ:)''نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرا رفیق یعنی جنت میں عثمان ہے''۔

تیسری حدیث:

وروى ابوداؤد عن محمد بن الحنفية انه قال: قلت لابي: اى الناس خير بعد رسول الله صلى الله عليه واله وسلم؟ قال: ابوبكر. قلت ثم من؟ قال: عمر. ثم خشيت ان اقول: ثم من؟ فيقول عثمان: ثم انت ياابت؟ فقال: ما انا الا رجل من المسلمين فخشية محمد بن الحنفية عن قول علي: ثم عثمان، دليل على انه عرف راء ربه انه كان يفضل عثمان على نفسه۔

(ابوداؤد رقم:4629، بخاری رقم:3671)

(ترجمہ:)''امام ابوداؤد نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا: میں نے اپنے باپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر۔میں نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: عمر۔پھر مجھے خوف ہوا کہ میں کہوں پھر کون تو آپ فرمائیں عثمان تو میں نے کہا: اے ابا جان! پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

پس حضرت محمد بن حنیفہ کا حضرت علی کے فرمان ثم عثمان سے خوف کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکریم کی رائے جان لی تھی کہ آپ اپنے اوپر حضرت عثمان کو فضیلت دیتے تھے''۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دیگر فضائل:

وفضائله من بين الصحابة كتجهيز جيش العسرة ،واقامة النبي صلى الله عليه واله وسلم يده مقام يده في بيعة الرضوان، وتزويج النبي عليه السلام ببنتيه رقية وام كلثوم منه وجمعه القرآن مشهورة۔

(ترجمہ:) ''اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل صحابہ کرام علیہم الرضوان جیسے جیش عسرہ کی تیاری، بیعت رضوان کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا اپنا ہاتھ آپ کی جگہ رکھنا، نبی کریم علیہ السلام کا اپنی دو بیٹوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کی شادی آپ سے کرنا اور آپ کا قرآن جمع کرنا مشہور ہے''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کا بیان:

ثم بعده علی کرم الله وجهه۔

(ترجمہ:) ''پھر ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل ہیں''۔

پہلی حدیث:

لقوله صلى الله عليه واله وسلم :لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق شقي۔

(مسلم رقم:78، ترمذی رقم:3736، ابن ماجہ رقم:114)

(ترجمہ:) ''نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ: تجھ سے محبت صرف مومن رکھتا ہے اور تجھ سے بغض صرف منافق بدبخت رکھتا ہے''۔

دوسری حدیث:

وقوله عليه السلام :ان عليا مني وانا منه وهو ولي كل مومن۔ (ترمذی رقم:3712)

(ترجمہ:) ''نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: حضرت علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں''۔

تیسری حدیث:

وقوله عليه السلام :انت اخي في الدنيا والآخرة۔ (ترمذی رقم:3720)

(ترجمہ:) ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اے علی!) دنیا اور آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔

چوتھی حدیث:

وكان عند النبي ﷺ طير مشوي فقال :اللهم ائتني باحب خلقك اليك ياكل معي هذا

الطير.فجاء على رضي الله عنه فاكل معه۔ (ترمذی رقم:3721، سنن الکبری للنسائی رقم:8341)

(ترجمہ:)''نبی پاک ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! اپنی مخلوق میں تجھے جو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے میرے پاس لے آوہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے حضور ﷺ کیساتھ کھایا''۔

پانچویں حدیث:

وقال ﷺ يوم خيبر:لاعطين هذه الراية غدا رجلاً يفتح على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ثم اعطى الراية عليا رضي الله تعالىٰ عنه۔

(ترجمہ:)''خیبر کے دن حضور ﷺ نے فرمایا: کل میں یہ جھنڈا اس آدمی کے ہاتھ دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا''۔

وقد استدل الامام على افضليتهم بقوله تعالىٰ:والسابقون السابقون اولئك المقربون (الواقعة:11-10) ولا شك ان من كان اسبق كان افضل۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ نے ان کی افضلیت کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا: اور جو سبقت لے گئے وہ سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ جو قرب میں زیادہ سبقت لے جانے والا ہو وہ افضل ہے''۔

وقوله:(ويحبهم كل مؤمن تقي) اشارة الى قوله ﷺ: من احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم، ولا شك انه لايحبهم بحبه عليه السلام الا مؤمن تقي ولا يبغضهم الامنافق شقي۔ (ترمذی رقم:3862)

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہ فرمان کہ ہر مومن متقی ان سے محبت رکھتا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے ان سے صرف مومن متقی محبت رکھتا ہے اور ان سے بغض صرف بد بخت منافق ہی رکھتا ہے''۔

ثم قيل:لايفضل احد بعد الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم الا بالعلم والتقوى۔

(ترجمہ:)''پھر کہا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد کسی کو فضیلت نہیں مگر علم اور تقویٰ کی وجہ سے''۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد کی فضیلت کا بیان:

وقیل:فضل اولادھم علی ترتیب فضل آبائھم الا اولاد فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فانھم یفضلون علی اولادھم لقربھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولانھم العترۃ الطاھرۃ والذریۃ الطیبۃ الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرًا۔

(ترجمہ:)''اور کہا گیا ہے :اولاد کی فضیلت ان کی آباء کی فضیلت کی ترتیب کی وجہ سے سوائے اولادِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کیونکہ انہیں باقی لوگوں کی اولاد پر فضیلت دی جائے گی رسول اللہ ﷺ کے قرب کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ وہ عترتِ طاہرہ اور اولادِ طیبہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ناپاکی دور کردی اور انہیں اس طرح پاک کردیا جس طرح پاک کرنے کا حق ہے''۔

وانما تصدی الامام لبیان افضلیتھم ولم یذکر ترتیب خلافتھم لان ثبوت الافضلیۃ لواحد منھم مستلزم لتعینہ للامامۃ ,لان امامۃ المفضول مع وجود الفاضل لا یجوز عندھم۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ خلفاء اربعہ کی افضلیت بیان کرنے کے درپے ہوے اوران کی ترتیب خلافت کا تذکرہ نہیں کیا اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک کی افضلیت کا ثبوت ان کی امامت کے تعین کو مستلزم ہے کیونکہ ان کے نزدیک فاضل کی موجودگی میں مفضول کی امامت جائز نہیں''۔

خلق افعال العباد:

بندوں کے افعال کی تخلیق کا بیان:

قال:(والسادس:نقر بأن العبد مع اعمالہ واقرارہ ومعرفتہ مخلوق, فلما کان الفاعل مخلوقا فافعالہ اولی ان تکون مخلوقۃ)۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: چھٹی خصلت :ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال،اقرار اور معرفت کیساتھ مخلوق ہے۔جب فاعل مخلوق ہے تو اس کے افعال بدرجہ اَولی مخلوق ہوں گے''۔

بندوں کے افعال کے متعلق صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب:

اقول: قال اهل السنة: افعال العباد وجميع الحيوانات مخلوقة لله تعالى لا خالق لها غيره وهو مذهب الصحابة والتابعين رضوان الله عليهم اجمعين.

(ترجمہ:) "علامہ اکمل الدین البابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: بندوں اور تمام حیوانات کے افعال اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی خالق نہیں یہی صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب ہے"۔

معتزلہ کا مذہب:

وقالت المعتزلة: هم موجدون لافعالهم الاختيارية وكانوا لا يتجاسرون على تسمية العبد خالقا الى ان نشاء الجبائى فراى ان لا فرق بين الايجاد والخلق، فسمى العباد خالقين لافعالهم، ولم يبال بخرق الاجماع.

(ترجمہ:) "معتزلہ نے کہا: وہ خود اپنے افعالِ اختیاریہ کے موجد ہیں۔ معتزلہ یہ جسارت نہیں کرتے تھے کہ بندے کو خالق کا نام دیں یہاں تک کہ جبائی پیدا ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایجاد اور خلق کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے تو اس نے بندوں کو اپنے افعال کا خالق ہونے کا نام دیا اور اجماع توڑنے کی کچھ پرواہ نہ کی"۔

جبریہ کا مذہب:

وقال الجبرية ورئيسهم جهم بن صفوان الترمذى وهو مذهب ابى الحسن الاشعرى: لا فعل للعبد اصلاً ولا اختيار ولا قدرة لهم على افعالهم، وهى كلها اضطرارية كحركات المرتعش وحركات العروق النابضة، واضافتها الى الخلق مجاز، وهى على حسب مايضاف الى محله لا الى محصله، فعندهم: جاء زيد وذهب عمرو، كقولك: طال الغلام وابيض الشعر.

(ترجمہ:) "جبریہ نے کہا ان کا رئیس جہم بن صفوان ترمذی ہے اور یہی مذہب امام ابو الحسن الاشعری کا ہے (جبر کی نسبت امام اشعری کی طرف درست نہیں ہے بلکہ امام اشعری کا مذہب بندے کا اختیار ثابت کرنا اور بندے کے اختیار کے وقت فعل کا اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے واقع ہونے کا ہے۔ ہاں بعض اشاعرہ کے اطلاقات سے جبر کا وہم ہوتا ہے جسے ان کے قول "اختیار" کا امکان جبر کے منافی ہے کی روشنی میں سمجھا جائے۔ از مترجم۔) بندے کا اصلاً فعل نہیں نہ انہیں اختیار ہے نہ اپنے افعال پر قدرت ہے وہ سارے کے

سارے اضطراری ہیں جیسے کانپنے والے کی حرکات اور پھولنے والی رگوں کی حرکت ۔اور افعال کی نسبت بندوں کی طرف مجازی ہے یہ اس طریقے پر ہے جسے اس کے محل کی طرف نسبت کی جائے نہ کی اس کے محصّل کی طرف پس ان کے نزدیک : زید آیا اور عمرو گیا ایسے ہی ہے جیسے تیرا قول : غلام لمبا ہوا اور بال سفید ہوئے''۔

ومبنی المذهبين ای الجبرية والقدرية اصل لهما ،وهو ان دخول مقدور واحد تحت قدرة قادرين محال اعتباراً بالشاهد الذی هو دليل الغائب ،وهذا لان ما كان مقدوراً للقادر لا بد وان يحصل عند ما يدعوه الداعی الی فعله وان لا يحصل عند ما يصرفه الصارف عن فعله فلو فرضنا مقدورا واحدا بين قادرين، وحصل الداعی الی الفعل فی احق احدهما وحصل الصارف عن الفعل فی حق الآخر ،لزم ان يوجد ذلك الفعل وان لا يوجد ،وهذا محال، فالقول بوجود مقدور تحت قدرة قادرين محال.

(ترجمہ:)''جبریہ اور قدریہ دونوں مذہبوں کی بنیاد ان کی ایک اصل ہے وہ یہ ہے کہ دو قدرت رکھنے والوں کی قدرت کے تحت ایک مقدور کا داخل ہونا محال ہے حاضر کا اعتبار کرتے ہوئے جو غائب کی دلیل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قادر کے لیے مقدور کا ہونا ضروری ہے اور داعی جب فعل کی طرف بلائے تو وہ حاصل ہو اور فعل سے پھرنے والا اسے پھیرے تو وہ حاصل نہ ہو پس اگر ہم فرض کریں کہ ایک مقدور دو قدرت والوں کے درمیان ہو ان دونوں میں سے ایک کے حق میں فعل کی طرف بلانے والا حاصل ہو اور دوسرے کے حق میں فعل سے پھیرنے والا حاصل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ فعل (ایک ہی وقت میں) موجود ہو اور غیر موجود بھی ہو اور یہ محال ہے لہذا یہ قول (درست) ہے کہ دو قدرت رکھنے والوں کی قدرت کے تحت ایک مقدور کا وجود محال ہے''۔

واذا عرف هذا فالجبرية قالوا: لا قدرة للعبد على الاختراع لما تبين ،فكان الله مخترعها ضرورة. وقالت المعتزلة: قدرة العبد على الافعال ثابتة ضرورة الامر بها بقوله: "واقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة" (البقرة:43) وغيرهما ،والامر للعاجز محال، فانتفت قدرة البارى عنها ضرورة.

(ترجمہ:)''جب یہ معلوم ہو گیا تو جبریہ نے کہا: ایجاد پر بندے کی کوئی قدرت نہیں کیونکہ یہ بات واضح ہے لہذا اللہ تعالیٰ ہی لازمی طور پر ایجاد کرنے والا ہے اور معتزلہ نے کہا: افعال پر بندے کی قدرت

ثابت ہے اس پر امر کی بداہت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اپنے فرمان کی وجہ سے:

اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکاۃ (البقرۃ:43)

ترجمہ:''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو!''۔ان دونوں کے علاوہ دیگر احکام کی وجہ سے اور عاجز کو حکم دینا محال ہے لہٰذا بدیہی طور پر بندوں کے افعال سے قدرت باری تعالیٰ کی نفی ہوگئی''۔

ثم احتج کل واحد من الفریقین علی ما ادعاہ بالمعقول والمنقول،واجاب عما ادعاہ الاخر ،فقال الاولون:الاول:لو کان الفعل باختیار العبد وقدرتہ ،فاذا اختار العبد وارادما یناقض مراد اللہ تعالیٰ،بان اراد العبد تسکین جسم اراد اللہ تحریکہ ،فاما ان یقع مرادھما فیلزم جمع النقیضین،اولم یقع مراد واحد منھما فیلزم رفع النقیضین،او یقع مراد احدھما دون الآخر ،فیلزم الترجیح بلا مرجح لان قدرتہ تعالیٰ وان کانت اعم من قدرۃ العبد لکنھما بالنسبۃ الی ھذا المقدور متساویان فی الاستقلال بالتاثیر فی ذلک المقدور والواحد،والشئ الواحد وحدۃ حقیقیۃ لایقبل التفاوت ،فان القدرتین بالنسبۃ الی اقتضاء وجود ھذا المقدور علی السویۃ، انما التفاوت فی امور خارجۃ عن ھذا المعنی واذا کان کذلک امتنع الترجیح۔

(ترجمہ:)''پھر دونوں فرقوں والوں میں سے ہر ایک نے اپنے دعوی پر عقلی اور نقلی دلائل سے احتجاج کیا اور دوسرے کے مدعا کا جواب دیا پس پہلے فرقے والوں (یعنی جبریہ) نے کہا:اگر فعل بندے کے اختیار اور قدرت کیساتھ ہو تو جب بندے نے اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی مراد کے مخالف کام کا ارادہ کیا وہ یوں کہ بندے نے ایسے جسم کے ساکن کرنے کا ارادہ کیا جس کی حرکت دینے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا لہٰذا یا تو دونوں کی مراد واقع ہوگی تو اس صورت میں جمعِ نقیضین (دو متضاد چیزوں کا جمع ہوجانا) لازم آئے گا (جو کہ محال و ناممکن ہے) یا ان دونوں میں سے کسی کی مراد واقع نہیں ہوگی تو اس صورت میں ارتفاع نقیضین (دو متضاد چیزوں کا اٹھ جانا کہ ایک بھی نہ رہے جبکہ دو میں سے ایک کا ہونا ضروری ہو) لازم آئے گا (یہ بھی محال ہے) یہ ان میں سے ایک کی مراد واقع ہو نہ کہ دوسرے کی تو اس صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اگرچہ بندے کی قدرت سے زیادہ عام ہے لیکن مقدور کی طرف نسبت کرتے ہوئے دونوں برابر ہیں ایک ہی مقدور میں تاثیر کی وجہ سے مستقل ہونے میں اور ایک چیز جو حقیقی اعتبار سے ایک ہی ہو تفاوت کو قبول نہیں کرتی کیونکہ دو قدرتیں اس مقدور کے وجود کے تقاضے کی

طرف نسبت کرتے ہوئے برابر برابر ہوں گی اور تفاوت اس معنی کے اعتبار سے خارجی امور میں ہوگا اور جب معاملہ ایسا ہے تو ترجیح ممتنع ہوئی''۔

واما الثانی فنحو قوله تعالیٰ: "الله خالق كل شئ" (الرعد: 16)، وافعال العباد شئ فيكون الله خالقها، وقوله تعالیٰ: "والله خلقكم وما تعملون" (الصافات: 96)، وقوله تعالیٰ: "من يشا الله يضلله ومن يشا يجعله على صراط مستقيم" (الانعام: 39)، وامثال ذلك كثيرة۔

(ترجمہ:) ''اور نقلی دلیل جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''الله خالق كل شئ'' (الرعد:16)۔ ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور بندوں کے افعال بھی شے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ ان کا بھی خالق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

والله خلقكم وما تعملون (الصافات:96)

ترجمہ: ''اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

من يشا الله يضلله ومن يشا يجعله على صراط مستقيم (الانعام:39)

ترجمہ: ''اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر ڈال دیتا ہے''۔

اور اس کی مثل بہت سے دلائل ہیں''۔

واجابت المعتزلة عن المعقول بان عند اجتماع القدرتين يقع مراد الله تعالیٰ دون مراد العبد ولا نسلم ان القدرتين متساويتين فى الاستقلال بالتاثير فى ذلك المقدور، بل هما متفاوتتان فى القوة والضعف، ولذلك يقدر قادر على حركة مسافة فى مدة لا يقدر قادر آخر عليها فى تلك المدة، ولو كانت القدرة متساوية لكانت المقدورات متساوية وليس كذلك۔

(ترجمہ:) ''معتزلہ نے جبریہ کی عقلی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جب دو قدرتیں جمع ہوں گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی مراد واقع ہوگی نہ کہ بندے کی مراد اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ دو قدرتیں مساوی ہوں اس مقدور میں تاثیر کی وجہ سے مستقل ہونے میں بلکہ وہ دونوں قوت وضعف میں متفاوت ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ قدرت رکھنے والا مسافت کی حرکت پر قدرت رکھتا ہے اتنی مدت میں کہ دوسرا قدرت رکھنے والا اتنی مدت میں اس پر قدرت نہیں رکھتا اگر قدرت برابر ہوں تو مقدورات بھی برابر ہوں گے جبکہ یہاں معاملہ ایسا نہیں ہے''۔

وعن المنقول بالمعارضة بالآيات التي اضافت الافعال الى العباد وعلقتها بمشيئتهم كقوله تعالىٰ: "فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم "(البقرة:79)، "ان يتبعون الا الظن" (الانعام: 116)، "حتى يغيروا ما بانفسهم "(الانفال: 539)، "بل سولت لكم انفسكم امرا" (يوسف: 18)، "فطوعت له نفسه" (المائدة: 30)، "كل امرء بما كسب رهين" (الطور: 21)، "فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر" (الكهف: 29)، "اعملوا ما شئتم" (فصلت: 40)، "فمن شاءذكره" (عبس: 12)، "لمن شاء منكم ان يتقدم او يتاخر" (المدثر:37)

(ترجمہ:)''اور نقلی دلائل کے جواب میں معتزلہ نے ان آیات سے معارضہ کیا جن میں افعال کی اضافت بندوں کی طرف کی گئی اور اوران افعال کو بندوں کی مشیت پر معلق کیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فويل للذين يكتبون بايديهم۔ (البقرة:79)

ترجمہ:''پس ہلاکت ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں''۔

ان يتبعون الا الظن (الانعام:116)

ترجمہ:''وہ تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں''۔

حتى يغيروا ما بانفسم (الانفال:53،الرعد:11)

(ترجمہ:)''جب تک وہ اپنے آپ کو نہ بدلیں''۔

بل سولت لكم انفسكم امرا (يوسف:18)

(ترجمہ:)''بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لیے ایک بات بنالی''۔

فطوعت له نفسه (المائدہ:30)

(ترجمہ:)''پس آسان بنادیا اس کے لیے اس کے نفس نے''۔

كل امرء بما كسب رهين (الطور:21)

(ترجمہ:)''سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں''۔

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (الكهف:29)

(ترجمہ:)''پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے''۔

اعملوا ما شئتم (فصلت:40)

(ترجمہ:)''تم جو چاہو کرو!''۔

فمن شاء ذکرہ (عبس:12)

(ترجمہ:)''تو جو چاہے اسے یاد کرے''۔

لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر (المدثر:37)

(ترجمہ:)''اسے جو تم میں چاہے آگے آئے یا پیچھے رہے''۔

واستدلوا علی مدعاھم بالمعقول قالوا:لولم یکن العبد مختارا لقبح تکلیفه لانه حینئذ تکون افعاله جاریة مجری افعال الجمادات ،واللازم باطل باتفاق العقلاء علی ان التکلیف لیس بقبیح۔

(ترجمہ:)''معتزلہ نے اپنے دعوی پر عقلی دلیل سے استدل کرتے ہوئے کہا:اگر بندہ مختار نہ ہوتو اسے مکلف بنانا یقیناً قبیح ہوگا کیونکہ اس وقت اس کے افعال جمادات کی طرح جاری ہوں گے اورلازم باطل ہے عقلاء کے اتفاق کی وجہ سے کہ مکلف بنانا قبیح نہیں ہے''۔

واجابت الجبریة بان ما ذکرتم مشترك الالزام لوجھین:الاول:ان الفعل المامور به عند استواء داعی الفعل وداعی الترك وعند مرجوحیته ممتنع، وعند رجحان الداعی واجب، فیکون الفعل اما ممتنعا واما واجبا فلا یکون مقدور العبد،فیقبح التکلیف به۔والثانی:ان الفعل المامور به ان علم الله وقوعه وان علم عدم وقوعه امتنع وقوعه فلا یکون مقدورا للعبد فیقبح التکلیف به۔

(ترجمہ:)''اور جبریہ نے اس کا یوں جواب دیا کہ جو تم نے ذکر کیا وہ الزام کو مشترک ہے دو وجہ سے:
اول:مامور بہ کا فعل داعیٔ فعل اور داعیٔ ترک کی برابری کے وقت اور مرجوحیت کے وقت ممتنع (ناممکن) ہے اور داعی کے رجحان کے وقت واجب ہے لہذا فعل ممتنع ہوگا یا واجب لہذا وہ بندے کی قدرت میں نہیں ہوگا لہذا اس کے ساتھ بندے کو مکلف کرنا قبیح ہوگا۔

ثانی:مامور بہ کا فعل اگر اللہ تعالیٰ اس کے وقوع کا علم رکھتا ہے تو اس کا وقوع واجب ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ اس فعل کے عدمِ وقوع کا علم رکھتا ہے تو اس کا وقوع ممتنع ہوگا لہذا بندے کی قدرت میں نہیں ہوگا لہذا اس کیساتھ مکلف کرنا قبیح ہوگا''۔

واصحابنا اهل السنة رحمهم الله لما وجدوا تفرقة بديهية بين مانزاوله. اى: نباشره من الافعال الاختيارية، وبين ما نحسه من الجمادات من الحركات الصادرة بدون شعور واختيار فانهم علموا بالبديهة التى يصير دافعها مكابرا ان للاختيار مدخلا فى الاول دون الثانى۔

(ترجمہ:)''ہمارے اصحاب اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ نے جب واضح جدائی پائی ان افعال کے درمیان جنہیں ہم سرانجام دیتے ہیں افعالِ اختیاریہ سے اور ان کے درمیان جنہیں ہم جمادات کی طرح محسوس کرتے ہیں جیسے بغیر شعور واختیار کے صادر ہونے والی حرکتیں تو اہل سنت نے اس بداہت سے جان لیا جو بطورِ مکابرہ ان کو دفع کرنے والی ہے کہ بندے کے اختیار کا دخل پہلے افعال میں ہے نہ کہ دوسرے میں''۔

ومنعهم الدليل الدال على ان الله تعالىٰ خالق كل شئ، عن اضافة الفعل الى اختيار العبد مطلقا، جمعوا بين امرين وقالوا: الافعال واقعة بقدرة الله وكسب العبد على معنى ان الله تعالىٰ اجرى عادته بان العبد اذا صمم العزم على فعل الطاعة يخلق الله تعالىٰ فعل الطاعة فيه، واذا عزم على فعل المعصية يخلق فعل المعصية فيه. وعلى هذا يكون العبد كالموجد لفعله، وان لم يكن موجداً حقيقة وهذا القدر كاف فى الامر والنهى، واذا عرف استحالة قدرة الاختراع للعبد وثبوت الفعل والقدرة له ثبت جواز دخول مقدور واحد تحت قدرة قادرين: احداهما: قدرة الاختراع، والاخرى: قدرة الاكتساب، وانما المستحيل دخوله تحت قدرتين كل واحدة منهما قدرة الاختراع او قدرة الاكتساب، والاولى ان يسلك فى هذا المقام طريقة السلف رحمهم الله تعالىٰ، وتترك المناظرة فيه، يفوض علمه الى الله تعالىٰ۔

(ترجمہ:)''اس بات پر دلالت کرنے والی دلیل نے انہیں روکا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے، فعل کی اضافت بندے کے اختیار کی طرف مطلقاً ہے تو ان (اہل سنت) نے دو امور کو جمع کیا اور کہا: افعال اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کے کسب سے واقع ہوتے ہیں اس معنی پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عادت پر جاری کیا کہ بندہ جب فعلِ طاعت پر پختہ ارادہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں فعلِ طاعت پیدا فرماتا ہے اور بندہ جب فعلِ معصیت پر پختہ ارادہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فعلِ معصیت اس میں پیدا فرماتا ہے اس بنیاد پر بندہ اپنے فعل کے موجد کی طرح ہوا اگرچہ حقیقی موجد نہ ہوا اور یہ قدرت امر ونہی میں کافی ہے اور جب بندے کے لیے ایجاد کی قدرت کا محال ہونا اور ثبوتِ فعل اور اس کی قدرت پہچان لی گئی تو دو قدرت رکھنے

والوں کی قدرت کے تحت ایک مقدور کے داخل ہونے کا امکان ثابت ہوگیا۔ دو قدرت رکھنے والوں میں سے ایک کے پاس ایجاد کی قدرت ہے اور دوسرے کے پاس کسب کی قدرت ہے بلاشبہ دو قدرتوں کے تحت اس کا داخل ہونا محال اس وقت ہوگا جب ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایجاد کی قدرت ہو یا کسب کی قدرت ہو۔

اولیٰ یہی ہے کہ اس مقام میں سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طریقے پر چلا جائے اور اس میں مناظرہ ترک کردیا جائے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیا جائے"۔

وقوله:(مع اعماله واقراره ومعرفته) يشير الى ان الايمان مخلوق،وقد تقدم فيما مضى۔

(ترجمہ:) "امام اعظم کا فرمان: بندہ اپنے اعمال، اقرار اور اپنی معرفت کیساتھ مخلوق ہے: یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے ایمان مخلوق ہے اور پیچھے اس کا بیان گزر چکا ہے"۔

وقوله: (فافعاله اولى ان تكون مخلوقة) لان فيه اظهار كمال القدرة بكونه قادراً على افعال الغير، وبه تمتاز القدرة القديمة عن القدرة الحديثة، والمشيئة الشاملة عن المشيئة القاصرة،وبه يظهر ان متصرف فى مقدور عباده مستبد بتحصيل مراده۔

(ترجمہ:) "امام اعظم کا فرمان: بندے کے افعال بدرجہ اولیٰ مخلوق ہوں گے: کیونکہ اس میں کمالِ قدرت کا اظہار ہے اس وجہ سے کہ وہ غیر کے افعال پر قادر ہو یہاں سے ہی قدرتِ قدیمہ، قدرتِ حادثہ سے اور مشیتِ شاملہ، مشیتِ قاصرہ سے ممتاز ہوجاتی ہے اور یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مقدورات میں تصرف فرمانے والا ہے اور اپنی مراد کے حصول میں مستقل و مختار ہے"۔

الرزق:

رزق:

قال:(والسابع:نقر بان الله تعالىٰ خلق الخلق ولم يكن لهم طاقة،لانهم ضعفاء عاجزون والله خالقهم ورازقهم، لقوله تعالىٰ: "الله الذى خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم "(الروم:40)،والكسب حلال،وجمع المال من الحلال حلال،وجمع المال من الحرام حرام، والناس على ثلاثة اصناف: المؤمن المخلص فى ايمانه، والكافر الجاحد فى كفره والمنافق المداهن فى نفاقه۔ والله تعالىٰ فرض على المؤمن العمل،وعلى الكافر الايمان،وعلى المنافق الاخلاص،لقوله تعالىٰ:"يايها الناس اتقوا ربكم "(النساء:1) يعنى :ايها المومنون

اطیعوا. وایھا الکافرون آمنوا وایھا المنافقون اخلصوا)۔

(ترجمہ:)''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ساتویں خصلت یہ ہے کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان کے پاس کچھ بھی طاقت نہ تھی کیونکہ وہ کمزور اور عاجز ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا خالق اور رازق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق عطا کیا پھر تمہیں موت دیتا ہے پھر تمہیں زندہ کرے گا''۔(الروم:40)۔کسب کرنا حلال ہے اور حلال مال میں سے جمع کرنا حلال ہے اور حرام میں سے مال جمع کرنا حرام ہے۔لوگوں کی تین قسمیں ہیں: مؤمن جو اپنے ایمان میں مخلص ہے اور کافر جو اپنے کفر پر اصرار کرنے والا ہے اور منافق جو اپنے نفاق میں مداہنت (دھوکہ بازی) کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مؤمن پر عمل فرض کیا، کافر پر ایمان لانا فرض کیا اور منافق پر اخلاص فرض کیا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:''اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو!''(النساء:1)۔یعنی اے مؤمنو! اطاعت کرو! اور اے کافرو! ایمان لاؤ! اور اے منافقو! اخلاص اختیار کرو!''۔

اقول: الخلق والایجاد بمعنی واحد والخلق بمعنی المخلوق کالضرب بمعنی المضروب۔ صانع العالم اوجد المخلوق کلھا وھم ضعفاء لاقدرۃ لھم علی تدبیر احوالھم عاجزون عما یتم بہ قوام بدنھم والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ: "اللہ الذی خلقکم من ضعف" (الروم:54)، وقال: "اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم" (الروم:40)۔

(ترجمہ:)''علامہ بابرتی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں: خلق اور ایجاد ایک ہی معنی میں ہیں اور خلق، مخلوق کے معنی میں ہے جیسے ضرب، مضروب کے معنی میں ہے۔عالَم کو بنانے والے نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا جبکہ وہ کمزور تھے انہیں اپنے احوال کی تدبیر پر قدرت نہ تھی وہ ان چیزوں سے عاجز ہیں جن سے وہ اپنے بدن کا نظام مکمل کرتے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں اسی کی طرف اشارہ کیا: اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا کمزوری سے پس اس نے انہیں رزق دیا اور انہیں قوت دی اور ان کے لیے کان، آنکھ اور دل بنائے جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا:''پھر کمزوری کے بعد قوت بنائی'' (الروم:54) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا''۔(الروم:40)

والرزق عندنا عبارۃ عن الغذاء کما جاء فی قولہ تعالیٰ: "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ

رزقها" (هود: 6) حلالاً كان ذلك او حراماً وكل يستوفي في مدة حياته ما قدر له قال عليه السلام: ان روح القدس نفث في روعي ان نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها الا فاتقوا الله واجملوا في الطلب. فعلى هذا لا يمكن ان ياكل احد رزق غيره اي غذاءه ولا ان ياكل غيره رزقه.

(ترجمہ:) ''رزق ہمارے نزدیک غذا سے عبارت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: وما من دابة في الارض الا على الله رزقها۔ (ھود:6) ترجمہ: ''زمین میں کوئی چوپایہ نہیں مگر اس کا رزق اللہ پر ہے''۔

حلال ہو یا حرام (رزق ہی ہوتا ہے) اور ہر ایک اپنی مدت حیات میں مکمل رزق لیتا ہے جتنا اس کے لیے مقدر کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جان ہرگز نہیں مرے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق مکمل نہ کر لے خبردار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور طلبِ (رزق) میں اختصار کرو!۔ اس وجہ سے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایک دوسرے کا رزق یعنی غذا کھائے اور نہ دوسرا اِس کا رزق کھا سکتا ہے''۔

وعند المعتزلة انه عبارة عن الملك وقد جاء به قوله تعالىٰ: "ومما رزقناهم ينفقون" (البقرة: 3)، فلا يكون الحرام رزقاً، لانه غير ملك، وياكل غيره رزقه اي ملكه، وهو ياكل رزق غيره.

(ترجمہ:) ''معتزلہ کے نزدیک رزق ملک سے عبارت ہے اس معنیٰ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آیا ہے:

ومما رزقناهم ينفقون (البقرۃ:3)

ترجمہ: ''اور اس میں سے جو ہم نے انہیں رزق دیا وہ خرچ کرتے ہیں''۔

لہٰذا حرام رزق نہیں ہوگا کیونکہ وہ ملک نہیں ہے اور اِس کا غیر اس کا رزق یعنی ملک کھا سکتا ہے اور یہ دوسرے کا رزق کھا سکتا ہے''۔

والشيخ ابو الحسن الرستغفني وابو اسحاق الاسفرائيني ما حققا الخلاف في هذه المسئلة وقالا: الخلاف لفظي، وهو الصواب. ولعل هذا الفصل الى هاهنا اشارة الى ما ذكرنا من بحث الرزق والا فقد علم من الفصل المتقدم ان العبد مع اعماله ومعرفته مخلوق.

(ترجمہ:) ''شیخ ابوالحسن رستغفنی اور شیخ ابواسحاق اسفرائنی نے اس مسئلہ میں اختلاف کی جو تحقیق کی ہے دونوں نے کہا: اس میں اختلاف لفظی ہے اور یہی درست ہے۔

شاید کہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے یہاں پر یہ فصل اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ذکر کی جس کا تذکرہ ہم نے رزق کی بحث میں کیا ہے وگرنہ گذشتہ فصل سے معلوم ہو چکا ہے کہ بندہ اپنے اعمال اور اپنی معرفت کیساتھ مخلوق ہے"۔

(والمؤمن المخلص) ای: المصدق المقر عن صميم قلبه (والكافر الجاحد) ای: المصر (والمنافق المداهن) ای: الذی اقر بلسانه ولم يؤمن بقلبه وداهن مع المؤمنين فی نفاقه ولم يشد فی اظهار الكفر والعناد كالكفار۔

(ترجمہ:) "امام اعظم کا فرمان: مؤمن مخلص: یعنی صمیم قلب سے تصدیق اور اقرار کرنے والا۔

امام اعظم کا فرمان: کافر جاحد: یعنی کافر جو اپنے کفر پر اصرار کرنے والا ہے۔

امام اعظم کا فرمان: منافق مداہن: یعنی جس نے اپنی زبان سے اقرار کیا اور اپنے دل سے ایمان نہیں لایا اور مومنوں کیساتھ اپنی نفاق کی وجہ سے دھوکہ بازی کرتا ہے اور وہ کفر و عناد کے اظہار کے لیے تیار نہیں ہوا (وہ) کفار کی طرح ہے"۔

قوله: (والله تعالىٰ فرض على المؤمن العمل) يشير الى ان التكرار ليس بواجب كما هو مذهبه ان الامر المطلق لا يقتضي التكرار (وعلى الكافر الايمان) وهذا ايضاً على مذهبه حيث لا يكون الكافر مخاطبا بالعبادات قبل الايمان (وعلى المنافق الاخلاص) لانه هو المنتفي عنه، واما الاحكام فقد كانت جارية عليهم بواسطة الاقرار۔ واستدل على هذه الامور الثلاثة بقوله تعالىٰ: "يايها الناس اتقوا ربكم" (النساء: 1) وجعل التقوى عبارة عما ينبغي لكل واحد منهم كما فسره في المتن۔

(ترجمہ:) "امام اعظم کا فرمان: اللہ تعالیٰ نے مؤمن پر عمل فرض کیا: یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تکرار واجب نہیں ہے جیسا کہ آپ کا مذہب ہے کہ مطلق امر تکرار کا تقاضہ نہیں کرتا۔

امام اعظم کا فرمان: کافر پر ایمان لانا: یہ بھی آپ کے مذہب پر ہے یوں کہ کافر ایمان لانے سے پہلے عبادات کا مخاطب نہیں ہے۔

امام اعظم کا فرمان: منافق پر اخلاص اختیار کرنا: کیونکہ ایک یہی اس سے دور ہے رہے احکام تو وہ ان پر جاری ہیں اقرار کے واسطہ کی وجہ سے۔

امام اعظم نے ان تینوں امور پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا: اے ایمان والو! اپنے رب کا

تقویٰ اختیار کرو!(النساء:۱) اورتقویٰ کو اس چیز سے عبارت بنایا جوان میں سے ہرایک کے مناسب تھا جیسا کہ اس کی تفسیر متن میں بیان کی"۔

فان قیل:هذا مخالف لمذهبه لان استعمال التقوى فى هذه المعانى اما ان يكون بطريق الحقيقة او لا فان كان يلزم عموم المشترك وان لم يكن يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز.

اجيب:بان هذا عمل بعموم المجاز لان التقوى عبارة عن اجتناب الفواحش.ولاشك ان كل واحد من هذه المعانى اجتناب عن الفاحشة فلا يكون مخالفاً.

(ترجمہ:)"اگر یہ کہا جائے کہ یہ تفسیر آپ کے مذہب کے مخالف ہے کیونکہ تقویٰ ان معانی میں یا تو حقیقت کے طریقے پر ہوگا یا نہیں اگر حقیقۃً ہوتو مشترک کا عموم لازم آئے گا اور اگر حقیقۃً نہ ہوتو حقیقت ومجاز کا جمع ہونا لازم آئے گا۔

اس کا یوں جواب دیا جائے گا کہ یہ عمل عمومِ مجاز کی وجہ سے ہے کیونکہ تقویٰ عبارت ہے بری باتوں کے اجتناب کرنے سے اوراس میں کوئی شک نہیں کہ ان معانی میں سے ہرایک برائی سے اجتناب کرنا ہے لہذا یہ آپ کے مذہب کے مخالف نہیں"۔

فعل کیساتھ طاقت حاصل ہوتی ہے:

الاستطاعة مع الفعل:

فعل کیساتھ استطاعت:

قال:(والثامن:نقر بان الاستطاعة مع الفعل,لا قبل الفعل ولا بعد الفعل.لانه لو كان قبل الفعل لكان العبد مستغنياً عن الله تعالىٰ,وقت الحاجة,وهذا خلاف حكم النص,لقوله تعالىٰ:"والله الغنى وانتم الفقراء"(محمد ﷺ:38)،ولو كان بعد الفعل لكان من المحال، لانه حصول بلا استطاعة ولا طاقة).

(ترجمہ:)"امام اعظم نے فرمایا:آٹھویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے نہ فعل سے پہلے اور نہ فعل کے بعد کیونکہ اگر وہ فعل سے پہلے ہوتو بندہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوجائے گا اور یہ نص کے حکم کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:اور اللہ غنی ہے اورتم فقیر ہو(محمد ﷺ:38) اوراگر فعل کے بعد ہوتو یہ محال ہے کیونکہ فعل کا بغیر استطاعت وطاقت کے حاصل ہونا لازم آئے گا"۔

اقول: الاستطاعۃ والقدرۃ والقوۃ والطاقۃ مترادفۃ اذا اضیفت الی العباد وھی نوع حدۃ تترتب علی ارادۃ الفعل ارادۃ جازمۃ، مؤثرۃ فی وجود الفعل، وھی عندنا مقارنۃ للفعل، لانھا لولم تقارن فاما ان تقدمت او تاخرت، والثانی باطل بالاجماع، لانہ یلزم منہ حصول الفعل بلا استطاعۃ وطاقۃ، وھو محال، وکذا لو تقدمت لاستحالۃ وجودھا عند الفعل لانھا عرض، وھو لایبقی زمانین، واذا لم تبق القدرۃ الی زمان الفعل یلزم وقوعہ بلا قدرۃ، وھو محال، کالاخذ بلا ید، ولکان مستغنیاً عن اللہ وقت الحاجۃ، وھو خلاف النص، لان مقتضاہ الافتقار الی اللہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ: "واللہ الغنی وانتم الفقراء" (محمد ﷺ: 38)۔

(ترجمہ:) ''علامہ بابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ استطاعت، قدرت، قوت اور طاقت یہ مترادف المعنی ہیں ان کی اضافت بندوں کی طرف کی جائے گی۔ یہ قوت کی ایک قسم ہے جو فعل کے پختہ ارادے پر مرتب ہوئی اور وہ وجودِ فعل میں مؤثر ہوتی ہے اور یہ ہمارے نزدیک فعل کیساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ اگر یہ فعل کیساتھ ملی ہوئی نہ ہوتو یا اس سے مقدم ہوگی یا مؤخر دوسری صورت بالاجماع باطل ہے کیونکہ اس سے بغیر استطاعت وطاقت کے حصول فعل لازم آتا ہے جو کہ محال ہے اور ایسے ہی اگر فعل سے مقدم ہو، فعل کے وقت اس کے پائے جانے کے محال ہونے کی وجہ سے کیونکہ وہ (قوت) عرض ہے جو دو زمانوں میں باقی نہیں رہتی اور جب قدرت فعل کے زمانے تک باقی نہ رہی تو فعل کا وقوع بغیر قدرت کے لازم آئے گا جو کہ محال ہے جیسے بغیر ہاتھ کے لینا اور یہ وجہ بھی ہے کہ وہ وقتِ حاجت اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوجائے گا جو کہ خلافِ نص ہے کیونکہ نص کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو''۔

وقالت المعتزلۃ وجمہور الکرامیۃ: ھی سابقۃ علی الفعل، اذ لولم تکن سابقۃ علی الفعل ولم تکن موجودۃ حال عدم الفعل لکان الامر بالفعل ولا استطاعۃ لہ وقت الامر تکلیف العاجز، وھو محال لقولہ تعالیٰ: "لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا" (البقرۃ: 286)۔

(ترجمہ:) ''معتزلہ اور جمہور کرامیہ نے کہا: قدرت فعل سے پہلے ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ فعل سے پہلے نہ ہو اور عدم فعل کی حالت میں موجود نہ ہوتو فعل کا امر جبکہ امر کے وقت اس کے پاس استطاعت نہ ہو عاجز کو مکلف بنانے کا ہوگا اور یہ محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ کسی جان کو مکلف نہیں بناتا مگر اس کی طاقت کے مطابق''۔ (البقرۃ: 286)

قلنا: قد یراد بالاستطاعة سلامة الاسباب والآلات ،وھی المعنیة بقوله تعالیٰ: "من استطاع الیه سبیلا" (آل عمران: 97)، اذ المراد بها الزاد والراحلة لاحقیقة قدرة الفعل، والتکلیف یعتمد ذلك ،اذ العادة جرت بأن الملکف لوقصد تحصیل الفعل عند سلامة الاسباب والآلات لحصلت له القدرة الحقیقیة ،وانما لاتحصل لاشتغاله بضد الامور به مضیعا للقدرة الحقیقیة، والمضیع للقدرة غیر معذور، فاما عند عدم سلامة الاسباب والآلات فلم یکلف الفعل، اذلا تحصل القدرة عند قصده مباشرة الفعل، فکان ممنوع القدرة اصلاً، فکان معذوراً، واذا کان التکلیف معتمدا علی سلامة الاسباب وبکون الاسباب سالمة لم یلزم تکلیف العاجز.

(ترجمہ:) ''ہم کہتے ہیں: استطاعت سے سلامتی اسباب وآلات مراد ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے مراد ہیں: جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتا ہے۔ (آل عمران:97) کیونکہ اس سے مراد توشہ اور سواری ہے نہ کہ حقیقۃً قدرتِ فعل اور مکلف بنانے کا اعتماد اسی پر ہوتا ہے کیونکہ عادت جاری ہے کہ مکلف اگر فعل کے حصول کا ارادہ کرے اسباب وآلات کی سلامتی کے وقت تو یقیناً اسے حقیقی قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور ان امور کے مخالف میں مشغول ہونے کیساتھ وہ قدرت حاصل نہیں ہوتی حقیقی قدرت کو ضائع کرتے ہوئے۔ اور قدرت ضائع کرنے والا معذور نہیں ہوتا۔ اور اسباب وآلات کے عدم سلامتی کے وقت تو اسے فعل کا مکلف ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ فعل سرانجام دینے کے ارادے کے وقت قدرت حاصل نہیں ہوگی تو سرے سے وہ ممنوع القدرہ ہوگا تو وہ معذور ہوگا اور جب مکلف بنانے کا اعتماد سلامتی اسباب پر ہوتا ہے اور اسباب کے سلامت ہونے کی وجہ سے عاجز کو مکلف بنانا لازم نہیں آتا''۔

موزوں پر مسح کی مشروعیت کا عقیدہ رکھنا واجب ہے:

وجوب اعتقاد مشروعیة المسح علی الخفین والقصر والافطار فی السفر:

موزوں پر مسح اور سفر میں قصر وافطار کی مشروعیت پر عقیدہ رکھنا واجب ہے

قال: (والتاسع: نقر بأن المسح علی الخفین واجب للمقیم یوما ولیلة وللمسافر ثلاثة ایام ولیالیها ،لان الحدیث ورد هکذا ،فمن انکره یخشی علیه الکفر، لانه قریب من الخبر المتواتر، والقصر والافطار فی السفر رخصة بنص الکتاب، لقوله تعالیٰ: "واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة" (النساء: 101)، وفی الافطار قوله

تعالیٰ:"فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر"(البقرۃ:184)

(ترجمہ:)''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نویں خصلت یہ ہے کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا واجب ہے (یعنی موزوں پر مسح کرنے کا اعتقاد رکھنا واجب ہے، اس کی مدت) مقیم کے لیے ایک دن اورایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں کیونکہ حدیث میں ایسے ہی وارد ہوا ہے لہذا جس نے اس کا انکار کیا اس پر کفر کا خوف ہے کیونکہ (موزوں پر مسح کی) روایات متواتر کے قریب ہیں سفر میں نماز کی قصر اور روزہ افطار کرنا نص قرآنی کی وجہ سے رخصت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ۔ (النساء:101)

ترجمہ:''جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز کی قصر کرو!''۔

اور روزے افطار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ (البقرۃ:184)

ترجمہ:''پس تم میں سے جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ روزوں کی دوسرے دنوں میں گنتی کر لے!''۔

موزوں پر مسح کے مختصر احکام:

اقول: المسح علی الخفین مقدار ثلاث اصابع واجب للمقیم یوما ولیلۃ، وللمسافر ثلاثۃ ایام ولیالیھا لما روی علی وجماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: یمسح المقیم یوما ولیلۃ والمسافر ثلاثۃ ایام ولیالیھن۔ والاثر اشتھر عنہ، منہ قول المغیرۃ، (مسلم رقم:276، ابن ماجہ رقم:52) وحدیث سلمان: انہ صلی اللہ علیہ وسلم: صلی یوم الفتح خمس صلوات بوضوء واحد ومسح علی خفیہ۔ وقالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا: ما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین بعد نزول المائدۃ۔ (دار قطنی: رقم:746) وذکر فی المبسوط ثبوت المسھ باثار مشھورۃ قریبۃ من التواتر، وعن الحسن البصری رحمہ اللہ: ادرکت سبعین نفرًا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کلھم یرون المسح علی الخفین۔

(ترجمہ:)''علامہ اکمل الدین بابرتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ موزوں پر مسح تین انگلیوں کی مقدار واجب ہے مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتوں تک کے لیے کیونکہ حضرت علی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سے روایت کی نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے اور مسافر تین دن اور تین راتیں۔

اور یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشہور ہے ان میں سے حضرت مغیرہ کا قول ہے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن پانچ نمازیں ایک وضو کیساتھ ادا فرمائیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سورہ مائدہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ موزوں پر مسح فرمایا کرتے تھے۔

مبسوط میں ذکر کیا گیا ہے کہ موزوں پر مسح کا ثبوت آثارِ مشہورہ سے ہے جو تواتر کے قریب ہیں اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سے روایت ہے آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر صحابہ کو پایا وہ سارے موزوں پر مسح کو جائز سمجھتے تھے''۔

موزوں پر مسح کے متعلق آثار:

وقال ابوحنيفة رحمه الله تعالىٰ:ما قلت بالمسح عليهما حتى جاء فى الآثار مثل ضوء النهار۔وعنه: حتى رايت شعاعا كشعاع الشمس۔وقال ابويوسف رحمه الله تعالىٰ: يجوز نسخ الكتاب بخبر المسح لشهرته ۔وقال الكرخى رحمه الله: من انكر المسح عليهما نخشى عليه الكفر.لان الآثار جاءت فى حيز التواتر وذكر فى "المجتبى" ان على قياس قول ابى يوسف رحمها لله منكره كافر لان حديث المسح بمنزلة التواتر عنده ومنكر المتواتر كافر۔

(ترجمہ:) ''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے موزوں پر مسح کرنے کا قول اس وقت تک نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے بارے میں آثار روزِ روشن کی طرح آ گئے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی ہے کہ یہاں تک کہ سورج کی روشنی کی طرح میں نے روشنی دیکھی (مراد یہ ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی میں کوئی شک نہیں ہوتا اسی طرح اس مسئلہ میں بھی کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں رہا)۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتاب اللہ کا نسخ موزوں پر مسح کی حدیث سے ہو سکتا ہے اس کے مشہور ہونے کی وجہ سے۔

امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے موزوں پر مسح کا انکار کیا ہمیں اس پر کفر کا خوف ہے کیونکہ اس بارے میں آثار تواتر کی حد میں آئے ہیں۔

مجتبیٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے قیاس کی بنیاد پر اس کا منکر کافر ہے کیونکہ آپ کے نزدیک موزوں پر مسح کی حدیث متواتر کے مرتبہ میں ہے اور متواتر کا منکر کافر ہوتا ہے۔
امام اعظم کا فرمان: میں شیخین کو فضیلت دیتا ہوں، ختنین سے محبت کرتا ہوں اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھتا ہوں"۔

قیل:ومن الدلیل علی منکر المسح ضال مبتدع ماروی ابوحنیفة رحمه الله تعالیٰ عن قتادة انه لما قدم الکوفة اجتمع به فقال قتادة:انت من الذین اتخذوا دینهم شیعا فقال ابوحنیفة رحمه الله تعالیٰ:انا افضل الشیخین، واحب الختنین واری المسح علی الخفین. فقال له قتادة:اصبت فالزم. ثلاث مرات۔

(ترجمہ:)"بعض نے کہا: موزوں پر مسح کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے اس دلیل کی وجہ سے جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب آپ کوفہ تشریف لائے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے تو حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے (امام ابوحنیفہ سے) کہا: تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنے دین کو الگ گروہ بنالیا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو فضیلت دیتا ہوں اور ختنین (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں اور موزوں پر مسح جو جائز مانتا ہوں۔تو حضرت قتادہ نے آپ سے کہا: تونے درست کہا لہذا اسے لازم پکڑے رکھ! تین مرتبہ یہ بات فرمائی"۔

موزوں پر مسح کے متعلق خوارج اور امامیہ کا مذہب:

وقالت الخوارج والامامیة:لایجوز المسح علیهما وهو قول ابی بکر بن داؤد.وخالف اباه فی ذلك۔

(ترجمہ:)"خوارج اور امامیہ نے کہا: موزوں پر مسح جائز نہیں اور یہی ابوبکر بن داؤد کا قول ہے اور ابوبکر نے اس مسئلہ میں اپنے باپ کی مخالفت کی }}۔

ہدایہ میں مسح علی الخفین جائز کہا اور یہاں واجب؟: اس کی توجیہ:

فان قیل:ماوجه قوله:"واجب"وقد ذکر فی الهدایة وعامة الکتب انه جائزحتی اختلفوا فی الافضلیة، فمنهم من ذهب الی ان المسح افضل، وذهب عامتهم الی ان الغسل افضل، ومن الصحابة من انکره کابن عباس وعائشة وابی هریرة حتی قال ابن عباس رضی الله

عنهما: والله ما مسح رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بعد نزول المائدة. وقالت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها: لان تقطع قدمای احب الی من ان امسح علی الخفين.

(ترجمہ:) ''اگر یہ کہا جائے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے قول: (ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح) واجب (ہے) کی کیا صورت ہے؟ ہدایہ اور عام کتبِ فقہ حنفی میں ذکر کیا گیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے (نہ کہ واجب) حتی کہ افضلیت میں فقہاء کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ مسح کرنا افضل ہے اور عام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے۔

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں جس نے انکار کیا جیسے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد مسح نہیں کیا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے دونوں قدم کاٹ دیئے جائیں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں موزوں پر مسح کروں''۔

اجيب: بان المراد واجب اعتقاد جوازه بدليل المقام فان اصول الكلام لا يبحث فيه عن الفروع بالجواز وعدمه وانما يبحث فيه عن الاعتقادات وما روى من انكار الصحابة فقد صح رجوعهم الى قول عامة الصحابة.

(ترجمہ:) ''ان کا یوں جواب دیا گیا کہ واجب سے مراد یہ ہے کہ موزوں پر مسح کے جائز ہونے کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اس کی دلیل یہ مقام ہے کیونکہ اصول کلام میں فروع، جواز اور عدم جواز کے بارے میں بحث نہیں کی جاتی اس میں تو صرف عقائد کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اور جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے انکار مروی ہے تو بلاشبہ عام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قول کی طرف ان کا رجوع بھی صحیح طور پر ثابت ہے''۔

و كذلك قوله: (والقصر والافطار فى السفر رخصة) المراد به اعتقاد حقية التبديل والتاخير فى احكام الشرع باعتبار مصالح العباد فضلا من الله الرحيم الودود. واما بيان انه رخصة اسقاط او رخصة ترفيه، والاخذ بالعزيمة اولى او بالرخصة، فموضعه علم آخر، وله مجال اوسع من مجالنا هذا، وقد ذكرناه فى شرح "المنار".

(ترجمہ:) ''ایسے ہی امام اعظم کا فرمان: سفر میں نماز کی قصر اور روزے کا افطار کرنا رخصت ہے۔

اس سے مراد احکام شرع میں تبدیل وتاخیر کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا ہے بندوں کی مصلحتوں کا اعتبار کرتے ہوئے یہ اللہ رحیم ومہربانی فرمانے والی طرف سے فضل ہے۔

رہا معاملہ اس چیز کا بیان کہ یہ رخصتِ اسقاط ہے یا رخصت ترفیہ اور عزیمت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے یا رخصت پر تو اس کا مقام دوسرا علم ہے اِس کا میدان بہت وسیع ہے ہمارے اس میدان سے اور ہم نے اس کا ذکر منار کی شرح میں کر دیا ہے"۔

قوله تعالى: "واذا ضربتم فى الارض" (النساء: 101) اى: اذا سافرتم فلا اثم عليكم فى قصر الصلاة.

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "واذا ضربتم فی الارض" (النساء: 101) یعنی جب تم سفر کرو تو تم پر نماز قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں"۔

فان قيل: دلت الاية على جواز القصر مطلقاً حتى اخذ بعمومها نفاة القياس ولم يقدروه بمدة، وهو مذهب داؤد الظاهرى، وانتم قيدتم النص بلا دليل. فالجواب: ان مطلق الضرب ليس بمراد بالاجماع فقدرناه بثلاثة ايام بقوله صلى الله عليه واله وسلم: "يمسح المقيم.." الحديث، لا يقال: الحديث ورد فى المسح فانتم ابطلتم النص بالقياس وذلك لا يجوز، لانا نقول: الحديث ورد لبيان مدة السفر ولا تفاوت بينهما فى ذلك.

(ترجمہ:) "اگر کہا جائے کہ آیت سفر میں جوازِ قصر پر دلالت کرتی ہے مطلقاً یہاں تک کہ اس کے عموم سے قیاس کا انکار کرنے والوں نے بھی دلیل پکڑی اور انہوں نے مدت مقرر نہیں کی۔ یہ داؤد ظاہری کا مذہب ہے۔ اور تم نے بغیر دلیل کے نص کو مقید کر دیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ آیت میں مطلق ضرب (سفر کرنا) مراد نہیں ہے چنانچہ ہم نے تین دن مقرر کیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ مقیم تین دن مسح کرے۔۔۔ الحدیث۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ حدیث مسح کے بارے میں وارد ہوئی ہے تو تم نے نص کو قیاس کی وجہ سے باطل کر دیا اور ایسا کرنا جائز نہیں، کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ حدیث مدت سفر کے بیان کے لیے وارد ہوئی ہے لہٰذا اس بارے میں ان دونوں کے مابین کوئی تفاوت نہیں"۔

وقوله تعالىٰ: "فمن كان منكم مريضا" (البقرة: 184) الآية، دليل على جواز الافطار فى السفر.

(ترجمہ:)''اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''فمن کان منکم مریضا'' (البقرۃ:184)۔ یہ آیت سفر میں روزہ افطار کرنے کے جائز ہونے کی دلیل ہے''۔

قلم کے متعلق عقیدہ:

والقلم حق:

قلم حق ہے

قال:(والعاشر :نقر بان اللہ تعالیٰ امر القلم بان یکتب فقال القلم :ماذا اکتب یارب؟! فقال اللہ تعالیٰ: اکتب ما ھو کائن الی یوم القیامۃ لقولہ تعالیٰ:"وکل شئ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر و کبیر مستطر "(القمر:52-53)۔

(ترجمہ:)''امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو لکھنے کا حکم دیا تو قلم نے کہا: اے رب! میں کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وکل شئ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر و کبیر مستطر'' (القمر:52،53)

ترجمہ:''اورانہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے''۔

لوح محفوظ اور قلم کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان:

اقول: روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال: اول ما خلق اللہ تبارك وتعالیٰ اللوح المحفوظ حفظہ بما کتب فیہ مما کان ومما یکون ولا یعلم ما فیہ الا اللہ تعالیٰ، وھو من درۃ بیضاء قوائمہ یاقوتتان حمراوان وھو فی عظم لا یوصف وخلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ قلماً من جوھر طولہ خمس مئۃ عام مشقوق السن ینبع النور منہ کما ینبع من اقلام اھل الدنیا المداد قال ابوالحسن: ثم نودی بالقلم ان اکتب! فاضطرب من ھول النداء حتی صار لہ ترجیع فی التسبیح کصوت الرعد القاصف ثم جری فی اللوح بما اجراہ اللہ تعالیٰ فیما ھو کائن ومایکون الی یوم القیامۃ فامتلا اللوح وجف القلم وسعد من سعد وشقی من شقی۔

(ترجمہ:)''امام بابرتی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا فرمایا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا وہ سب اس میں لکھ کر اس نے محفوظ کر دیا اس میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لوح محفوظ سفید موتیوں سے بنا ہے اس کے پائے سرخ یاقوت کے ہیں، اس کی بڑائی بیان نہیں کی جا سکتی اور اللہ تعالیٰ نے جوہر سے قلم

پیدا فرمایا جس کی لمبائی ایک سو سال کی مسافت ہے، اس کی نوک (منہ) شق شدہ ہے جس سے نور پھوٹتا ہے جیسے اہل دنیا کی قلموں سے روشنائی پھوٹتی ہے۔ابوالحسن نے فرمایا: پھر قلم کو ندا دی گئی کہ لکھ! چنانچہ نداء کی ہیبت کی وجہ سے وہ کانپنے لگا یہاں تک کہ تسبیح میں وہ ساکن ہوا گرجنے والے بادل کی آواز کی طرح (وہ ندا تھی) پھر وہ قلم لوح محفوظ پر جاری ہوا ہر اس معاملے میں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جاری کیا جو کچھ ہونے والا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا پس لوح بھر گیا اور قلم خشک ہوگیا سعادت مند ٹھہرا جو سعادت مند ا ہوا اور بد بخت ٹھہرا جو بد بخت ہوا"۔

ولعل هذا معنى قوله تعالىٰ:"وكل شئ فعلوه فی الزبر، وكل صغير و كبير مستطر" (القمر:53-52) اخبر الله تعالىٰ ان جميع ما فعله الامم كان مكتوبا عليهم.قال مقاتل:"وكل شئ فعلوه فی الزبر"اى :مكتوب عليهم فی اللوح المحفوظ."وكل صغير و كبير"من الخلق والاعمال"مستطر"مكتوب على فاعليه قبل ان يفعلوه۔

(ترجمہ:)"شاید کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: ترجمہ:"اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے"۔(القمر:52،53)

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تمام امتوں نے جو کچھ (اپنے اختیار سے) کیا وہ ان پر لکھا ہوا تھا۔حضرت مقاتل نے کہا: وکل شئ فعلوہ فی الزبر کا معنی یہ ہے لوح محفوظ میں ان پر لکھا ہوا تھا۔وکل صغیر وکبیر اور ہر چھوٹا اور بڑا خواہ مخلوق ہو یا اعمال مستطر وہ لکھا ہوا کہ اپنے کرنے والے پر اس کے کرنے سے پہلے"۔

عذاب قبر، جنت، دوزخ، نامہ اعمال کے متعلق عقیدہ:

عذاب القبر والجنة والنار والميزان وقراءة الكتب حق:

عذاب قبر اور جنت و دوزخ، میزان اور نامہ اعمال کا پڑھنا حق ہے

قال:(والحادی عشر :نقر بان عذاب القبر كائن لامحالة،وسوال منكر ونكير حق لورود الحديث والجنة والنار حق، وهما مخلوقتان لاهلهما ،لقوله تعالىٰ فی حق المومنين:"اعدت للمتقين" (آل عمران: 133) وفی حق الكفرة: "اعدت للكافرين" (آل عمران: 131)، خلقهما الله للثواب والعقاب، والميزان حق لقوله تعالىٰ: "ونضع الموازين القسط ليوم القيامة" (الانبياء:47)، وقراءة الكتب حق لقوله تعالىٰ: "اقرا كتابك كفى بنفسك اليوم حسيبا" (الاسراء:14)۔

(ترجمہ:)''امام اعظم نے فرمایا: گیارہویں خصلت : ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یقینی طور پر عذاب قبر (جس پر اللہ چاہے گا) ہونے والا ہے اور منکر نکیر کے سوالات حق ہیں کیونکہ اس بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں اور جنت ودوزخ حق ہیں یہ دونوں جنتیوں اور دوزخیوں کے لیے پیدا کی جاچکی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے حق میں فرمایا:''اعدت للمتقین''۔(آل عمران:133)جنت متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور کافروں کے حق میں فرمایا:''اعدت للکافرین''۔(البقرۃ:24)دوزخ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ثواب وعذاب کے پیدا فرمایا ہے اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ میزان حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ'' (الانبیاء:۴۷)۔ترجمہ:اور ہم عدل کی میزانیں رکھیں گے قیامت کے دن۔اور ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نامہ اعمال کا پڑھنا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اقرا کتابك کفی بنفسك الیوم حسیبا۔(الاسراء:14)

فرمایا جائے گا:اپنا نامہ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے}}۔

عذاب قبر کا عقیدہ رکھنا واجب ہے:

اقول:الاصل فی هذا کله ان کل ماورد به السمع وامکن فی ذاته یجب تصدیقه،ولاشك فی امکان هذه الاشیاء ،وتواترت الدلائل السمعیة ،فیجب التصدیق بعذاب القبر للکفار، ولبعض العصاة من المؤمنین،باعادة الحیاة فی الجسد وان توقفنا فی اعادة الروح ،ثم قیل: العذاب علی الروح،وقیل:علی البدن،وقیل:علیهما فلانشتغل بکیفیته۔

(ترجمہ:)''علامہ اکمل الدین بابرتی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں اصل یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کے متعلق شریعت وارد ہوئی ہے اور اپنی ذات کے اعتبار سے وہ ممکن ہو تو اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔ان اشیاء کے ممکن ہونے میں کوئی شک نہیں اور دلائل شرعیہ بھی اس پر متواتر ہیں لہٰذا کافروں اور بعض مومن گناہگاروں کے لیے عذابِ قبر کی تصدیق کرنا واجب ہے جسم میں زندگی لوٹانے کیساتھ اگرچہ ہمیں روح کے لوٹانے پر توقف ہے۔پھر کہا گیا: عذاب روح پر ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ بدن پر ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے لیکن ہم اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتے (کہ کیسے عذاب ہوتا ہے؟)''۔

قرآن وسنت سے عذاب قبر کے دلائل

والاصل فی ذلك قوله تعالیٰ فی قوم نوح علیه السلام: "اغرقوا فادخلوا نارا" (نوح:25). الفاء للتعقیب بلا تراخ، ولن یکون ذلك الا فی الدنیا لان اغراقهم کان فیها. فکذلك ادخال النار وقال تعالیٰ: فی حق آل فرعون: "النار یعرضون علیها غدوا وعشیا" ای: فی الدنیا "ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب" (غافر: 46) وقال تعالیٰ حکایة عن الکفار: "ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین" (غافر: 11). وذلك دلیل علی ان فی القبر حیاة وموتا آخر. وقوله صلی الله علیه واله وسلم "استنزهوا من البول. فان عامة عذاب القبر منه". وما روی انه قال فی سعد بن معاذ: "لقد ضغطته الارض ضغطة اختلف لها ضلوعه". وما روی انه علیه السلام خرج بعد ما غربت الشمس فسمع صوتا فقال: "ان الیهود تعذب فی قبورها" والروایات الماثورة فیه اکثر من ان تحصیٰ.

(ترجمہ:) ''عذاب قبر کی پہلی دلیل: عذابِ قبر کی اصل حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اغرقوا فادخلوا نارا''۔ (نوح:25) ترجمہ: وہ غرق کیے گئے تو آگ میں داخل کیے گئے۔ اور فاء تعقیب بغیر تراخی کے لیے ہوتی ہے (یعنی قاعدہ یہ ہے کہ فاء وہاں لائی جاتی ہے جہاں پہلے معاملے کے بعد فوراً دوسرا معاملہ ہو اور فوراً دوسرے معاملے کو ظاہر کرنے کے لیے فاء لائی جاتی ہے) اور ہرگز آگ میں داخل کرنا دنیا میں نہیں ہوسکتا کیونکہ انہیں غرق دنیا میں کیا گیا تو ایسے ہی آگ میں داخل کرنا (برزخ میں تھا)۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے بارے میں ارشاد فرمایا:

النار یعرضون علیها غدوا وعشیا۔ ای فی الدنیا۔ ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔ (غافر:46)

''وہ آگ پر صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں۔ یعنی دنیا (برزخ) میں۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا: فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو''۔

تیسری دلیل: اور اللہ تعالیٰ نے کفار کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین۔ (غافر:11)

''کہیں گے: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا''۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قبر میں حیات اور دوسری موت ہے۔

چوتھی دلیل: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچو! کیونکہ عموماً عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

(مشکل الآثار رقم:5194، المعجم الکبیر للطبرانی رقم:11120، سنن دارقطنی 466، مسند احمد ج2 ص326، ابن ماجہ رقم:348)

پانچویں دلیل: اور روایت کی گئی کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے بارے میں فرمایا: بلاشبہ زمین نے اسے ایسا دبایا کہ ان کی پسلیاں آپس میں مل گئیں ہیں۔

روایت کی گئی ہے کہ حضور علیہ السلام سورج غروب ہونے کے بعد باہر تشریف لائے تو ایک آواز سنی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں روایاتِ ماثورہ حدشمار سے باہر ہیں"۔

منکرین عذاب قبر کے دلائل اور ان کے جوابات:

واحتج المخالف. ای: المنکر لعذاب القبر. بقوله تعالیٰ فی صفة اهل الجنة: "لایذوقون فیها الموت الا الموتة الاولیٰ" (الدخان:56). فانه یدل علی ان اهل الجنة لایذوقون الا الموتة الاولیٰ. فلو کان فی القبر حیاة اخریٰ وموت آخر لذاقوا مرتین، فیکون منافیا لمادلت علیه الآیة بصریحها. وقوله: "وما انت بمسمع من فی القبور" (فاطر: 22). یدل علی انه لایمکن اسماع من فی القبور. فلو کان المدفون فی القبر حیاً لامکن اسماعه فیکون منافیاً للآیة.

(ترجمہ:) "مخالف یعنی عذابِ قبر کے منکر نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی جو اہل جنت کی صفت کے بیان میں ہے:

لایذوقون فیها الموت الا الموتة الاولیٰ (الدخان:56)

ترجمہ: "اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے"۔

کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل جنت صرف ایک ہی موت چکھیں گے لہذا اگر قبر میں دوسری حیات اور دوسری موت ہوتی تو وہ دومرتبہ موت چکھتے لہذا یہ عقیدہ اس کے منافی جس پر یہ آیت صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ اور (دوسری دلیل کے طور پر منکر نے کہا) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر:22)

ترجمہ: "اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں"۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو قبروں میں ہیں انہیں سنانا ممکن ہی نہیں لہذا اگر دفن شدہ قبر میں زندہ ہوتا تو سنانا ممکن ہوتا لہذا یہ عقیدہ اس آیت کے بھی منافی ہے"۔

پہلی دلیل کا جواب:

واجیب عن الاولیٰ: بان معناہ ان نعیم الجنة لا ینقطع بالموت کما انقطع نعیم الدنیا۔

(ترجمہ:) "پہلی آیت کا جواب دیا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں موت سے ختم نہیں ہوتیں جیسا کہ دنیا کی نعمتیں موت سے ختم ہوجاتی ہیں"۔

دوسری دلیل کا جواب:

وعن الثانیة ان عدم اسماع من فی القبور لا یستلزم عدم ادراک المدفون۔

(ترجمہ:) "اور دوسری آیت کا یہ جواب دیا گیا کہ جو قبور میں ہے اس کو نہ سنانا اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو دفن کیا گیا ہے اسے شعور ہی نہیں (آیت میں تو سنانے کی نفی ہے نہ کہ شعور کی)"۔

قبر کے سوالات کے متعلق جہمیہ اور بعض معتزلہ کا عقیدہ اور اس کا رد:

واما سؤال منکر ونکیر فقد انکرته الجهمیة وبعض المعتزلة، لان سوال من لا حیاة له محال۔ قلنا: ممکن باعادة الروح فی الجسد، او بخلق الحیاة فیه بلا روح، بحیث یعقل السوال ویقدر علی الجواب۔

(ترجمہ:) "رہا معاملہ منکر نکیر کے سوالات کا تو جہمیہ اور بعض معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ جو زندہ نہیں اس سے سوال ناممکن ہے ہم نے کہا: ممکن ہے جسم میں روح واپس لوٹانے کی وجہ سے یا بغیر روح کے جسم میں حیات پیدا کرنے کی وجہ سے اس حیثیت سے کہ وہ سوال سمجھتے اور جواب پر قادر ہو"۔

قبر کے سوال وجواب کے متعلق حدیث:

قال صلی اللہ علیه واله وسلم: "اذا قبر المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما: المنکر، وللآخر: النکیر، فیقولان: ما کنت تقول فی هذا الرجل؟ فیقول: عبد اللہ ورسوله، اشهد ان لا اله الا اللہ، واشهد ان محمداً رسول اللہ، فیقولان: قد کنا نعلم انك تقول هذا، ثم یفسح له فی قبره سبعون ذراعاً فی سبعین، ثم ینور له فیه، ثم یقال له: نم! فیقول: ارجع الیٰ اهلی فاخبرهم، فیقولان: نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله، حتی یبعثه اللہ من مضجعه ذلك، وان کان منافقاً قال: سمعت الناس یقولون فقلت مثلهم،

لاادری، فیقولان: قد کنا نعلم انك تقول ذلك، فیقال للارض: التئمی علیه، فتلتئم علیه، فتختلف اضلاعه، فلایزال فیها معذباً حتی یبعثه الله من موضعه ذلك"۔ والاحادیث الواردة فیه کثیرة۔

(ترجمہ:)''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میت قبر میں رکھی جاتی ہے تو دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے تو وہ دونوں کہتے ہیں: تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ (مومن ہو تو) کہتا ہے: یہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اس کی قبر ستر گز چوڑائی اور ستر گز لمبائی میں کشادہ کر دی جاتی ہے پھر اس کی قبر میں روشنی کر دی جاتی ہے پھر اسے کہا جاتا ہے: سو جا! تو وہ کہتا ہے: میں اپنے اہل کی طرف لوٹ کے جاتا ہوں کہ انہیں اس کی خبر دوں تو وہ کہتے ہیں: ایسے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے کہ اسے صرف وہی جگاتا ہے جو اس کے اہل میں سب سے پیارا ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے ٹھکانے سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا۔ اور اگر منافق ہو تو وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا تھا تو میں نے بھی انہی کی طرح کہا، میں نہیں جانتا تو وہ کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تو ایسے ہی کہے گا، پھر زمین کو کہا جائے گا کہ تو اس پر اکٹھی ہو جا تو وہ زمین اکٹھی ہو جاتی تو اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں پھر اسے قبر میں مسلسل عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کے ٹھکانے سے اسے اٹھائے گا۔ (ترمذی رقم: 1071)

اس کے متعلق بہت احادیث وارد ہوئی ہیں''۔

جنت ودوزخ کے متعلق عقیدہ اہل سنت اور عباد معتزلی اور ابوہاشم، عبدالجبار معتزلی کا عقیدہ:

(والجنة والنار) اللتان هما دار الثواب والعقاب مخلوقتان الآن، وذهب عباد الصیمری وابوهاشم وعبدالجبار الی انهما غیر مخلوقتین الآن، فزعم عباد انه یستحیل ذلك فی العقل قبل حلول المکلفین، وخالفه ابوهاشم، وزعم ان خلقهما الان غیر ممتنع عقلاً، وانما هو ممتنع سمعاً۔

(ترجمہ:)''امام اعظم نے فرمایا: اور جنت ودوزخ: وہ جنت ودوزخ جو ثواب وعقاب کا گھر ہیں، اس وقت پیدا شدہ ہیں۔

عباد صیمری (معتزلی)، ابوہاشم اور عبدالجبار کا مذہب یہ ہے کہ جنت و دوزخ اس وقت پیدا شدہ نہیں ہیں۔عباد نے یہ گمان کیا کہ مکلفین کے اس میں داخل ہونے سے پہلے ان کا ہونا عقلاً محال ہے اور ابوہاشم نے اس کی مخالفت کی اور یہ گمان کیا کہ اس وقت ان دونوں کی تخلیق عقلاً محال نہیں ہے ہاں سمعاً محال ہے''۔

عباد معتزلی کی دلیل:

استدل عباد بان الجنة لو كانت مخلوقة الآن لكان عرضها عرض السماوات والارض. واللازم باطل .فالملزوم مثله.اما الملازمة فلقوله تعالىٰ:"وجنة عرضها السماوات والارض"(آل عمران: 133)، و اما بطلان اللازم فلانه انما كان عرضها عرض السماوات والارض اذاوقعت فى احياز السماوات والارض .اذ لووقعت فى غير احيازهما او فى بعض احيازهما لم يكن عرضُها عرضَها .ووقوعهما فى جميع احيازهما انما يمكن بعد فناء السماوات والارض لاستحالة تداخل الاجسام .وهو محال.

(ترجمہ:)''عباد نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ اگر جنت اس وقت پیدا شدہ ہوتو اس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہوگی اور لازم باطل ہے تو ملزوم بھی اسی کی مثل ہے رہا معاملہ ملازمہ کا تو وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''وجنة عرضها السماوات والارض'' (آل عمران:133) ترجمہ: اور جنت جس کی چوڑان میں آسمان وزمین ہیں۔لازم کا بطلان یوں ہے کہ اس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی ہے جب وہ آسمانوں اور زمین کے مقابلے میں واقع ہیں جب اگر وہ ان دونوں کے مقابلے کے غیر میں یا بعض کے مقابلے میں واقع ہوں تو ان کی چوڑائی جنت و دوزخ کی چوڑائی نہیں ہوگی اور ان دونوں کا ان کے مقابل میں واقع ہونا تو آسمانوں اور زمین کے فناء کے بعد ہی ممکن ہوگا کیونکہ اجسام کا ایک دوسرے میں داخل ہونا محال ہے اور وہ بھی محال ہے''۔

عباد معتزلی کی دلیل کا جواب:

والجواب: ان المراد: مثل عرض السماوات والارض. لقوله تعالىٰ: "كعرض السماء والارض" (الحديد: 21). ولانه يمتنع ان يكون عرضهما عين عرض الجنة. وحينئذ يجوز ان يكون فوق السماء السابعة فضاء يكون عرضه مثل عرض السماوات والارض والجنة فيه.
يؤيده ما روى عنه عليه السلام قال: "الدرجة السفلى من الجنة فوق السماء السابعة".

(ترجمہ:)''اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کی مثل ہے کیونکہ اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: ''کعرض السماء والارض'' (الحدید: 21) ترجمہ: آسمان اور زمین کی چوڑائی کی طرح۔ اور اس لیے کہ یہ بات محال ہے کہ زمین و آسمان کی چوڑائی جنت کی چوڑائی کا عین ہو جب یہ صورت حال ہے تو ممکن ہے کہ ساتویں آسمان سے اوپر ایک ایسی فضا ہو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی مثل ہو اور جنت اس فضاء میں ہو اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت کا نچلا درجہ ساتویں آسمان سے اوپر ہے''۔

ابو ہاشم معتزلی اور قاضی عبد الجبار معتزلی کی دلیل:

وقال ابو هاشم والقاضی عبد الجبار: لو كانت الجنة مخلوقة الآن لما كانت دائمة، واللازم باطل، اما الملازمة فلقوله تعالیٰ: "كل شئ هالك الا وجهه" (القصص: 88)، فانه يدل على ان ما سوى الله ينعدم، والجنة مما سواه تعالیٰ فتنعدم، فلا تكون دائمة۔ واما بطلان اللازم فلقوله تعالیٰ: "اكلها دائم" (الرعد: 35) ای ما كول الجنة دائم، واذا كان ما كول الجنة دائما يكون وجود الجنة دائماً، اذ دوام ما كول الجنة بدون دوام الجنة غير معقول۔

(ترجمہ:) ''ابو ہاشم اور قاضی عبد الجبار نے کہا: اگر جنت اس وقت پیدا شدہ ہو تو وہ ہمیشہ رہنے والی نہ ہو گی اور لازم باطل ہے اور ملازمہ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''كل شئ هالك الا وجهه'' (القصص: 88) اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ کیونکہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جنت بھی اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہے لہذا وہ بھی ختم ہو جائے گی تو وہ ہمیشہ قائم رہنے والی نہ رہی۔ اور لازم کے بطلان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اكلها دائم'' (الرعد: 35) یعنی جنت کا کھانا ہمیشہ رہے گا، جب جنت کا کھانا ہمیشہ رہے گا تو جنت کا وجود بھی ہمیشہ رہے گا کیونکہ جنتی کھانے کی ہیشگی جنت کی ہیشگی کے بغیر غیر معقول ہے''۔

ابو ہاشم معتزلی اور قاضی عبد الجبار معتزلی کی دلیل کا رد:

والجواب اولاً بمنع الملازمة بان لانسلم لزوم عدم دوامها من كونها مخلوقة الآن۔ قولهما: "قوله تعالیٰ: "كل شئ هالك الا وجهه" (القصص: 88) يدل على ان ما سوى الله ينعدم "قلنا: لانسلم ان قوله: "كل شئ هالك الاوجهه" يدل على ان ماسوى الله تعالیٰ ينعدم، فان معناه ان كل شئ مما سوى الله تعالیٰ معدوم فی ذاته وبالنظر الى ذاته من حيث هو مع قطع النظر عن موجده، لان كل ما سواه ممكن والممكن بالنظر الىٰ ذاته لايستحق الوجود۔

فلا يكون بالنظر الىٰ ذاته موجوداً،وليس معناه ان ما سواه تعالىٰ يطرا عليه العدم. فلا يلزم من كون الجنة مخلوقة الان طريان العدم،ولئن سلم ان معناه ان كل شئ مما سوى الله تعالىٰ يطرا عليه العدم فهو مخصوص بقوله تعالى:"اكلها دائم "فانه يدل على ان الجنة دائمة لما سبق،وحينئذ يكون معناه ان كل شئ مما سوى الله تعالىٰ غير الجنة يطرا عليه العدم. وانما خصص جمعا بين الدليلين،ومتى كان مخصوصاً لايلزم من كون الجنة مخلوقة الآن طريان العدم عليها۔

(ترجمہ:)''جواب:اولاً ملازمہ پر منع وارد کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ بات تسلیم ہی نہیں کرتے کہ جنت کو اس وقت پیدا شدہ ماننے سے اس کا عدمِ دوام لازم آئے گا۔ابوہاشم اور قاضی عبدالجبار کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''كل شئ هالك الا وجهه''یہ اس بات کی دلیل ہے ماسوی اللہ ختم ہو جائے گا ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان''كل شئ هالك الا وجهه''اس بات پر دلالت کرتے ہے کہ ماسوی اللہ معدوم ہوجائے گا کیونکہ اس کا معنی ہے:ماسوی اللہ تعالیٰ ہر چیز اپنی ذات کے اعتبار میں معدوم ہے اور ماسوی اللہ کی ذات کی طرف دیکھتے ہوئے اس حیثیت سے کہ وہ ممکن ہے اس کے موجد کی طرف صرف نِظر کرتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ ہے وہ ممکن ہے اور ممکن کی ذات کی طرف نظر کی جائے تو وہ مستحق وجود نہیں ہوتا تو اس کی ذات کی طرف نظر کی جائے تو وہ موجود نہیں ہوگا اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس کے ماسوا جو کچھ ہے اس پر عدم طاری ہوجائے گا لہذا جنت کے اس وقت مخلوق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس پر عدم طاری ہوگا۔اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اس آیت کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے اس پر عدم طاری ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مخصوص ہوگا:''اكلها دائم''۔کیونکہ یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اس وقت اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس پر عدم طاری ہوگا ماسوائے جنت کے۔اس صورت میں دونوں دلیلوں میں تطبیق دیتے ہوئے تخصیص کی گئی ہے جب یہ مخصوص ہے تو اس وقت جنت کے مخلوق ہونے سے لازم نہیں آتا ہے کہ اس پر عدم طاری ہو''۔

وثانياً:بمنع بطلان التالي بانا لانسلم دلالة قوله:"اكلها دائم "(الرعد:35) على دوام الجنة،لانه متروك الظاهر،لان المراد بالاكل الماكول،ويمتنع دوام الماكول،لان الماكول لامحالة يفنى بالاكل،فلا يمكن ان يكون دائماً،بل معناه انه كلما فنى شئ من الماكول بالاكل

حدث عقیبہ مثلہ،وذلک لاینافی عدم الجنۃ طرفۃ عین۔

(ترجمہ:)''ثانیاً: بطلان تالی کے منع کیساتھ ہم یوں جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اکلھا دائم'' (الرعد:35) کی دلالت ،جنت کی ہیشگی پر ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ اس آیت کا ظاہری معنی متروک ہے وجہ یہ ہے کہ اکل سے مراد ماکول ہے اور ماکول کا دوام محال ہے کیونکہ ماکول ،اکل سے فناء ہوجاتا ہے یقینی طور پر تو اس کا ہمیشہ رہنا ممکن نہ رہا بلکہ اس کا معنی ہے: جب کبھی ماکول میں سے کوئی چیز کھانے کے سبب فنا ہوگی اس کے بعد اسی کی مثل پیدا ہوجائے گی اور یہ بات آنکھ جھپکنے کی مقدار برابر بھی جنت کے معدوم ہونے کے منافی نہیں''۔

ولناقولہ تعالیٰ:"وجنۃ عرضھا السماوات والارض اعدت للمتقین"(آل عمران: 133)،وقولہ تعالیٰ:" اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ" (الحدید: 21)،وقولہ تعالیٰ: "واتقوا النار التی اعدت للکافرین"(آل عمران: 131)،ومالم یکن مخلوقاً لم یکن معدا حقیقۃ،لان اھل اللغۃ اتفقوا علی ان اعداد الشیٔ ینبیٔ عن وجودہ وثبوتہ والفراغ منہ۔

(ترجمہ:)''ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وجنۃ عرضھا السماوات والارض اعدت للمتقین (آل عمران:133)

ترجمہ:''اور جنت آسمانوں اور زمین کی چوڑان میں ہے جو تقوی والوں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ (الحدید:21)

ترجمہ:''تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

واتقوا النار التی اعدت للکافرین (آل عمران:131)

ترجمہ:''بچو اس آگ سے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

اگر مخلوق نہ ہو تو وہ حقیقی طور پر تیار شدہ نہ ہوگی کیونکہ اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چیز کا تیار ہونا اس کے وجود وثبوت اور اس سے فارغ ہونے کی خبر دیتا ہے''۔

فان قیل: جاز ان یرادبہ المبالغۃ کقولہ تعالیٰ: "انک میت وانھم میتون" (الزمر:30)، "ونفخ فی الصور" (الکھف:99)،وغیر ذلک۔اجیب: بان الاصل فی الکلام حقیقۃ ولامصیر الی

المجاز الا عند التعذر ،وليس فليس ،وقوله :"اسكن انت وزوجك الجنة" (البقرة: 35)، وقوله تعالىٰ:قلنا اهبطوا منها جميعا"(البقرة: 38)، وقوله تعالىٰ:"ولقد راٰه نزلة اخرى، عند سدرة المنتهى ،عندها جنة المأوى "(النجم: 13۔15) وقوله عليه السلام:"اعددت لعبادى الصالحين مالاعين رات ولااذن سمعت ولاخطر على قلب بشر" ،وقوله عليه السلام:"رايت عمرو بن عامر الخزاعى فى النار"،وامثاله كثيرة۔

(ترجمہ:)''اگر کہا جائے کہ: ہوسکتا ہے اس سے مراد مبالغہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

انك ميت وانهم ميتون (الزمر:30)

''بے شک آپ فوت ہونے والے ہیں اور وہ بھی فوت ہونے والے ہیں''۔

ونفخ فى الصور (الکہف:99)

''اور صور میں پھونکا گیا''۔

اور اس کے علاوہ دوسری آیات۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کلام میں اصل حقیقت ہے اور مجاز کی طرف اسی وقت لوٹا جائے گا جب حقیقی معنی لینا مشکل ہو جائے اور یہاں حقیقی معنی مراد لینا مشکل نہیں ہے لہٰذا مجاز کی طرف نہیں لوٹا جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

اسكن انت وزوجك الجنة (البقرۃ:35)

ترجمہ:''اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو!''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

قلنا اهبطوا منها جميعا (البقرۃ:38)

ترجمہ:''ہم نے کہا: تم سب جنت سے اتر جاؤ''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولقد راٰه نزلة اخرى،عند سدرة المنتهى،عندها جنة المأوى (النجم:13،14،15)

ترجمہ:''اور انہوں نے وہ جلوہ دوبارہ دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے''۔

اور حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں کھٹکا ہوا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا ہے اوران کی مثل بہت سے دلائل ہیں''۔

(والميزان حق) للكفار والمسلمين ،وهو عبارة عما يعرف به مقادير الاعمال،ويوزن اعمالهم خيراً كان او شرا ـ ويتوقف في كيفيته،والاصل فيه قوله تعالى: "ونضع الموازين القسط ليوم القيامة" (الانبياء: 47)،وقوله: "والوزن" اى: وزن الاعمال "يومئذ الحق فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون،ومن خفت موازينه.الاية(الاعراف: 8، 9) وقوله تعالىٰ: "فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية واما من خفت موازينه فامه هاوية.(القارعة: 6تا9).

(ترجمہ:)''اورمیزان حق ہے: یعنی کافروں اور مسلمانوں کے لیے ،میزان اس شے سے عبارت ہے جس سے اعمال کی مقادیر پہچانی جائے گی اورلوگوں کے اچھے اور برے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔میزان کی کیفیت میں توقف کیا جائے گا۔میزان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ونضع الموازين القسط ليوم القيامة (الانبياء: 47)

ترجمہ:''قیامت کے دن ہم عدل کی میزانیں قائم کریں گے''۔

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

والوزن يومئذ الحق فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون،ومن خفت موازينه. الاية (الاعراف: 8،9)

ترجمہ:''اس دن اعمال کا وزن ضرور ہونا ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پہلے ہلکے ہوئے''۔الایہ

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية واما من خفت موازينه فامه هاوية.

(القارعۃ 6 تا 9)

ترجمہ:''توجس کے میزان بھاری ہوئے تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا اورجس کے میزان ہلکی ہوئے توہاویہ (جہنم کا ایک گڑھا) اس کا ٹھکانہ ہوگا''۔

سئل رسول الله صلى اللّيه عليه واله وسلم عن وزن الاعمال وهى اعراض فقال عليه

السلام: "توزن صحائف الاعمال". والکرام الکاتبون یکتبون الاعمال فی صحائف ھی اجسام.

(ترجمہ:) ''رسول اللہ ﷺ سے اعمال جو اعراض ہیں کے متعلق سوال کیا گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعمال کے صحیفوں کا وزن کیا جائے گا۔ کراماً کاتبین صحیفوں میں اعمال لکھتے ہیں اور یہ صحیفے جسم رکھتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت:

وعن النبی علیہ السلام قال: "ان اللہ یستخلص رجلاً من امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة. فینشر علیه تسعة وتسعین سجلاً. کل سجل مثل مد البصر. ثم یقول له: اتنکر من ھذا شیئاً؟ اظلمك کتبتی الحافظون؟ فیقول: لا یا رب. فیقول الك عذر او حسنة. فیبھت الرجل، ویقول: لا یارب! فیقول: بلی ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم علیك الیوم. فتخرج بطاقة فیھا: اشھد ان لا اله الا اللہ وان محمدا رسول اللہ. فیقول: احضر وزنك فیقول: ماھذہ البطاقة مع ھذہ السجلات؟ فیقول: ان لا تظلم. قال: فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی کفة. فطاشت السجلات وثقلت البطاقة. قال: "فلا یثقل مع اسم اللہ شئ".

(ترجمہ:) ''اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے میری امت کا ایک آدمی چنے گا تو اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر تاحدِ نگاہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والوں حفاظت کرنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ تو وہ کہے گا: یارب! نہیں پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ آدمی حیران ہوگا اور کہے گا: اے رب! نہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں ہمارے ہاں تمہاری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا: اشھد ان لا اله الا اللہ وان محمد رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور کچھ شک نہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) چنانچہ اللہ فرمائے گا: اپنا وزن حاضر کر! تو بندہ عرض کرے گا: ان رجسٹروں کے سامنے یہ پرچہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلاشبہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر وہ رجسٹر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا تو رجسٹر ہلکے ہوجائیں گے اور پرچہ

بھاری ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی''۔
(ترمذی رقم:2639، ابن ماجہ رقم:4300)

وقیل: یخلق اللہ بقدر الحسنات اجساماً نورانیۃ وبقدر السیئات اجساما ظلمانیۃ فتوزن تلک الاجسام۔ ھذا والحق ما قدمنا من التوقف فی الکیفیۃ، لان الدلائل لما دلت علی ثبوت المیزان نعتقد حقیتہ ولا نشتغل بکیفیتہ ونکل علم ذلک الی اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ قادر علی ان یعرف عبادہ مقادیر اعمالھم بای طریق شاء۔

(ترجمہ:) ''بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ نیکیوں کی مقدار نورانی اجسام پیدا کرے گا اور گناہوں کی مقدار ظلمانی اجسام پیدا کرے گا پھر ان اجسام کا وزن کیا جائے گا۔ یہ بات بھی ہے لیکن حق وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کیا کہ میزان کی کیفیت میں توقف کیا جائے گا کیونکہ دلائل جب میزان کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں تو ہم اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے بندوں کے اعمال کی مقادیر کی پہچان اپنے بندوں کو جس طریقے سے چاہے کرائے''۔

فان قیل: لم جمع الموازین وھو واحد؟ اجیب: بان الموازین جمع موزون، کمناشیر جمع منشور، وھو العمل الذی لہ وزن وخطر عند اللہ، او جمع میزان، وذکرہ بلفظ الجمع استعظاماً لہ۔

(ترجمہ:) ''اگر یہ سوال کیا جائے کہ میزان ایک ہے تو قرآن میں اس کی جمع موازین کیوں لائی گئی؟ جواب یہ دیا جائے گا کہ موازین، موزون کی جمع ہے جیسے مناشیر، منشور کی جمع ہے اور موزون وہ عمل ہے جس کا وزن اور مقام ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں، یا موازین، میزان کی جمع ہے اور لفظ جمع کا ذکر اس کی عظمت کے پیش نظر کیا ہے''۔

(وقراءۃ الکتب یوم القیامۃ حق) قال اللہ تعالیٰ: "ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا، اقرا کتابک" (الاسراء:13، 14) ویعطی الکتاب المؤمن بیمینہ و کتاب الکافر بشمالہ او من وراء ظھرہ قال اللہ تعالیٰ: "فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ھاؤم اقراؤا کتابیہ "الی قولہ" واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یلیتنی لم اوت کتابیہ" (الحاقہ:19تا25) وقولہ تعالیٰ: "واما من اوتی کتابہ وراء ظھرہ فسوف یدعوا ثبورا ویصلیٰ سعیرا" الی قولہ: انہ ظن ان لن یحور" (الانشقاق:10تا14)، ای: ما یرجع۔ وھی کتب کتبھا

الحفظة ایام حیاتھم فی الدنیا. قال الله تعالیٰ:"ام یحسبون انالانسمع سرھم ونجوھم بلی ورسلنالدیھم یکتبون" (الزخرف:80).

(ترجمہ:)''قیامت کے دن نامہ اعمال پڑھنا حق ہے:اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ونخرج له یوم القیامة کتابایلقاه منشورا،اقرا کتابك (الاسراء:13،14)

ترجمہ:''اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا فرمایا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ!''۔

مومن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کافر کو اس کے بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ. اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ. فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ. قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ. کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ. وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ. (الحاقہ 19-25)

ترجمہ:''تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو، مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا،تو وہ من مانتے چین میں ہے، بلند باغ میں،جس کے خوشے جھکے ہوئے،کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا اور وہ جو اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ نہ دیا جاتا''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ. فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا. وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا. اِنَّهٗ کَانَ فِیْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا. اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ. (الانشقاق:10-14)

ترجمہ:''اور وہ جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے،وہ عنقریب موت مانگے گا،اور بھڑکتی آگ میں جائے گا، بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا،وہ سمجھا کہ اسے پھرنا نہیں''۔

یہ وہ کتابیں ہیں کراماً کاتبین نے لوگوں کے دنیاوی زندگی میں لکھی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَکْتُبُوْنَ. (الزخرف:80)

ترجمہ:''کیا وہ اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں''۔

البعث والرؤیة والشفاعة حق وتفضیل عائشة رضی اللہ عنہا وبراءتہما عما قیل فیہا وخلود اھل الجنة وھل النار فیہما۔

(ترجمہ:) ''مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تفضیل اور آپ کے بارے میں جو کہا گیا اس سے براءت کا بیان اور اہل جنت کا جنت میں اور اہل دوزخ کا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا بیان''۔

قال:(والثانی عشر :نقر بان اللہ تعالیٰ یحیی ھذہ النفوس بعد الموت ویبعثھم فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة للجزاء والثواب واداء الحقوق ۔لقولہ تعالیٰ:"وان اللہ یبعث من فی القبور" (الحج: 7)، ولقاء اللہ تعالیٰ لاھل الجنة حق بلا کیفیة ولاتشبیہ ولا جھة ۔وشفاعة نبینا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم حق لکل من ھو من اھل الجنة ۔وان کان صاحب الکبیرة۔ وعائشة بعد خدیجة الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل نساء العالمین وام المؤمنین، ومطھرة عن الزنا بریئة عما قالت الروافض، فمن شھد علیھا بالزنا فھو ولد الزنا ۔واھل الجنة فی الجنة خالدون،واھل النار فی النار خالدون لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین:"

(ترجمہ:) ''امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: بارہویں خصلت یہ ہے کہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد ان نفوس کو زندہ فرمائے گا اور اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے جزاء اور ثواب کے لیے انہیں اٹھائے گا اور حقوق کی ادائیگی کے لیے بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وان اللہ یبعث من فی القبور'' (الحج:7) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات اہل جنت کے لیے حق ہے بغیر کیفیت، بغیر تشبیہ اور بغیر کسی جہت کے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حق ہے ہر اس کے لیے جو اہل جنت میں سے ہے اگرچہ کبیرہ گناہ والا ہو اور حضرت عائشہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد سارے جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور آپ مومنوں کی ماں ہیں زنا سے پاک ہیں آپ ان باتوں سے بری ہیں جو رافضیوں نے کہی ہیں لہذا جو شخص آپ پر زنا کی گواہی دیتا ہے وہ خود زنا کی پیداوار ہے۔ اور اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور اہل دوزخ، دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے حق میں فرمایا:

اولئک اصحاب الجنة ھم فیھا خالدون۔ (البقرۃ:82)

ترجمہ: ''یہی جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اور کافروں کے حق میں فرمایا:

اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون (البقرۃ:39)

ترجمہ: ''یہی جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اقول اختلف الناس في المعاد فاطبق المليون على المعاد البدني بعد اختلافهم في معنى المعاد فمن ذهب الى امكان اعادة المعدوم قال: ان الله تعالىٰ يعدم المكلفين ثم يعيدهم۔ ومن ذهب الىٰ امتناع اعادة المعدوم قال: ان الله تعالىٰ يفرق اجزاء ابدانهم الاصلية ثم يؤلف بينها و يخلق فيها الحياة۔

(ترجمہ:)''علامہ اکمل الدین بابرتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ لوگوں کا معاد (مرنے کے بعد دوبارہ لوٹائے جانے) کے بارے میں اختلاف ہے۔تمام مسالک کا معادِ بدنی پر اتفاق ہے ہاں معاد کے معنی میں اختلاف ہے بعض کا مذہب یہ ہے کہ معدوم کا لوٹ آنا ممکن ہے اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مکلفین کو ختم کرتا ہے پھر انہیں لوٹائے گا اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ معدوم کا اعادہ ناممکن ہے اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ابدانِ اصلیہ کے اجزاء کو جدا جدا کرتا ہے پھر انہیں آپس میں ملا دے گا اور ان میں زندگی پیدا فرمائے گا''۔

واما الانبياء عليهم السلام الذين سبقوا علىٰ نبينا محمد عليه السلام فالظاهر من كلام اممهم ان موسىٰ عليه السلام لم يذكر المعاد البدني ولا انزل عليه في التوراة لكن جاء ذلك في كتب الانبياء عليهم السلام الذين جاؤا بعده كحزقيل وشعيباً عليهما السلام ولذلك اقر اليهود به۔ واما في الانجيل فقد ذكر ان الاخبار يصيرون كالملائكة وتكون لهم الحياة الابدية والسعادة العظيمة والاظهر ان المذكور فيه المعاد الروحاني۔

(ترجمہ:)''وہ انبیاء کرام علیہم السلام جو ہمارے نبی حضرت محمد علیہ السلام سے پہلے گزرے تو ان کی امتوں کے کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معادِ بدنی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان پر توراۃ میں معادِ بدنی کا ذکر نازل کیا گیا لیکن دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جو ان کے بعد تشریف لائے جیسے حضرت حزقیل اور حضرت شعیب علیہما السلام ان کی کتب میں اس کا ذکر آیا ہے اسی وجہ سے یہود نے اس کا اقرار کیا۔

رہا معاملہ انجیل کا تو ذکر کیا گیا ہے کہ نیک لوگ فرشتوں کی طرح ہو جائیں گے اور ان کے لیے حیات ابدی اور سعادتِ عظمیٰ حاصل ہوگی۔زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں معادِ روحانی کا ذکر کیا گیا ہے''۔

واما القرآن الكريم فقد جاء فيه الروحاني والجسماني .اما الروحاني فقوله تعالىٰ:"فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين"(السجدة:17)وقوله تعالىٰ:"للذين احسنوا الحسنى وزيادة"(يونس:26)واما الجسماني فقد جاء في القرآن العظيم اكثر من ان يحصى واكثره مما لايقبل التاويل. كقوله تعالىٰ:"من يحيي العظام وهي رميم .قل يحييها الذي انشاها اول مرة. وهو بكل خلق عليم"(يس: 79،78) وقوله تعالىٰ: "فاذا هم من الاجداث الى ربهم ينسلون" (يس: 51)وقوله تعالىٰ:"وقالوا لجلودهم لم شهدتم علينا"(فصلت: 21)وقوله تعالى:" افلا يعلم اذا بعثر ما في القبور"(العاديات: 9) وما استدل به في المتن من قوله تعالىٰ:"وان الله يبعث من في القبور"(الحج:7)الىٰ غير ذلك مما لايحصى.

(ترجمہ:)''اور قرآن کریم میں معادِ روحانی اور جسمانی کا ذکر آیا ہے۔معادِ روحانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين (السجدة:17)

ترجمہ:''تو کسی جان کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے چھپا رکھی ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

للذين احسنوا الحسنى وزيادة (یونس:26)

ترجمہ:''بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے زائد بھی''۔

اور معادِ جسمانی کے بارے میں قرآن عظیم میں بے شمار مقامات پر حکم آیا ہے ان میں سے بہت سے وہ مقامات ہیں جو قابل تاویل نہیں ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

من يحيي العظام وهي رميم .قل يحييها الذي انشاها اول مرة.وهو بكل خلق عليم

(یس:78،79)

ترجمہ:''اس نے کہا: ایسا کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ گل گئیں ،اے محبوب فرمادو! انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں پیدا کیا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فاذا هم من الاجداث الى ربهم ينسلون (سیدنا یس:51)

ترجمہ:''جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وقالوا لجلودهم لم شهدتم علينا (فصلت:21)

ترجمہ: ''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: تم نے ہم پر کیوں گواہی دی''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

افلا يعلم اذا بعثر ما في القبور (العادیات:9)

ترجمہ: ''تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں''۔

اور وہ آیت جس سے متن میں امام ابوحنیفہ نے استدلال کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وان الله يبعث من في القبور۔

ترجمہ: ''اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں''۔

اور ان کے علاوہ بے شمار آیات ہیں''۔

واذا عرف هذا فنقول: اجمع المسلمون على ان الله تعالىٰ يحيي الابدان بعد موتها وتفرقها لانه ممكن عقلاً. والصادق اخبر به فيكون حقاً. اما امكانه فلانه انما يثبت بالنظر الى القابل والفاعل: اما بالنظر الى القابل فلان اجزاء الميت قابلة للجمع والحياة والا-- اى: ان لم تكن للجمع والحياة لم تتصف بالجمع والحياة اولا. وهو باطل۔

(ترجمہ:) ''جب یہ بات پہچان لی گئی تو ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ بدنوں کو موت اور ان کے جدا کرنے کے بعد انہیں زندہ فرمائے گا کیونکہ یہ عقلاً ممکن ہے اور صادق نے اس کی خبر دی لہذا وہ سچی ہے۔ بہر حال اس کا ممکن ہونا تو وہ اس طرح ہے کہ اس کا ثبوت قابل اور فاعل کی طرف دیکھنے سے ہوتا ہے: قابل کی طرف نظر یوں ہے کہ میت کے اجزاء اکٹھے ہونے اور زندگی کے قابل ہیں ورنہ یعنی اگر اجزاءِ میت اکٹھے ہونے اور زندگی کے قابل نہ ہوں تو پہلے ہی وہ اکٹھے ہونے اور زندگی کی قابلیت سے متصف نہ ہوتے اور یہ باطل ہے''۔

واما بالنظر الى الفاعل فلان الله تعالىٰ عالم باعيان اجزاء كل شخص على التفصيل اصلية كانت او فضلية، لكونه عالماً بجميع الجزئيات، وقادراً على جمع الاجزاء الاصلية لكل واحد وايجاد الحياة فيها لشمول قدرته كل الممكنات واذا كان كذلك وجب ان يكون احياء الابدان ممكناً۔

(ترجمہ:)''رہا معاملہ فاعل کی طرف دیکھنے کا تو وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اجزاء کے اعیان کو تفصیلی طور پر جاننے والا ہے وہ اجزاء خواہ اصلی ہوں یا فضلی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام جزئیات کا عالم ہے اور ہر ایک کے اجزاء اصلیہ کے جمع کرنے اور ان میں حیات ڈالنے پر قادر ہے کیونکہ اس کی قدرت تمام ممکنات کو شامل ہے جب معاملہ ایسا ہے تو ثابت ہوا کہ ابدان کا زندہ ہونا ممکن ہے''۔

واما اخبار الصادق به فلانه ثبت بالتواتر ان النبی علیه السلام کان یثبت المعاد الجسمانی،وقد تلی علیك الان بعض ماجاء فی الکلام العزیز۔

(ترجمہ:)''اور رہا معاملہ اس کے بارے میں سچی اخبار کا تو تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ معادِ جسمانی کو ثابت فرمایا کرتے تھے اور اے مخاطب! تجھ پر کلام عزیز کی بعض آیات تلاوت کی جا چکی ہیں''۔

فان قیل:کلام الامام رحمه الله فی المتن لایدل علی المعاد الجسمانی لانه ذکر ان الله تعالیٰ یحیی هذه النفوس بعد الموت وهو لایفید اعادة البدن. اجیب:بان المراد منه البدن بدلیل الدلیل وهو قوله تعالیٰ:"وان الله یبعث من فی القبور"(الحج: 7) اذلاخفاء ان ما فی القبور هو البدن ویمکن این یکون اختیاره هذه اللفظة نفیا لقول من ینفی المعاد الروحانی والجسمانی،فقال:"هذه النفوس"اشارة الیٰ حشر الارواح،واشار بالدلیل الیٰ حشر الاجساد۔

(ترجمہ:)''اگر کہا جائے کہ امام رحمہ اللہ کا متن میں کلام معادِ جسمانی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ آپ نے اس میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد ان نفوس کو زندہ کرے گا وہ بدن کے اعادہ کا فائدہ نہیں دیتا؟

جواب دیا جائے گا کہ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے مراد بدن ہے اس کی دلیل آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کرنا ہے:

وان الله یبعث من فی القبور۔

ترجمہ:''اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں''۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کچھ پوشیدگی نہیں کہ قبور کے اندر بدن ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ اس لیے اختیار فرمائے تاکہ اس کے قول کی نفی ہوجائے جو معادِ روحانی وجسمانی کی نفی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا:یہ نفوس:اس میں ارواح کے حشر کی طرف اشارہ ہے اور آپ نے دلیل سے

اجسام کے حشر کی طرف اشارہ کیا ہے"۔

ومن الناس من انكر الحشر الجسماني واستدل بوجوه: الاول: انه لو ثبت المعاد الجسماني فاما ان يكون وصول الثواب والعقاب في الافلاك او في العناصر والثاني هو التناسخ والاول يوجب انخراق الافلاك ويلزم ايضاً حصول الجنة فوق الافلاك لان وصول الثواب الى المكلف في الجنة والجنة في السماء على تقدير ثبوتها فيلزم عدم كرية الافلاك، وايضاً يلزم دوام الاختراق مع دوام الحياة وهو ممتنع وايضاً يلزم ان تكون القوة الجسمانية غير متناهية التحريك لان وصول الثواب دائماً ووصول العقاب بالنسبة الى البعض دائماً يوجب التحريكات غير المتناهية۔

(ترجمہ:)"کچھ لوگوں نے حشر جسمانی کا انکار کیا اور انہوں نے کئی وجوہ سے اس پر استدلال کیا۔ اول: اگر معاد جسمانی ثابت ہوتو ثواب وعقاب کا ملنا یا تو افلاک میں ہوگا یا عناصر میں، دوسری صورت تناسخ ہے اور پہلی افلاک کے پھٹنے کو ثابت کرتی ہے (یہ دونوں باتیں درست نہیں)۔

اوراس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ جنت افلاک کے اوپر ہو کیونکہ مکلف کو ثواب جنت میں ملے گا اور برتقدیر ثبوتِ جنت، جنت آسمان میں ہے تو اس سے کرہ افلاک کا نہ ہونا لازم آتا ہے اوراس سے دوامِ حیات کیساتھ دوامِ جدائی لازم آتی ہے جو کہ محال ہے اوراس سے بدن کا بغیر توالد کے پیدا ہونا لازم آئے گا جو کہ ناممکن ہے اوراس سے ایسی قوت جسمانی لازم آئے گی جس کا حرکت دینا غیر متناہی ہے کیونکہ ثواب کا پہنچنا ہمیشہ ہوگا اور عذاب کا پہنچنا بعض کو ہمیشہ ہوگا جو غیر متناہی حرکت دینے کو ثابت کرتا ہے"۔

واجيب عن هذه الوجوه بانها استبعادات ولا امتناع في شئ مما ذكروا، وايضاً الافلاك حادثة لما ذكر ان ما سوى الله حادث، فيكون عدمها جائزاً وحينئذ جاز انخراقها ايضاً، وحصول الجنة في الافلاك جائز، وكريتها ممنوعة ولئن سلم فلا تنافي ودوام الحياة مع دوام الاختراق ممكن، لان الله تعالىٰ قادر على كل مقدور والتولد ممكن كما في حق آدم والقوة الجسمانية قد لاتتناهى انفعالاتها وكذا فعلها بواسطة فكانت الضرورة قاضية بثبوت المعاد الجسماني من دين محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(ترجمہ:)"ان تمام وجوہ کا یوں جواب دیا گیا ہے کہ یہ باتیں بہت بعید ہیں مذکورہ اشیاء میں کوئی چیز ناممکن نہیں اور یہ بات بھی ہے کہ افلاک حادث ہیں کیونکہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ

حادث ہے لہٰذا افلاک کا معدوم ہونا ممکن ہے اور اس وقت اس کا پھٹ جانا بھی ممکن ہے اور جنت کا افلاک میں ہونا بھی ممکن ہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ کرہ افلاک اس کے لیے رکاوٹ ہے تو بھی اس میں کوئی منافات نہیں اور دوامِ حیات، دوام جدائی کیساتھ ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر مقدور پر قادر ہے اور بغیر توالد کے پیدا ہونا ممکن ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہو چکا ہے اور قوت جسمانی کی حرکات غیر متناہی ہوتی ہیں اور اسی طرح واسطے کے ذریعے قوتِ جسمانی کا فعل، لہٰذا حضرت سیدنا محمد ﷺ کے دین میں معادِ جسمانی کے ثبوت کا فیصلہ بداہت کرتی ہے"۔

دیدار باری تعالیٰ حق ہے:

قوله: (ولقاء الله تعالیٰ لاهل الجنة حق) يعنی الله تعالیٰ يصح ان يرى فی الآخرة ،بمعنى انه ينكشف لعباده المومنين فی الآخرة انكشاف البدر المرئی خلافا للمعتزلة۔

(ترجمہ:) "امام ابوحنیفہ کا فرمان: اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات حق ہے: یعنی یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آخرت میں دیکھا جائے گا اس معنی کیساتھ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے لیے آخرت میں چودھویں کے چاند کی طرح منکشف ہوگا اور دکھائی دیا جائے گا اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے"۔

قوله: (بلا كيفية ولاتشبيه ولاجهة۔) يعنی من غير ارتسام صورة المرئی فی العين او اتصال شعاع خارج من العين الى المرئی وحصول مواجهة، خلافا للمشبهة والكرامية، فانهم جوزوا الرؤية لاعتقادهم كونه تعالیٰ فی الجهة والمكان، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا۔

(ترجمہ:) "امام ابوحنیفہ کا فرمان: بغیر کیفیت وتشبیہ وجہت کے: یعنی دیکھی جانے والی صورت کا آنکھ میں محفوظ ہوئے بغیر یا جسے دیکھا جارہا ہے اس کی طرف آنکھ میں بغیر کسی خارجی شعاع کے ملنے کے اور کسی جہت کے حاصل ہونے کے بغیر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اس میں مشبہہ اور کرامیہ کا اختلاف ہے کیونکہ انہوں نے اس طرح کی رؤیت ممکن قرار دی ہے اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے"۔

واعتمادنا فی ذلك على الادلة السمعية ونشتغل بالمعقول فی دفع شبههم ۔اما الاول۔وهو صحة الرؤية۔ فيدل عليه وجوه:

(ترجمہ:) "اس بارے میں ہمارا اعتماد شرعی دلائل پر ہے اور ان کے شبہات دور کرنے کے لیے ہم عقلی جوابات میں مشغول ہوتے ہیں"۔

الاول:ان موسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ سال الرویۃ،فلو استحالت الرویۃ لکان سوال موسیٰ جھلا وعبثا۔الثانی:ان اللہ تعالیٰ علق الرویۃ باستقرار الجبل،واستقرار الجبل من حیث ھو ممکن فکذا المعلق باستقرار الجبل ایضاً ممکن،فالرویۃ ممکنۃ۔

(ترجمہ:)''پہلی بات: دیدارِ خداوندی کے قول کے درست ہونے پر کئی دلائل ہیں:

پہلی دلیل: حضرت موسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ نے دیدار کا سوال کیا اگر دیدار خداوندی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال جہالت پر مبنی ہوتا اور بیکار ہوتا (معاذ اللہ!لہذا معلوم ہوا کہ دیدار خداوندی ممکن ہے)۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کے جواب میں) دیدار کو پہاڑ کے برقرار رہنے پر معلق فرمایا اور پہاڑ کا برقرار رہنا ممکن ہے لہذا جس کو پہاڑ کے برقرار رہنے پر معلق کیا گیا وہ بھی ممکن ہے لہذا دیدار خداوندی ممکن ہے''۔

الثالث:قولہ تعالیٰ:وجوہ یومئذ ناضرۃ،الیٰ ربھا ناظرۃ۔وجہ الاحتجاج ان النظر اما ان یکون عبارۃ عن الرویۃ او عن تقلیب الحدقۃ نحو المرئی طلبا للرویۃ،والاول ھو المطلوب والثانی تعذر حملہ علی ظاھرہ،فیحمل علی الرویۃ التی ھی کالمسبب للنظر بالمعنی الثانی، واطلاق السبب وارادۃ المسبب من احسن وجوہ المجاز۔

(ترجمہ:)''تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ:22،23)

ترجمہ:''اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے''۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ نظر یا تو دیکھنے سے عبارت ہوتی ہے یا آنکھ کی پُتلی کو جھکانے سے طلب دیدار میں جسے دیکھا جارہا ہے اس کی طرف، پہلی صورت ہی مطلوب ہے دوسری صورت کو ظاہر پر محمول کرنا مشکل ہے لہذا اسے اس دیدار پر محمول کیا جائے گا جو مسبب کی طرح ہے نظر کے دوسرے معنی لینے کی صورت میں اور سبب بول کر مسبب مراد لینا وجوہ مجاز میں بہترین صورت ہے''۔

الرابع:قولہ تعالیٰ: کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون۔وجہ الاحتجاج انہ تعالیٰ اخبر عن الکفار علیٰ سبیل الوعید انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون،وذلک یدل علی ان المومنین یومئذ غیر محجوبین عن ربھم،والا لم یکن للاخبار عن الکفار علیٰ سبیل الوعید انھم عن

ربھم یومئذلمحجوبون فائدۃ،واذالم یکن المومنون یومئذعن ربھم محجوبون فیرونہ۔

(ترجمہ:)''چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کلا انھم عن ربھم یومئذلمحجوبون (المطففین:15)

ترجمہ:''ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے''۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں بطورِ وعید یہ خبر دی کہ وہ اس دن اپنے رب سے پردے میں رہیں گے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مومن اس دن اپنے رب سے پردے میں نہیں ہوں گے ورنہ کفار کے بارے میں بطور وعید یہ خبر دینا کہ وہ اس دن اپنے رب سے پردے میں ہوں گے اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا لہٰذا مومن جب اس دن اپنے رب سے پردے میں نہیں ہوں گے تو اس کا دیدار کریں گے''۔

وفی ھذہ الوجوہ کلھا سوالات واجوبۃ تطلب فی المطولات۔

(ترجمہ:)''ان تمام وجوہ پر سوالات اور ان کے جوابات ہیں جنہیں عقائد کی بڑی کتابوں میں تلاش کیا جائے''۔

اما الثانی:وھو ان یری بلاتشبیہ ولاارتسام صورۃ المرئی فی العین او اتصال الشعاع الی المرئی او حصول المواجھۃ فلما عرف ان اللہ تعالیٰ منزہ عن الجھۃ مقدس عن المکان متعال عن المواجھۃ۔

(ترجمہ:)''دوسری بات: دیکھی جانے والی صورت کا آنکھ میں محفوظ ہوئے بغیر یا جسے دیکھا جارہا ہے اس کی طرف آنکھ میں بغیر کسی خارجی شعاع کے ملنے کے یا کسی جہت میں ہونے کے بغیر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ ہے، مکان سے پاک ہے اور جہت میں آمنے سامنے ہونے سے بہت بلند ہے''۔

واحتجت المعتزلۃ بوجوہ:منھا قولہ تعالیٰ:"لاتدرکہ الابصار"فانہ یقتضی ان لا تدرکہ الابصار فی شئ من الاوقات،لان قولنا:"تدرکہ الابصار"یناقض قولنا:"لاتدرکہ الابصار"بدلیل استعمال کل من القولین فی تکذیب الاخر، وصدق احد النقیضین یستلزم کذب الآخر، وصدق قولہ تعالیٰ:"لاتدرکہ الابصار"یوجب کذب قولنا:"تدرکہ الابصار"و کذبہ یستلزم کذب قولنا:"یدرکہ بصر واحداوبصران"،اذلاقائل بالفراق۔

(ترجمہ:) ''اور معتزلہ نے (دیدار خداوندی کے انکار پر) کئی وجوہ سے استدلال کیا ہے۔

معتزلہ کی پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لاتدرکہ الابصار (الانعام:103) ترجمہ: آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ یہ آیت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ کسی بھی وقت آنکھوں سے اس کا ادراک نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہمارا یہ کہنا کہ ''آنکھیں اس کا ادراک کرتیں ہیں'' یہ ہمارے قول ''آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں'' کے مخالف ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے ہرایک کا استعمال دوسرے کی تکذیب میں ہوتا ہے اور نقیضین میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: لاتدرکہ الابصار آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں۔ یہ سچا ہے جو ہمارے قول ''آنکھیں اس کا ادراک کرتیں ہیں'' کے جھوٹا ہونے کو ثابت کرتا ہے اور اس قول کا جھوٹا ہونا یہ ہمارے قول: ''ایک آنکھ یا دو آنکھیں اس کا ادراک کرتی ہیں'' کے جھوٹا ہونے کو مستلزم ہے کیونکہ فرق کیساتھ کوئی قائل نہیں''۔

واجیب:بأن الادراك هو الاحاطة، وهى رؤية الشى من جميع جوانبه ،لان اصله من اللحوق، والاحاطة انما يتحقق فى المرئى الذى يكون له جوانب ،فمعنى الآية:نفى الرؤية علىٰ سبيل الاحاطة،ولايلزم من نفى الرؤية على سبيل الاحاطة نفى الروية، فان نفى الروية علىٰ سبيل الاحاطة اخص من نفى الروية مطلقاً،ولايلزم من نفى الاخص نفى الاعم۔

وايضاً:معنى الاية:لاتدركه جميع الابصار، وذلك لان الابصار جمع معرف باللام مفيد للعموم، فلايناقض ادراك بعض الابصار۔

(ترجمہ:) ''معتزلہ کی پہلی دلیل کا جواب: اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ادراک، احاطہ کو کہتے ہیں اور احاطہ کسی چیز کو اس کے جمیع اطراف سے دیکھنے کا نام ہے کیونکہ اس کی اصل لحوق ہے اور احاطہ اس دیکھی جانے والی چیز میں متحقق ہوتا ہے جس میں اطراف ہوں لہذا آیت کا یہ معنی ہوا کہ احاطہ کے طریقے پر دیدار نہیں ہوگا۔ احاطہ کے طریقے پر دیدار کی نفی سے اصل دیدار کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ احاطہ کے طریقے پر دیدار کی نفی مطلقاً دیدار کی نفی سے اخص ہے اور اخص کی نفی سے اعم کی نفی لازم نہیں آتی۔

دوسرا جواب: (اگر ادراک، رؤیت کے معنی میں ہوتو) آیت کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ تمام آنکھیں اس کا دیدار نہیں کریں گی یہ اس لیے کہ الابصار جمع معرف باللام ہے جو عموم کا فائدہ دے رہی ہے لہذا یہ آیت بعض آنکھوں کے دیکھنے کے مخالف نہیں''۔

ومنها قوله تعالىٰ لموسى عليه السلام:"لن ترانى" وجه الاستدلال ان كلمة "لن"

لتابيد النفي بدليل قوله:"قل لن تتبعونا".فنفي الروية علىٰ سبيل التابيد في حق موسىٰ عليه السلام يستلزم نفيها في حق غيره. اذلا قائل بالفرق.

(ترجمہ:)''معتزلہ کی دوسری دلیل:اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لن ترانی (الاعراف:143) تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا۔وجہ استدلال یہ ہے کہ کلمہ''لن'' ہمیشگی کی نفی کے لیے آتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

قل لن تتبعونا۔ (الفتح:15)

ترجمہ:''فرمادو!ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ''۔

لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں دیدار کی ہمیشہ کے لیے نفی دوسروں کے حق میں اصل دیدار کی نفی کو مستلزم ہے کیونکہ فرق کا کوئی بھی قائل نہیں (کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار نہ ہو اور عام لوگوں کو دیدار ہو جائے)''۔

واجيب:بأنا لانسلم ان كلمة "لن" لتابيد النفي، بل لتاكيد النفي، بدليل قوله تعالىٰ: "ولن يتمنوه ابدا بما قدمت ايديهم"،فانه قيد بقوله "ابدا"،ومع هذا لم يستلزم تابيد النفي،لانهم يتمنون في الآخرة.علىٰ ان نفي الروية على التابيد لايقتضي نفي صحة الروية.

(ترجمہ:)''معتزلہ کی دوسری دلیل کا جواب: ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ کلمہ''لن'' ہیشگی کی نفی کے لیے آتا ہے بلکہ نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیهم (البقرۃ:95)

ترجمہ:''اور ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے''۔

کیونکہ لن کو مقید کیا ابدًا کیساتھ لیکن اس کے باوجود یہ ہیشگی کی نفی کو مستلزم نہیں کیونکہ وہ آخرت میں موت کی تمنا کریں گے۔مزید براں یہ کہ دیدار کی ہیشگی کی نفی اصل دیدار کی نفی کے درست ہونے کا تقاضہ نہیں کرتی''۔

ومنها ان الابصار في الشاهد تجب له شروط ثمانية:سلامة الحواس لان عند عدمها لاتجب الروية، وكون الشئ جائز الروية، والمقابلة المخصوصة بين الرائي والمرئي كالجسم الحاذي للرائي، وكون المرئي في حكم المقابل كالاعراض القائمة بالجسم المقابل فانها في حكم محالها المقابلة، وعدم القرب المفرط وبعده، وان لايكون المرئي في غاية اللطافة، وان

لایکون فی غایۃ الصغر. وان لایکون بینھما حجاب. لانا نعلم بالضرورۃ اننا لانبصر الشئ عند عدم احد ھذہ الشروط. ونبصرہ اذا حصل ھذہ الشروط. وان لم تجب الرویۃ اذا حصل ھذہ الشروط جاز ان یکون بحضرتنا جبال واشخاص لانراھا۔ والشروط الاخیرۃ ای المقابلۃ وما فی حکمھا وعدم غایۃ القرب والبعد، وعدم غایۃ اللطافۃ، وعدم غایۃ الصغر وعدم الحجاب: لایمکن اعتبارھا فی رویۃ اللہ تعالیٰ. لان ھذہ الستۃ انما تعتبر فیما شانہ ان یکون فی جھۃ وحیز واللہ تعالیٰ منزہ عن الجھۃ والحیز۔ بقی شرطان: سلامۃ الحاسۃ وجواز الرویۃ، وسلامۃ الحاسۃ حاصلۃ الآن، فلو صح رویتہ وجب ان نراہ تعالیٰ لحصول الشرطین، واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔

(ترجمہ:) ''معتزلہ کی تیسری دلیل: حاضر کو دیکھنے کے لیے آٹھ شرائط ضروری ہیں (1) حواس سلامت ہوں کیونکہ ان کے بغیر رؤیت ثابت نہیں ہوتی۔ (2): چیز کا دیکھا جانا ممکن ہو۔ (3): دیکھنے والے اور جسے دیکھا جارہا ہو ان کے درمیان مخصوص طور پر آمنے سامنے ہونا۔ (4): جسے دیکھا جارہا ہو وہ مقابل کے حکم میں ایسے اعراض کی طرح ہو جو جسم مقابل کیساتھ قائم ہو کیونکہ اس کے محال کے حکم میں مقابلہ (آمنے سامنے ہونا) ہوتا ہے۔ (5): بہت زیادہ قربت یا بہت زیادہ دوری نہ ہو۔ (6): جسے دیکھا جارہا ہو وہ انتہائی لطیف نہ ہو۔ (7): چیز انتہائی چھوٹی نہ ہو۔ (8): ان دونوں کے مابین پردہ نہ ہو۔ ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان شرائط میں سے کسی ایک کے بھی مفقود ہوتے وقت ہم کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور جب یہ شرائط پائی جائیں تو ہم اسے دیکھ سکتے ہیں اور اگر ان شرائط کے پائے جانے کے باوجود دیکھنا ثابت نہ ہو تو ممکن ہے کہ ہمارے سامنے ایسے پہاڑ یا ایسے اشخاص موجود ہوں جنہیں ہم نہ دیکھ رہے ہوں۔ اور آخری چھ شرائط - یعنی باہم مقابل ہونا اور جو اس کے حکم میں ہے، انتہائی قربت یا انتہائی بُعد نہ ہونا، انتہائی لطافت نہ ہونا، انتہائی چھوٹا نہ ہونا اور پردہ نہ ہونا - کا اعتبار اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ممکن نہیں کیونکہ ان چھ شرائط کا اعتبار وہاں کیا جاتا ہے جو کسی جہت وحیز میں ہو جبکہ اللہ تعالیٰ جہت وحیز سے پاک ہے۔ باقی دو شرائط رہ گئیں: سلامتی حواس اور رؤیت کا ممکن ہونا اور سلامتی حواس اب حاصل ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا درست ہو تو ضروری ہے کہ ہم ان دو شرائط کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں، جب لازم باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہے''۔

والجواب: بان الغائب عن الحس وھو اللہ تعالیٰ وتقدس لیس کالشاھد، فلعل رویتہ

تتوقف علی شرط لم یحصل الآن. وھو ما یخلقه الله فی الابصار ما تقوی به علی رویته. او بانه لم تکن الرویة واجبة الحصول عند تحقق ھذہ الشرائط. فان الرویة بخلق الله تعالیٰ. والشروط الثمانیة معدات ولا تجب الرویة عند وجود معداتھا.

(ترجمہ:)''معتزلہ کی تیسری دلیل کا جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ حس سے غائب ہے جو حاضر کی طرح نہیں لہذا ہوسکتا ہے اس کا دیدار ایسی شرط پر موقوف ہو جو اب موجود نہیں اور اس شرط کو اللہ تعالیٰ آنکھوں میں پیدا کردے گا جس سے اس کے دیدار پر قوت ہو حاصل ہوگی۔

دوسرا جواب: یہ بات درست نہیں ہے کہ ان شرائط کے پائے جانے کے وقت دیکھنا ضروری ہو کیونکہ دیکھنا اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے اور آٹھوں شرطیں معدات (ایسا مواد جس سے خدمت حاصل کی جاتی ہے) ہیں اور معدات کے موجود ہونے سے رؤیت ثابت نہیں ہوتی''۔

قوله: (وشفاعة نبینا محمد علیه السلام ...الخ) شفاعة نبینا محمد علیه السلام لاھل الکبائر قبل التوبة حق، لانه تعالیٰ امر النبی بالاستغفار لذنوب المومنین بقوله: "واستغفر لذنبك وللمومنین والمومنات"، وصاحب الکبیرة مومن، لما سبق، فیستغفر له امتثالا لامرہ تعالیٰ وصیانة لعصمته صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم عن مخالفة امرہ. واذا استغفر النبی علیه السلام لصاحب الکبیرة قبل توبته، یقبل الله شفاعته علیه السلام تحصیلا لمرضاته علیه السلام لقوله تعالیٰ: "ولسوف یعطیك ربك فترضی"، ولقوله تعالیٰ: "یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا، ونسوق المجرمین الیٰ جھنم وردا، لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عھدا" ۔ وصاحب الکبیرة اتخذ عند الرحمن عھدا، فیکون داخلا تحت ھذہ الآیة۔

(ترجمہ:)''شفاعت حق ہے: امام ابوحنیفہ کا فرمان: ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت ...الخ: یعنی ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے توبہ سے پہلے حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مومنوں کے گناہوں کی بخشش مانگنے کا حکم دیا اپنے اس فرمان سے:

واستغفر لذنبك وللمومنین والمومنات (محمد ﷺ:19)

ترجمہ:''اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو!''۔

کبیرہ گناہ والا مومن ہوتا ہے اس کا بیان گزر چکا ہے چنانچہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی

بجا آوری میں اور اپنی عصمت کی وجہ سے حکم خداوندی کی مخالفت سے بچتے ہوئے مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ جب نبی علیہ السلام نے کبیرہ گناہ والے کی بخشش مانگی اس کی توبہ سے پہلے تو اللہ تعالیٰ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرماتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کے لیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ (الضحیٰ:5)

ترجمہ: ''اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:

يوم نحشر المتقين الى الرحمن وفدا، ونسوق المجرمين الى جهنم وردا، لايملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا (مریم:85،86،87)

ترجمہ: ''جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر، اور مجرموں کو جہنّم کی طرف ہانکیں گے پیاسے، لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے''۔

اور صاحبِ کبیرہ کا اللہ رحمٰن کے ہاں عہد ہے لہذا وہ اس آیت کے تحت داخل ہے۔

وقوله تعالىٰ: "ولا يشفعون الا لمن ارتضىٰ". وصاحب الكبيرة مرتضى بحسب ايمانه وطاعته. والاستثناء من النفي اثبات، فوجب ثبوت الشفاعة له. وقوله صلى الله عليه واله وسلم: "شفاعتي لاهل الكبائر من امتي" وهو حديث مشهور دال على ان شفاعة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابتة لاهل الكبائر، سواء قبل التوبة او بعدها۔

(ترجمہ:) ''اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا يشفعون الا لمن ارتضىٰ۔ (الانبیاء:28)

ترجمہ: ''اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے''۔

اور صاحبِ کبیرہ اپنے ایمان وطاعت کے مطابق چنا جائے گا اور نفی کا استثناء اثبات ہوتا ہے لہذا اس کے لیے شفاعت کا ثبوت مل گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے میری شفاعت ہوگی۔ (ابوداؤد رقم:4739، ترمذی رقم:2435)

یہ مشہور حدیث ہے جو اس بات کی دلیل کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اہل کبائر کے لیے ثابت ہے خواہ وہ توبہ سے پہلے ہو یا توبہ کے بعد''۔

شفاعت مصطفی ﷺ کے بارے میں معتزلہ کا مذہب:

وذهبت المعتزلة الى ان شفاعة النبى ﷺ لا اثر لها فى اسقاط العذاب

(ترجمہ:)''معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا عذاب کے ساقط کرنے میں کوئی اثر نہیں ہے''۔

واحتجوا بآيات: منها قوله تعالى:"واتقوا يوما لا تجزى نفس عن نفس شيئا" دلت الآية على انه لا تجزى نفس عن نفس شيئا على سبيل العموم فان النكرة فى سياق النفى تعم وتاثير شفاعة النبى عليه السلام مناف لمتقضى الاية. فلا يثبت التاثير.

(ترجمہ:)''معتزلہ کے دلائل: انہوں نے کئی آیات سے دلیل پکڑی۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

واتقوا يوما لا تجزى نفس عن نفس شيئاً۔ (البقرۃ:48)

ترجمہ:''اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی''۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی جان کسی جان کی کسی چیز کی جزاء نہیں ہو گی۔ یہ حکم عام ہے کیونکہ نکرہ جب نفی کے تحت واقع ہو تو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی تاثیر اس آیت کے مقتضی کے منافی ہے لہٰذا تاثیر ثابت نہیں ہوگی۔

ومنها قوله تعالى:"ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع" نفى الله سبحانه وتعالى الشفيع للظالمين على سبيل العموم. والعصاة ظالمون. فلا يكون لهم شفيع اصلاً.

(ترجمہ:)''دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع۔ (غافر:18)

ترجمہ:''ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے''۔

اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے شفیع کی نفی کی عموم کے طریقے پر اور گناہگار بھی ظلم کرنے والے ہیں لہٰذا ان کا کوئی بھی شفیع نہیں ہوگا''۔

ومنها قوله تعالى:"من قبل ان ياتى يوم لا بيع ولا خلة ولا شفاعة". دلت الآية على سبيل الظهور على نفى الشفاعة على الاطلاق. فيلزم نفى شفاعة النبى عليه السلام فى حق العصاة

(ترجمہ:)''تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ. (البقرۃ:254)

ترجمہ: ''وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت''۔

یہ آیت ظہور کے طریقے پر علی الاطلاق شفاعت کی نفی پر دلالت کرتی ہے لہذا گناہگاروں کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی نفی کو لازم کرتی ہے''۔

واجیب عن الکل بانھا غیر عامۃ فی الاعیان والازمان. فلا تتناول محل النزاع. ولئن سلم انھا عامۃ فی الاعیان والازمان، حتی تکون متناولۃ لمحل النزاع، فمخصوصۃ بما ذکرنا من الآیات الدالۃ علی ثبوت الشفاعۃ فی حق العصاۃ. فتاول الآیات بتخصیصھا بالکفار جمعا بین الادلۃ۔

(ترجمہ:)''معتزلہ کے دلائل کا جواب: ان تمام آیات کا جواب یہ ہے کہ یہ آیات اعیان وازمان میں عام نہیں ہے لہذا یہ محل نزاع نہیں ہے اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ اعیان وازمان میں عام ہے حتی کہ محل نزاع کو بھی شامل ہے تو یہ مخصوص ہوگی ان دلائل کیساتھ جو ہم نے آیات ذکر کی ہیں جو گناہگاروں کے حق میں شفاعت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں لہذا آیات کی تاویل کی جائے گی کہ ان آیات کا حکم کفار کیساتھ خاص ہے تاکہ دونوں قسم کے دلائل میں تطبیق ہوجائے''۔

تفضیل عائشۃ وبراءتھا عما قیل فیھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور آپ کے متعلق کہی گئی باتوں سے آپ کی براءت کا بیان:

واعلم انا نعتقد ان (عائشۃ رضی اللہ عنھا وعن ابیھا بعد خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنھا افضل نساء العالمین. وام المؤمنین. ومطھرۃ عن الزنا بریئۃ عما قالت الروافض) خذلھم اللہ تعالی (فمن شھد علیھا بالزنا فھو ولد الزنا) بل ھو کافر. لانہ ینکر الآیات الدالۃ علی براءۃ ساحتھا رضی اللہ تعالی عنھا. ومن انکر آیۃ من القرآن فقد کفر.

(ترجمہ:)''جان لے کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیھا حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور ام المؤمنین ہیں، زنا سے پاک ہیں اور آپ کے بارے میں جو روافض (اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے) نے کہا آپ اس سے بری ہیں

لہذا جس شخص نے آپ پر زنا کی گواہی دی وہ خود زنا کا بچہ ہے بلکہ کافر ہے کیونکہ وہ ان آیات کا منکر ہے جو آپ رضی اللہ عنہا کی براءت پر دلالت کرتی ہیں اور جس نے قرآن کی ایک آیت کا انکار کیا تو بے شک اس نے کفر کیا"۔

خلود اهل الجنة واهل النار فيهما۔

اہل جنت کا جنت میں اور اہل دوزخ کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا:

قوله: (واهل الجنة فى الجنة خالدون...الخ) اشارة الى ان العفو عن الكفر لايجوز عقلاً عندنا خلافا للاشعرى، وتخليد المومنين فى النار وتخليد الكافرين فى الجنة عنده يجوز عقلاً ايضاً، الاان السمع ورد بخلافه. له انه تصرف فى ملكه فلايكون ظلما، اذالظلم تصرف فى ملك الغير، وعندنا لايجوز، لان الحكمة تقتضى التفرقة بين المحسن والمسئ، ولهذا استبعدالله تعالىٰ التسوية بينهما بقوله: "ام نجعل الذين ءامنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين فى الارض ام نجعل المتقين كالفجار". "ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان نجعلهم كالذين امنوا وعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء مايحكمون". "افنجعل المسلمين كالمجرمين مالكم كيف تحكمون"۔ وتخليد المومن فى النار وتخليد الكافر فى الجنة ظلم. لانه وضع الشئ فى غير موضعه، والاساءة فى حق المحسن، والاكرام فى حق المسئ وضع الشئ فى غير موضعه فكان ظلماً، تعالىٰ عن ذلك علوا كبيرا۔

(ترجمہ:) "امام ابوحنیفہ کا قول: اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔۔۔الخ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کفر سے معافی ہمارے نزدیک عقلاً جائز نہیں برخلاف امام اشعری کے اور ان کے نزدیک مومنین کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور کفار کا جنت میں ہمیشہ رہنا بھی عقلاً جائز ہے مگر شریعت اس کے خلاف کیساتھ وارد ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے وہ اپنی بادشاہت میں جیسے چاہے تصرف کرے لہذا ظلم نہیں ہوگا کیونکہ ظلم غیر کی ملک میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں اور ہمارے نزدیک (مومنین کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور کفار کا جنت میں ہمیشہ رہنا عقلاً) جائز نہیں کیونکہ حکمت کا تقاضہ ہے کہ نیکوکار اور گناہگار کے درمیان جدائی ہو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان برابری کو بعید قرار دیا اپنے اس فرمان سے

ام نجعل الذين امنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين فى الارض ام نجعل المتقين كالفجار۔ (ص:28)

ترجمہ: ''کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرادیں''۔

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصالحات سواء محیاھم ومماتھم ساء مایحکمون. (الجاثیۃ:21)

ترجمہ: ''کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اِن کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں''۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین. مالکم کیف تحکمون (القلم:36،35)

ترجمہ: ''کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں، تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو''۔

مومن کا جہنم میں ہمیشہ رہنا اور کافر کا جنت میں ہمیشہ رہنا ظلم ہے کیونکہ یہ غیر محل میں چیز کا رکھنا ہے اور نیکوکار کے حق میں برائی اور گناہگار کے حق میں عزت افزائی چیز کو غیر محل میں رکھنا ہے لہذا یہ ظلم ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے''۔

والتصرف فی ملکہ انما یجوز اذا کان علیٰ وجہ الحکمۃ، واما علیٰ خلاف الحکمۃ یکون سفھا. فثبت ان اھل الجنۃ فی الجنۃ خالدون، واھل النار فی النار خالدون. کما قال اللہ تعالیٰ فی حق اھل الجنۃ: "اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون". وفی حق اھل النار: "اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون".

(ترجمہ:) ''اور اپنی بادشاہت میں تصرف اس وقت جائز ہوتا ہے جب وہ حکمت کے تقاضے کے مطابق ہو اور خلافِ حکمت بے وقوفی ہوتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور اہل دوزخ، دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے حق میں فرمایا:

اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون. (البقرۃ:82)

ترجمہ: ''یہی جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اور اہل دوزخ کے حق میں فرمایا:

اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون. (البقرۃ:39)

ترجمہ: ''یہی جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

ذکر الشیخ ابو منصور الماتریدی رحمہ اللہ فی التوحید فی الفرق بین الکفر ومادونہ من

الذنوب فی جواز العفو عما دون الکفر وامتناعه فیه:ان الکفر مذهب یعتقد. والمذهب تعتقد للابد. فعلی ذلك عقوبته. وسائر الکبائر لا تفعل للابد. بل فی اوقات غلبة الشهوات. فعلی ذلك عقوبتها .لان الکفر قبیح لعینه لایحتمل الاطلاق ورفع الحرمة عنه .فعلی ذلك عقوبته لاتحتمل الارتفاع والعفو عنه فی الحکمة. وسائر المآثم یجوز رفع الحرمة عنها فی العقل. فکذا عقوبته. ولان العفو عن الکافر اعفو فی غیر موضع العفو. لانه ینکر المنعم ویری ذلك حقا، ولا کذلك سائر المآثم فصاحبها یعرف المنعم والعفو. فیجوز العفو عنه فی الحکمة۔

(ترجمہ:)''شیخ ابومنصور الماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوحید میں کفر سے نیچے گناہوں کی معافی کے جواز اور کفر کی معافی کے عدم جواز کے بارے میں ذکر کیا کہ کفر ایک مذہب ہے جس کا اعتقاد رکھا جاتا ہے اور مذاہب کا اعتقاد ہمیشہ کے لیے رکھا جاتا ہے لہٰذا ان کی سزا بھی ایسی ہی ہوگی یعنی ہمیشہ کے لیے اور تمام کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہمیشہ کے لیے نہیں کیا جاتا بلکہ بعض اوقات غلبہ شہوت میں کیا جاتا ہے اسی بنیاد پر ان کی سزا ہوگی (یعنی کچھ وقت کے لیے سزا ہوگی)۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کفر قبیح لعینہ ہے جو اطلاق اور اس سے حرمت کے اٹھنے کا احتمال نہیں رکھتا لہٰذا اس کی سزا اٹھ جانے اور معافی کا احتمال نہیں رکھتی حکمت کے تقاضے کے مطابق اور تمام گناہوں کی حرمت کا اٹھ جانا عقلاً جائز ہے پس ایسے ہی اس کی سزا بھی کیونکہ کافر کی معافی، معاف کرنے کی جگہ میں معافی نہیں ہے کیونکہ وہ منعم کا انکار کرتا ہے اور اسے حق جانتا ہے اور تمام گناہوں کا معاملہ ایسا نہیں ہے لہٰذا گناہگار منعم اور معافی کو پہچانتا ہے لہٰذا حکمت کا تقاضہ ہے کہ اس کی معافی جائز ہو''۔

وهذا آخر ما اردنا ایراده فی شرح هذه الوصیة المبارکة. جعله الله نافعا لطالبیه. وشافعا لمؤلفه وناظریه. والحمد لله وحده. وصلی الله علی محمد وآله۔

(ترجمہ:)''یہ آخری باتیں ہیں اس وصیتِ مبارکہ کی شرح میں لانے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے طلباء کے لیے نفع مند بنائے اور اس کے مؤلف وناظر کی شافع بنائے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو ایک ہے اے اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما!''۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ عنایت کے صدقہ سے 23 جنوری 2018ء بروز منگل شب 6 بج کر 57 منٹ پر بوقت عشاء شرح وصیتِ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تکمیل کی

سعادت نصیب ہوئی۔اے اللہ تعالیٰ میری غلطیوں اور خطاؤں سے درگزر فرما!حق کی اتباع اور باطل سے اجتناب کی توفیق عطا فرما!اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اس کے صدقے دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرما!

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه بعدد كل حرف كتب فى هذا الكتاب وجميع المكتوبات الى يوم المآب۔

مفتی حافظ حامد حسین القادری الشاذلی
ساکن بند پوسٹ آفس نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

❖❖❖❖❖